سنن ترمذی شریف اور سنن ابی داؤد شریف کی منتخب احادیث کا مجموعہ

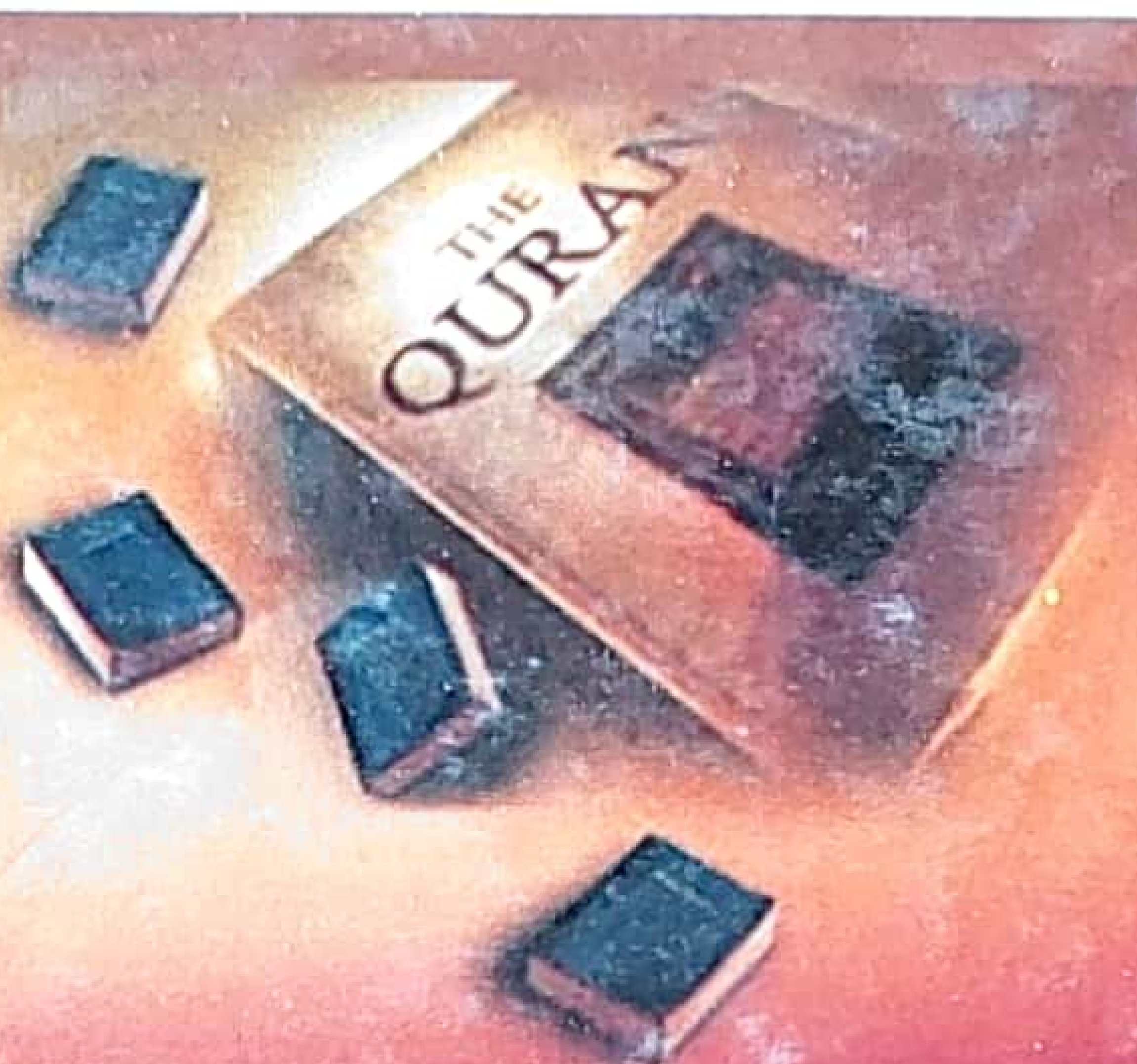

راہِ ہدایت

تالیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

اکبر بک سیلرز لاہور

سنن جامع ترمذی، سنن ابی داؤد شریف
کی منتخب احادیث کا مجموعہ

راہِ ہدایت

تالیف
الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 7352022

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	....	راہِ ہدایت
مصنف	....	مفتی غلام حسن قادری (حزب الاحناف لاہور)
پروف ریڈنگ	....	الحاج قاری محمد اصغر علی نورانی جامعہ امیر حمزہ لاہور
اشاعت	....	اکتوبر 2009ء
تعداد	....	1100
کمپوزنگ	....	فرخ علی
ناشر	....	اکبر بک سیلرز لاہور
قیمت	....	-/250 روپے

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سینٹر
40 اردو بازار لاہور

ترتیب

☆ حرف آغاز ____ ١٣
☆ مقدمہ ____ ١٦
☆ امام ترمذی ____ ٤٢
☆ جامع ترمذی ____ ٤٩
اَبْوَابُ الطَّھَارَةِ (پاکیزگی کے ابواب) ____ ٨١
☆ نماز طہارت کے بغیر اور صدقہ خیانت کے ساتھ قبول نہیں ____ ٨١
☆ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے معترض کو لاجواب کر دیا ____ ٨٢
☆ گناہ مٹانے والے اور درجات بلند کرنے والے تین کام ____ ٨٥
☆ نگاہ نبوت قبر کے اندر۔ کے حالات بھی دیکھ لیتی ہے ____ ٨٦
اَبْوَابُ الصَّلٰوةِ (نماز کے باب) ____ ٨٩
☆ اقامت کے وقت نماز کیلئے کب کھڑے ہونا چاہئے ____ ٩٠
☆ نمازیں پانچ پڑھو، ثواب پچاس کا ملے گا ____ ٩٢
☆ جمعہ اور نماز با جماعت کا اہتمام نہ کرنے والا دوزخی ہے ____ ٩٢
☆ رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ____ ٩٣
☆ حضور علیہ السلام لوگوں میں گھل مل کر رہتے تھے ____ ٩٤
☆ امام نے آیت پڑھی تو خوف خدا سے جان نکل گئی ____ ٩٦
اَبْوَابُ الْوِتْرِ (وتروں اور دیگر نفلی نمازوں کا بیان) ____ ٩٧
☆ حضور! آپ پہ درود کیسے بھیجیں؟ ____ ٩٨
اَبْوَابُ الْجُمُعَةِ (جمعہ کا بیان) ____ ٩٩

أَبْوَابُ الْعِیْدَیْنِ (عیدوں کا بیان) ۱۰۰

أَبْوَابُ السَّفَرِ (سفر کا بیان) ۱۰۰

أَبْوَابُ الزَّکٰوۃِ (زکوٰۃ کے باب) ۱۰۲

أَبْوَابُ الصَّوْمِ (روزہ کے باب) ۱۰۳

أَبْوَابُ الْحَجِّ (حج کا بیان) ۱۰۵

أَبْوَابُ الْجَنَائِزِ (جنائز کا بیان) ۱۰۶

أَبْوَابُ النِّکَاحِ (نکاح کا بیان) ۱۰۷

أَبْوَابُ الرَّضَاعِ (رضاعت کا بیان) ۱۰۸

أَبْوَابُ الطَّلَاقِ وَاللِّعَانِ (طلاق اور لعان کا بیان) ۱۱۰

أَبْوَابُ الْبُیُوْعِ (تجارتوں کا بیان) ۱۱۱

أَبْوَابُ الْأَحْکَامِ (احکام کا بیان) ۱۱۲

أَبْوَابُ الدِّیَاتِ (دیتوں کا بیان) ۱۱۳

أَبْوَابُ الْحُدُوْدِ (سزاؤں کا بیان) ۱۱۴

أَبْوَابُ الصَّیْدِ (شکار کا بیان) ۱۱۶

أَبْوَابُ الْأَضَاحِیْ (قربانیوں کا بیان) ۱۱۷

☆ چند شبہات کا ازالہ ۱۱۸

☆ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم میں حکمتیں ہیں ۱۲۰

☆ پیشِ نظر تو مرضی جاناناں چاہیے ۱۲۲

☆ قربانی وذبیحہ کے چند مسائل ۱۲۳

أَبْوَابُ النُّذُوْرِ وَالْأَیْمَانِ (نذروں اور قسموں کا بیان) ۱۲۵

أَبْوَابُ السِّیَرِ (جہادی سفروں کا بیان) ۱۲۶

أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْجِهَادِ (جہاد کی فضیلت کا بیان) ۱۲۷

أَبْوَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان) ۱۲۸

أَبْوَابُ اللِّبَاسِ (لباس کا بیان) ۱۲۹

☆ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے کس حالت میں ہم کلام ہوئے؟ ۱۳۰

أَبْوَابُ الْأَطْعِمَةِ (کھانوں کا بیان) ۱۳۲

أَبْوَابُ الْأَشْرِبَةِ (پینے کا بیان) ۱۳۳

أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ (نیکی اور صلہ رحمی کا بیان) ۱۳۴

☆ کئی نبیوں کی تعلیمات کا خلاصہ آٹھ باتوں میں ۱۳۶

أَبْوَابُ الطِّبِّ (علاج معالجہ کا بیان) ۱۳۷

أَبْوَابُ الْفَرَائِضِ (میراث کے ابواب) ۱۳۸

☆ مسائل وراثت کی احادیث ۱۳۹

أَبْوَابُ الْوَصَایَا (وصیتوں کا بیان) ۱۴۰

أَبْوَابُ الْوَلَاءِ وَالْهِبَةِ (ولاء اور ھبہ کا بیان) ۱۴۱

أَبْوَابُ الْقَدَرِ (تقدیر کا بیان) ۱۴۲

أَبْوَابُ الْفِتَنِ (فتنوں کا بیان) ۱۴۴

أَبْوَابُ الرُّؤْیَا (خوابوں کا بیان) ۱۴۵

أَبْوَابُ الشَّهَادَاتِ (گواہیوں کا بیان) ۱۴۶

أَبْوَابُ الزُّهْدِ (دنیا سے بے رغبتی کا بیان) ۱۴۷

☆ حضرت عثمان غنی اور قبر کا منظر ۱۴۸

أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِیَامَةِ (قیامت کا بیان) ۱۴۹

☆ امام اعظم علیہ الرحمۃ کی اپنے بڑے بیٹے حماد کو ایک نصیحت ۱۵۰

☆ لایعنی کام کونسا ہے؟ ۱۵۱

☆ فائدہ ۱۵۲

أَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ (جنت کا بیان) ۱۵۳

أَبْوَابُ صِفَةِ جَهَنَّمَ (دوزخ کا بیان) ۱۵۴

اَبْوَابُ الْاِیْمَانِ (ایمان کا بیان) ـــــ ۱۵۵
اَبْوَابُ الْعِلْمِ (علم کا بیان) ـــــ ۱۵۶
اَبْوَابُ الْاِسْتِیْذَانِ (اجازت طلب کرنے کا بیان) ـــــ ۱۵۸
اَبْوَابُ الْاٰدَابِ (آداب کا بیان) ـــــ ۱۵۹
اَبْوَابُ الْاَمْثَالِ (مثالوں کا باب) ـــــ ۱۶۱
اَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ (قرآن مجید کی فضیلت) ـــــ ۱۶۱
اَبْوَابُ الْقِرَاءَاتِ (مختلف قراآت کا بیان) ـــــ ۱۶۳
اَبْوَابُ تَفْسِیْرِ الْقُرْآنِ (قرآن پاک کی تفسیر کا بیان) ـــــ ۱۶۴
☆ موسیٰ علیہ السلام کتنی تجلی سے بے ہوش ہو گئے ـــــ ۱۶۵
☆ مشرق ومغرب میں جو کچھ ہے حضور علیہ السلام اس کو جان گئے ـــــ ۱۶۶
اَبْوَابُ الدُّعَاءِ (ذکر و دعا کا بیان) ـــــ ۱۶۷
☆ کسی نقش پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں ـــــ ۱۶۸
☆ سو حج، سو جہاد اور سو غلام آزاد کرنے کا ثواب ـــــ ۱۶۹
☆ نیند نہ آنے کا علاج ـــــ ۱۷۰
☆ دعاؤں کے بارے میں مختلف احادیث ـــــ ۱۷۱
اَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ (فضائل کا بیان) ـــــ ۱۷۲
☆ حضرت علی المرتضیٰ، محبوب خدا کا حلیہ مبارک بیان فرماتے ہیں ـــــ ۱۷۳
☆ زمین وآسمان پہ حضور علیہ السلام کی حکومت ہے ـــــ ۱۷۴
☆ چراغ ومسجد ومحراب ومنبر ـــــ ۱۷۵
☆ اے تیری آواز آواز خدا ـــــ ۱۷۶
☆ سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے ـــــ ۱۷۷
☆ محمد کی نسبت بڑی چیز ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ ۱۷۸
☆ روشنی کے مینار ـــــ ۱۷۹

☆ قطرہ مانگے کوئی تو اُسے دریا دے دے ـــــ ۱۸۰
☆ شمائل ترمذی کے حوالہ جات ـــــ ۱۸۳
☆ نور وحدت کا ''ٹکڑا'' ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ ۱۸۴
☆ چہرۂ انور چودھویں کا چاند ـــــ ۱۸۴
☆ چہرے کی چمک سبحان اللہ ـــــ ۱۸۶
☆ درو دیوار تیرے نور سے اب جگمگاتے ہیں ـــــ ۱۸۸
☆ حضرت سلمان فارسی کا مقدر جاگ اٹھا ـــــ ۱۸۹
☆ یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے ـــــ ۱۹۰
☆ حضور علیہ السلام کے قدم کی برکت سے جنت واجب ہوگئی ـــــ ۱۹۰
☆ تیری صورت نے نہیں ملتی کسی کی صورت ـــــ ۱۹۱
☆ ایک بکری کی کتنی دستیاں ہو سکتی ہیں؟ ـــــ ۱۹۳
☆ کھانا تو دیکھو جو کی روٹی ـــــ ۱۹۴
☆ ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو ـــــ ۱۹۵
☆ سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام ـــــ ۱۹۶
☆ کیا حضور علیہ السلام اشعار پڑھتے تھے؟ ـــــ ۱۹۸
☆ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی جلوے ـــــ ۲۰۰
☆ حضور علیہ السلام کی گھریلو مصروفیات ـــــ ۲۰۰
☆ حضور علیہ السلام کی بیرونی مصروفیات ـــــ ۲۰۱
☆ حضور علیہ السلام کی مجلس کا حال ـــــ ۲۰۲
☆ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کی زیارت سے اپنی بھوک کا علاج کر لیتے ـــــ ۲۰۳
☆ میں تھا کیا مجھے کیا بنا دیا ـــــ ۲۰۴
☆ بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ ۲۰۵
☆ حبیب خدا کا نظارہ کروں میں ـــــ ۲۰۶

Scanned with CamScanner

- دین کو دینداروں سے حاصل کرو ______ ۲۰۷
- ترمذی شریف اور فقہی مذاہب ______ ۲۰۹
- ایک بنیادی اور ضروری بحث ______ ۲۱۰
- قاعدہ اور نظریہ میں فرق ______ ۲۱۰
- فقہی مسئلہ کا علم نحو سے جواب ______ ۲۱۱
- فقہ حنفی کے ایک سو پچیس ______ ۲۱۲
- اساسی قواعد ______ ۲۱۲
- ثواب کا دارومدار نیت پر ہے ______ ۲۱۲
- امور اپنے مقاصد کے تابع ہوتے ہیں ______ ۲۱۳
- شک سے یقین زائل نہیں ہوتا ______ ۲۱۴
- ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں ______ ۲۱۵
- جو چیز ضرورۃً مباح کی گئی ہو وہ بقدر ضرورت ہی مباح ہوگی ______ ۲۱۵
- عادت کو حکم بنایا گیا ہے ______ ۲۱۶
- جب مقتضی اور مانع کے درمیان تعارض آ جائے تو مانع کو ترجیح ہوگی ______ ۲۱۶
- ہر ولایت میں اس شخص کا حق دوسروں سے مقدم ہوگا جو اس کے حقوق و مصالح کے قیام پر زیادہ قادر ہو ______ ۲۱۷
- جس چیز کا جواز عذر کی وجہ سے ہے عذر ختم ہوتے ہی جواز بھی ختم ہو جائے گا ______ ۲۱۸
- جو جز کل سے جدا نہ ہو سکتا ہو وہ کل کے ذکر کی طرح ہے ______ ۲۱۸
- جب کسی کام میں مباشر اور مسبب جمع ہو جائیں تو حکم کی نسبت مباشر کی طرف ہوگی ______ ۲۱۹
- حکم مصلحت راجحہ کے تابع ہوتا ہے ______ ۲۲۰
- جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے ______ ۲۲۰
- جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو غلبہ ہوگا ______ ۲۲۱
- گواہ پیش کرنا مدعی پر ہے اور قسم مدعیٰ علیہ پر ______ ۲۲۲

- زمانہ کی تبدیلی سے احکام میں تبدیلی کا انکار نہ کیا جائے گا ______ ۲۲۲
- حقوق باہم متعارض ہو جائیں تو کیا کیا جائے؟ ______ ۲۲۳
- عام کی تخصیص نیت کے ساتھ دیانۃً قبول ہے قضاءً نہیں ______ ۲۲۳
- قسم کا دارومدار الفاظ پر ہے نہ کہ اغراض پر ______ ۲۲۴
- جو چیز جس حالت پہ ہو اس پہ باقی رہتی ہے ______ ۲۲۴
- اصل میں بری الذمہ ہونا ہے ______ ۲۲۴
- ولایت خاصہ ولایت عامہ کے مقابلہ میں زیادہ قابل ترجیح ہوتی ہے ______ ۲۲۵
- قبل از وقت کسی شی کے حصول کی کوشش کی تو ______ ۲۲۵
- جہاں تک ممکن ہو کلام کو بامعنی بنانا اس کو مہمل بنانے سے بہتر ہے ______ ۲۲۵
- شارع کا کلام جب دو مساوی احتمال رکھتا ہو ______ ۲۲۶
- احتمال کی وجہ سے استدلال باطل ہو جاتا ہے ______ ۲۲۶
- نقصان وضرر کا ازالہ کیا جائے گا ______ ۲۲۶
- نقصان کا ازالہ نقصان کے ساتھ نہیں کیا جائے گا ______ ۲۲۷
- عام نقصان کو دور کرنے کیلئے خاص نقصان کو برداشت کیا جائے گا ______ ۲۲۷
- جب دو نقصان جمع ہو جائیں تو؟ ______ ۲۲۸
- تاسیس تاکید سے بہتر ہے ______ ۲۲۸
- سوال، جواب میں لوٹ آتا ہے ______ ۲۲۸
- حصول نفع کی بہ نسبت نقصان سے بچنا زیادہ بہتر ہے ______ ۲۲۹
- جب دو برائیاں باہم متعارض آ جائیں تو ہلکی کو اپنا لیا جائے ______ ۲۲۹
- عبادت میں ایثار مکروہ ہے ______ ۲۳۰
- جب دو امر ایک ہی طرح کے جمع ہو جائیں اور دونوں کا مقصود ایک ہو تو...... ______ ۲۳۰
- غالب اور مشہور امر کا اعتبار ہوگا نہ کہ نادر کا ______ ۲۳۱
- نقصان بھی نفع کے ساتھ ہی ہوتا ہے ______ ۲۳۲

Scanned with CamScanner

☆ غیر کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں ______ ۲۳۲

☆ اجرت اور ضمان ایک چیز میں جمع نہیں ہو سکتے ______ ۲۳۳

☆ اَلْخِرَاجُ بِالضِّمَانِ. منافع ضمانت کے عوض ہے ______ ۲۳۳

☆ اجتہاد اجتہاد کے ساتھ باطل نہیں ہوگا ______ ۲۳۴

☆ نص کی موجودگی میں اجتہاد جائز نہیں ______ ۲۳۴

☆ مسائل اجتہادیہ میں حاکم کا حکم اختلاف ختم کردیگا ______ ۲۳۴

☆ ناجائز ذرائع سے حاصل شدہ کمائی کو صدقہ کرنا ______ ۲۳۵

☆ نئے واقعہ کی نسبت اس کے قریب ترین وقت کی طرف کی جائے گی ______ ۲۳۶

☆ شک کی بنا پر کسی عمل کا اعتبار نہ ہوگا ______ ۲۳۶

☆ قلت وکثرت میں شک لاحق ہوا تو قلت کا حکم لگایا جائے گا ______ ۲۳۶

☆ کسی عمل میں تعیین شرط نہ ہو تو اس میں خطا ہو جانا نقصان دہ نہیں ہے ______ ۲۳۷

☆ اصل یہ ہے کہ کلام میں حقیقی معنی ہی مراد لیا جائے گا ______ ۲۳۷

☆ شرط میں شک پڑ جانا مشروط میں شک کو ثابت کردے گا ______ ۲۳۸

☆ عوام کے مسائل وحقوق میں حاکم وقت کے تصرفات مصلحت پہ مبنی ہوتے ہیں ______ ۲۳۸

☆ گونگے کا اشارہ معہودہ بیان کی مانند ہے ______ ۲۳۸

☆ ترجمان کا قول مطلقاً قبول کیا جائے گا ______ ۲۳۹

☆ اشیاء میں اصل جائز ہونا ہے جب تک کہ عدم اباحت پہ کوئی دلیل نہ ہو ______ ۲۴۰

☆ تصریح کے مقابلہ میں دلالت کا اعتبار نہیں ______ ۲۴۰

☆ جب مانع زائل ہو جائے تو ممنوع واپس آ جاتا ہے ______ ۲۴۱

☆ ساقط ہونیوالا حکم واپس نہیں آتا جس طرح کہ معدوم نہیں لوٹتا ______ ۲۴۱

☆ ممتنع عادی ممتنع حقیقی کی طرح ہوتا ہے ______ ۲۴۲

☆ پرانی چیز کو اس کے پرانے پن پہ ہی چھوڑا جائے گا ______ ۲۴۲

☆ حاضر شئی میں وصف لغو اور غائب میں معتبر ہوتا ہے ______ ۲۴۳

☆ سبب ملکیت کا تبدیل ہونا ذات کے تبدیل ہونے کے قائم مقام ہے ______ ۲۴۳

☆ اپنے ہی عقد کو توڑنے کی کوشش مردود ہوگی ______ ۲۴۴

☆ جو کسی چیز کا مالک ہوگا وہ اس کی ضروریات کا بھی مالک ہوگا ______ ۲۴۴

☆ شرعی سبب کے بغیر کسی غیر کا مال لینا کسی کیلئے جائز نہیں ______ ۲۴۴

☆ جب اصل ساقط ہو جائے تو فرع بھی ساقط ہو جاتی ہے ______ ۲۴۵

☆ جب کوئی شئی باطل ہوگی تو اس کے ضمن میں آنیوالی شئی بھی باطل ہو جائے گی ______ ۲۴۵

☆ جب اصل باطل ہو جائے تو اسے بدل کی طرف پھیر دیا جائے گا ______ ۲۴۵

☆ مطلق اپنے اطلاق پہ جاری رہتا ہے ______ ۲۴۶

☆ صفات عارضہ میں اصل ان کا عدم وجود ہے ______ ۲۴۶

☆ امور باطنیہ میں شئی کی دلیل ہی اس کے قائم مقام ہوتی ہے ______ ۲۴۷

☆ گواہی خلاف ظاہر کے اثبات اور قسم اصل کو باقی رکھنے کیلئے ہوتی ہے ______ ۲۴۷

☆ بندے کا اپنے اقرار کے ساتھ مواخذہ ہوگا ______ ۲۴۷

☆ کسی شئی کے بارے میں شہادت کب جائز ہوتی ہے؟ ______ ۲۴۸

☆ حرمت سے اباحت اور اباحت سے حرمت کی طرف منتقل ہونا ______ ۲۴۸

☆ حدود کو قیاس سے نہیں بلکہ توقیفی احکام ودلائل سے ثابت کرنا ہوگا ______ ۲۴۹

☆ حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں ______ ۲۴۹

☆ وجود میں تابع حکم میں بھی تابع ہی ہوتا ہے ______ ۲۵۰

☆ متبوع کے سقوط سے تابع بھی ساقط ہو جاتا ہے ______ ۲۵۰

☆ تابع متبوع پر مقدم نہیں ہوتا ______ ۲۵۱

☆ جس شئی کا عقد کرنا موکل کیلئے جائز ہے اس کیلئے وکیل بنانا بھی صحیح ہے ______ ۲۵۱

☆ کسی شرط پہ معلق چیز اسی وقت ثابت ہوگی جب شرط پائی جائے گی ______ ۲۵۱

☆ ہر نص پہ اس کے مطلق ومقید ہونے کے اعتبار سے عمل کیا جائے گا ______ ۲۵۲

☆ غیر مقصود عمل میں مشغول ہونا، مقصود عمل سے اعراض کے مترادف ہے ______ ۲۵۲

☆ ظاہر،صرف استحقاق کا دفاع کرتا ہے اس کو ثابت نہیں کرتا ___ ۲۵۳

☆ گواہ لانا اسی کے ذمہ ہوگا جس کا دعویٰ ظاہر صورت کے خلاف ہوگا ___ ۲۵۳

☆ مسلمانوں کے امور صواب وصلاح پہ محمول ہوں گے ___ ۲۵۴

☆ امین کا قول ہی بینہ کے بغیر قسم کے ساتھ معتبر ہوتا ہے ___ ۲۵۴

☆ عادت عام یا غالب ہو جائے تو اس کا اعتبار کیا جاتا ہے ___ ۲۵۵

☆ واجب کو مکمل کرنے والی شئی بھی واجب ہے ___ ۲۵۵

☆ شرط کی رعایت بقدر امکان لازم ہوتی ہے ___ ۲۵۵

☆ شرعاً ثابت ہونے والا عمل ایسے عمل پہ مقدم ہوتا ہے جو شرط سے ثابت ہو ___ ۲۵۶

☆ حکم ثابت کرنیوالا دلیل لانے کا محتاج ہوتا ہے ___ ۲۵۷

☆ گواہی حجت متعدیہ ہے اور اقرار حجت قاصرہ ہے ___ ۲۵۷

☆ آسان کام تنگی کے سبب ساقط نہیں ہوگا ___ ۲۵۸

☆ فائدہ مشقت کی مقدار حاصل ہوتا ہے اور مشقت فائدے کی مقدار ہوتی ہے ___ ۲۵۸

☆ مشقت آسانی لاتی ہے ___ ۲۵۹

☆ ممنوع وفاسد افعال کا سبب بننے والے ذرائع کو ختم کرنا ضروری ہے ___ ۲۵۹

☆ کوئی حکم فعل کی جہت سے ثابت ہو جاتا ہے جبکہ وہ قول کی نسبت سے ثابت نہیں ہوتا ___ ۲۶۰

☆ وہ حقوق جو ورثاء کی طرف منتقل ہوتے ہیں اور جو منتقل نہیں ہوتے ___ ۲۶۰

حرف آغاز

سنن اربعہ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ) کی بہت ساری احادیث بخاری ومسلم کے مجموعوں میں آ چکی ہیں اور بہت ساری احادیث کے حوالے مصابیح المشکوٰۃ میں لکھ دیے گئے ہیں اور چونکہ میری ڈائری میں ان چار کتابوں کی احادیث کے کچھ حوالہ جات لکھے ہوئے تھے اس لیے ان چاروں کتابوں کی منتخب احادیث کے حوالے دو مجموعوں میں یکجا کر دیئے گئے ہیں اور کوشش کی گئی ہے کہ اس سے پہلے تین مجموعوں میں جن حوالوں کی نشاندہی کر دی گئی ہے اس میں ان کے علاوہ احادیث کے حوالے جمع ہو جائیں۔ ان حوالوں کی نمبرنگ مجموعہ صحاح ستہ مطبوعہ دارالسلام کے مطابق ہے۔ جہاں ترمذی یا حاشیہ ترمذی کا حوالہ دیا ہے اس سے مراد مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی ہے۔ ترمذی شریف کی احادیث کے تراجم کے لئے مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب کے ترجمے سے رہنمائی حاصل کی گئی ہے۔ جبکہ سنن ابی داؤد کی احادیث اور ترجمہ کے سلسلہ میں علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری علیہ الرحمۃ کے فیوض و برکات کو سامنے رکھا گیا ہے۔ نمبرنگ موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستۃ کی ہے اور جہاں اصل کتاب ابوداؤد شریف کا صفحہ یا حاشیہ کا حوالہ دیا ہے اس سے مراد بھی ایچ ایم سعید کمپنی کی مطبوعہ ہے جبکہ انہی دو بزرگوں کی مترجم کتب سے دونوں میں سے ہر کتاب کا تعارف اور ہر دو اماموں کے حالات بھی لیے گئے ہیں۔ فقہ حنفی کے بنیادی قواعد جو کہ بعض کتب (مثلاً مجلۃ الاحکام العدلیہ جو کہ سلطنت عثمانیہ کی علماء کونسل نے مرتب کی اس کے مقدمہ) میں ننانوے اور مجامع الحقائق میں محمد بن سعید الخادمی

Scanned with CamScanner

(المتوفی ۱۱۷۶ھ) نے ایک سو چون لکھے اور پھر خود ہی اس کی شرح منافع الدقائق فی شرح مجامع الحقائق لکھی۔ اصول الکرخی میں ابوالحسن عبیداللہ بن الحسین الکرخی (متوفی ۳۴۰ھ) نے انتالیس قواعد فقیہ تحریر فرمائے جس کی شرح ابوحفص عمر بن محمد نسفی (متوفی ۵۳۷ھ) نے لکھی اور ہر قاعدہ کے تحت مسائل بھی لکھے۔ اسی طرح ''الاشباہ والنظائر'' میں زین العابدین ابراہیم بن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) نے تحریر فرمائی اور حال ہی میں علامہ محمد انور مگھالوی نے فقہ حنفی کے اساسی قواعد کے نام سے بڑی محنت سے ایک سو قواعد کو جمع کیا اور ہر قاعدے کے تحت مسائل بھی بیان کیے چنانچہ اسی کتاب سے اس کام کیلئے زیادہ تر استفادہ کیا گیا ہے۔ لیکن صرف قاعدہ کی عربی عبارت' ترجمہ اور جہاں ضرورت محسوس کی کوئی ایک مسئلہ اور اس قاعدہ کا ماخذ اگر ہوا تو اس کو بیان کر دیا جائے گا۔ زیادہ تر احادیث فقہ حنفی کی تائید کنندہ لکھی گئی ہیں۔ پھر بھی اگر کہیں کوئی شبہ پڑے تو شرح معانی الآثار اور فقہ حنفی کی کتب کی طرف رجوع فرمائیں۔ صحاح ستہ کی احادیث کو اس انداز سے جمع کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ہمارے بہت سارے مقررین وخطباء حضرات اپنی تقریروں میں غیر معتبر قصے کہانیاں بیان کر کے اپنا مقصد تو حل کر لیتے ہیں عوام کو بھی خوش کر لیتے ہیں' جبکہ دوسرے لوگ ہم پہ اعتراض کرتے ہیں کہ ان کے پاس سوائے ان قصے کہانیوں کے اور کچھ بھی نہیں۔ ہمارے مقررین کمزور باتیں بیان کرنے سے جان چھڑائیں اور کتب صحاح ستہ جو کہ ہمارے عقائد کی احادیث کا اپنے اندر ایک عظیم ذخیرہ رکھتی ہیں۔ ان احادیث کو بیان کرنے کی اپنے آپ کو عادت ڈالیں تا کہ لوگوں میں علمی شعور بھی پیدا ہو اور ہمارے دامن پہ لگا ہوا یہ داغ بھی دھل جائے۔

اس لیے علامہ اقبالؒ کی زبان میں' میں یہ عرض کر سکتا ہوں۔

اوروں کا ہے پیام اور' میرا پیام اور ہے
عشق کے دردمند کا طرز کلام اور ہے

طائر زیر دام کے نالے تو سن چکے ہو تم
یہ بھی سنو کہ نالۂ طائر بام اور ہے
آتی تھی کوہ سے صدا' راز حیات ہے سکوں
کہتا تھا مور ناتواں' لطف خرام اور ہے
جذب حرم سے ہے فروغ' انجمن حجاز کا
اس کا مقام اور ہے' اس کا نظام اور ہے
موت ہے عشق جاوداں' ذوق طلب اگر نہ ہو
گردش آدمی ہے اور' گردش جام اور ہے
شمع سحر یہ کہہ گئی' سوز ہے زندگی کا ساز
غمکدۂ نمود میں' شرط دوام اور ہے

سنن ابی داؤد کے حوالے جہاں ختم ہوں گے وہاں سے ایک دلچسپ مضمون غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں' صحاح ستہ کی احادیث پر مشتمل ہے جس میں ان سے بیسیوں سوالات کیے گئے ہیں اس سے پہلے اس انداز میں شاید ان سے کسی نے سوالات نہ کیے ہوں۔ لہٰذا حیرانگی ضرور ہوگی اور یہ میری زمانۂ طالب علمی کے اس دور کی کاوش ہے جب میں مشکوٰۃ شریف پڑھ رہا تھا۔

Scanned with CamScanner

مقدمہ

علامہ غلام رسول سعیدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسلمانوں کے دین کا سرمایہ اور ان کی شریعت کی متاع کل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونۂ حیات ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال واحوال اور آپ کے شب و روز کے معمولات ہی ان کیلئے سرچشمۂ ہدایت ہیں۔ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی کتاب زندگی کے ایک ایک ورق کو حفظ کیا۔ خلوت وجلوت' سفر وحضر اور نجی حالات سے لے کر عام سیاسی معاملات تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کوئی واقعہ نہیں ہے مگر اس کو حضرات صحابہ نے محفوظ کر لیا۔ وہ حضور ﷺ کی احادیث کا تذکرہ کرتے اور سینوں سے لے کر صحیفوں تک انہیں محفوظ رکھتے۔ ان کے بعد تابعین اور ان کے اتباع نے حفظ اور کتابت کے اس عمل کو جاری رکھا۔ یہاں تک کہ دوسری صدی ہجری کے بعد حدیث کی باقاعدہ تدوین شروع ہوئی اور ابواب و کتب کی ترتیب سے حدیث کی کتابیں مدون ہوئیں۔ یوں ہمارے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع سیرت اور دین کی مکمل تصویر پہنچنے کا اہتمام ہوا۔

اکابر علماء ملت اور اسانید شریعت نے علم حدیث کی تحصیل کیلئے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں۔ انہوں نے بارہا صرف ایک حدیث کی خاطر سینکڑوں میل کا سفر کیا۔ طلب حدیث میں کوئی چیز ان کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتی تھی۔ وہ اپنے شاگردوں سے

بھی احادیث روایت کر لیتے تھے۔ انہوں نے احادیث کو اپنے سینوں میں اور پھر نوشتوں میں محفوظ کیا۔ ناقلین حدیث کو پرکھنے کیلئے علم رجال ایجاد کیا اور اس میدان میں حیرت انگیز کارنامے انجام دیئے۔ مگر حدیث کے ان عظیم کارناموں کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہمیں یہ معلوم ہو کہ علم حدیث کی دین میں کیا اہمیت ہے اور اگر امت کے پاس آج احادیث کا یہ سرمایہ نہ ہوتا تو دین کی کیا شکل و صورت ہوتی۔

ضرورت حدیث

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انسانی معیشت کے اصول اور مبادی اجمالاً بیان فرمائے ہیں۔ جن کی تعبیر وتشریح بغیر احادیث نبویہ کے ممکن نہیں ہے۔ نیز احکام کی عملی صورت بیان کرنے کیلئے اسوۂ رسول کی ضرورت ہے۔ احادیث رسول ہمیں قرآنی احکام کی عملی تصویر مہیا کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں مثلاً صلوٰۃ' زکوٰۃ' تیمم' حج اور عمرہ یہ محض الفاظ ہیں۔ لغت عربی ان الفاظ کے وہ معانی نہیں بتاتی جو شرع میں مطلوب ہیں۔ پس اگر احادیث رسول موجود نہ ہوں تو ہمارے پاس قرآن کریم کے معانی شرعیہ متعین کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں رہے گا۔

حجیت حدیث

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے:

۱-اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول

اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

۲-ما آتاکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنہ فانتھوا۔

رسول (ﷺ) تمہیں جو حکم دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے رک

Scanned with CamScanner

جاؤ۔

۳-قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔

۴-لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

تمہارے اعمال کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت اور آپ کے افعال کی اتباع قیامت تک کے مسلمانوں پر واجب ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ بعد کے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور آپ کے افعال کا کس ذریعہ سے علم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو ہمارے لیے نمونہ بنایا ہے۔ پس جب تک حضور ﷺ کی زندگی ہمارے سامنے نہ ہو ہم اپنی زندگی کو حضور ﷺ کے اسوہ میں کیسے ڈھال سکیں گے اور جبکہ ہمیں اسوۂ رسول ﷺ پر اطلاع صرف احادیث سے ہی ممکن ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جس طرح صحابہ کے لئے بنفس نفیس حضور ﷺ کی ذات ہدایت تھی۔ اسی طرح ہمارے لیے حضور ﷺ کی احادیث ہدایت ہیں اور اگر احادیث رسول ﷺ کو حضور ﷺ کی دی ہوئی ہدایات اور آپ کے نمونہ کیلئے معتبر مآخذ نہ مانا جائے تو اللہ تعالیٰ کی حجت بندوں پر ناتمام رہے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رشد وہدایت کے لئے صرف قرآن کو کافی قرار نہیں دیا بلکہ قرآن کے احکام کے ساتھ ساتھ رسول کے احکام کی اطاعت اور ان کے افعال کی اتباع کو بھی لازم قرار دیا ہے اور ان کے اقوال اور افعال کو جاننے کیلئے احادیث کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

احادیث شریفہ کو اگر معتبر نہ مانا جائے تو نہ صرف یہ کہ حضور ﷺ کی دی ہوئی ہدایات سے ہم محروم ہوں گے بلکہ قرآن کریم کی دی ہوئی ہدایات سے بھی ہم مکمل طور پر مستفید نہیں ہوسکیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کیلئے قرآن نازل فرمایا لیکن اس

کے معانی کا بیان اور اس کے احکام کی تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کردی چنانچہ ارشاد فرمایا:

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم

ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن کریم) نازل فرمایا تاکہ آپ لوگوں کو بیان کریں کہ ان کی طرف کیا احکام نازل کیے گئے۔

ویعلمھم الکتاب والحکمۃ

اور رسول (ﷺ) مسلمان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

ممکن ہے کوئی شخص یہ کہہ دے کہ آیات کے معانی کا بیان اور کتاب وحکمت کی تعلیم صرف صحابہ کیلئے تھی تو میں اولاً یہ کہوں گا کہ اسلام صرف صحابہ کا نہیں بلکہ قیامت تک کے مسلمانوں کا دین ہے اس لیے جس ہدایت کی انہیں ضرورت تھی ہمیں بھی ضرورت ہے۔ ثانیاً صحابہ کرام جب اپنی بلندی مقام اور جناب رسالت مآب ﷺ سے قرب کے باوجود قرآنی احکام کو سمجھنے کیلئے حضور ﷺ کے بیان اور آپ کی تعلیم کے محتاج تھے تو بعد کے لوگ تو بدرجہ اولیٰ اس بیان اور تعلیم کی طرف محتاج ہوں گے۔ ثالثاً قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم آیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وآخرین منھم لما یلحقوابھم۔

وہ ذات جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک بہت بڑا رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ وہ لوگ پہلے کھلی گمراہی میں تھے اور بعد کے لوگوں کو جو ابھی پہلوں کے ساتھ لاحق نہیں ہوئے۔

قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

Scanned with CamScanner

قرآن کی جو تعلیم دی ہے وہ صحابہ کیلئے بھی ہے اور بعد کے لوگوں کیلئے بھی۔ پس ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن کریم کی تعلیم دینا اور آیات کے معانی بیان کرنا جس طرح صحابہ کیلئے تھا اسی طرح قیامت تک کے مسلمانوں کیلئے بھی ہے اور اگر احادیث کو معتبر نہ مانا جائے تو بعد کے لوگوں کیلئے حضور ﷺ کی تعلیم اور تزکیہ کا کس طرح ثبوت ہوگا اور اس آیت کا صدق کیسے ظاہر ہوگا؟

آپ ہی سوچئے اگر حضور علیہ السلام نہ بتلاتے تو ہمیں کیسے معلوم ہوتا کہ لفظ صلوٰۃ سے یہ ہیئت مخصوصہ مراد ہے۔ موذن کی اذان سے لے کر امام کے سلام پھیرنے تک نماز اور جماعت کی تفصیل ہمیں کیونکر معلوم ہوتی۔ اسی طرح حج اور عمرہ کا بیان احرام کہاں سے اور کس دن باندھنا ہے۔ وقوف عرفہ طواف زیارت و وداع ان تمام احکام کی تفصیل اور تعیین قرآن میں کہیں نہیں ملتی۔ حد یہ ہے کہ قرآن میں یہ بھی مذکور نہیں کہ حج کس دن ادا کیا جائے۔ زکوٰۃ کا صرف لفظ قرآن میں مذکور ہے لیکن عشر اور زکوٰۃ کی کسی تفصیل کا قرآن میں بیان نہیں۔ پھر ان کی شرعی ہیئت کذائی جس سے فرائض، واجبات اور آداب کی تمیز ہو قرآن میں کہیں نہیں ملتی۔

قرآن کریم کے بیان کردہ ان تمام احکام کی تفصیل اور تعیین صرف حضور ﷺ ہی سے ملتی ہے۔ عہد رسالت میں صحابہ کو یہ بیان زبان رسالت سے حاصل ہوا اور بعد کے لوگوں کو یہی بیان احادیث نبویہ سے حاصل ہوگا اور جو شخص ان احادیث کو معتبر نہیں مانتا اس کے پاس قرآن کریم کے مجمل اور مبہم احکام کی تفصیل اور تعیین کیلئے کوئی ذریعہ نہیں ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح معانی قرآن کے مبین اور معلم ہیں اسی طرح آپ بعض احکام کے شارع بھی ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ آپ کی اس حیثیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

یحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث

رسول اللہ پاک چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کو حلال اور حرام کیا قرآن میں کہیں ان کا ذکر نہیں ہے۔ ان کا ذکر صرف احادیث رسول ﷺ سے ہی ممکن ہے۔ حضور ﷺ نے شکار کرنے والے درندوں اور پرندوں کو حرام کیا۔ دراز گوش اور حشرات الارض کو حرام کیا اور ہمارے لیے ان احکام کا علم صرف احادیث رسول ﷺ سے ہی ممکن ہے اور اگر احادیث رسول ﷺ کو حجت نہ مانا جائے تو حلت و حرمت کے تمام احکام کیلئے شریعت اسلامیہ متکفل نہیں ہوگی۔

قرآن کریم کے نفس مضمون کو سمجھنے کیلئے بھی ہمیں احادیث کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ قرآن مجید کی بعض آیات کا نزول کسی خاص واقعہ سے متعلق ہوتا ہے۔ بعض دفعہ کسی خاص سوال کے سبب سے کوئی آیت نازل ہوتی ہے اور بعض مرتبہ مشرکین یا منافقین کی کسی بات کے رد میں کوئی آیت نازل ہوتی ہے۔ کبھی کسی آیت میں عہد رسالت میں ہونیوالے کسی واقعہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور کبھی صحابہ کے کسی عمل پر تنبیہ یا اس کی تائید میں کوئی آیت نازل ہوتی ہے۔ لہٰذا جب تک اس قسم کی تمام آیات کے پس منظر اور اسباب نزول کا علم نہ ہو ان کا کوئی واضح معنی سمجھ میں نہیں آتے اور اگر فہم قرآن کے لئے احادیث نبویہ کو ایک معتبر ماخذ اور حجت نہ مانا جائے تو قرآن مجید کی بعض آیات ایک چیستان اور معمہ بن کر رہ جائیں گی۔

تدوین حدیث

عام طور پر منکرین حدیث یہ کہتے ہیں کہ احادیث کی تدوین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اڑھائی سو سال بعد کی گئی ہے۔ اس لیے کتب احادیث قابل اعتبار نہیں ہیں لیکن ان کا یہ قول سخت مغالطہ آفرینی پر مبنی ہے کیونکہ احادیث رسول ﷺ کی حفاظت اور کتابت کے سلسلہ میں عہد رسالت سے لے کر اتباع تبع تابعین تک پورے تسلسل اور

Scanned with CamScanner

تواتر سے کام ہوتا رہا ہے اور اڑھائی سو سال کے اس طویل عرصہ کے کسی وقفہ میں بھی اس کام کا انقطاع نہیں ہوا۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں متعدد صحابہ کرام نے احادیث کو قلمبند کرنا شروع کر دیا تھا۔ امام بخاری اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل خطبہ دیا۔ یمن کے ایک شخص (ابوشاہ) نے آ کر عرض کیا۔ اکتب لی یارسول اللہ :میرے لیے یہ خطبہ لکھ دیجئے آپ نے حکم دیا "اکتبوا لابی فلاں" اس شخص کیلئے یہ خطبہ لکھ دو۔(۱)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کو احادیث لکھنے کی عام اجازت تھی۔ انہی سے روایت ہے۔

عن عبداللہ بن عمرو قال کنت اکتب کل شیی اسمعه من رسول اللہ صلی اللہ علیه ارید حفظه فنهتنی قریش وقالوا اتکتب کل شیی تسمعه ورسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بشر یتکلم فی الغضب والرضا فامسکت عن الکتابة فذکرت ذالک الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فاوما باصبعه الی فیه فقال اکتب فوالذی نفسی بیده مایخرج منه الاحق(۲)

عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ میں حفاظت کے خیال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہر بات لکھ لیتا تھا۔ قریش نے مجھے منع کیا اور کہا تم حضور سے سن کر ہر بات لکھ لیتے ہو حالانکہ حضور ﷺ بھی ایک بشر ہیں، آپ کبھی خوش ہوتے ہیں اور کبھی ناراض، یہ سن کر میں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ جب حضور ﷺ سے میں نے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: لکھا

(۱) امام محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری، ج۱، ص۲۲

(۲) امام سلیمان بن اشعث ابوداؤد المتوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد، ج۲، ص۵۱۴

کرو، قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس منہ سے حق کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے احادیث لکھنے کا تذکرہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

مامن اصحاب النبی صلی اللہ علیه وسلم احداکثر حدیثا عنه منی الاماکان من عبداللہ بن عمرو فان کان یکتب ولااکتب (۱)

صحابہ میں مجھ سے زیادہ کسی کے پاس حضور ﷺ کی احادیث محفوظ نہ تھیں سوا عبداللہ بن عمرو کے کیوں کہ وہ احادیث لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔

ابوداؤد اور بخاری کی ان روایتوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو احادیث قلمبند کیا کرتے تھے۔ رہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کی وجہ سے ان کا حافظہ بہت تیز ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے وہ احادیث نہیں لکھتے تھے۔ تاہم ان کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کتب اور صحائف کی شکل میں بھی محفوظ تھیں۔ چنانچہ عمرو بن امیہ بیان کرتے ہیں:

تحدث عند ابی هریرہ بحدیث فاخذ بیدہ الی بیته فارانا کتباهن حدیث النبی صلی اللہ علیه وسلم وقال هٰذا هو مکتوب عندی۔(۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک حدیث پر گفتگو ہوئی تو وہ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور ہمیں احادیث کی کتابیں دکھائیں اور کہا دیکھو

(۱) امام محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری، ج۱، ص۲۲

(۲) حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری، ج۱، ص۲۱۷

Scanned with CamScanner

وہ حدیث میرے پاس لکھی ہوئی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی تمام مرویات لکھی ہوئی محفوظ تھیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ابوہریرہ ابتدأ زمانۂ رسالت میں احادیث نہیں لکھتے تھے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد انہوں نے احادیث کو لکھ لیا۔ اسی زمانہ میں وہ کسی اور شخص سے ان احادیث کو لکھواتے رہے ہوں گے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تو احادیث لکھ کر حضور ﷺ کو سنانے کا شرف بھی حاصل کر لیا تھا۔ چنانچہ قتادہ روایت کرتے ہیں:

كان يملى الحديث حتى اذاكثر عليه الناس جاء بمجال من كتب فالقا ها ثم قال هذه احاديث سمعتها وكتبتها عن رسول الله ﷺ و عرضتها عليه۔ (تفسیر العلم ص ۹۶-۹۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ احادیث لکھوایا کرتے تھے اور جب لوگ زیادہ تعداد میں آئے تو وہ اپنا صحیفہ لے کر آئے اور اس کو ان کے آگے رکھ کر فرمایا۔ یہ وہ احادیث ہیں جن کو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر لکھا اور انہیں میں آپ پر پیش کر چکا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی احادیث کو لکھ کر صحائف میں محفوظ رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ روایت ہے:

يروى ان عبدالله بن عمر كان اذا خرج الى السوق نظر فى كتبه وقداكدالراوى ان كتبه هذه كانت فى الحديث

(الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع، ص۱۰۰)

روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کبھی بازار جاتے تو اپنی کتابوں کو دیکھ لیتے تھے۔ راوی تاکیداً کہتے ہیں کہ ان کی وہ کتابیں احادیث پر مشتمل تھیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص، حضرت ابوہریرہ، حضرت انس بن مالک اور حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) کے بارے میں آپ کی نظر سے مستحکم حوالے گزر چکے ہیں کہ یہ حضرات عہد رسالت میں احادیث کو صحائف میں لکھ کر محفوظ کر لیا کرتے تھے۔ اب ہم آپ کے مطالعہ میں ایک ایسا حوالہ پیش کرتے ہیں جس سے ظاہر ہوگا کہ سرکار ﷺ کے زمانہ اقدس میں بالعموم صحابہ کرام احادیث لکھ کر محفوظ کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ناس من اصحابه وانامعهم وانا اصغرالقوم فقال النبى صلى الله عليه وسلم من كذب على متعمدا فليتبوا مقعده من النار فلما خرج القوم قلت كيف تحدثون عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد سمعتم ماقال وانتم تنهمكون فى الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فضحكوا وقالوا يا ابن اخينا ان كل ماسمعنا منه عندنا فى كتاب۔(۱)

میں دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر تھا اور میں ان سب سے عمر میں کم تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص میری طرف جھوٹ منسوب کرے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ جب لوگ باہر نکلے تو میں نے ان سے کہا کہ حضور ﷺ نے حدیث کے معاملہ میں کتنی شدید وعید فرمائی ہے اور آپ لوگ بھی بکثرت احادیث بیان کرتے ہیں۔ یہ سن کر وہ لوگ ہنسے اور کہنے لگے: اے بھتیجے ہم لوگ جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ سب ہمارے پاس لکھا ہوا محفوظ ہے۔

ان احادیث سے یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ احادیث کو لکھنے اور محفوظ کرنے کا کام عہد

(۱) حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی المتوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد (ج ۱، ص ۲-۱۵۱)

رسالت میں شروع ہو چکا تھا اور صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کے افعال اور احوال قلمبند کیا کرتے تھے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بعض احادیث میں لکھنے کی جو ممانعت آئی ہے وہ بعض مواقع کے ساتھ مخصوص ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صورتوں میں لکھنے سے منع فرمایا تھا کہ جن میں قرآن اور حدیث کے اشتباہ کا احتمال تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دور صحابہ میں تابعین نے صحابہ کی مرویات کو لکھ کر محفوظ کرنا شروع کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جن سے پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) احادیث مروی ہیں۔ انہوں نے بے شمار شاگرد پیدا کئے اور ان لوگوں نے ان احادیث کو لکھ کر محفوظ کیا اور یہ سلسلہ روایت آگے بڑھایا۔ چنانچہ مسند دارمی میں ہے کہ آپ کے شاگردوں میں سے بشیر بن نہیک نے آپ کی روایات کو لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے دو ہزار چھ سو ساٹھ (۲۶۶۰) احادیث مروی ہیں ان کی روایات کو دوسرے شاگردوں کے علاوہ کریب نے محفوظ کر لیا تھا[1] اور حضرت انس رضی اللہ عنہ جو کہ دو ہزار دو چھیاسی احادیث کے راوی ہیں۔ ان کے بارے میں مسند دارمی میں ہے کہ ان کی مرویات کو ابان نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) احادیث کی روایت کرتی ہیں ان کی احادیث کو عروۃ بن الزبیر نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا[2]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو ایک ہزار چھ سو تیس احادیث کی روایت کرتے ہیں۔ طبقات ابن سعد اور دارمی میں ہے کہ ان کی روایات کو نافع نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا اور حضرت جابر جو ایک ہزار پانچ سو چالیس (۱۵۴۰) احادیث کے راوی ہیں۔ ان کی مرویات کو قتادہ بن دعامۃ سروسی نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا[3]۔

(۱) محمد بن سعد کاتب واقدی، طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۲۱۶

(۲) علامہ جلال الدین الخوارزمی، الکفایۃ، ص ۲۲۹

(۳) محمد بن سعد کاتب واقدی، طبقات ابن سعد، ج ۷، ص ۷۲

مذکورۃ الصدر سطور میں چند مثالیں پیش کی ہیں ورنہ صحابہ کرام سے احادیث کا سماع اور روایت کرنے والے تمام حضرات احادیث کو ضبط تحریر میں لے آئے تھے۔ پہلی صدی ہجری کے آخیر تک اسی طرح متفرق طور پر کتابت کے سہارے تدوین حدیث کا کام آگے بڑھتا رہا۔ احادیث کے یہ صحائف اور نوشتے کسی نقطہ پر مشترک اور کسی جہت سے مجمع نہ تھے۔ بغیر کسی ترتیب کے تابعین کرام نے اپنی اپنی مرویات کو اپنے سینوں اور صحیفوں میں محفوظ کر رکھا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ خلافت آیا اور انہوں نے احادیث کو یکجا کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس کام کیلئے انہوں نے معتمد اور مستند علماء کی ایک کمیٹی مقرر کی جن میں ابو بکر بن محمد بن عمر بن حزم، قاسم بن محمد بن ابی بکر اور ابو بکر محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب زہری کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز نے مختلف علاقوں سے احادیث کا لکھا ہوا ذخیرہ جمع کیا اور ابن شہاب زہری نے ان احادیث کو ترتیب دیا۔ تہذیب سے منظم اور منضبط کیا[1]۔ احادیث کو جمع اور منظم کرنے کے ساتھ ساتھ حدیث کو سند کے ساتھ بیان کرنے کی ابتداء بھی ابن شہاب زہری نے کی ہے۔ اسی وجہ سے ان کو علم اسناد کا واضع کہا جاتا ہے[2]۔

احادیث کی ترتیب اور تہذیب کا جو کام ابن شہاب زہری نے شروع کیا تھا۔ اس کام کو ان کے مایہ ناز تلامذہ برابر آگے بڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ دوسری صدی کے اخیر میں ان کے ایک نامور شاگرد امام مالک بن انس اصبحی نے احادیث کو باب وار ترتیب دے کر پہلا مجموعہ حدیث، موطا کے نام سے پیش کر دیا۔

موطا امام مالک کے علاوہ امام اعظم نے اپنی مرویات کو کتاب الآثار کے نام سے پیش کیا جس کو ان کے لائق اور قابل صد فخر تلامذہ نے الگ الگ روایت کیا ہے۔

۱ حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، تدریب الراوی، ص ۷۳

۲ تقدمۃ المعرفۃ الکتاب الجرح والتعدیل، ص ۲۰

ان حضرات کے علاوہ دوسری صدی کے جن دوسرے متعدد بزرگ مصنفین نے فن حدیث میں کتابیں پیش کی ہیں ان میں سے بعض کی کتابیں یہ ہیں: سنن ابوالولید (۱۵۱ھ) جامع سفیان ثوری (۱۶۱ھ) مصنف ابی سلمۃ (۱۶۷ھ) مصنف ابی سفیان (۱۹۷ھ) جامع سفیان بن عیینہ (۱۹۸ھ) اور تیسری صدی کے جن مصنفین نے حدیث کی کتابیں تصنیف کی ہیں ان میں سے بعض حضرات کی کتابیں یہ ہیں۔ کتاب الام للشافعی (۲۰۴ھ) مسند احمد بن حنبل (۲۴۱ھ) الجامع الصحیح للبخاری (۲۵۶ھ) الجامع الصحیح للمسلم (۲۶۱ھ) سنن ابوداؤد (۲۷۵ھ) الجامع للترمذی (۲۷۹ھ) سنن ابن ماجہ (۲۷۳ھ)

مضبوط اور مستحکم حوالہ جات کی روشنی میں ہم نے آپ کے سامنے عہد رسالت سے لے کر صحاح ستہ کے مصنفین تک تدوین حدیث کا ایک مربوط جائزہ پیش کر دیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمانہ رسالت سے لے کر اتباع تبع تابعین تک ہر دور میں احادیث کو قلمبند کیا جاتا رہا اور سینوں سے لے کر صحیفوں تک ہر طرح سے حدیث کی حفاظت کی جاتی رہی۔ نیز ہر دور میں لوگوں نے اپنے زمانہ کے مخصوص تقاضوں اور تصنیف و تالیف کے رجحانات کو سامنے رکھ کر احادیث کی تدوین کی۔ یہاں تک کہ تیسری صدی میں مصنفین صحاح ستہ نے پہلے لوگوں کی خوبیوں کو نئے اضافوں کے ساتھ ضم کر کے ایک جامع اسلوب کے ساتھ اپنی تصانیف کو پیش کیا۔

حدیث کی ضرورت حجیت اور تدوین پر بحث کرنے کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کی تعریف اور اس کی اقسام وغیرہ پر بھی گفتگو کر لی جائے۔

تعریف حدیث

علم حدیث کی دو قسمیں ہیں۔ علم حدیث روایۃ اور علم حدیث درایۃ حدیث از روئے روایت اس علم کو کہتے ہیں جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال افعال احوال اور اوصاف کی معرفت حاصل ہو۔ اس علم کا موضوع خود حضور ﷺ ذات

مقدسہ ہے اور علم حدیث از روئے درایت وہ علم ہے جس سے راوی اور مروی عنہ کے حالات بحیثیت رد اور قبول معلوم ہوں۔ اس علم کا موضوع راوی اور مروی عنہ ہیں۔ (۱)

اقسام حدیث

حدیث کی تعریف کے بعد اس کی بعض ضروری اقسام کی تعریف پیش کی جاتی ہے۔

مرفوع: جس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

موقوف: جس حدیث میں صحابہ کرام کے اقوال، احوال اور تقریرات کا بیان ہو۔

مقطوع: جس حدیث میں تابعین کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

متصل: جس حدیث کی سند سے کوئی راوی ساقط نہ ہو۔

معلق: جس حدیث کی سند کے شروع سے رواۃ کو حذف کر دیا جائے خواہ یہ حذف بعض کا ہو یا کل کا۔

مرسل: جس حدیث کی سند کے اخیر سے راوی کو ساقط کر دیا جائے۔ مثلاً تابعی حضور علیہ السلام سے روایت کرے اور صحابی کو چھوڑ دے۔

معضل: درمیان سند سے دو متوالی راویوں کو چھوڑ دیا جائے۔

منقطع بمعنی اخص: دو سے زیادہ راویوں کو سند میں ایک جگہ سے یا دو راویوں کو متعدد جگہ سے چھوڑ دیا جائے۔

مضطرب: سند یا متن حدیث میں زیادتی، نقصان یا تقدیم و تاخیر کر دی جائے۔

مدرج: متن حدیث میں راوی اپنا یا غیر کا کلام ملا دے۔

شاذ: جس میں ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرے۔ (اس کا مقابل محفوظ ہے)

---

(۱) حضور ﷺ کی تقریرات بھی احوال میں شامل ہیں۔ سعیدی غفرلہ

منکر: زیادہ ضعیف راوی جس راویت میں کم ضعیف کی مخالفت کرے۔(اس کا مقابل معروف ہے)

معلل: جس حدیث میں علت خفیہ قادحہ ہو مثلاً حدیث مرسل کو موصولاً روایت کیا جائے۔

صحیح لذاتہ: جس حدیث کے تمام راوی متصل، عادل، تام الضبط ہوں اور وہ حدیث غیر شاذ اور غیر معلل ہو۔

صحیح لغیرہ: جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام صفات ہوں اور ضبط کی کمی تعدد طرق روایت سے پوری ہو جائے۔

حسن لذاتہ: جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام صفات ہوں اور یہ کمی تعدد طرق سے پوری نہ ہو۔

حسن لغیرہ: جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو لیکن یہ کمی تعدد طرق روایت سے پوری ہو جائے۔

ضعیف: جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو اور تعدد طرق سے وہ کمی پوری نہ ہو۔

متروک: جس حدیث کی سند میں کوئی راوی متہم بالکذب ہو۔

موضوع: جس حدیث کی سند میں کوئی ایسا راوی ہو جس سے وضع فی الحدیث ثابت ہو۔

غریب: جس حدیث کی سند کا کوئی راوی سلسلہ سند کے کسی شیخ سے روایت میں منفرد ہو۔

عزیز: جس حدیث کے دو راوی ہوں پھر سلسلہ سند کے ہر راوی سے کم از کم دو شخص روایت کرتے ہوں۔

مشہور: جو حدیث دو سے زیادہ طرق سے مروی ہو (یعنی سلسلہ سند میں کسی شیخ

سے بھی تین سے کم راوی نہ ہوں) اور یہ زیادتی حد تواتر سے کم ہو۔(۱)

متواتر: جو حدیث ہر دور میں اتنے کثیر طرق سے مروی ہو کہ ان روایات کا توافق علی الکذب عادۃً محال ہو۔

اقسام کتب حدیث

کتب حدیث کی انواع اور اقسام کافی زیادہ ہیں یہاں پر بعض ضروری اقسام کو بیان کیا جا رہا ہے۔

صحیح: جس کتاب کے مصنف نے صرف احادیث صحیحہ کا التزام کیا ہو جیسے صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ۔

جامع: جس کتاب میں آٹھ عنوانوں کے تحت احادیث لائی جائیں اور وہ یہ ہیں۔ سیر، آداب، تفسیر، عقائد، فتن، احکام، اشراط، مناقب جیسے بخاری اور ترمذی وغیرہ۔

سنن: جس کتاب میں فقط احکام سے متعلق احادیث ہوں جیسے سنن ابوداؤد و نسائی۔

مسند: جس کتاب میں ترتیب صحابہ سے احادیث لائی جائیں جیسے مسند احمد بن حنبل

معجم: جس کتاب میں ترتیب شیوخ سے احادیث لائی جائیں جیسے معجم طبرانی۔

مستخرج: جس کتاب میں کسی اور کتاب کی احادیث کو ثابت کرنے کیلئے ان احادیث کو مصنف کتاب کے شیخ یا شیخ الشیخ کی دیگر اسناد سے وارد کیا جائے جیسے مستخرج لابی نعیم علی البخاری۔

مستدرک: جس کتاب میں مختلف ابواب کے تحت ان احادیث کو لایا جائے جو ان ابواب میں کسی اور مصنف سے رہ گئی ہوں جیسے حاکم کی مستدرک علی الصحیحین۔

رسالہ: جس کتاب میں جامع کے آٹھ عنوانوں میں سے کسی ایک عنوان کے

---

(۱) غریب، عزیز اور مشہور ان میں سے ہر قسم کو خبر واحد کہا جاتا ہے۔

تحت احادیث ہوں جیسے امام احمد کی کتاب الزہد آداب میں اور ابن جریر طبری کی کتاب تفسیر میں۔

جز: جس کتاب میں صرف ایک ایک موضوع پر احادیث ہوں جیسے امام بخاری کی جز القراۃ خلف الامام۔

اربعین: جس کتاب میں چالیس احادیث ہوں جیسے اربعین نووی۔

امالی: جس کتاب میں شیخ کے املاء کرائے ہوئے فوائد حدیث ہوں جیسے امالی امام محمد۔

اطراف: جس کتاب میں حدیث کا صرف وہ حصہ ذکر کیا جائے جو بقیہ پر دلالت کرے اور پھر اس حدیث کے تمام طرق اور اسانید بیان کر دیے جائیں یا بعض کتب مخصوصہ کی اسانید بیان کی جائیں جیسے اطراف الکتب الخمسۃ لابی العباس اور اطراف المزی۔

طبقات کتب حدیث

شاہ ولی اللہ نے کتب حدیث کی صحت، شہرت اور مقبولیت کے اعتبار سے چار طبقے بیان کیے ہیں جن کو ہم تلخیص کے ساتھ پیش کر دیتے ہیں۔

۱- پہلا طبقہ ان کتابوں کا ہے جن کی صحت، شہرت اور مقبولیت سب سے زیادہ ہے جیسے صحیح بخاری، صحیح مسلم اور موطا امام مالک۔

۲- دوسرا طبقہ ان کتابوں کا ہے جو صحت، شہرت اور مقبولیت میں پہلے طبقہ کے قریب ہے۔ اس طبقہ کی اکثر کتابوں میں اکثر احادیث صحیح اور حسن ہیں۔ بعض ضعیف روایات بھی آ گئی ہیں لیکن ان کا ضعف بیان کر دیا گیا ہے جیسے جامع ترمذی، سنن ابوداؤد اور سنن نسائی۔

۳- اس طبقہ میں ان مصنفین کی کتابیں ہیں جو امام بخاری اور مسلم پر مقدم، ان کے معاصر یا ان کے مقارب تھے۔ حدیث میں ان کی فنی مہارت تو مسلم تھی لیکن ان کی

تصانیف میں دوسرے طبقہ کی بنسبت ضعیف روایات زیادہ ہیں بلکہ بعض ایسی احادیث بھی ہیں جو متہم بالوضع ہیں جیسے مسند شافعی، سنن ابن ماجہ، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، سنن دارمی، سنن دارقطنی، سنن بیہقی اور تصانیف طبرانی۔

۴- چوتھے طبقہ میں ان متاخرین علماء کی کتابیں ہیں جن کی روایت کردہ احادیث کا قرون اولیٰ میں ثبوت نہیں ملتا۔ اس کے دو ہی مطلب ہیں یا تو متقدمین کو ان احادیث کی اصل نہیں مل سکی اور یا انہوں نے ان روایات میں کوئی علت خفیہ دیکھ کر ترک کر دیا۔ جیسے دیلمی، ابونعیم اور ابن عساکر وغیرہ کی تصانیف۔

مراتب ارباب حدیث

سطور ذیل میں مراتب ارباب حدیث کا بیان کیا جاتا ہے۔

طالب: حدیث کا متعلم

شیخ: حدیث کے معلم کو محدث یا شیخ کہتے ہیں۔

حافظ: جس شخص کو ایک لاکھ احادیث متناً وسنداً اور اس کے روایوں کے احوال جرحاً وتعدیلاً محفوظ ہوں۔

حجۃ: جس شخص کو تین لاکھ احادیث متناً وسنداً اور جرحاً وتعدیلاً محفوظ ہوں۔

حاکم: جس شخص کو تمام احادیث مرویہ متناً وسنداً اور جرحاً وتعدیلاً محفوظ ہوں۔

حدیث ضعیف کے افراد

جب حدیث کی سند میں کوئی طعن یا جرح پائی جائے تو وہ حدیث باعتبار سند کے مطعون اور مجروح ہو جاتی ہے۔ سطور سابقہ میں اس کی چند اقسام بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً مضطرب، منقطع، معلول، منکر، متروک، مبہم وغیرہم طعن کی یہ تمام اقسام حدیث ضعیف میں داخل ہیں۔ البتہ ان کے مراتب میں فرق ہوتا ہے اور حدیث متروک یعنی جس کا راوی متہم بالکذب ہو، باقی اقسام کی بہ نسبت زیادہ شدید ضعف کی حامل ہوتی ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک حدیث کی سند میں متعدد وجوہ طعن ہوں۔ مثلاً وہ حدیث معلول

Scanned with CamScanner

بھی ہو منکر بھی اور متروک بھی لیکن متعدد وجوہ طعن جمع ہونے کے باوجود بھی وہ حدیث ضعیف ہی رہے گی البتہ جس قدر وجوہ طعن زیادہ ہوں گے اس کا ضعف بڑھتا جائے گا۔ بتلانا یہ مقصود ہے کہ سند میں طعن اور جرح کی زیادتی اس کے وضع اور بطلان کو مستلزم نہیں ہوتی حدیث کو صرف اس وقت موضوع قرار دیا جائے گا جب اس کی سند میں کوئی وضاع راوی آ جائے۔

غیر صحیح کی تحقیق

بعض دفعہ محدثین حضرات کسی سند کے بارے میں لکھتے ہیں۔ لایصح یعنی یہ سند صحیح نہیں ہے۔ اس جملہ سے بعض ناواقف لوگ یہ مغالطہ کھاتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع یا باطل ہے حالانکہ اصطلاح محدثین میں صحیح' غلط یا باطل کا مقابل نہیں ہوتا بلکہ صحیح کے مقابلہ میں صحیح لغیرہ' حسن لذاتہ' حسن لغیرہ اور ضعیف یہ سب شامل ہیں اور جب وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے یہ صحیح لذاتہ نہیں ہے اور ایسی صورت میں یہ صحیح لغیرہ' حسن لذاتہ یا حسن لغیرہ ہو سکتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ صحت کی نفی تو ضعف کو بھی مستلزم نہیں چہ جائیکہ صحت کی نفی سے وضع یا بطلان کا حکم لازم آئے۔ اس مبحث کی نفیس تحقیق اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی نے رسالہ منیر العینین میں بیان فرمائی ہے۔

متن اور سند میں احکام کا فرق

راوی کی مجروحیت اور وجوہ طعن کا تعلق سند سے ہوتا ہے۔ متن حدیث کا حکم دوسرے قرائن کے اعتبار سے کیا جاتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کسی صحیح حدیث کو ایک وضاع راوی بیان کرے۔ پس اس سند کے اعتبار سے تو اس حدیث کو موضوع کہا جائے گا لیکن فی نفسہ وہ حدیث موضوع نہیں کہلائے گی۔ البتہ جب کسی حدیث کی سند میں کوئی وضاع راوی ہو اور اس حدیث کا متن کسی طریقہ سے ثابت نہ ہو تو وہ حدیث مطلقاً موضوع کہلائے گی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ علامہ شمس الدین ذہبی میزان الاعتدال

میں بیان فرماتے ہیں: امام احمد بن حنبل نے عن ابراھیم بن موسیٰ المزوری عن مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ۔ حدیث طلب العلم فریضۃ کو موضوع فرمایا۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس سند کے اعتبار سے موضوع ہے ورنہ نفس حدیث دیگر طرق ضعیفہ سے ثابت ہے۔ اسی طرح تمہید میں حافظ ابن البر نے حدیث الصلوٰۃ بسواک خیر من سبعین صلاۃ کو باطل کہا ہے لیکن علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ یہ حکم بھی اس خاص سند کے اعتبار سے ہے۔

اسی طرح حدیث ضعیف میں بھی ضعف کا حکم باعتبار سند کے ہوتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی صحیح حدیث کو ایک ضعیف راوی بیان کرے۔ پس سند کے اعتبار سے وہ حدیث ضعیف کہلائے گی لیکن متن حدیث کا یہ حکم نہیں ہوگا۔ علامہ نووی فرماتے ہیں:

ان روایات الراوی الضعیف یکون فیه الصحیح والضعیف والباطل فیکتبونها ثم یمیز اهل الحفظ والاتقان بعض ذالک من بعض وذالک سهل علیهم معروف عندهم وبهذا احتج السفیان الثوری حین نهی عن الروایة عن الکلبی فقیل له انت تروی عنه فقال انا اعرف صدقه من کذبه (۱)

ضعیف راوی کی روایات میں صحیح' ضعیف اور باطل ہر قسم کی احادیث ہوتی ہیں۔ محدثین ان تمام روایات کو لکھ لیتے ہیں پھر اہل علم ان کو تمیز دیتے ہیں اور یہ ان کیلئے آسان ہے۔ اسی دلیل سے سفیان ثوری نے اس وقت استدلال کیا جب ان سے کلبی کی روایات قبول کرنے پر اعتراض کیا گیا تو انہوں نے کہا میں اس کے صدق اور کذب میں تمیز کر لیتا ہوں۔

حدیث موضوع کا حکم

حدیث موضوع سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی حدیث موضوع کو بغیر بیان

(۱) ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم للنووی علی مسلم' ج ا' ص ۲۱

وضع کے بیان کرنا جائز ہے۔ایک حدیث متعدد ضعیف اسناد سے بیان کی جائے تو وہ قوی ہو جاتی ہے لیکن اگر ایک حدیث متعدد موضوع اسانید سے بیان کی جائے تو وہ پھر بھی موضوع رہتی ہے کیونکہ شر کے ساتھ شر مل جائے تو وہ پھر بھی شر ہی رہتا ہے۔

احادیث سے ثابت ہونیوالے امور کی تفصیل

احادیث سے جو مسائل اور احکام ثابت ہوتے ہیں جن کا تعلق حلت اور حرمت کے ساتھ ہو وہ چار قسم کے ہیں:

(۱) عقائد قطعیہ جیسے توحید و رسالت اور مبداؤ معاد

(۲) عقائد ظنیہ جیسے انبیاء کی ملائکہ پر فضیلت اور قبر کے احوال۔

عقائد قطعیہ: ان کے اثبات کیلئے حدیث متواتر ہونی چاہیئے۔ عام ازینکہ تواتر لفظی ہو یا معنوی۔

عقائد ظنیہ: ان کے اثبات کیلئے اخبار آحاد کافی ہیں۔

احکام: ان کے اثبات کیلئے حدیث صحیح ہونی چاہیئے یا کم از کم یہ کہ وہ حدیث حسن لغیرہ سے کم نہ ہو۔

فضائل و مناقب: اس باب میں بالاتفاق احادیث ضعیفہ کا بھی اعتبار کر لیا جاتا ہے۔چنانچہ علامہ نووی فرماتے ہیں:

انهم قدير دون عنهم احاديث الترغيب و الترهيب و فضائل الاعمال والقصص و احاديث الزهد و مكارم الاخلاق و نحوذالك مما لا تتعلق بالحلال والحرام و سائر الاحكام وهٰذا الضرب من الحديث يجوز عنداهل الحديث وغيرهم الساهل فيه و رواية ماسوى لموضوع منه والعمل به لان اصول ذالك صحيحة مقرره في الشرع معروفة عنداهله وعلى كل حال فان الائمة لايردون عن الضعفاء شيا يحتجون

به على انفراده في الاحكام۔

حضرات محدثین ضعیف راویوں سے ترغیب' ترہیب' فضائل اعمال' قصص زہد اور مکارم اخلاق میں احادیث روایت کرتے ہیں اور حلال و حرام کے احکام میں ان سے اصلاً روایت نہیں کرتے اور اس قسم کی احادیث میں ضعیف راویوں سے روایت کرنا اور ان پر عمل کرنا صحیح اور شرع میں ثابت ہے اور احکام سے متعلق حدیث میں جب کوئی ضعیف راوی متفرد ہو تو اس کی روایت سے ہرگز استدلال نہیں کیا جاتا۔

علامہ نووی کی اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ فضائل اور مناقب میں ضعیف روایات کو قبول کیا جاتا ہے اور ان کے مقتضیٰ پر عمل بھی ہوتا ہے البتہ احکام میں ضعاف کا اعتبار نہیں ہوتا لیکن بعض صورتوں میں احتیاط کے پیش نظر احکام میں بھی ضعیف روایات کا اعتبار کر لیا جاتا ہے۔چنانچہ علامہ نووی لکھتے ہیں۔

قال العلماء من المحدثين والفقهاء وغيرهم يجوزويستحب العمل في الفضائل والترغيب والترهيب بالحديث الضعيف مالم يكن موضوعا واما الاحكام كالحلال والحرام والبيع و النكاح والطلاق و غير ذالك فلايعمل فيها الابالحديث الصحيح اوالحسن الاان يكون في احتياط في شيي كما اذا ورد حديث ضعيف بكراهة بعض البيوع اوالانكحة۔ (۱)

حضرات محدثین' فقہاء اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں کہ فضائل اعمال اور ترغیب و ترہیب میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا مستحب ہے جبکہ وہ موضوع نہ ہو لیکن حلال اور حرام کے احکام مثلاً بیع' نکاح اور طلاق وغیرہ میں حدیث صحیح یا حسن کے سوا اور کسی پر عمل درست نہیں الا یہ کہ اس میں احتیاط

(۱) ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ٦٧٦ھ شرح مسلم للنووی علی مسلم ج۱ ص۲۱

ہو مثلاً بیع یا نکاح کی کراہت میں کوئی حدیث ضعیف وارد ہو۔

حدیث ضعیف کی تقویت

فضائل اعمال اور باب مناقب میں عموماً احادیث ضعیفہ کا اعتبار کیا جاتا ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر ان بعض قرائن کا ذکر کر دیا جائے جن کی بنا پر حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے اور اس کا ضعف جاتا رہتا ہے۔ پہلی صورت یہ ہے کہ جب حدیث ضعیف متعدد اسانید سے مروی ہو تو وہ حسن لغیرہ ہو جاتی ہے چنانچہ تمام مستند اصول حدیث کی کتابوں میں یہ مسئلہ مرقوم ہے۔ محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام نے بھی فتح القدیر (ج ۱ ص ۲۴۸ مطبع مصر) میں اس کو وضاحت سے بیان فرمایا ہے اور علامہ شعرانی لکھتے ہیں:

وقداحتج جمهور المحدثين بالحديث الضعيف اذا كثرت طرقه ولحقوه بالصحيح تارة وبالحسن اخرى (۱)

جب حدیث ضعیف متعدد اسانید سے مروی ہو تو جمہور محدثین اس سے استدلال کرتے ہیں اور اس کو گاہ صحیح کے ساتھ اور گاہ حسن کے ساتھ لاحق کرتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جب کسی حدیث ضعیف کے موافق مجتہدین میں سے کسی کا قول مل جائے تو اس سے بھی حدیث ضعیف کی تقویت ہو جاتی ہے چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں:

ان المجتهد اذا استدل بحديث كان تصحيحاله كما فى التحرير وغيره. (۲)

مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرے تو اس کا استدلال بھی حدیث

(۱) امام عبدالوہاب الشعرانی ' میزان الشریعۃ الکبریٰ ' ج ۱ ص ۶۸

(۲) علامہ ابن عابدین شامی متوفی [illegible]ھ ردالمحتار ج ۴ ص ۱

کے صحیح ہونے کی دلیل ہے جس طرح تحریر میں امام ابن ہمام نے تحقیق فرمائی ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ اگر کسی حدیث ضعیف کے موافق اہل علم میں سے کسی کا قول ہو تو اس سے بھی حدیث کی تقویت ہو جاتی ہے چنانچہ امام ترمذی حدیث: اذا اتى احد كم الصلوٰة والامام على حال الحديث کے تحت لکھتے ہیں: هٰذا حديث غريب لا نعرف احدا اسنده الا ماروى من هٰذا الوجه والعمل على هٰذا عند اهل العلم۔ ملا علی قاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

قال النووى اسناده ضعيف نقله ميرك فكان الترمذى يريد تقوية الحديث بعمل اهل العلم (۱)

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور امام ترمذی اہل علم کے عمل سے اس حدیث کی تقویت کا ارادہ فرما رہے ہیں۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ بعض اوقات صالحین کے عمل سے بھی حدیث کی تقویت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ صلوٰۃ التسبیح جس روایت سے ثابت ہے وہ حدیث ضعیف ہے اور حاکم اور بیہقی نے اس کی تقویت کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ عبداللہ بن المبارک کے عمل کی وجہ سے یہ حدیث تقویت پا گئی۔ چنانچہ مولانا عبدالحیؒ لکھتے ہیں:

قال البيهقى كان عبد الله بن المبارك يصليها وتداولها الصالحون بعضهم عن بعض وفى ذالك تقوية للحديث المرفوع (۲)

علامہ بیہقی لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک صلوٰۃ تسبیح پڑھا کرتے تھے اور بعد کے تمام علماء اس کو ایک دوسرے سے نقل کر کے پڑھتے رہے۔ اس

(۱) ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ مرقاۃ ' ج ۳ ص ۹۸

(۲) مولانا عبدالحی لکھنوی المتوفی ۱۳۰۴ھ الاثار المرفوعۃ ' ص ۲۳

Scanned with CamScanner

وجہ سے اس حدیث مرفوع کو تقویت حاصل ہو گئی۔

اس کے علاوہ تجربہ اور کشف سے بھی حدیث ضعیف کی تقویت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری نے اسی بحث میں ابن عربی کے کشف سے ایک حدیث کی تقویت کا واقعہ بیان کیا ہے۔

روایات مختلفہ میں مذاق ائمہ

جب کسی ایک مسئلہ پر متعدد متعارض روایات وارد ہوں تو اس سلسلہ میں تتبع اور تلاش سے جو ائمہ اربعہ کا مسلک معلوم ہو سکا ہے۔

وہ یہ ہے کہ امام اعظم ایسی صورت میں روایات کے درمیان تطبیق دیتے ہیں اور حتی الامکان کوشش کرتے ہیں کہ ہر روایت پر کسی نہ کسی صورت میں عمل ہو جائے اور جب تطبیق نہ ہو سکے تو اس روایت کو ترجیح دیتے ہیں جو اسلام اور اصول روایت کے قریب تر ہو۔ امام شافعی ایسی شکل میں قوت سند کے لحاظ سے کسی ایک روایت کو لیتے ہیں اور باقی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ امام مالک تعارض کی صورت میں اس روایت کو ترجیح دیتے ہیں جو اہل مدینہ کے تعامل کے موافق ہو اور امام احمد متقدمین کی اکثریت کا لحاظ کرتے ہیں۔

مشہور حفاظ

سطور ذیل میں ہم چاروں مسلکوں کے مشاہیر حفاظ کے اسماء پیش کر رہے ہیں۔

احناف: حافظ ابوبشر دولابی، حافظ اسحاق بن راہویہ، حافظ ابوجعفر طحاوی، حافظ ابن ابی العوام سعدی، حافظ ابومحمد حارثی، حافظ عبدالباقی، حافظ ابوبکر رازی جصاص، حافظ ابونصر کلاباذی، حافظ ابومحمد سمرقندی، حافظ شمس الدین سروجی، حافظ قطب الدین حلبی، حافظ علاؤ الدین ماردینی، حافظ جمال الدین زیلعی، حافظ علاؤ الدین مغلطائی، حافظ بدرالدین عینی، حافظ قاسم بن قطلوبغا وغیرہم۔

شوافع: حافظ دارقطنی، حافظ بیہقی، حافظ خطابی، حافظ عزالدین ابن سلام، حافظ ابن دقیق العید، حافظ عراقی، حافظ ذہبی، حافظ مزی، حافظ ابن اثیر جزری، سبکی، ہیثمی، ابن حجر وغیرہم۔

مالکیہ: حافظ حسین بن اسماعیل، حافظ رحیلی، حافظ ابن عبدالبر، حافظ ابوالولید الباجی، حافظ قاضی ابوبکر العربی حافظ عبدالحق، حافظ قاضی عیاض، حافظ مازری، حافظ ابن رشد، حافظ ابوالقاسم سہیلی وغیرہم۔

حنابلہ: حافظ عبدالغنی المقدسی، حافظ ابوالفرج بن الجوزی، حافظ ابن قدامہ، حافظ ابن رجب وغیرہم۔

Scanned with CamScanner

امام ترمذی

امام ابوعیسیٰ ترمذی عابد و زاہد بے مثال حافظہ کے مالک اور یگانہ روزگار محدث تھے۔ ادریسی نے کہا ابوعیسیٰ ترمذی ان ائمہ میں سے ہیں جن کی علم حدیث میں پیروی کی جاتی ہے۔ انہوں نے جامع تواریخ اور علل کی تصنیف کی وہ ایک ثقہ عالم تھے اور ایسا حافظہ رکھتے تھے کہ لوگ حفظ میں ان کی مثال دیا کرتے تھے۔ (۱) امام ترمذی بے حد عبادت گزار اور پرسوز دل کے مالک تھے۔ یوسف بن احمد بغدادی بیان کرتے ہیں کہ کثرت گریہ وزاری کے سبب وہ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ (۲)

امام ترمذی امام بخاری کے شاگرد تھے۔ نصر بن محمد خود امام ترمذی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن امام بخاری نے ان سے کہا کہ تم نے مجھ سے اس قدر استفادہ نہیں کیا جتنا استفادہ میں نے تم سے کیا ہے اور عمران بن علان نے کہا کہ امام محمد بن اسماعیل بخاری نے فوت ہونے کے بعد اہل خراسان کے لئے علم و عمل میں امام ترمذی جیسا کوئی شخص نہیں چھوڑا۔ (۲)

ولادت اور سلسلہ نسب

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن الضحاک ابن السکن سلمی ترمذی ۲۰۹ھ میں بلخ کے شہر ترمذ میں پیدا ہوئے جو دریائے جیحون کے قریب واقع ہے۔

(۱) شہاب الدین ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب، ج۹، ص ۳۸۸

(۲) ایضاً، ص ۳۸۹

کنیت ابوعیسیٰ

امام ترمذی کا نام محمد اور کنیت ابوعیسیٰ ہے۔ جامع ترمذی میں انہوں نے اپنے نام کی بجائے کنیت کو اختیار کیا ہے اور جہاں اپنا ذکر کرتے ہیں۔ اس جگہ یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ امام ابن ابی شیبہ نے پوری سند کے ساتھ اپنی مصنف میں روایت کیا ہے کہ ایک شخص کی کنیت ابوعیسیٰ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: ''عیسیٰ کا کوئی باپ نہیں تھا''۔ اس روایت کے سبب بعض علماء نے ابوعیسیٰ کنیت رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کنیت ابوعیسیٰ سے نہ منع فرمایا ہے نہ اس کو ناپسند کیا ہے بلکہ صرف ایک امر واقعی کا بیان فرمایا ہے کہ واقعہ میں حضرت عیسیٰ کا کوئی باپ نہیں تھا۔

ثانیاً یہ کہ حضور علیہ السلام کا یہ فرمان مزاح کے قبیل سے تھا جیسا کہ ایک شخص نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کے لئے اونٹ مانگا تو آپ نے فرمایا: میں تمہیں اونٹ کے بچے پر سوار کروں گا۔ وہ کہنے لگا حضور اونٹ کا بچہ تو مجھے گرا دے گا۔ آپ نے فرمایا: ہر اونٹ کسی نہ کسی اونٹ کا بچہ ہی ہوتا ہے۔

کنیت ابوعیسیٰ کے سلسلہ میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کی کنیت بھی ابوعیسیٰ تھی۔ جب حضرت عمر کو اس کنیت کا علم ہوا تو انہوں نے اس کنیت کو ناپسند فرمایا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے بتلایا کہ ان کی کنیت حضور نے رکھی تھی تو حضرت عمر نے اس کو حضور کی خصوصیت قرار دیا اور اس کنیت سے بدستور منع کرتے رہے لیکن اس استدلال میں بھی کچھ جان نہیں ہے کیونکہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کی یہ کنیت خود حضور علیہ السلام نے رکھی تھی اور حضرت عمر کا اس کو حضور کی خصوصیت قرار دینا اس وقت معتبر ہوتا جب حضور علیہ السلام نے اس کنیت سے منع فرمایا ہوتا۔ نیز یہاں اب کا لفظ ابوت کے معنی میں ہے ہی نہیں۔

Scanned with CamScanner

امام ترمذی کے ہم نام

امام ترمذی کے ایک ہم نام حکیم ترمذی ہیں۔ بسا اوقات بعض ناواقف لوگ حکیم ترمذی کی روایات کو امام ترمذی کی روایات خیال کر لیتے ہیں۔ حالانکہ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اکثر ضعیف اور غیر معتبر روایات جمع کی ہیں اور امام ترمذی کی جامع صحیح میں اکثر صحیح اور معتبر روایات ہیں۔

تحقیق یہ ہے کہ ترمذی نام کے تین مشاہیر اعلام گزرے ہیں:

۱- امام ابوعیسیٰ الترمذی صاحب الجامع الصحیح المتوفی ۲۷۹ھ

۲- ابوالحسن احمد بن الحسن بن جنید الترمذی المتوفی ۲۴۵ھ۔ یہ ترمذی کبیر کے نام سے مشہور تھے اور امام بخاری اور امام ترمذی کے استاذ تھے۔ (۱)

۳- ابوعبداللہ محمد بن علی بن الحسن الحکیم الترمذی المتوفی ۳۵۵ھ۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ یہ نبوت پر ولایت کی فضیلت کے قائل تھے۔ اس عقیدہ کے سبب ان کو ترمذ سے نکال دیا گیا۔ پھر یہ بلخ چلے گئے۔ جہاں ان کے ہمنوا مل گئے۔ (۲) ان کی کتاب نوادر الاصول فی معرفۃ اخبار الرسول بہت مشہور ہے جس میں ۲۸۸ احادیث ذکر کی گئی ہیں۔ حافظ سیوطی نے ان پر زیادتی بھی کی ہے۔ (۳)

اساتذہ

امام ترمذی نے حصول علم کی خاطر خراسان، عراق اور حجاز کے متعدد شہروں کا سفر کیا اور اپنے وقت کے بہترین افاضل، علوم حدیث کے ماہرین اور جید اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ ان کے اساتذہ میں سے چند حضرات کے اسماء یہ ہیں: قتیبہ بن سعید، ابومصعب، ابراہیم بن عبداللہ ہروی، اسماعیل بن موسیٰ اسدی، سوید بن نصر، علی

(۱) امام عبداللہ شمس الدین الذہبی متوفی ۷۴۸ھ 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۲، ص ۵۳۶

(۲) امام عبداللہ شمس الدین الذہبی متوفی ۷۴۸ھ 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۲، ص ۶۴۵

(۳) حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ 'کشف الظنون' ج ۲، ص ۱۹۷۹

بن حجر، محمد بن عبدالملک بن ابی شوارب، عبداللہ بن معاویہ، محمد بن اسماعیل البخاری، مسلم بن الحجاج القشیری، امام ابوداؤد۔ (۱)

تلامذہ

امام ترمذی کے تلامذہ کی بھی ایک طویل فہرست ہے اور بے شمار لوگوں نے ان سے احادیث کا سماع کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ان میں سے بعض حضرات کا ذکر کیا ہے، جن کی تفصیل یہ ہے:

ابو حامد احمد بن عبداللہ بن داؤد مروزی، ہیثم بن کلیب شامی، محمد بن محبوب ابوالعباس محبوبی مروزی، احمد بن یوسف نسفی، ابوالحارث اسد بن حمدویہ، داؤد بن نصر بن سہیل بزدوی، عبد بن محمد بن محمود نسفی، محمد بن نمیر، محمد بن محمود، محمد بن مکی بن نوح، ابوجعفر محمد بن سفیان بن نضر نسفی، محمد بن منذر ابن سعید ہروی اور امام بخاری۔ (۲)

امام ترمذی نے اپنی جامع صحیح میں دو ایسی روایتیں ذکر کی ہیں جن کا امام بخاری نے امام ترمذی سے سماع کیا ہے جن کی تفصیل یہ ہے:

۱- حدثنا الحسن بن محمد الزعفرانی ناعفان ناحفص بن غياث بن حبيب بن ابی جمرة عن سعيد بن جبير عن ابن عباس فی قول الله عزوجل ماقطعتم من لينة اوتركتموها قائمة على اصولها قال اللينة النخلة وليخزى الفاسقين قال استنزلوهم من حصونهم قال وامروا بقطع النخل فحك فی صدورهم فقال المسلمون قد قطعنابعضاوتركنا بعضا فلنسئلن رسول الله صلى الله عليه وسلم هل لنا فيما قطعنا من اجروهل علينا فيما تركنا من وزرفانزل الله ماقطعتم

(۱) امام ذہبی متوفی ۷۴۸ھ 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۲، ص ۶۳۴

(۲) حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ 'تہذیب التہذیب' ج ۹، ص ۳۸۷

من لينة اوتركتموها قائمة على اصولها الاية هٰذا حديث حسن غريب وروى بعضهم هٰذا الحديث عن حفص بن غياث عن حبيب بن ابى عمرة عن سعيد بن جبير عن النبى صلى الله عليه وسلم مرسلا قال ابوعيسىٰ سمع منى محمد بن اسماعيل هٰذا الحديث (۱)

۲- حدثنا على بن المنذرنا ابن فضيل عن سالم بن ابى حفصه عن عطيه عن ابى سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلى يا على لايحل لاحدان يجنب فى هٰذا المسجد غيرى و غيرك قال على بن المنذرقلت لضرار بن صردما معنى هٰذا الحديث قال لا يحل لا حد يستطرقه جنبا غيرى و غيرك هٰذا حديث غريب لا نعرفه الامن هٰذا الوجه وقد سمع محمد بن اسماعيل منى هٰذا الحديث واستغربه۔ (۲)

بے مثل حافظہ

امام ترمذی غضب کا حافظہ رکھتے تھے۔ ان کی قوت حفظ سے متعلق ایک واقعہ عام تذکرہ نگاروں نے نقل کیا ہے۔ خود امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شیخ سے ان کی احادیث کے دو جز نقل کیے تھے۔ ایک مرتبہ مکہ کے سفر میں وہ میرے ہمراہ تھے۔ مجھے اب تک ان اجزاء کی دوبارہ جانچ پڑتال کا موقع نہیں ملا تھا۔ میں نے شیخ سے درخواست کی کہ آپ ان احادیث کی قرأت کریں اور میں سن کر ان کا مقابلہ کرتا جاؤں۔ شیخ نے منظور فرمالیا پھر میں نے ان اجزاء کو اپنے سامان میں تلاش کیا مگر وہ نہ

(۱) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ الجامع الصحیح، ص ۴۲۷

(۲) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ الجامع الصحیح، ص ۵۳۵

مل سکے۔ بالآخر میں نے ان اجزاء کی مثل سادہ کاغذ اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیے اور شیخ سے قرأت کی درخواست کی۔ شیخ قرأت کرتے رہے اور میں اپنے ذہن میں ان احادیث کو محفوظ کرتا رہا۔ اتفاقاً شیخ کی نظر ان سادہ کاغذوں پر پڑ گئی اور وہ ناراض ہوکر کہنے لگے تم کو شرم نہیں آتی مجھ سے مذاق کرتے ہو۔ پھر میں نے سارا ماجرا سنا کر اپنا عذر پیش کیا اور کہا کہ آپ کی سنائی ہوئی تمام احادیث مجھے محفوظ ہوگئی ہیں۔ شیخ نے کہا سناؤ اور میں نے وہ تمام احادیث من وعن سنا ڈالیں۔ شیخ نے دوبارہ امتحان لینے کیلئے چالیس ایسی احادیث پڑھیں جو صرف ان سے روایت کی جاتی تھیں۔ امام ترمذی نے ان احادیث کو بھی اسی طرح ترتیب وار سنا ڈالا۔ اس پر شیخ نے انہیں تحسین وآفرین کرتے ہوئے بے اختیار کہا ''مارأیت مثلك'' میں نے تمہاری مثل آج تک کسی کو نہیں دیکھا۔ (۱)

ابن حزم کا انکار

ابو محمد ابن حزم المتوفی ۴۵۶ھ نے الصال میں امام ترمذی کو مجہول قرار دیا ہے کیونکہ غیر مقلدین حضرات کیلئے ابن حزم امام اور پیشوا کی حیثیت رکھتے ہیں اس لیے انہیں اس کے انکار پر تعجب ہوا اور انہوں نے ابن حزم کے قول کی تاویلات اور توجیہات کرنی شروع کردیں لیکن ہمارے لیے یہ امر چنداں باعث حیرت نہیں ہے کیونکہ ابن حزم نے محلی میں امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی وغیرہم مجتہدین کرام کیلئے جگہ جگہ کذب اور سفاہت کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ پس جو شخص ان جیسے صلحائے امت اور ائمہ دین کیلئے کذب اور سفاہت کے الفاظ لا سکتا ہے ایسے زبان دراز شخص کیلئے امام ترمذی کو مجہول کہہ دینا کیا بڑی بات ہوگی۔

تصانیف

درس وتدریس کی بے پناہ مصروفیات اور کثرت مشاغل کے باوجود امام ترمذی

(۱) حافظ ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب، ج ۹، ص ۳۸۸

Scanned with CamScanner

سے مندرجہ ذیل تصانیف یادگار ہیں:

(۱) جامع ترمذی (۲) کتاب العلل (۳) کتاب التاریخ

(۴) کتاب الزہد (۵) کتاب الاسماء والکنی (۶) کتاب الشمائل النبویہ۔

وفات

۱۳ رجب ۲۷۹ھ کو مقام ترمذ میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا اور وہیں آپ کو دفن کر دیا گیا۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ اس سال جن اور مشاہیر محدثین کا وصال ہوا ان کے اسماء یہ ہیں۔ محدث ابن خلیل بن ثابت، ابوجعفر برجلانی، ابراہیم بن عبداللہ العبسی الکوفی، محدث مکہ ابویحیٰ عبداللہ بن احمد بن ابی مسرۃ، محدث جعفر بن محمد بن شاکر۔(۱)

(۱) شمس الدین الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۳۵

جامع ترمذی

امام ابوعیسیٰ ترمذی کی جامع صحیح، ترتیب صحاح کے لحاظ سے نسائی اور ابوداؤد کے بعد آتی ہے لیکن اس کو اپنی جودت ترتیب، افادیت اور جامعیت کی وجہ سے جو شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اس کے سبب اس کو عام طور پر بخاری اور مسلم کے بعد شمار کیا جاتا ہے چنانچہ حاجی خلیفہ اس کا ثالث الکتب الستۃ کے عنوان سے کشف الظنون میں ذکر کرتے ہیں۔

حافظ ابن اثیر جامع الاصول میں لکھتے ہیں کہ جامع ترمذی کتب صحاح میں سب سے احسن ہے کیونکہ اس کی افادیت سب سے زیادہ اور ترتیب سب سے عمدہ ہے۔ نیز اس میں تکرار سب سے کم ہے۔ مذاہب ائمہ اور وجوہ استدلال کے ذکر اور انواع حدیث اور احوال رواۃ کے بیان میں یہ کتاب سب سے منفرد ہے۔

شیخ ابواسماعیل ہروی نے کہا کہ میرے نزدیک ابوعیسیٰ ترمذی کی کتاب بخاری اور مسلم کی کتابوں سے زیادہ مفید ہے۔ انہوں نے اس کا سبب بتلاتے ہوئے کہا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے سوا ماہرین علوم حدیث کے اور کوئی شخص استفادہ نہیں کر سکتا۔ بخلاف صحیح ترمذی کے کیونکہ یہ کتاب فقہاء، محدثین اور عام علماء کیلئے یکساں مفید ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو تصنیف کے بعد علماء حجاز پر پیش کیا تو انہوں نے اس کو پسند کیا۔ پھر علماء خراسان پر پیش کیا تو انہوں نے بھی اس کو تحسین کی نظر سے دیکھا۔ امام ترمذی کہتے ہیں جس شخص کے گھر میں یہ کتاب ہو وہ

Scanned with CamScanner

یوں سمجھے گویا اس کے گھر میں نبی کلام کر رہا ہے۔(۱)

تسمیہ

صحیح ترمذی کے نام میں اختلاف ہے۔ حاجی خلیفہ کشف الظنون میں لکھتے ہیں کہ بعض لوگ اس کو سنن ترمذی کہتے ہیں لیکن اس کا زیادہ مشہور نام الجامع الصحیح ہی ہے۔ سنن اصطلاح حدیث میں حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جس کی ترتیب ابواب فقہ کی طرز پر کی گئی ہو اور چونکہ ترمذی کی ترتیب اسی طور پر ہے اس لیے اس کو سنن کہنا بھی درست ہے۔ رہا الجامع الصحیح کہنے میں ترمذی کے جامع ہونے میں تو کوئی کلام نہیں البتہ صحیح کہنے پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ اس میں حسن اور ضعیف روایات بھی کافی تعداد میں موجود ہیں۔ پھر اس کو صحیح کہنا کیونکر درست ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ اس کو صحیح تغلیباً کہا گیا ہے۔

اسلوب

امام ترمذی نے اپنی جامع کی ترتیب میں جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ اس قدر عمدہ اور مفید ہے جس کی وجہ سے اس کتاب کو تمام کتب صحاح میں نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ سطور ذیل میں ہم جامع ترمذی کی چند خصوصیات بمع امثلہ پیش کر رہے ہیں۔

۱- امام ترمذی حدیث ذکر کرنے کے بعد ائمہ مذاہب کے اقوال اور ان کا اختلاف ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے سلمہ بن قیس سے ایک روایت ذکر کی: اذا توضات فانتثر و اذا ستجمرت فاوتر۔ اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں:

واختلف اهل العلم فيمن ترك المضمضة والا ستنشاق فقال طائفة منهم اذا تركهما في الوضو حتى صلى اعادوا واذالك في الوضو والجنابة سواء وبه يقول ابن ابي ليلى و عبد الله بن مبارك و احمد واسحاق و قال احمد الا ستنشاق او كد

(۱) حافظ شمس الدین الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ' تذکرۃ الحفاظ' ج ۲' ص ۶۳۴

من المضمضة قال ابوعيسى طائفة من اهل العلم يعيد في الجنابة ولا يعيد في الوضوء وهو قول سفيان الثوري و بعض اهل الكوفة وقالت طائفة لا يعيد في الوضوء ولا في الجنابة لانهما سنة من النبي صلى الله عليه وسلم فلا تجب الاعادة على من تركهما في الوضوء ولا في الجنابة وهو قول مالك وشافعي۔(۱)

۲- امام ترمذی نے اپنی جامع صحیح میں یہ التزام کیا ہے کہ اس کتاب میں صرف ان احادیث کو درج کیا جائے جو کسی نہ کسی امام کا مذہب ہوں۔ البتہ دو حدیثیں ایسی ہیں جن کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ کسی امام کا مذہب نہیں ہے۔ پہلی حدیث یہ ہے: عن ابن عباس قال جمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بين الظهر و العصر و بين المغرب والعشاء بالمدينة من غير خوف ولا مطر۔ لیکن اس حدیث کو اگر جمع صوری پر محمول کر دیا جائے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور عصر کو اس کے ابتدائی وقت میں اسی طرح مغرب کو اس کے آخری وقت میں اور عشاء کو اس کے ابتدائی وقت میں پڑھا تو یہ حدیث ائمہ مذاہب میں سے کسی کے خلاف نہیں رہتی۔ دوسری حدیث یہ ہے: عن معاوية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من شرب الخمر فا جلدوه فان عادفي الرابعةفاقتلوه۔ چوتھی بار شراب پینے پر کسی شخص کو بطور حد قتل کر دینا بے شک کسی امام کا مذہب نہیں ہے لیکن اگر اس قتل کو تعزیر پر محمول کر دیا جائے تو یہ ائمہ مذاہب میں سے کسی کے خلاف نہیں ہے۔ اس تحقیق سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ جامع ترمذی کی تمام احادیث معمول بہا ہیں اور انہوں نے اس کتاب میں کوئی حدیث ایسی ذکر نہیں کی جو کسی نہ کسی امام کا مذہب نہ ہو۔(۲'۳)

(۱) ابوعیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ' جامع ترمذی' ص ۳۰
(۲) ابوعیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ' جامع ترمذی' ص ۲۲۷
(۳) ابوعیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ' جامع ترمذی' ص ۲۷

Scanned with CamScanner

۳- جب ایک حدیث کئی صحابہ سے مروی ہو تو جس صحابی سے اس حدیث کی روایت مشہور ہو، امام ترمذی اس صحابی کی روایت ذکر کرتے ہیں اور باقی صحابہ کی روایات کی طرف وفی الباب عن فلان و عن فلان کہہ کر اشارہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں: عن انس بن مالك قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا دخل الخلاء قال اللهم انى اعوذ بك من الخبث والخبائث ۔ اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: وفي الباب عن علي وزيد بن ارقم وجابر وابن مسعود ۔ پھر اپنی روایت کی وجہ ترجیح ذکر کرتے ہیں۔ قال ابو عیسیٰ حدیث انس اصح شيء في هذا الباب واحسن ۔ امام ترمذی کے اس طریقہ سے تین فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ باب کی غیر مشہور روایات بھی علم میں آجاتی ہیں۔ ثانی یہ کہ بسا اوقات بعض غیر مشہور روایات کی کسی علت کا بھی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً یہی حدیث جس کو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور جس کے بعد فرماتے ہیں کہ وفي الباب عن علي و زيد بن ارقم و جابر بن مسعود ۔ اس میں زید بن ارقم کے بارے میں لکھتے ہیں: وحديث زيد بن ارقم في اسناده اضطراب اور پھر تفصیل سے وجہ اضطراب بیان کر دی ہے۔ ثالث یہ کہ بعض اوقات غیر مشہور روایات کے متن میں کوئی زیادتی یا کمی ہو تو اس کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ مثلاً وہ حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں۔ عن جابر بن عبدالله قال نهى النبي صلى الله عليه وسلم ان نستقبل القبلة ببول فرايته قبل ان يقبض بعام يستقبلها ۔ پھر لکھتے ہیں: وفي الباب عن ابي قتادة و عائشه و عمار ۔ اس کے بعد انہوں نے ابو قتادہ کی روایت ذکر کی ہے جس کے متن میں کمی ہے۔ لکھتے ہیں: عن ابى قتادة انه راى النبي صلى الله عليه وسلم يبول مستقبل القبلة اخبرنا بذالك قتيبة قال نابذالك ابن لهيعة ۔ اس کے بعد مشہور روایات کی وجہ ترجیح بیان کرتے ہیں۔ وحديث جابر عن النبي صلى الله

عليه وسلم اصح من حديث ابن لهيعة وابن لهيعة ضعيف عند اهل الحديث ۔(۱،۲)

۳- امام ترمذی کا عام طریقہ یہ ہے کہ جب کسی صحابی کی روایت ذکر کرنے کے بعد وفي الباب عن فلان کہتے ہیں تو فی الباب کے تحت اس صحابی کا نام ذکر نہیں کرتے جس کی روایت اصالۃ باب کے تحت لاتے ہیں لیکن بعض جگہ انہوں نے اس طریقہ کے خلاف بھی کیا ہے۔ مثلاً وہ روایت کرتے ہیں: عن ابي سعيد الخدري عن النبي صلى الله عليه وسلم قال في الجنة شجر يسير الراكب في ظلها ماة عام ۔ الحديث ۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: وفي الباب عن ابي سعيد لیکن اس جگہ ابو سعید کی روایت سے وہ روایت مراد نہیں ہے جس کا امام ترمذی پہلے ذکر کر چکے ہیں بلکہ ایک اور روایت ہے۔ عن ابي سعيد الخدري عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال له رجل يارسول الله ماطوبى قال شجرة مسيرة ماة الحديث (یہ روایت موارد الظمان میں ہے)(۳،۴)

۴- امام ترمذی مکمل سند بیان کرنے کے بعد انواع حدیث میں سے اس حدیث کی نوع کا بیان کر دیتے ہیں کہ آیا یہ حدیث صحیح ہے، حسن ہے یا ضعیف ہے۔ مثلاً روایت کرتے ہیں: حدثنا بندار حدثنا ابو احمد ناسفيان عن معمر عن قتادة عن انس ان رسول الله صلى الله على وسلم كان يطوف على نسائه في غسل واحد ۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: قال ابو عيسىٰ حديث انس حديث صحيح ۔ حسن کی مثال یہ ہے: حدثنا علي بن حجر نا عبدالرحمن بن ابي الزناد عن ابيه عروة بن الزبير عن المغيره بن شعبه قال رايت النبي

(۱) ابو عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۲۲۷
(۲) ابو عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۳۶۱
(۳) الحافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی المتوفی ۸۰۷ھ موارد الظمان زوائد ابن حبان، ص ۶۵۲
(۴) ابو عیسیٰ ترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۴۷

صلی اللہ علیہ وسلم یمسح علی الخفین علی ظاھر ھما قال ابو عیسیٰ
حدیث المغیرہ ۔حدیث حسن اور ضعیف کی مثال یہ ہے: حدثنا قتیبة قال
ثنا رشدین بن سعد عن عبدالرحمن بن زیاد بن انعم عن عتبة بن حمید
عن عبادة بن نسیی عن الرحمان بن غنم عن معاذ بن جبل قال رایت
النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اذا توضاء مسح وجهه بطرف ثوبه قال
ابو عیسیٰ هٰذا حدیث غریب و اسناده ضعیف و رشدین بن سعد و
عبدالرحمان بن زیاد بن انعم الافریقی یضعفان فی الحدیث ۔(۱،۲،۳)

۵-اگر کوئی حدیث مضطرب ہو تو تعیین کر دیتے ہیں کہ اضطراب سند میں ہے یا متن میں اور بسا اوقات وجہ اضطراب بھی بیان کر دیتے ہیں مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں۔ حدثنا جعفر بن محمد بن عمران الثعلبی الکوفی نازید بن حباب عن معاویه بن صالح عن ربیعه بن یزید الدمشقی عن ابی ادریس الخولانی وابی عثمان بن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من توضاء فاحسن الوضوء ثم قال اشهدان لا اله الا الله وحده لا شریك له واشهدان محمدا عبده ورسوله الحدیث ۔اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں: وهٰذا حدیث فی اسناده اضطراب اور وجہ اضطراب میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن صالح وغیرہ نے زید بن حباب کی مخالفت کی ہے اور سند یوں ذکر کی ہے: عن معاویه بن صالح عن ربیعه بن یزید عن ابی ادریس عن عقبه بن عامر عن عمر اور بعض کا یوں ذکر کیا ہے: عن ابی عثمان عن جبیر بن نفیر عن عمر ۔خلاصہ یہ ہے کہ زید بن حباب کی روایت سے پتہ چلتا

(۱) ابو عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۴۱
(۲) ابو عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۴۴
(۳) ابو عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۴۴

ہے کہ ادریس اور ابوعثمان ان دونوں اور حضرت عمر کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے اور عبداللہ بن صالح وغیرہ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ابوادریس اور حضرت عمر کے درمیان عقبہ بن عامر کا اور ابوعثمان اور حضرت عمر کے درمیان جبیر بن نفیر کا واسطہ ہے۔ اس وجہ سے یہ حدیث مضطرب السند ہو گئی۔(۱)

۵- جو حدیث معلول ہو امام ترمذی اس کی تصریح کر دیتے ہیں اور بسا اوقات اس کی علت خفیہ بھی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں۔ حدثنا ابو الولید الدمشقی ناولید بن مسلم اخبرنا ثور بن یزید عن رجاء بن حیوة عن کاتب المغیرة عن المغیرة بن شعبه ان النبی صلی الله علیه وسلم مسح اعلی الخف واسفله ۔اس حدیث کے ذکر کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: ھٰذا حدیث معلول اور وجہ اعلال کے بارے میں فرماتے ہیں: لم یسنده عن ثور بن یزید غیر الولید بن مسلم ۔اس کی وضاحت یہ ہے کہ یہ حدیث دراصل مرسل ہے کیونکہ ثور بن یزید کے تمام شاگرد اپنی اسانید میں مغیرہ بن شعبہ کا ذکر نہیں کرتے اور کاتب مغیرہ کی حضور علیہ السلام سے اس حدیث کی مرسلاً روایت کرتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ اصل میں یہ حدیث مرسل ہے۔ اس کے برخلاف ثور بن یزید کے صرف ایک شاگرد ولید بن مسلم اس حدیث کو عن کاتب المغیرة عن المغیره عن رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم ۔موصولاً روایت کرتے ہیں اور حدیث مرسل کو موصول بیان کرنا یہی وہ علت خفیہ ہے جس کی وجہ سے یہ حدیث معلل قرار پائی۔(۲)

۶- اگر کوئی حدیث منقطع ہو تو امام ترمذی اس کے عدم انقطاع کی تصریح کر دیتے ہیں اور بعض اوقات عدم انقطاع کی وجہ بھی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً وہ روایت

(۱) ابو عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۴
(۲) ابو عیسیٰ ترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۴۰

Scanned with CamScanner

کرتے ہیں: حدثنا علی بن حجرنا اسماعیل بن ابراھیم عن عبداللّٰہ بن الحسن عن امه فاطمة بنت الحسین عن جدتھما فاطمة الکبریٰ قالت کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اذا دخل المسجد صلی علی محمد وقال رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك الحدیث۔

اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: قال ابوعیسیٰ حدیث فاطمة حدیث حسن ولیس اسنادہ بمتصل اور اس کا سبب بیان کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت الحسن نے حضرت سیدنا فاطمۃ الکبریٰ کو نہیں پایا تھا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے صرف چند ماہ بعد آپ کا وصال ہو گیا تھا۔(۱)

۷- جو حدیث غیر محفوظ اور شاذ ہو امام ترمذی اس کی بھی تصریح کر دیتے ہیں اور بسا اوقات وجہ شذوذ بھی بیان کر دیتے ہیں مثلاً وہ روایت کرتے ہیں: حدثنا عبداللہ ابن ابی زیاد نازید بن حباب عن سفیان عن جعفر بن محمد عن ابیه عن جابر بن عبداللّٰہ ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم حج ثلث حجج حجتین قبل ان یھاجر وحجة بعد ماھا جر الحدیث۔

اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: ھٰذا حدیث غریب من حدیث سفیان لانعرفه الامن حدیث زید بن حباب الی ان قال وسالت محمدا عن ھٰذا فلم یعرفه من حدیث الثوری عن جعفر عن ابیه عن جابر عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم رایته لایعد ھٰذا الحدیث محفوظا۔ خلاصہ یہ ہے کہ حدیث شاذ اور غیر محفوظ وہ ہوتی ہے جس میں ثقہ راوی اوثق کی مخالفت کرے یا ایک ثقہ شخص متعدد ثقہ لوگوں کی مخالفت کرے۔ اس حدیث کی وجہ شذوذ امام ترمذی نے امام بخاری سے یہ نقل کی ہے کہ اس حدیث کو دوسرے ثقہ راویوں نے سفیان ثوری سے مرسلا روایت کیا ہے اور صرف زید بن حباب نے اس کو سفیان سے موصولاً روایت کیا ہے۔(۲)

(۱) ابوعیسیٰ ترمذی التوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۷۳

(۲) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۴۰

۸- جو حدیث منکر ہو امام ترمذی اس کی تصریح کر دیتے ہیں اور بسا اوقات وجہ بھی بیان کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے: حدثنا بشر بن معاذ العقدی البصری ناایوب بن واقد الکوفی عن ھشام بن عروة عن ابیه عن عائشه قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من نزل علی قوم فلایصومن تطوعا الاباذنھم۔ اس حدیث کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: قال ابوعیسٰی ھٰذا حدیث منکر لا نعرف احدا من الثقات روی ھٰذا الحدیث عن ھشام بن عروہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ منکر اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں غیر ثقہ راوی ثقہ راویوں کی مخالفت کرے اور یہاں ایسا ہی ہے کیونکہ اس سند کے راوی ضعیف ہیں اور ہشام بن عروہ سے اس حدیث کی روایت میں کوئی ثقہ راوی ان کا ساتھ نہیں دیتا۔(۱)

۹- بعض دفعہ امام ترمذی ایک اسناد سے ایک صحیح حدیث ذکر کرتے ہیں اور وہی حدیث بعض دوسری اسانید سے مدرج ہوتی ہے تو امام ترمذی اس کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے: حدثنا قیتبه ناالليث عن ابن شھاب عن عبیداللہ بن عبداللہ ان ابن عباس اخبرہ ان الصعب بن جثامه اخبرہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم مربه بالابواء اوبودان فاھدی له حمارا وحشیا فردہ علیه فلمارای رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الکراھیة قال انه لیس بنارد علیك واناحرم۔ اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں۔ وقدروی بعض اصحاب الزھری عن الزھری ھٰذا الحدیث وقال اھدی له لحم حماروحش وھو غیر محفوظ حدیث مدرج اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے متن میں راوی اپنے پاس سے کچھ الفاظ داخل کر دے اور اصحاب زہری کی روایت میں ایسا ہی ہے کیونکہ صحیح حدیث میں فاھدی له حمارا وحشیا کے الفاظ ہیں اور اصحاب زہری نے لحم کا لفظ زیادہ کر کے اھدی له لحم حماروحش روایت کیا گیا

(۱) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۳۶

ہے۔(۱)

۱۰۔بعض دفعہ امام ترمذی کثرت طرق کا اظہار کرنے کیلئے حدیث ایک سند کے ساتھ مرفوعاً ذکر کرتے ہیں لیکن درحقیقت وہ موقوف ہوتی ہے تو امام ترمذی اس کے وقف کی تصریح کر دیتے ہیں۔مثلاً وہ روایت کرتے ہیں:عن ابن عمر عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من مات و علیہ صیام شہر فلیطعم عنہ مکان کل یوم مسکینا۔اس کے بعد لکھتے ہیں:قال ابوعیسیٰ حدیث ابن عمر لا نعرفہ مرفوعا الامن ھٰذا الوجہ والصحیح عن ابن عمر موقوف قولہ (۲)

۱۱۔اگر حدیث بعض طرق کے لحاظ سے غریب اور بعض کے لحاظ سے مشہور ہو تو اس کا بیان کر دیتے ہیں۔مثلاً روایت کرتے ہیں:عن حمید عن انس ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یتوضوء لکل صلوٰۃ طاھرا وغیر طاھر قال قلت لانس فکیف کنتم تصنعون انتم قال کنانتو ضوء وضوء احدا۔اس حدیث کے بعد لکھتے ہیں:قال ابوعیسیٰ حدیث انس حدیث حسن غریب والمشھور عند اھل الحدیث حدیث عمرو بن عامر۔(۳)

۱۲۔امام ترمذی عام طور پر حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:ھٰذا حدیث حسن صحیح یاھٰذا حدیث حسن غریب یا ھٰذا حدیث حسن صحیح غریب پہلی صورت میں یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ حسن اور صحیح دو مستقل قسمیں ہیں اور اقسام آپس میں متبائن ہوتی ہیں تو ایک حدیث حسن اور صحیح کیسے ہو سکتی ہے۔بعض لوگوں نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ صحیح اور حسن کے جمع ہونے میں کوئی تعدد نہیں اس لئے کہ حدیث کا حسن لذاتہ اور صحیح لغیرہ ہونا عین ممکن ہے۔لیکن یہ جواب قطعاً باطل اور

(۱) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۱۴۵

(۲) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۱۲۷

(۳) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۳۴

مردود ہے کیونکہ صحیح لذاتہ، صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ، حسن لغیرہ اور ضعیف ایک مقسم کے اعتبار سے متعدد اقسام ہیں اور اقسام آپس میں متبائن ہوتی ہیں ان میں سے کوئی سی بھی دو قسمیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔اس کی مزید وضاحت اس طرح ہے کہ صحیح لغیرہ اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے راویوں کے ضبط میں کچھ کمی ہو اور تعدد طرق روایت سے اس کمی کو پورا کر لیا جائے اور حسن لذاتہ اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں تعدد طرق روایت سے اس کمی کو پورا نہ کیا جائے۔اس تقدیر پر ایک روایت کے صحیح لغیرہ اور حسن لذاتہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کے تعدد طرق ہوں اور نہ ہوں اور یہ اجتماع نقیضین ہونے کی وجہ سے محال ہے۔(۱)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس اشکال کے دو جواب دیئے ہیں۔اول یہ کہ اس حدیث کے راویوں کے اوصاف میں ائمہ حدیث کے مختلف اقوال ہیں۔بعض اقوال کے لحاظ سے وہ حدیث حسن اور بعض کے لحاظ سے صحیح ہے۔اس صورت میں یہاں حرف عطف اور محذوف ہے۔ثانی یہ کہ یہ حدیث دو سندوں سے مروی اور ایک سند کے لحاظ سے حسن اور دوسری کے لحاظ سے صحیح ہے۔اس صورت میں یہاں حرف عطف واؤ محذوف ہے۔

اس سوال کے چند اور جواب بھی منقول ہیں۔حافظ عمادالدین نے کہا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح کے درمیان متوسط ہے اس لیے ان دونوں قسموں کا ذکر کر دیا۔شمس الدین جزری نے کہا کہ اس حدیث سے مراد وہ حدیث ہے جو صحیح کے مشابہ ہو اس لیے اس پر دونوں وصفوں کا اطلاق جائز ہے۔ابن دقیق العید نے کہا حسن سے مراد راوی کی صفت عدالت ہے اور صحیح سے مراد اس کی صفت ضبط ہے۔بعض لوگوں نے کہا یہ دونوں الفاظ مترادف ہیں اور حسن کے بعد صحیح باعتبار تاکید کے لائے ہیں اور بعض

(۱) محمد عبدہٗ الفلاح فیروز پوری وعبدالرحمان مبارکپوری، صحاح ستہ اور ان کے مؤلفین، ص ۱۴۵ و مقدمہ تحفۃ الاحوذی، ص ۲۱۲

نے کہا حسن اسناد کا وصف ہے اور صحیح اس کا حکم ہے۔

امام ترمذی جس حدیث کے بعد ہذا حدیث حسن غریب کہتے ہیں وہاں یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ امام ترمذی کے نزدیک حدیث حسن وہ ہوتی ہے جو طرق متعددہ سے مروی ہو کیونکہ وہ خود کتاب العلل میں لکھتے ہیں: وما قلنا فی کتابنا حدیث حسن فانما اردنابه حسن اسناده عندنا اذکل حدیث یروی لایکون راویه متهما بالکذب ویروی من غیروجه نحو ذالك ولایکون شاذافهو عندنا حسن (۱) اور حدیث غریب صرف ایک طریقہ سے مروی ہوتی ہے۔ پس ایک حدیث حسن اور غریب دو متضاد وصفوں کی حامل کیسے ہو سکتی ہے؟ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس اشکال کے جواب میں فرمایا کہ حدیث حسن میں دو اصطلاحیں ہیں۔ ایک جمہور کی جس میں تعدد طرق کی شرط نہیں ہے اور ایک امام ترمذی کی جس میں تعدد طرق شرط ہے۔ امام ترمذی جس جگہ ہذا حدیث حسن غریب کہتے ہیں وہاں حسن کا لفظ جمہور کی اصطلاح پر ہے لہٰذا غرابت اس کے منافی نہیں ہے اور جس جگہ فقط ھذا حدیث حسن کہتے ہیں وہ ان کی اپنی اصطلاح پر ہے۔(۱)

۱۳- بسا اوقات امام ترمذی سند کے بعض راویوں پر جرح کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے ایک روایت ذکر کی ہے: حدثنا محمود بن غیلان حدثنا المقری قالانا یحییٰ بن ایوب عن زید بن جبیرة عن داؤد بن حصین عن نافع عن ابن عمران النبی صلی اللہ علیہ وسلم نهی ان یصلی فی سبع مواطن الحدیث۔ اس کے بعد ذکر کرتے ہیں: قال ابوعیسیٰ حدیث ابن عمر اسناده لیس بذاك القوه وقدتکلم فی زید بن جبیرة من قبل حفظه۔ اس حدیث میں امام ترمذی نے زید بن جبیرہ کے حافظہ پر جرح کی ہے۔(۲)

(۱) ابوعیسیٰ الترمذی التوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۵۷۵

(۲) ابوعیسیٰ الترمذی التوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۷۷

۱۴- اگر کسی حدیث کی سند میں کوئی راوی مجہول ہو تو امام ترمذی اس کا تعین کر دیتے ہیں۔ مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حدثنا هنادنا شریك عن ابی فزاره عن ابی زید عن عبدالله بن مسعود قال سالنی النبی صلی الله علیه وسلم مافی اداوتك فقلت نبیذ فقال ثمرة طیبة وماء طهور قال فتوضامنه۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے ابوزید امام ترمذی اس کے بارے میں فرماتے ہیں: وابوزید رجل مجهول عنداهل الحدیث۔(۱)

۱۵- اور اگر کسی حدیث کی سند میں کوئی راوی منکر الحدیث ہو تو اس کی بھی تعیین کر دیتے ہیں۔ مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں۔ حدثنا نصربن علی واحمد بن عبیدالله السلمی البصری قالانا ابوقتیبه۔ مسلم بن قتیبة عن الحسن بن علی الهاشمی عن عبدالرحمان عن ابی هریرة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال جاء نی جبرئیل فقال یا محمد اذا توضات فانتضح۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: وسمعت محمد ایقول الحسن بن علی الهاشمی منکر الحدیث۔(۲)

۱۶- عام طور پر جو راوی کنیت یا نسبت کے ساتھ مشہور ہوتے ہیں۔ ان کے اسماء اور کنی کی وضاحت خاص اہتمام سے کرتے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں: ابوصالح والد سهیل هوابو صالح السمان واسمه ذکوان۔ ایک اور جگہ لکھتے ہیں: وابوایوب اسمه خالد بن زید اور نسبت کی وضاحت میں لکھتے ہیں۔ والزهری اسمه محمد بن مسلم بن عبیدالله بن شهاب الزهری وکنیة ابوبکر۔(۳)

(۱) ابوعیسیٰ الترمذی التوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۹

(۲) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۳

(۲) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۶۶

(۳) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۷

۱۷- اگر کسی راوی کے اسم میں اختلاف ہو تو اس کا بھی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً لکھتے ہیں: ابو الملیح بن اسامة اسمه عامر ویقال زید بن اسامة بن عمیر الھذلی۔ اسی طرح لکھتے ہیں: ابو ھریرہ اختلفوا فی اسمه فقالوا عبد شمس وقالوا عبداللہ بن عمر۔(۱)

۱۸- اگر ایک وصف کے ساتھ دو راوی مشہور ہوں تو امام ترمذی ان کے اسماء اور مراتب کا فرق بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً وصف صنابحی کے ساتھ دو راوی مشہور ہیں۔ ان کے بارے میں لکھتے ہیں: والصنابحی الذی روی عن ابی بکر الصدیق لیس له سماع من النبی صلی اللہ علیه وسلم واسمه عبدالرحمان بن عسلة ویکنی ابا عبداللہ رحل الی النبی صلی اللہ علیه وسلم فقبض النبی صلی اللہ علیه وسلم وھو فی الطریق و قدروی عن النبی صلی اللہ علیه وسلم احادیث والصنابح بن الاعسر الاحمسی صاحب النبی صلی اللہ علیه وسلم یقال له الصنابحی ایضاً وانما حدیثه قال سمعت النبی صلی اللہ علیه وسلم یقول انی مکاثربکم الامم فلاتقتلن بعدی۔ یعنی ایک صنابحی تابعی ہیں جن کا نام عبدالرحمان ہے اور دوسرے صنابحی صحابی ہیں جن کا نام صنابح ہے۔ یہ دونوں حضور علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں مگر ایک کی روایت مرسل اور دوسرے کی روایت متصل ہے۔(۲)

۱۹- بسا اوقات امام ترمذی کسی حدیث کے بارے میں مختلف اساتذہ اور ائمہ حدیث کے اقوال بھی پیش کرتے ہیں۔ مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حدثنا قتیبة وھنا دوابو کریب واحمد بن منیع و محمود بن غیلان وابو عمار قالوانا وکیع عن الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن عروة عن عائشه

(۱) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۲۶

(۲) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۲۶

ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قبل بعض نسائه ثم خرج الی الصلوٰة ولم یتوضوا قال قلت من ھی الا انت فضحکت۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: سمعت ابابکر العطار البصری یذکر عن علی بن المدینی قال ضعف یحیی بن سعید القطان ھٰذا الحدیث وقال ھو شبه لاشی قال وسمعت محمد بن اسماعیل یضعف ھٰذا الحدیث وقال حبیب بن ابی ثابت لم یسمع من عروة۔ اس حدیث کے تحت امام ترمذی نے علی بن المدینی اور امام بخاری کی آراء پیش کی ہیں اور بتلایا ہے کہ ان دونوں کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ ان کے علاوہ امام ترمذی، امام ابوزرعہ، امام احمد بن حنبل اور عبدالرحمٰن دارمی کی آراء بھی پیش کرتے ہیں۔(۱)

۲۰- بعض جگہ امام ترمذی اپنے اساتذہ سے اختلاف بھی کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے ایک روایت ذکر کی۔ حدثنا ھنادو قتیبه قالانا وکیع عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن ابی عبیدة عن عبداللہ قال خرج النبی صلی اللہ علیه وسلم لحاجته فقال التمس لی ثلثة احجار قال فاتیته بحجرین وروثة فاخذالحجرین والقی الروثة وقال انھا رکس۔ اس حدیث کو ابو اسحاق سے اسرائیل نے بھی روایت کیا ہے اور زبیر نے بھی۔ امام بخاری نے زبیر کی روایت کو مناسب خیال کیا ہے اور اسی کی روایت کو اپنی صحیح میں ذکر ہے لیکن امام ترمذی کہتے ہیں: واصح شی فی ھٰذا عندی حدیث اسرائیل وقیس عن ابی اسحاق عن ابی عبیدة عن عبداللہ لان اسرائیل اثبت واحفظ لحدیث ابی اسحاق۔ امام ترمذی کہتے ہیں اسرائیل کی حدیث زبیر سے بہتر ہے کیونکہ زبیر نے اخیر عمر میں ابو اسحاق سے سماع کیا ہے اور اس وقت ابو اسحاق کا ذہن مختل ہو چکا تھا اس کے بعد امام ترمذی امام احمد بن حنبل کے قول سے اس بات پر شہادت لاتے ہیں کہ

(۱) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۳۸

Scanned with CamScanner

زبیر کی روایت ابواسحاق سے ساقط الاعتبار ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: سمعت احمد بن الحسن یقول سمعت احمد بن حنبل یقول اذا سمعت الحدیث عن زائدہ و زبیر فلا تبال ان لا تسمع من غیرھما الاحدیث ابی اسحاق (۱)

۲۱۔ امام ترمذی اپنی کتاب میں عنوان قائم کرتے ہوئے بسا اوقات لفظ ابواب کے بعد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے ہیں اور اس کے تحت عام طور پر احادیث مرفوع ذکر کرتے ہیں اور بعض اوقات لفظ ابواب کے بعد عن رسول اللہ نہیں لکھتے لہٰذا وہاں مرفوع روایات کا التزام نہیں کرتے۔

۲۲۔ کسی حدیث میں مرفوع اور موقوف کا اختلاف ہو تو اس کو بیان کر دیتے ہیں مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں: عن زید بن ثابت عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال افضل صلاتکم فی بیوتکم الا المکتوبة۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: وقد اختلفوا فی روایة ھٰذا الحدیث فرواہ موسیٰ بن عقبة و ابراھیم بن ابی النضر مرفوعا واوقفه بعضھم (۲)

۲۳۔ بعض اوقات حدیث میں کوئی مشکل لفظ ہو تو امام ترمذی اس کا آسان لفظ سے معنی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً ایک حدیث کے الفاظ ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے کہتے ہیں۔ اخبرنی بھا ولا تضنن بھا علی۔ امام ترمذی حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ ومعنی قوله ولا تضنن بھا علی یقول لا تبخل بھا علی والضنین والبخیل والضنین المتھم (۳)

۲۴۔ بسا اوقات امام ترمذی کسی حدیث کا اختصار کرتے ہیں اور اس کے آخر میں لکھ دیتے۔ وفی الحدیث قصة یا وفی الحدیث قصة طویلة۔ اس کی مثال یہ

(۱) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۹

(۲) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۹۱

(۳) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۹۷

ہے: عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم خیر یوم طلعت فیه الشمس یوم الجمعه فیه خلق آدم وفیه ادخل الجنة وفیه اھبط منھا وفیه ساعة لایوافقھا عبدمسلم یصلی فیسال اللہ فیھا شیا الا اعطاہ ایاہ قال ابوھریرة فلقیت عبداللہ بن سلام فذکرت له ھٰذا الحدیث فقال انا اعلم بتلك الساعة فقلت اخبرنی بھا ولا تضنن بھا علی قال ھی بعدالعصر الی ان تغرب الشمس فقلت فکیف تکون بعدالعصر وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا یوافقھا عبد مسلم و ھو یصلی وتلك الساعة لا یصلی فیھافقال عبداللہ بن سلام الیس قد قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من جلس مجلسا ینتظر الصلوٰة فھو فی الصلوٰة قلت بلی قال فھوذالك۔ اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: وفی الحدیث قصة طویلة۔ (۱)

سنن ابوداؤد میں یہ حدیث مفصل بیان کی گئی ہے جس کی تفصیل یہ ہے: عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم خیر یوم طلعت فیه الشمس یوم الجمعة فیه خلق آدم و فیه اھبط وفیه تیب علیه وفیه مات وفیه تقوم الساعة وما من دابة الاوھی مصیحة یوم الجمعة من حین تصبح حتی تطلع الشمس شفقا عن الساعة الاالجن والانس وفیھا ساعة لا یصادفھا عبد مسلم وھو یصلی یسال اللہ عزوجل حاجة الااعطاہ ایاھا قال کعب ذالك فی کل سنة یوم فقلت بل فی کل جمعة قال فقراء کعب التوراة فقال صدق رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال ابوھریرة ثم لقیت عبداللہ بن سلام فحدثة بمجلسی مع کعب فقال عبداللہ بن سلام قد علمت اية ساعة ھی قال ابوھریرہ فقلت له

(۱) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۹۷

فاخبرنی بها فقال عبدالله بن سلام هی آخر ساعة من یوم الجمعه فقلت کیف هی آخر ساعة من یوم الجمعة وقد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لایصادفها عبد مسلم وهو یصلی وتلك الساعة لا یصلی فیها فقال عبدالله بن سلام الم یقل رسول الله صلی الله علیه وسلم من جلس مجلسا ینتظر الصلوٰة فهو فی صلوٰة حتی یصلی قال فقلت بلی قال هوذاك ۔(۱)

۲۵-اگر دو حدیثوں میں تعارض ہوتو بسا اوقات امام ترمذی اس تعارض کو اٹھانے کیلئے کوئی توجیہ اور تاویل پیش کرتے ہیں۔مثلاً حضرت عائشہ سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز منہ اندھیرے پڑھا کرتے تھے۔ انصاری حضرات کہتے ہیں کہ عورتیں چادروں میں لپٹی ہوئی چلی جاتی تھیں اور اندھیرے کی وجہ سے وہ پہچانی نہیں جاتی تھیں۔اس کے بعد دوسری حدیث انہوں نے رافع بن خدیج سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر ۔فجر روشن ہونے کے بعد نماز پڑھو کیونکہ اس سے زیادہ اجر ملتا ہے۔پہلی حدیث کا مفاد یہ ہے کہ فجر کی نماز جلد پڑھنی چاہئے اور دوسری کا تقاضا یہ ہے کہ تاخیر سے پڑھنی چاہئے۔امام ترمذی ان دو متعارض حدیثوں میں تطبیق دینے کیلئے امام شافعی کی طرف سے دوسری حدیث کی توجیہہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الاسفار ان یتضح الفجر فلا یشك فیه ولم یردان معنی الاسفار تاخیر الصلوٰة ۔یعنی اسفار کا مطلب یہ ہے کہ جب صبح یقینی طور پر متحقق ہو جائے اور اس کا وجود مشکوک نہ رہے نہ یہ کہ نماز کو موخر کر کے پڑھا جائے۔(۲)

ہمارے نزدیک یہ توجیہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس توجیہ کے اعتبار سے معنی یہ ہوگا کہ

(۱) ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی التوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد ص ۱۴۹

(۲) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۵۰

جب فجر غیر مشکوک ہوتو زیادہ اجر ملے گا جس کو لازم ہے کہ اگر مشکوک وقت میں فجر پڑھی گئی تو نفس اجر پھر بھی ملے گا اور یہ بداہۃً باطل ہے۔ان متعارض روایتوں میں اصل تطبیق یہ ہے کہ پہلی حدیث میں نفس جواز بیان کیا گیا ہے اور دوسری حدیث میں استحباب بتلایا گیا ہے۔نیز پہلی حدیث میں عمل کا بیان ہے اور دوسری میں قول کا اور چونکہ قول، عمل پر راجح ہوتا ہے اس لیے تعارض نہ رہا۔

۲۶-اور کبھی امام ترمذی رفع تعارض کیلئے دو متعارض حدیثوں میں سے کسی ایک کا منسوخ ہونا بیان کر دیتے ہیں مثلاً انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ذکر کی کہ جس چیز کو آگ نے چھوا ہو اس کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔دوسری حدیث حضرت جابر سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا گوشت کھانے کے بعد عصر کی نماز پڑھی اور تازہ وضو نہیں کیا۔اس حدیث کے اخیر میں امام ترمذی لکھتے ہیں: وهٰذا آخر الامرین من رسول الله صلی الله علیه وسلم وکان هٰذا الحدیث ناسخ للحدیث الاول مما مست النار ۔یعنی یہ حدیث پہلی کیلئے ناسخ ہے۔

جامع ترمذی کے علوم

جامع ترمذی میں امام ترمذی نے احادیث کے ذیل میں جو مباحث ذکر کیے ہیں وہ اپنے اندر متعدد علوم وفنون کو سموئے ہوئے ہیں۔حافظ ابوبکر بن العربی نے عارضۃ الاحوذی شرح ترمذی میں ان میں سے چودہ علوم کی نشاندہی کی ہے۔ہم نے مزید غور وفکر کر کے یہ عدد چوبیس تک پہنچا دیا ہے۔اس کے باوجود اس عدد کو جامع ترمذی کے علوم کا آخری ہندسہ نہیں قرار دیا جا سکتا۔جامع ترمذی میں مذکور علوم کی فہرست حسب ذیل ہے۔(۱) بیان مذاہب فقہاء (۲) متروک العمل روایات کی توضیح (۳) ایک حدیث کی روایات کرنے والے تمام صحابہ کا بیان (۴) متن حدیث میں زیادتی اور کمی کا بیان (۵) حدیث کی تصحیح، تحسین اور تضعیف (۶) حدیث مضطرب

(۷) حدیث معلول (۸) حدیث مرسل (۹) متصل اور منقطع (۱۰) شاذ اور محفوظ (۱۱) منکر اور معروف (۱۲) حدیث مدرج (۱۳) اختصار حدیث (۱۴) مرفوع اور موقوف (۱۵) حدیث مشہور اور غریب (۱۶) بیان اسناد (۱۷) اختلاف اسماء (۱۸) اسماء مشترکہ میں امتیاز (۱۹) جرح وتعدیل (۲۰) اسماء، کنیت اور نسبت کی وضاحت (۲۱) ائمہ حدیث کی آراء (۲۲) ائمہ حدیث کا اختلاف (۲۳) تطبیق بین الروایات (۲۴) ناسخ اور منسوخ کا بیان اور یہ وہ علوم وفنون ہیں کہ ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ مستقل حیثیت رکھتا ہے۔

رموز واصطلاحات

امام ترمذی نے اپنی جامع میں بعض خاص اصطلاحات کا استعمال کیا ہے جن کا وہ اکثر ابواب میں ذکر کرتے ہیں۔ سطور ذیل میں ہم ان اصطلاحات کی وضاحت کر رہے ہیں۔

(۱) فلان ذاهب الحديث: اس کا مطلب ہے کہ اس شخص کو حدیث یاد نہیں رہتی۔

(۲) فلان مقارب الحديث: ابن السید کی رائے ہے کہ اگر مقارب بالکسر ہو تو یہ الفاظ تعدیل سے ہے اور اگر بالفتح ہو تو الفاظ جرح سے ہے لیکن حافظ سیوطی اور حافظ ذہبی کی تحقیق یہ ہے کہ مقارب الحدیث ہر حال میں الفاظ تعدیل میں سے ہے اور یہ لفظ اگر بالکسر ہو تو اس کا معنی ہے۔ حديثه مقارب غيره اور بالفتح کی تقدیر پر اس کا معنی ہے ان حديثه يقاربه حديث غيره بہرحال مقارب مشارک کا تقاضا کرتا ہے اور حاصل یہ ہے کہ اس کی حدیث دوسرے راوی کی حدیث کے قریب ہے۔

(۳) شیخ لیس بذاک: ای ليس بذاك المقام الذی یوثق به یعنی اس کی روایت نا مقبول ہے۔ اس اصطلاح پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ شیخ الفاظ تعدیل میں سے ہے اور لیس بذاک الفاظ جرح میں سے ہے اور یہ ترکیب تضاد کو مستلزم ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ ایک شخص عدالت کے لحاظ سے کامل ہو اور حافظہ کے لحاظ سے ناقص ہو۔ پس شیخ کا لفظ اس کے کمال عدالت اور لیس بذاک اس کے نقصان ضبط کی طرف راجع ہو اور طیبی نے یہ بھی کہا ہے کہ شیخ کا لفظ اس ترکیب میں لغوی معنی میں مستعمل ہے یعنی بوڑھا آدمی اور اس لحاظ سے اس ترکیب پر کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۴) اسناده ليس بذاك: ذاک کا اشارہ مشتغل بالحدیث کے ذہن کی طرف ہے یعنی اس کے ذہن میں جو قوت اسناد کا تصور ہے وہ یہاں مفقود ہے۔

(۵) هٰذا حديث جيد: حافظ ابن صلاح جید اور صحیح کو مساوی قرار دیتے ہیں لیکن بلقینی کہتے ہیں کہ امام ترمذی جید یا قوی کے ساتھ حدیث کو اس وقت موصوف کرتے ہیں۔ جب حدیث حسن کے درجہ سے ترقی کر لے مگر صحیح تک نہ پہنچ سکے اور یہی بات صحیح ہے۔

(۶) هٰذا اصح من ذالك: اس قسم کے مقامات پر اصح عموماً ارجح کے معنی میں ہوتا ہے۔ یعنی دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور یہ ان میں اصح ہے یا دونوں حسن ہیں اور یہ ان میں زیادہ قوی ہے یا دونوں ضعیف ہیں اور یہ ان میں کم درجہ کی ضعیف ہے۔ اسی طرح جب هٰذا اصح شی فی هٰذا الباب کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس باب کی سب احادیث صحیح ہیں بلکہ بسا اوقات باب کی تمام احادیث ضعیف ہوتی ہیں اور جس حدیث کو امام ترمذی ترجمۃ الباب کے اثبات کیلئے وارد کرتے ہیں وہ ان سب میں کم درجہ ضعیف ہوتی ہے اس لیے کہتے ہیں: هٰذا اصح شی فی هٰذا الباب۔

(۷) هٰذا حديث غريب: امام ترمذی نے کتاب العلل میں غرابت حدیث کی تین وجہیں بیان کی ہیں۔ اول یہ کہ سند حدیث میں ایک راوی اپنے شیخ سے اس حدیث کی روایت میں منفرد ہوتا ہے۔ اگرچہ دوسرے طرق کے لحاظ سے وہ حدیث مشہور ہوتی ہے اس کی مثال یہ ہے۔ عن حماد بن سلمة عن ابی العشراء عن

ابیه قال یارسول الله اما تکون الزکاة الا فی الحلق فقال لو طعنت فی فخرها اجزاء عنك۔(۱)

حماد بن سلمہ کے علاوہ اور کوئی شخص ابوالشعراء سے اس حدیث کی روایت نہیں کرتا۔ اس وجہ سے یہ حدیث غریب قرار پائی ثانی یہ کہ ایک متن حدیث متعدد طرق سے مروی ہے مگر صرف ایک راوی متن حدیث میں دوسروں کی بنسبت کچھ زیادتی بیان کرتا ہے۔ تب بھی وہ حدیث غریب کہلاتی ہے بشرطیکہ وہ راوی ایسا ہو جس کے حافظہ پر اعتماد ہو (ورنہ وہ حدیث مدرج ہوگی) اس کی مثال یہ ہے: عن مالك بن انس عن نافع عن ابن عمر قال فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم زكوٰة الفطر من رمضان على كل حر او عبد ذكر او انثى من المسلمين صاعا من تمر او صاعا من شعير۔ امام مالک کے علاوہ دوسرے طرق سے جو حدیث مروی ہے اس میں من المسلمین کے الفاظ نہیں ہیں۔ یہ زیادتی صرف امام مالک کی روایت میں ہے اس لیے یہ حدیث غریب کہلائی۔ ثالث یہ کہ عام ائمہ حدیث کے نزدیک وہ حدیث کسی خاص سند سے معروف ہو اور اس کے سوا کسی اور طریقہ سے اس حدیث کی روایت کی جائے۔ پھر بھی وہ غریب ہوگی اس کی مثال یہ ہے۔ حدثنا ابوهشام و ابو السائب والحسين بن الاسود قالوا انا ابو اسامة عن بريد بن عبدالله بن ابى بردة عن جده ابى برده عن ابى موسىٰ عن النبى صلى الله عليه وسلم قال الكافر يا كل فى سبعة امعاء والمومن يا كل فى معا واحد۔ اس حدیث کی جو سند محمود بن غیلان اور امام بخاری اور دوسرے ائمہ حدیث کے نزدیک معروف ہے وہ یہ ہے: عن ابى اسامة عن بريد بن عبدالله الخ۔ اور امام ترمذی کی سند چونکہ اس سند معروف کے خلاف ہے۔ لہٰذا اس سند کے ساتھ یہ حدیث غریب ہوگئی۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ جب میں نے امام بخاری کو بتلایا کہ

(۱) یہ اجازت حالت اضطرار کیلئے ہے۔

ابوکریب کے علاوہ ابوہشام، ابوالسائب اور حسین بن اسود بھی یہ حدیث روایت کرتے ہیں تو وہ حیران رہ گئے اور کہنے لگے میں نہیں جانتا تھا کہ اس حدیث کو ابوکریب کے علاوہ کوئی اور بھی روایت کرتا ہے۔

(۸) هذا حديث حسن: جب امام ترمذی کسی حدیث کے ساتھ صرف حسن لکھتے ہیں یعنی صحیح یا غریب کے الفاظ اس کے ساتھ نہیں ہوتے اس وقت ان کی مراد اس حدیث سے وہ حدیث ہوتی ہے جو شاذ ہو اس کے راوی متہم بالکذب نہ ہوں اور طرق متعددہ سے مروی ہو۔

کتاب العلل

(۹) اهل الرای: اس لقب سے عام طور پر امام ترمذی احناف کا ارادہ کرتے ہیں۔ رہا یہ کہ احناف کو اہل الرای کس وجہ سے کہتے ہیں تو امام ترمذی کے ساتھ حسن ظن یہی ہے کہ وہ احناف کو ان کی دقت رائے اور اصابت فکر کی وجہ سے اہل الرای کہتے ہیں۔

(۱۰) بعض اهل الكوفة: عام طور پر ان الفاظ سے امام ابوحنیفہ کا اور کہیں کہیں سفیان ثوری کا ارادہ کرتے ہیں۔ امام ترمذی نے یہ التزام کیا ہے کہ جامع ترمذی میں دنیا بھر کے مجتہدین کا ذکر کیا لیکن ایک جگہ کے سوا اس کتاب میں کسی جگہ بھی امام الائمہ سراج الامۃ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیا۔ البتہ کتاب العمل میں جابر جعفی سے متعلق امام ابوحنیفہ کی ایک روایت ذکر کی ہے اور وہ یہ ہے: حدثنا محمود بن غيلان حدثنا ابو يحيى الحمانى قال سمعت ابا حنيفه يقول ما رايت احدا اكذب من جابر الجعفى ولا افضل من عطا بن ابى رباح۔ ہم اس طرز عمل پر اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ يغفر الله لنا وله ولسائر المسلمين۔(۱)

(۱) باب فی اشعار البدن میں امام ترمذی نے ویقول ابو حنیفه هو مثلة کہہ کر امام اعظم کا مذہب ذکر کیا ہے۔ (جامع ترمذی، ص ۵۲)

شرائط

حافظ ابوالفضل بن طاہر حازمی شروط ائمہ میں ذکر کرتے ہیں کہ امام ترمذی نے اپنی جامع میں پہلے چار طبقات کے راویوں سے استیعاب کیا ہے۔(۱) کامل الضبط والاتقان و کثیر الملازمة مع الشیخ (۲) کامل الضبط والاتقان و قلیل الملازمة مع الشیخ (۳) ناقص الضبط والاتقان و کثیر الملازمة مع الشیخ (۴) ناقص الضبط والاتقان و قلیل الملازمة مع الشیخ۔ان چار طبقوں کے علاوہ ایک پانچواں طبقہ بھی ہے۔ ناقص الضبط وقلیل الملازمۃ غوائل الجرح جس کو ضعفاء اور مجہولین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔امام ترمذی نے حسب ضرورت اس طبقہ سے بھی روایات کا انتخاب کیا ہے۔

حافظ شمس الدین ذہبی لکھتے ہیں کہ جامع ترمذی کی احادیث کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) وہ احادیث جو امام بخاری اور امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہیں۔

(۲) وہ احادیث جو امام نسائی اور امام ابوداؤد کی شرائط کے مطابق صحیح ہیں۔

(۳) وہ احادیث جن کا ابوداؤد اور نسائی نے اخراج کیا اور ان کی علت ظاہر کر دی۔

(۴) وہ احادیث جن کا خود امام ترمذی نے اخراج کیا اور ان کی علت بیان کر دی۔(۲)

تساہل

احادیث پر کوئی حکم لگانے اور ان کی قسم متعین کرنے میں بعض اوقات امام ترمذی سے تساہل بھی واقع ہوا ہے۔مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حدثنا زیاد بن ایوب البغدادی ناابوعامر البغدادی ناکثیر بن عبداللّٰہ بن عمرو بن عوف المزنی عن ابیه عن جده عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال ان

(۲) حافظ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۳۴

فی الجمعه ساعة لا یسال اللّٰہ العبد فیها شیئا الا آتاه اللّٰہ ایاه قالوا یارسول اللّٰہ اية ساعة هی قال حین تقام الصلوٰة الی انصراف منها۔اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی لکھتے ہیں۔قال ابوعیسیٰ حدیث عمرو بن عوف حدیث حسن غریب۔(۱)

امام ترمذی نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی کی اس حدیث کو حسن قرار دیا حالانکہ کثیر بن عبداللہ مزنی وہ شخص ہے جس کے بارے میں امام شافعی اور امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ کذاب ہے۔امام ابوزرعہ اس کو واہی الحدیث اور لیس بالقوی لکھتے ہیں۔ابوحاتم لیس بالمتین کہتے ہیں۔نسائی اور دارقطنی لکھتے ہیں کہ یہ متروک الحدیث ہے۔ابراہیم بن منذر نے کہا کہ یہ شخص سخت جھگڑالو تھا اور ہم میں سے کوئی شخص اس سے روایت نہیں کرتا تھا۔علی بن مدینی، احمد بن حنبل اور ابونعیم نے اس کو ضعیف قرار دیا۔ابن سعد اس کو ضعیف اور قلیل الحدیث کہتے ہیں۔ابن سکن نے کہا اس کا جو نسخہ عن ابیہ عن جدہ مروی ہے اس میں نظر ہے۔حاکم نے کہا اس نسخہ میں ضعاف اور مناکیر ہیں اور ابن حبان نے کہا اس نسخہ میں موضوع روایات ہیں۔اس شخص کا نام اپنی کتاب میں لینا اور اس سے احادیث کی روایت کرنا جائز نہیں ہے۔(۲)

خیال رہے کہ امام ترمذی نے کثیر بن عبداللہ کی جس روایت کو یہاں حسن قرار دیا ہے وہ عن ابیہ عن جدہ ہی ہے۔

کثیر بن عبداللہ مزنی کی روایت کو حسن قرار دینا تو ایک تسامح تھا ہی اس سے بڑا تسامح یہ ہے کہ امام ترمذی نے اس کی ایک روایت کو صحیح بھی قرار دیا ہے اور وہ روایت بھی عن ابیہ عن جدہ ہے جس کو ابن حبان موضوعات میں سے اور حاکم ضعاف اور مناکیر میں سے شمار کرتے ہیں۔روایت ملاحظہ ہو۔حدثنا الحسن بن علی

(۱) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۹۷

(۲) شہاب الدین ابن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۴۴۲

الخلال ثنا ابوعامر العقدی ثنا کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف المزنی عن ابیه عن جده ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال الصلح جائز بین المسلمین الاصلحا حرم حلا لا اواحل حراما و المسلمون علی شروطهم الاشرطا حرم حلالا اواحل حراما ۔اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی لکھتے ہیں۔ ھٰذا حدیث حسن صحیح (۱)

اسی طرح ایک اور حدیث امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حدثنا ابو کریب و محمد بن عمرو السواق قالانا یحییٰ بن الیمان عن المنهال بن خلیفه عن الحجاج بن ارطاة عن عطاء عن ابن عباس ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم دخل قبر الیلافا سرج له سراج فاخذه من قبل القبلة وقال رحمك اللّٰه ان کنت لاواها تلاء للقران و کبر علیه اربعا (۲)

اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے یحییٰ بن یمان اس کو امام احمد بن حنبل ضعیف قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں لیس بحجۃ' ابن معین لکھتے ہیں کہ یہ شخص اس کی پرواہ نہیں کرتا تھا کہ کونسی حدیث بیان کر رہا ہے۔ احادیث میں اس کو وہم لاحق ہوتے تھے اور یہ ثقہ نہ تھا۔ عبداللہ بن علی بن مدینی کہتے ہیں کہ اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔ یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں کہ یہ شخص کثیر الغلط تھا اور احا یث میں اس سے خطا ہوتی تھی۔ ابوداؤد لکھتے ہیں کہ یہ احادیث مقلوب کر دیا کرتا تھا اور اس سے احادیث میں خطا ہوتی تھی۔ امام نسائی اس کو کہتے ہیں لیس بالقوی اور ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی عام روایات غیر محفوظ ہیں اور اسی شخص کی حدیث کے بارے میں امام ترمذی لکھتے ہیں۔ ہذا حدیث حسن۔(۳)

(۱) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ' جامع ترمذی' ص ۲۱۳

(۲) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ' جامع ترمذی' ص ۲۱۳

(۳) شہاب الدین ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ' تہذیب التہذیب' ج ۱۱' ص ۳۰۶

اسی طرح بعض دفعہ ایک حدیث منکر ہوتی ہے اور امام ترمذی اس کو شاذ قرار دیتے ہیں۔ خیال رہے کہ منکر وہ حدیث ہے جس میں ضعیف ثقہ کی مخالفت کرے۔ اس کو غیر محفوظ بھی کہتے ہیں۔ بہرحال امام ترمذی نے جس منکر حدیث کو غیر محفوظ کہا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے۔ حدثنا محمد بن عبیدالمحار بی ناعبدالرحمان بن زید بن اسلم عن ابیه عن عطاء بن یسار عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ثلاث لایفطرن الصائم الحجامة والقیی والاحتلام۔ اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: قال ابوعیسیٰ حدیث ابی سعید الخدری غیر محفوظ۔(۱)

اس کی وجہ امام ترمذی نے یہ بیان کی ہے کہ اس سند کا ایک راوی عبدالرحمان بن زید اس حدیث کو ابوسعید خدری سے موصولاً روایت کرتا ہے جبکہ دوسرے ثقہ راوی عبداللہ بن زید' عبدالعزیز بن محمد اور دوسرے ثقات اس کو مرسلاً روایت کرتے ہیں اور ابوسعید خدری کا ذکر نہیں کرتے اور عبدالرحمان بن زید جو ثقہ راویوں کی مخالفت کر رہا ہے خود ضعیف راوی ہے۔ امام ترمذی نے امام احمد بن حنبل اور امام بخاری کی شہادتوں سے اس کا ضعف ثابت کیا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث منکر ہوئی اور امام ترمذی کا اس کو غیر محفوظ کہنا محض تساہل ہے۔

بعض اوقات ایک حدیث متصل ہوتی ہے اور امام ترمذی اس کو منقطع قرار دیتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے۔ امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حدثنا هنادنا هیشم عن ابی الزبیر عن نافع بن جبیر بن مطعم عن ابی عبیده بن عبداللّٰه بن مسعود قال قال عبداللّٰه ان المشرکین شغلوا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن اربع صلوات یوم الخندق حتی ذهب من اللیل ماشاء اللّٰه فامر بلالافاذن ثم اقام فصلی العصر ثم اقام فصلی المغرب ثم اقام فصلی

(۱) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ' جامع ترمذی' ص ۱۲۷

العشاء۔اس حدیث کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں:**حدیث عبداللّٰہ لیس باسنادہ باس الاان ابا عبیدہ لم یسمع من عبداللّٰہ** (۱)

امام ترمذی کا کہنا ہے کہ ابوعبیدہ نے عبداللہ بن مسعود سے سماع نہیں کیا۔صحیح نہیں ہے عبداللہ بن مسعود کی وفات کے وقت ابوعبیدہ کی عمر سات سال تھی اور جب پانچ سال کی عمر میں سنی ہوئی احادیث کی روایت جائز ہے جیسا کہ محمود بن ربیع نے پانچ سال کی عمر میں حضور علیہ السلام سے سنی ہوئی حدیث کی روایت کی ہے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے چھ سال کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی احادیث کی روایت کی ہے تو یہ کیوں نہیں جائز کہ ابوعبیدہ نے سات سال کی عمر میں اپنے والد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنی ہوئی احادیث کی روایت کی ہو۔علامہ عینی لکھتے ہیں کہ محدثین نے غیر معروف راویوں کا سات سال کی عمر میں سماع تسلیم کیا ہے تو ابوعبیدہ جیسے معروف تابعی کا عبداللہ بن مسعود جیسے معروف صحابی سے سات سال کی عمر میں سماع کا کیونکر انکار ہوسکتا ہے۔کرابیسی نے کتاب المدلسین میں اور حاکم نے مستدرک میں ابوعبیدہ کی عبداللہ بن مسعود سے روایت کا ذکر کیا ہے اور طبرانی نے معجم اوسط میں سند صحیح کے ساتھ ابوعبیدہ سے عبداللہ بن مسعود سے سماع کی تصریح کی ہے اور وہ سند یہ ہے:**عن زیاد بن سعد عن ابی الزبیر قال حدثنی یونس بن عتاب الکوفی قال سمعت ابا عبیدہ بن عبداللہ یذکر انہ سمع ابا ہ یقول کنت مع النبی علیہ الصلوٰۃ و السلام فی سفر الحدیث** ۔اور جب سند صحیح کے ساتھ خود ابوعبیدہ کی عبداللہ بن مسعود سے سماع کی تصریح موجود ہے تو امام ترمذی کا نفی سماع کا قول کرنا تساہل کے سوا اور کچھ نہیں۔(۲،۳،۴)

---

(۱) حافظ بدرالدین العینی التوفی ۸۵۵ھ عمدۃ القاری ج۲ ص ۳۰۳
(۲) امام محمد بن اسماعیل بخاری التوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج۱ ص ۱۷
(۳) شہاب الدین ابن حجر العسقلانی التوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج۲ ص ۳۴۵
(۴) الشیخ الحافظ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد العینی التوفی ۸۵۵ھ عمدۃ القاری ج۲ ص ۳۰۲

امام ترمذی کے تساہل کی بحث میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ حدیث ضعیف کو حسن یا صحیح کہنے میں انہوں نے ضرور تساہل کیا ہے لیکن اس کے باوجود یہ ایک یقینی امر ہے کہ جامع ترمذی میں انہوں نے کوئی موضوع حدیث شامل نہیں کی۔محدث ابن جوزی نے جامع ترمذی کی تیئس احادیث کو موضوع قرار دیا ہے لیکن یہ ابن جوزی کا تشدد ہے اور اس باب میں ان کی عادت مشہور ہے۔حافظ جلال الدین سیوطی نے الذب عن السنن میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان میں سے کوئی روایت موضوع نہیں۔

تعداد احادیث

شیخ محمد فواد مصری نے جامع ترمذی کی کل احادیث مقصودہ کی تعداد ۱۳۸۵ بتلائی ہے اور توابع اور شواہد کو شامل کر کے شیخ ابراہیم مصری نے جملہ احادیث کی تعداد ۳۹۵۶ بتائی ہے۔

اعلیٰ اسانید

امام ترمذی کی جو حدیث اعلیٰ اسانید پر مشتمل ہے وہ ثلاثی ہے یعنی اس میں امام ترمذی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہیں۔جامع ترمذی میں صرف ایک ثلاثی ہے اور وہ یہ ہے:**حدثنا اسماعیل بن موسیٰ الفزاری ابن ابنۃ اسدی الکوفی ناعمر بن شاکر عن انس بن مالک قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمان الصابر فیھم علی دینہ کالقابض علی الجمر**۔(۱)

ملا علی قاری رحمہ الباری کو اس جگہ ایک تسامح لاحق ہوا ہے اور انہوں نے امام ترمذی کی اس حدیث کو ثنائی قرار دیا ہے۔یعنی اس حدیث میں امام ترمذی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف دو واسطے ہیں۔حالانکہ سند حدیث سے ظاہر ہے کہ یہاں امام ترمذی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تین راوی ہیں۔اسماعیل بن

---

(۱) امام ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۲۹

موسیٰ، عمر بن شاکر اور انس بن مالک۔(۱)

کتب صحاح میں جامع ترمذی کا مقام

صحت احادیث اور قوت سند کے اعتبار سے جامع ترمذی کا مقام نسائی اور ابوداؤد کے بعد ہے اور کتب صحاح میں یہ پانچویں درجہ پر آتی ہے کیونکہ امام ترمذی طبقہ رابعہ سے اصالۃً احادیث روایت کرتے ہیں جبکہ نسائی اور ابوداؤد اس طبقہ سے صرف انتخاب کرتے ہیں۔ نیز امام ترمذی ضعفاء اور مجہولین کے پانچویں طبقہ سے بھی روایت قبول کر لیتے ہیں۔ جبکہ نسائی اور ابوداؤد اس طبقہ سے اصلاً روایت نہیں کرتے۔ اسی سبب سے حافظ جلال الدین سیوطی امام ذہبی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جامع ترمذی کا مقام سنن نسائی اور ابوداؤد کے بعد ہے کیونکہ امام ترمذی مصلوب اور کلبی کی روایات کا بھی اخراج کر لیتے ہیں۔(۲)

البتہ حسن ترتیب، حدیث اور فقہ کے متعدد علوم کے شمول اور افادیت کے لحاظ سے جامع ترمذی کا نسائی اور ابوداؤد پر مقام ہے۔ شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ جامع ترمذی کے بارے میں یہ بجا طور پر کہا جاتا ہے کہ یہ مجتہد کے لئے کافی ہے اور مقلد کے لئے مغنی ہے اور غالباً اسی وجہ سے حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اس کو ثالث الکتب الستہ سے تعبیر کیا ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی شاید اسی وجہ سے بخاری اور مسلم کے بعد اسی کا ذکر کرتے ہیں۔

شروح

جامع ترمذی کی شروح بھی بکثرت تصنیف کی گئی ہیں لیکن بعض نامکمل رہیں۔ بعض طبع نہ ہو سکیں اور اکثر نایاب ہیں۔ خصوصاً برصغیر میں تو جامع ترمذی کی کوئی معتد بہ اور مشہور شرح دستیاب نہیں ہے۔ سطور ذیل میں چند شروح کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(۱) ملا علی القاری الحنفی المتوفی ۱۰۱۴ھ، مرقاۃ المفاتیح، ج ۱، ص ۲۳

(۲) الحافظ جلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ، تدریب الراوی، ص ۵۶

۱- عارضۃ الاحوذی: یہ شرح الحافظ ابوبکر محمد بن عبداللہ الاشبیلی المالکی المتوفی ۵۴۶ھ کی تالیف ہے جو ابن العربی کے نام سے مشہور ہیں۔

۲- المنقح الشذی: یہ شرح حافظ ابوالفتح محمد بن محمد الشافعی المتوفی ۷۳۴ھ کی تالیف ہے۔ یہ ایک مبسوط کتاب ہے۔ ترمذی کے دو ثلث سے کم کی شرح دس جلدوں میں کی گئی ہے۔ مصنف اس شرح کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔ بعد میں حافظ زین الدین عراقی نے اس کو مکمل کرنا شروع کیا لیکن وہ بھی پوری نہ کر سکے۔

۳- شرح الزوائد علی الصحیحین و ابی داؤد: یہ شرح سراج الدین عمر بن علی ابن الملقن المتوفی ۸۰۴ھ کی تصنیف ہے۔

۴- العرف الشذی: یہ سراج الدین عمر ابن رسلان البلقینی المتوفی ۸۰۵ھ کی تالیف ہے اور نامکمل ہے۔

۵- شرح الجامع: یہ شرح حافظ زین الدین عراقی متوفی ۸۰۶ھ کی تالیف ہے اور ناتمام ہے۔

۶- شرح الترمذی: یہ شرح حافظ زین الدین عبدالرحمان بن احمد بن نقیب الحنبلی کی تالیف ہے۔ یہ شرح بیس جلدوں پر مشتمل تھی مگر ایک فتنہ میں جل کر ضائع ہو گئی۔

۷- شرح الترمذی: یہ شرح الحافظ زین الدین عبدالرحمان بن احمد بن رجب الحنبلی متوفی ۷۹۵ھ کی تالیف ہے۔

۸- قوت المقتذی: یہ شرح الحافظ جلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ کی تصنیف ہے۔

۹- شرح ترمذی: یہ شرح علامہ محمد طاہر گجراتی صاحب مجمع البحار المتوفی ۹۸۶ھ کی تالیف ہے۔

۱۰- نفع قوت المقتذی: یہ شرح علامہ سید علی بن سلیمان المالکی المتوفی

۱۲۹۸ھ کی تالیف ہے۔(۱)

مختصرات

شروح کے علاوہ جامع ترمذی کی مختصرات بھی تصنیف کی گئی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱-**مختصر الجامع** : یہ نجم الدین سلیمان بن عبدالقوی الحنبلی المتوفی ۷۱۰ھ کی تالیف ہے۔

۲-**مختصر الجامع** : یہ نجم الدین محمد ابن عقیل الشافعی المتوفی ۷۲۹ھ کی تالیف ہے۔(۲)

(۱) ان شروح میں سے اکثر کا تذکرہ حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ نے کشف الظنون ج۱ ص ۵۵۶ میں کیا ہے۔

(۲) حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ، کشف الظنون ج۱ ص ۵۵۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَبْوَابُ الطَّهَارَةِ (پاکیزگی کے ابواب)

نماز طہارت کے بغیر اور صدقہ خیانت کے ساتھ قبول نہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَّلَا صَدَقَةٌ مِّنْ غُلُوْلٍ (حدیث نمبر۱)

نماز طہارت کے بغیر نامقبول ہے اور صدقہ خیانت کے ساتھ قبول نہیں۔

✧ وضو کرنے سے بندۂ مومن کے اعضاء سے تمام گناہ (صغیرہ) نکل جاتے ہیں (حدیث نمبر۲) اس حدیث کے آخر میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ فَلَا تَقْتَتِلُنَّ بَعْدِی

میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پہ فخر کروں گا لہٰذا میرے بعد ایک دوسرے کو قتل نہ کرنا

✧ وضو نماز کی چابی ہے (دنیاوی امور کو نماز میں) حرام کرنے والی تکبیر ہے اور (ان امور کو) حلال کرنے والا کام سلام پھیرنا ہے۔ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ (حدیث نمبر۳)، حدیث نمبر۴ میں ہے: مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلٰوةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الْوُضُوْءُ ۔ نماز جنت کی چابی ہے اور وضو نماز کی کنجی ہے۔

✧ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت یہ الفاظ پڑھے جائیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (حدیث نمبر۶)

اے اللہ! میں ضرر رساں اشیاء اور ناپاکیوں سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور بیت الخلاء سے نکلتے وقت غفرانک پڑھا جائے یعنی اے اللہ میں تیری ہی بخشش چاہتا ہوں۔

✧ قضائے حاجت یا پیشاب کرتے وقت نہ قبلہ کی طرف منہ کیا جائے نہ پشت (اِذَا اَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا حدیث نمبر ۸ یہی احناف کا موقف ہے۔ اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۹۸)

✧ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا گیا: لَاتَبُلْ قَائِمًا۔ اس بارے میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں جو تمہیں یہ بتائے کہ حضور علیہ السلام کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے اس کی ہرگز تصدیق نہ کرنا کیونکہ حضور علیہ السلام بیٹھ کر ہی پیشاب فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اسلام لانے کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: اِنَّ مِنَ الْجَفَاءِ اَنْ تَبُوْلَ وَاَنْتَ قَائِمٌ۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ظلم ہے (حدیث نمبر ۱۲) بعض اہل علم نے عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو جائز قرار دیا ہے اور حدیث نمبر گیارہ میں حضور علیہ السلام کا کھڑے ہو کر بول مبارک فرمانا بھی اس بنا پر تھا کیونکہ آپ نے کوڑے کے ڈھیر پہ پیشاب فرمایا تھا جہاں اگر بیٹھ کر پیشاب کرتے تو کپڑے خراب ہو جاتے۔

✧ حضور علیہ السلام پاخانہ و پیشاب کرتے وقت زمین سے قریب ہو کر شرمگاہ سے کپڑا اٹھاتے تھے۔ (حدیث نمبر ۱۴)

✧ شرمگاہ کو دایاں ہاتھ لگانے سے منع فرمایا گیا:

نَهٰى اَنْ يَّمَسَّ الرَّجُلُ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهٖ (حدیث ۱۵)

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے معترض کو لاجواب کر دیا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو مشرکین نے استہزاء کے طور پر کہا (حاشیہ ۲

ترمذی ص ۱۰) عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى الْخِرَاءَةَ۔ تمہارے نبی نے تو تمہیں ہر بات ہی سکھا دی ہے یہاں تک کہ قضائے حاجت کا طریقہ بھی۔ حضرت سلمان نے (احساس کمتری کا شکار ہونے کی بجائے بڑی جرات سے) جواب دیا۔

اَجَلْ نَهَانَا اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ وَّاَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ اَوْ اَنْ يَّسْتَنْجِيَ اَحَدُنَا بِاَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ (حدیث ۱۶)

ہاں ہاں کیوں نہیں ہمارے آقا علیہ السلام نے ہمیں پاخانہ اور پیشاب کے وقت قبلہ رخ ہو کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے، دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے، تین پتھروں سے کم اور گوبر، ہڈی کے ساتھ بھی استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (ان کے اعتراض و استہزاء کا مطلب یہ تھا کہ یہ کیسا نبی ہے جو اس طرح کی باتیں بھی بتا دیتا ہے اور آپ کے جواب کا مقصد یہ تھا کہ یہ کیسے عظیم رسول ہیں جو اتنی شان کے مالک ہو کر ہمیں ہر چھوٹی بڑی بات بتا دیتے ہیں اور کچھ بھی چھپا کر نہیں رکھتے۔ اگر آپ ہی چھپائیں گے تو آپ کے علاوہ ہمیں کون بتائے گا اور دین مکمل کیسے ہوگا) امام ترمذی فرماتے ہیں حضور علیہ السلام سے اکثر صحابہ کرام اور تابعین کا قول یہ ہے کہ صرف پتھر سے بھی استنجا جائز ہے اگرچہ پانی استعمال نہ کرے جبکہ پاخانہ اور پیشاب کا اثر زائل ہو جائے اور یہی قول سفیان ثوری، ابن مبارک، امام شافعی و احمد و اسحاق علیہم الرحمۃ کا ہے۔ (جبکہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک اگر نجاست اپنے مخرج سے ایک درہم اندازاً بڑھ جائے تو دھونا فرض ہے ورنہ مستحب اسی طرح امام صاحب کے ہاں ڈھیلوں کی تعداد بھی متعین نہیں یعنی تین سے کم زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ اصل مقصد صفائی کرنا ہے جتنوں سے بھی ہو جائے جیسا کہ حدیث ۱۵ پر امام ترمذی نے پورا باب باندھا ہے۔ باب فی الاستنجاء بالحجرین یعنی دو پتھروں کے ساتھ استنجا کرنے

Scanned with CamScanner

کا باب اور اس کے تحت جو حدیث لائے ہیں وہ حضرت عبداللہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام قضائے حاجت کیلئے باہر تشریف لے گئے تو آپ نے مجھے تین ڈھیلے تلاش کرنے کا حکم دیا۔ میں دو پتھر اور ایک لید کا ٹکڑا لے کر حاضر ہوا تو آپ نے ڈھیلے لے لیے اور لید کو یہ کہہ کر پھینک دیا اِنَّهَا رِکْسٌ ۔ یہ تو خود ناپاک ہے۔ (ہاں البتہ طاق ڈھیلے استعمال کرنے چاہئیں جیسا کہ حدیث ۲۷ میں آیا ہے)

لید کی طرح ہڈی سے استنجا کرنے سے بھی منع فرمایا گیا اور فرمایا: فَاِنَّهٗ زَادُ اِخْوَانِکُمْ مِنَ الْجِنِّ ۔ یہ تمہارے جن بھائیوں کی خوراک ہے (حدیث ۱۶) پانی سے استنجا کرنے کو علماء نے پسندیدہ قرار دیا ہے۔ (یہی مسلک احناف ہے) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مسلمان عورتوں کو فرمایا: اپنے خاوندوں کو پانی کے ساتھ استنجاء کرنے کا کہو مجھے (تو انہیں کہتے ہوئے) شرم محسوس ہوتی ہے۔ پس بے شک حضور علیہ السلام پانی سے استنجا فرمایا کرتے تھے (حدیث ۱۹)

✧ حضور علیہ السلام قضائے حاجت کیلئے دور تشریف لے جایا کرتے تھے اور نرم جگہ تلاش فرماتے (تاکہ چھینٹوں سے بچا جا سکے) حدیث ۲۰

✧ غسل خانے میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا گیا (جبکہ وہاں پانی کھڑا ہو جاتا ہو) اور فرمایا کہ عموماً شبہات اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ (حدیث ۲۱)

✧ حضرت زید بن خالد اپنی مسواک قلم کی طرح کان پہ رکھتے اور ہر نماز کیلئے (وضو کرتے وقت) مسواک کرتے، پھر اسی جگہ رکھ لیتے تھے۔ (حدیث ۲۳)

✧ بہتر یہ ہے کہ کلی کیلئے علیحدہ پانی لے اور ناک کیلئے علیحدہ۔ البتہ ایک ہی چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا جائز ہے۔ (جیسا کہ حدیث ۲۸ میں ہے) بعض اہل علم نے یونہی کہا ہے۔

✧ داڑھی کا خلال کرنا سنت ہے (یہی احناف کا موقف ہے) حدیث ۲۹

✧ سر کا مسح کرتے ہوئے پہلے آگے سے پیچھے کی طرف (سر کے درمیان میں)

اور پھر پیچھے سے آگے کی طرف (اطراف میں) حدیث ۳۲

✧ سر کے مسح کیلئے نیا پانی لیا جائے (حدیث ۳۵) اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے۔

✧ پاؤں پہ موزے وغیرہ نہ ہوں تو ان کو دھویا ہی جائے گا ورنہ وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ (ایڑیاں خشک رکھنے والوں کے لئے خرابی ہے) کا کوئی معنی نہیں بنے گا۔ (حدیث ۴۱)

✧ اعضائے وضو کو تین تین مرتبہ دھونا۔ (حدیث ۴۴) عام علماء کے نزدیک یہی بہتر ہے۔ حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں جو اس سے زیادہ مرتبہ دھوئے۔ اس کو گناہ سے امن نہیں جیسا کہ ابن ماجہ شریف کی حدیث میں اس کو ظلم قرار دیا گیا ہے۔ (ترمذی، ص ۱۷، حاشیہ ۱) باب فی وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف کان میں تین تین مرتبہ دھونا ہی حضور علیہ السلام کا وضو بتایا گیا۔ (حدیث ۴۸)

گناہ مٹانے والے اور درجات بلند کرنے والے تین کام

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں جن کے سبب اللہ تعالیٰ گناہ مٹاتا ہے اور درجات بلند فرماتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل تین کام بتائے۔

۱-اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَی الْمَکَارِہِ۔ تکلیف کے وقت مکمل وضو کرنا۔

۲-کَثْرَۃُ الْخُطَا اِلَی الْمَسَاجِدِ۔ مساجد کی طرف زیادہ جانا۔

۳-اِنْتِظَارُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ۔ ایک نماز کے بعد دوسری کی انتظار کرنا۔

آخر میں فرمایا: فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ ۔ یہ جہاد ہے۔ اگلی حدیث میں تین مرتبہ اس کو جہاد قرار دیا گیا۔ (حدیث ۵۲-۵۱) مجمع البحار کے حوالہ سے حاشیہ ترمذی میں ہے۔ وقیل معناها ان هٰذا الخلال تربط صاحبها عن المعاصی و تکفه عن

Scanned with CamScanner

الحرام۔ اس کا معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ خصلتیں بندے کو گناہ اور حرام سے روک دیتی ہیں (جیسا کہ جہاد سے ظلم و کفر کا خاتمہ ہو جاتا ہے)

✧ وضو کے بعد اعضاء کو تولیے سے پونچھنا اور پانی کو خشک کرنا۔
(حدیث ۵۴-۵۳)

✧ وضو کے بعد کلمہ شہادت اور اس کے بعد یہ دعا پڑھنے سے جنت کے آٹھوں دروازے پڑھنے والوں کیلئے کھول دیے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔
دعا یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (حدیث ۵۵)
اے اللہ! مجھے خوب توبہ کرنے والوں اور بہت پاک ہونے والوں میں سے بنا دے۔

✧ وضو میں وسوسے ڈالنے والے شیطان کا نام "ولھان" ہے۔ (حدیث ۵۷)

✧ وضو ہونے کے باوجود ہر نماز کیلئے وضو کر لینا مستحب ہے جبکہ ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھ لینا جائز ہے۔ (حدیث ۶۱-۶۰-۵۹-۵۸)

✧ مرد اور عورت ایک ہی برتن کے پانی سے غسل جنابت کر سکتے ہیں۔ (حدیث ۶۲) (اس سلسلہ میں ممانعت مکروہ تنزیہی پہ محمول ہوگی)۔
(لئلا یخالف الحدیث الآتی)

✧ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا گیا (حدیث ۶۸) ثابت ہوا جاری پانی یا وہ پانی جو جاری کے حکم میں ہے یعنی دہ در دہ حوض میں نجاست گر جائے اور اس کا وصف نہ بدلے تو ناپاک نہیں ہوتا یہی امام اعظم علیہ الرحمۃ کا موقف ہے۔

نگاہ نبوت قبر کے اندر کے حالات بھی دیکھ لیتی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا: ان دونوں (قبروں والوں) کو عذاب

ہو رہا ہے اور کسی بڑے جرم کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک کو اس لیے کہ لَایَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِہٖ۔ یہ پیشاب سے احتیاط نہیں کیا کرتا تھا اور دوسرے کو اس لیے کہ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ۔ چغل خوری کیا کرتا تھا۔ (حدیث ۷۰)

معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف یہ کہ قبروں کے اندر کے حالات جانتے ہیں بلکہ ان وجوہات سے بھی باخبر ہیں کہ جن سے قبروں میں عذاب ہوتا ہے مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں۔ یعنی جو خود بے خبر ہیں وہ حضور علیہ السلام کے علم کی بھی نفی کے درپے ہیں۔ معراج کی اندھیری رات میں تیز رو براق پہ سوار ہو کر جاتے ہوئے حضور علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ پڑھتے دیکھ لیا۔

جس پاسے ٹرجایئے سرکار نظر رکھدے
بیٹھے نے مدینے وچ دو جگ دی خبر رکھدے

✧ صرف شک پڑھنے سے کہ ہوا خارج ہوگئی ہوگی وضو نہیں ٹوٹتا جب تک آواز یا ہوا نہ محسوس کرے (حدیث نمبر ۷۵) فقہ کا مشہور قانون ہے۔ الیقین لایزول بالشك۔ شک یقین کو زائل نہیں کرتا۔ حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹے گا جب تک کہ بے وضو ہونے کا اس قدر یقین نہ ہو جائے کہ جس پر قسم اٹھا سکے۔

امام ترمذی علیہ الرحمۃ کا عجیب استدلال کہ باب باندھا ہے "بے وضو شخص سلام کا جواب دے تو مکروہ ہے" اور اس کے تحت حدیث وہ لائے ہیں کہ جس میں ہے حضور علیہ السلام پیشاب فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا۔ لہٰذا ترجمۃ الباب یہ ہونا چاہئے تھا کہ پیشاب کرنے والا سلام کا جواب نہ دے یا ننگا شخص سلام کا جواب نہ دے۔ (دیکھئے باب ۶۷، حدیث ۹۰)

✧ (بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے تو) عورت کو غسل کرتے ہوئے بال کھولنے کی ضرورت نہیں (جبکہ مرد ہر حال میں کھولے گا) (حدیث ۱۰۵)

Scanned with CamScanner

✧ غسل کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔(حدیث ۱۰۷)

✧ جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے اگرچہ انزال نہ ہو (حدیث ۱۱۰)

(احناف کے ہاں صرف شرمگاہوں کے مل جانے سے وضو واجب ہو جاتا ہے۔ دخول سے غسل واجب ہوتا ہے چاہے انزال نہ ہو) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اَلْمَاءُ بِالْمَآءِ۔(انزال سے غسل کا واجب ہونا) احتلام کے ساتھ خاص ہے۔(حدیث ۱۱۲)

لہٰذا احتلام یاد ہے مگر تری نہیں پائی تو غسل واجب نہ ہوگا۔یہی احناف کا مسلک ہے۔

✧ اِنَّ النِّسَاءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ (احتلام کے مسئلہ میں) عورتیں مردوں ہی کی طرح ہیں۔(حدیث ۱۱۳)

✧ مذی سے وضو اور منی سے غسل واجب ہوتا ہے۔(حدیث ۱۱۴)

✧ (کپڑے پر منی لگ جائے تو کھرچنے اور رگڑنے کی بجائے دھونا ہی مناسب ہے) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کے کپڑے سے منی کو دھویا۔(حدیث ۱۱۷)

✧ جنبی کا غسل سے پہلے سونا جائز اور کم از کم وضو کر لینا سنت ہے۔

(۱۱۹-۱۲۰)

✧ مرد غسل کے بعد جنبی عورت کے جسم کے ساتھ لگ سکتا ہے۔(۱۲۳)

✧ حائضہ عورت سے بوس و کنار کی اجازت ہے۔(۱۳۲) بشرطیکہ اپنے آپ پہ کنٹرول کر سکتا ہو۔اس کے ساتھ مل کر کھانا کھا سکتا ہے اور حائضہ مسجد سے کوئی چیز پکڑ سکتی ہے صرف ہمبستری منع ہے۔(۱۳۵-۱۳۴-۱۳۳)

✧ دوبارہ جماع کیلئے کم از کم وضو کر لینا چاہئے۔(۱۴۱)

✧ (توجہ بٹتی ہو تو) پیشاب پاخانہ کی حاجت کے وقت نماز نہ پڑھے۔(۱۴۲)

اَبْوَابُ الصَّلٰوۃِ (نماز کے باب)

✧ صبح کی نماز کو اجالے میں پڑھنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ (۱۵۴) یہ فضیلت صبح کی نماز کو اندھیرے میں پڑھنے پر نہیں بیان ہوئی۔

✧ ظہر کی نماز کو گرمیوں میں ٹھنڈا کیا کرو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کی تپش سے ہے (۱۵۷) ظہر کی نماز کو جلدی پڑھنے کا اس طرح حکم نہیں دیا گیا۔

✧ نماز عشاء کے بعد بے فائدہ گفتگو مکروہ ہے جبکہ ضروری اور مفید گفتگو کی اجازت ہے۔(۱۶۹-۱۶۸)

✧ اَلْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ۔جنازہ (تب ہے) جب حاضر ہو۔(۱۷۱) غائبانہ والے کسی حدیث میں دکھائیں۔اَلْجَنَازَۃُ اِذَا غَابَتْ۔

✧ نماز کو اس کے وقت پہ ادا کرنا افضل عمل ہے۔(۱۷۳) حضور علیہ السلام نے ساری زندگی میں دو نمازیں بھی آخر وقت میں نہیں پڑھیں۔(۱۷۴)

✧ نماز عصر کی خصوصی تاکید کہ جس کی عصر کی نماز رہ گئی گویا اس کی اولاد اور مال ہلاک ہو گئے۔(۱۵۷)

✧ عصر اور فجر کی نماز کے بعد قضا نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں۔(۱۸۳)

✧ مغرب سے پہلے (اس حدیث کی بنا پر کہ بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوۃٌ لِّمَنْ شَآءَ۔ہر دو اذانوں (اذان و اقامت) کے درمیان نماز ہے۔) دو نفل پڑھنے میں صحابہ کرام کا اختلاف ہے۔(۱۸۵)

✧ سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت ادا کر لی تو اس کی نماز ہو گئی (۱۸۶) احناف کے ہاں صبح کی نماز کی ایک رکعت پالی اور سورج طلوع ہو گیا تو نماز نہ ہوگی کیونکہ عصر کا وقت سورج غروب ہونے سے پہلے بھی ناقص تھا بعد میں بھی ناقص رہا۔ لہٰذا عصر ہو جائے گی جبکہ صبح کا وقت طلوع آفتاب سے پہلے کامل تھا تو کامل وقت میں شروع کی ہوئی نماز ناقص وقت میں آ جانے کی وجہ سے نہ ہوئی۔ فقہی مسائل میں احناف کے عقلی ونقلی دلائل کے انبار دیکھنے ہوں تو شرح معانی الاثار امام ابوجعفر طحاوی کی کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

✧ اذان کا آغاز کس طرح ہوا۔ حضرت عبداللہ بن زید اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے خواب (۹۰-۱۸۹)

✧ اذان و اقامت کے کلمات دو دو بار کہے جائیں (۱۹۴) اذان میں ترجیع یعنی کلمات شہادت کو پہلے آہستہ پھر اونچی آواز سے کہنا ابتداء میں صرف تعلیم کے لیے تھا یعنی حضرت عبداللہ بن زید آہستہ آہستہ بولتے تھے اور حضرت بلال بلند آواز سے اذان کہتے جاتے۔

اقامت کے وقت نماز کیلئے کب کھڑے ہونا چاہئے

✧ لَا تَقُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْنِیْ۔

مجھے دیکھے بغیر (نماز کیلئے) کھڑے نہ ہوا کرو۔ (۱۹۵)

فقہ حنفی کی مشہور کتاب شرح وقایہ میں ہے: ویقوم الامام والقوم عند حیّ علی الصلوٰۃ ویشرع عند قد قامت الصلوٰۃ ۔ امام و قوم (نماز کیلئے) حیّ علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہوں۔

یہ حدیث حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بخاری و مسلم میں بھی گزری ہے (بخاری، ج۱، ص۸۸) جبکہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے ہے۔ کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا قال بلال قد قامت الصلوٰۃ نهض

فکبر۔ کہ جب حضرت بلال قد قامت الصلوٰۃ کہتے تو حضور علیہ السلام کھڑے ہوتے اور تکبیر تحریمہ کہتے۔ (اعلاء السنن ج۴، ص۳۲۶، کنز العمال، ج۷، ص۵۴، السنن الکبریٰ، ج۲، ص۲۲، مجمع الزوائد، ج۲، ص۱۰۶، مسند بزار، ج۸، ص۲۹۸)

نووی شرح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے: یقوم اذا قال المؤذن قد قامت الصلوٰۃ وبه قال احمد علیه الرحمة (ج۱، ص۲۲۱، عمدۃ القاری، ج۵، ص۱۵۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ اور امام احمد بن حنبل کا بھی یہی قول و عمل تھا۔ جبکہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے بارے میں ہے کہ آپ حی علی الفلاح کے وقت کھڑے ہوتے۔ (فتح الباری، ج۲، ص۲۲۰، عمدۃ القاری، ج۵، ص۱۵۳)

عینی شرح بخاری میں قد قامت الصلوٰۃ سے پہلے نماز کیلئے اٹھنا مکروہ لکھا ہے اور اس قول کو مصنف میں ہشام بن عروہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے (ج۵، ص۱۵۳) اس بارے میں مزید حوالہ جات، طحاوی، کنز الدقائق، نور الایضاح، تنویر الابصار، درّ مختار اور ردّ المحتار میں استحباب کے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اقامت کے شروع میں نماز کیلئے کھڑے ہونا مکروہ و نادرست ہے۔ طحاوی نے فرمایا یہ ایسا مسئلہ ہے کہ قہستانی نے اسے ذکر کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اقامت کے شروع میں کھڑے ہونا مکروہ ہے۔ والناس عنها غافلون جبکہ لوگ اس سے غافل ہیں۔ ترمذی شریف ہی میں حضرت ابن مبارک علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ امام اگر مسجد میں موجود ہو تو اقامت کے وقت لوگ قد قامت الصلوٰۃ پہ کھڑے ہوں۔ (۵۹۲)

(بعض اس کے بھی قائل ہیں کہ اقامت کے وقت بھی انگلیاں کانوں میں ڈالی جائیں (۱۹۷)

✧ جو اذان کہے وہی اقامت کہے (۱۹۹) یا یہ کہ خود موذن دوسرے کو اقامت کہنے کی اجازت دے دے۔ حدیث میں بلا اجازت و رضامندی موذن کے علاوہ دوسرے شخص کیلئے اقامت کہنے کی ممانعت ہے جو کہ مکروہ تنزیہی کے درجہ میں ہے یعنی

Scanned with CamScanner

بہتر یہی ہے کہ موذن خود ہی اقامت کہے۔ ترمذی میں بعض علماء کا یہ مسلک بیان کیا گیا ہے کہ موذن اذان کا اور امام اقامت کا زیادہ حقدار ہے (۲۰۲) اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ بغیر وضو اذان نہ دی جائے۔ لَا یُؤَذِّنُ اِلَّا مُتَوَضِّئٌ

✧ اذان کے بعد بلا عذر مسجد سے باہر جانا مکروہ ہے۔ (۲۰۴)

✧ اذان و اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا رد نہیں ہوتی۔ (۲۱۲)

نمازیں پانچ پڑھو' ثواب پچاس کا ملے گا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ معراج کی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں پھر کم کی گئیں یہاں تک کہ پانچ رہ گئیں۔

ثُمَّ نُوْدِیَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّهٗ لَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَاِنَّ لَكَ بِهٰذِهِ الْخَمْسِ خَمْسِیْنَ (۲۱۳)

پھر آواز دی گئی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ہاں بات نہیں بدلتی اور آپ کیلئے (اور آپ کے صدقے پوری امت کیلئے) پانچ کے بدلے پچاس کا ثواب ہے۔

پھر ایک ایک نماز کا ثواب مزید بڑھایا جاتا ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے پر ایک نماز کا ثواب ستائیس درجے زیادہ ہے۔ (۲۱۵)

مسواک کر کے پڑھی جانے والی نماز کا ثواب اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ عمامہ شریف باندھ کر پڑھی گئی نماز ثواب میں اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

جمعہ اور نماز باجماعت کا اہتمام نہ کرنے والا دوزخی ہے

امام مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو دن بھر روزے سے رہتا ہے اور ساری رات نوافل ادا کرتا ہے لیکن

جمعہ اور نماز باجماعت نہیں پڑھتا۔ فرمایا: وہ جہنمی ہے۔ مجاہد فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی جمعہ اور جماعت سے اعراض کرتے ہوئے ان کے حق کو ہلکا سمجھے اور ان میں سستی کرتے ہوئے حاضر نہ ہو۔ (۲۱۸)

✧ عشاء اور فجر کی نماز باجماعت پڑھنے والے کو پوری رات کے قیام کا ثواب۔ (۲۲۱)

✧ جو چالیس دن تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز ادا کرے اس کیلئے دوزخ اور نفاق سے برات کو لکھ دیا جاتا ہے۔ (۲۴۱)

✧ نماز میں اونچی آواز سے بسم اللہ شریف پڑھنا بدعت ہے۔ (۲۴۴)

رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت

حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (مجمع عام میں) فرمایا: اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلَاۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ کیا میں تمہیں حضور علیہ السلام کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں۔ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّۃٍ ۔ پھر آپ نے نماز پڑھی اور صرف تکبیر اولیٰ کے وقت رفع یدین کیا۔ (۲۵۷)

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور کئی صحابہ کرام اور تابعین عظام اسی کے قائل ہیں۔ حضرت سفیان ثوری اور اہل کوفہ (امام اعظم اور ان کے متبعین) کا یہی موقف ہے۔

✧ حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ امام کو رکوع اور سجدے میں پانچ تسبیحات پڑھنی چاہئیں تاکہ مقتدی تین تسبیحات کو پا سکے۔ (۲۶۱)

✧ رکوع اور سجدہ میں قرأت کی ممانعت (۲۶۴) اسی حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ریشم سے مخلوط اور پیلے کپڑے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے (مردوں کو) منع فرمایا ہے۔

Scanned with CamScanner

✧ سجدے میں چہرہ، دو ہتھیلیوں کے درمیان رکھا جائے گا۔ (۲۷۱)

✧ سجدہ سات اعضاء پہ کرنا اور (نماز میں) کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹنا۔ (۲۷۳)

✧ جلسہ استراحت کے بغیر قیام کیلئے اٹھنا۔ (۲۸۸)

✧ تشہد میں انگلی اٹھانے کا ذکر (۲۹۴)

✧ سلام پھیر کر تین مرتبہ استغفر اللہ پڑھنا اور **اللھم انت السلام** ...... دعا مانگنا (۳۰۰)

✧ اگر قرآن مجید نہ آتا ہو تو نماز میں حمد، تکبیر، تسبیح و تہلیل کرتے رہو۔ (۳۰۲)

✧ حضور علیہ السلام نے مغرب کی دو رکعتوں میں سورۃ اعراف پڑھی۔ (۳۰۸)

✧ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔ حضرت جابر (۳۱۳)

✧ مسجد میں داخل و خارج ہوتے وقت دعا سے پہلے درود شریف پڑھو۔ (۳۱۴)

✧ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پہ رکھی گئی (لمسجد اسس علی التقوی) اس سے مراد مسجد نبوی شریف ہے۔ (۳۲۳)

✧ تکبیر اولیٰ کو پانے کیلئے تیز چلنے میں کوئی حرج نہیں۔ (حدیث میں دوڑنے کی ممانعت ہے) (۳۲۷)

حضور علیہ السلام لوگوں میں گھل مل کر رہتے تھے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں گھل مل کر رہتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے چھوٹے بھائی سے (مزاحاً) فرماتے:

یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ۔ اے ابو عمیر نغیر (پرندے) کو کیا ہوا۔ (۳۳۳)

✧ مقرر امام اور صاحب منزل کی اجازت کے بغیر نماز کی امامت نہ کی جائے۔ (۳۵۶)

✧ امام کو اجتماعی دعا کرنی چاہئے ورنہ خیانت ہوگی۔ (۳۵۷)

✧ نماز میں جمائی کو کھانسی کے ذریعے بھی روکا جا سکتا ہے۔ (۳۷۰)

✧ حضور علیہ السلام کی طویل نمازوں (نوافل) کا حال (۳۷۳)

✧ نماز میں سدل ثواب (کپڑے کو سر یا کندھوں پہ اس طرح لٹکانا کہ اس کے دونوں سرے آپس میں نہ ملیں بلکہ لٹکے رہیں) مکروہ ہے۔ (۳۷۸)

✧ کولہوں پہ ہاتھ رکھ کر چلنا شیطانی چال ہے۔ جس کو عربی میں اختصار کہتے ہیں اس طرح نماز پڑھنے سے منع فرمایا گیا۔ (۳۸۳)

✧ طویل قیام والی نماز افضل نماز ہے۔ (۳۸۷) بعض اس سے اگلی حدیث کی بنا پر کثرت رکوع و سجود والی نماز کو افضل قرار دیا ہے۔ جس میں ہے کہ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کیلئے سجدہ کرتا ہے تو اس کا ایک گناہ معاف اور ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔ (۳۸۸)

✧ حضرت علی کسی صحابی سے حدیث سنتے تو قسم لے کر تصدیق فرماتے۔ (۴۰۶) اس حدیث میں توبہ کی نماز کا ذکر بھی ہے۔

✧ بچہ دس سال کا ہو جائے اور نماز نہ پڑھے تو اس کو مار کر نماز پڑھاؤ۔ (۴۰۷) اس حدیث کی بنا پر امام احمد و اسحاق فرماتے ہیں کہ دس سال کے بعد بچے نے جتنی نمازیں چھوڑیں ان کی قضا کرے۔

✧ طویل نماز کی وجہ سے حضور علیہ السلام کے پاؤں مبارک پر ورم آنا (۴۱۲)

✧ قیامت کے دن فرائض کی کمی نوافل سے پوری کی جائے گی۔ (۴۱۳)

✧ صبح کی سنتوں سے لے کر نماز فجر کی ادائیگی تک گفتگو کرنے کو صحابہ و تابعین مکروہ سمجھتے تھے۔ (۴۱۸)

Scanned with CamScanner

✧ صبح کی سنتیں رہ جائیں تو ان کو طلوع آفتاب کے بعد پڑھا جائے (۴۲۳)
عندالاحناف سنتوں کی قضا نہیں لہٰذا یہ سنتیں اگر پڑھے گا تو نوافل ہوں گے۔
ہاں اگر فرضوں کے ساتھ قضا ہو جائیں اور اسی دن زوال سے پہلے قضا کرے گا تو
دونوں کو قضا کرے۔

✧ ظہر کی چار سنتیں نہ پڑھ سکا تو فرضوں کے بعد پڑھ لے۔(۴۲۶)
ان کی فضیلت میں آتا ہے کہ جس نے ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار رکعت
کی حفاظت کی اس پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا گیا۔(۴۲۷)

✧ حضور علیہ السلام نے مغرب کے بعد کی دو سنتوں کو گھر میں ادا فرمایا۔
(۴۳۲)

✧ اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں، دل جاگتا ہے (اس لیے نیند میرا وضو
نہیں توڑ سکتی) (۴۳۹)

اکل نور و شرب نور و خواب نور

امام نے آیت پڑھی تو خوف خدا سے جان نکل گئی

حضرت بہز بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ زرارہ بن اوفیٰ بصرہ کے قاضی تھے اور
بنی قشیر (قبیلہ) کی امامت کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے صبح کی نماز میں اس آیت
کی تلاوت کی۔

فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ (المدثر)
پھر جب صور پھونکا جائے گا تو وہ بڑا تنگی کا دن ہوگا۔

خرمیتا ۔ آپ گرے اور روح پرواز کر گئی۔ (راوی کہتے ہیں یہ نہ سمجھنا کہ میں
کسی سے سن کر یہ واقعہ بیان کر رہا ہوں بلکہ چشم دید گواہ ہوں) وَكُنْتُ فِیْ مَنِ
احْتَمَلَهٗ اِلٰی دَارِهٖ۔ میں خود ان کو اٹھا کر گھر پہنچانے والوں میں سے ہوں۔ (۴۴۵)

✧ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر رات اپنے بندوں کو اپنی بخشش اور عطاؤں کی طرف

بلاتی رہتی ہے۔ (۴۴۶)

✧ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے قدرے اونچی آواز سے پڑھنے کا
حکم دیا اور حضرت عمر کو ذرا آہستہ آواز سے پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ (۴۴۷)

✧ حضور علیہ السلام نے ایک ہی آیت میں ساری رات گزار دی۔ (۴۴۸)

✧ نفلی نماز گھر میں ادا کرنے کا ثواب زیادہ ہے۔ (۴۵۰) فرمایا گھر میں بھی
نماز پڑھا کرو اور گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ (۴۵۱)

اَبْوَابُ الْوِتْرِ (وتروں اور دیگر نفلی نمازوں کا بیان)

✧ نماز وتر کو سرخ اونٹوں (ہر نعمت) سے بہتر قرار دیا۔ (۴۵۲)

✧ وتروں کی نماز فرض نہیں بلکہ سنت (بمعنی واجب) ہے۔ (۴۵۴)

✧ جس شخص کو اپنے اوپر رات کو اٹھنے کا اعتماد نہ ہو اس کو سونے سے قبل وتر ادا
کر لینے چاہئیں۔ (۴۵۵)

✧ حضور علیہ السلام نے رات کے اول، درمیان اور آخر میں وتر پڑھے ہیں۔
(۴۵۶)

✧ وتر کی تین رکعتوں کا بیان (۴۵۹) پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ دوسری میں
الکفرون اور تیسری میں سورۃ اخلاص پڑھی۔ (۴۶۲)

✧ وتروں کی قضا کی جائے گی۔ (۴۶۵)

✧ نماز چاشت کی بارہ رکعتوں پہ جنت میں سونے کے محل کی خوشخبری (۴۷۳)

✧ فتح مکہ کے موقع پہ (بڑی مصروفیت کے باوجود) حضور علیہ السلام نے
چاشت کی آٹھ رکعتیں ادا فرمائیں۔ (۴۷۴)

✧ چاشت کی دو رکعتیں پابندی سے پڑھنے والے کے گناہ معاف اگرچہ سمندر
کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (۴۷۶)

✧ نماز حاجت، استخارہ اور صلوٰۃ التسبیح کے ابواب۔ (باب ۱۹-۱۸-۱۷)

حضور! آپ پہ درود کیسے بھیجیں؟

صحابہ کرام نے عرض کیا: حضور ہمیں یہ تو پتہ چل گیا کہ (نماز میں) آپ پہ سلام کس طرح بھیجنا ہے (السلام علیک ایھا النبی) یہ فرمائیں (کہ صلوا علیہ کے حکم پہ عمل کرتے ہوئے) درود شریف کس طرح پڑھیں۔ تب آپ نے درود ابراہیمی کی تعلیم دی۔ (۴۸۳)

اس کے بعد درود شریف کی فضیلت پہ احادیث ہیں۔

یادوں کے چراغوں کی لو اور بڑھاؤں میں
اب نام ترا آقا آنکھوں سے لگاؤں میں
کب نور حقیقت کا دیدار مجھے ہو گا!
کب تک تری فرقت میں اشکوں کو بہاؤں میں
یہ شے ہو کہ وہ شے ہو، مجھ کو نہ طلب ہو گی
اک تیری محبت کو سینے میں بساؤں میں
جالی ترے روضے کی کب سامنے آئے گی!
اللہ کرے در پر اک دن ترے آؤں میں
مجھ کو بھی میسر ہو ماحول مدینے کا!
اک گھر تیری بستی میں اے کاش بساؤں میں
مہلت جو غم گلشن مجھ کو دے نوید اتنی!
کچھ پھول درودوں کے ہونٹوں پہ اگاؤں میں

(محمد نوید رحمانی)

✧ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۴۸۶) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ درود پڑھے بغیر دعا زمین و آسمان کے درمیان لٹکی رہتی ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اَبْوَابُ الْجُمُعَةِ (جمعہ کا بیان)

✧ جمعہ کی افضلیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دن آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے (ثابت ہوا کہ بظاہر کوئی چیز خیر نظر نہ بھی آئے مگر مایؤل کے اعتبار سے اس میں خیریت ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکم۔ میری زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور موت بھی۔ قرآن پاک میں ہے: کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم و عسٰی ان تکرھوا شیئا وھو خیرٌ لکم) (۴۸۸)

✧ جمعہ کے دن مقبول گھڑی بعد العصر تا مغرب ہے۔ (۴۸۹)

✧ جمعہ کے دن غسل کر کے مسجد میں آئے اور امام کے قریب بیٹھ کر خاموشی سے خطبہ سنے تو ایک ایک قدم پہ ایک ایک سال کے روزے اور قیام کا ثواب (۴۹۶)

✧ جمعہ کے دن پہلے آنے والے کو اونٹ کی قربانی کا ثواب (۴۹۹)

✧ استن حنانہ از ہجر رسول- نالہ می زد ہمچو ارباب عقول (۵۰۵)

✧ دوران خطبہ اتنا کلام بھی کہ کسی کو کہا ''چپ ہو'' لغو ہے یعنی ثواب کو ضائع کرنے والا ہے۔ (۵۱۲)

✧ جمعہ کے دن گردنیں پھلانگنے والا ایسے ہے جیسے اس نے دوزخ کی طرف پل بنالیا۔ (۵۱۳)

✧ حضور علیہ السلام دورانِ خطبہ صرف انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔ (۵۱۵)

✧ جمعہ کی ایک اذان کا حضرت عثمان کے دور میں اضافہ کیا گیا۔ (۵۱۶)

Scanned with CamScanner

✧ جمعہ کے فرضوں کے بعد دو اور چار رکعتوں کا ذکر (۲۳-۵۲۱)

✧ حضور علیہ السلام کا حکم ماننا آپ کے پیچھے جمعہ ادا کرنے سے بھی افضل بلکہ دنیا کی ساری دولت خرچ کر دی جائے تو وہ ثواب نہیں مل سکتا جو آپ کے حکم پہ عمل کرنے میں ملتا ہے۔ (۵۲۷)

اَبْوَابُ الْعِیْدَیْنِ (عیدوں کا بیان)

✧ عذر نہ ہو تو عیدین کی نماز کیلئے پیدل چل کر جانا سنت ہے۔ (۵۳۰)

✧ عیدین کی نماز سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہیں (لہٰذا نوافل وغیرہ بھی نہ پڑھے جائیں نہ گھر میں اور نہ عیدگاہ میں) (۵۳۷)

✧ حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں آج کے دور میں میرے نزدیک عورتوں کا نماز عید کیلئے جانا مکروہ ہے۔ البتہ اگر کوئی عورت ضروری جانا چاہے تو اس کا خاوند اسے پرانے کپڑوں میں بغیر زینت کے جانے کی اجازت دے سکتا ہے اور اگر وہ اس طرح جانے سے انکار کرے تو خاوند کو روکنے کا حق ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں اگر حضور علیہ السلام عورتوں کی آج کی بدعات دیکھتے تو منع فرما دیتے جس طرح کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کیا گیا۔ (۵۴۰)

✧ عیدگاہ کی طرف نماز عید کیلئے آتے جاتے راستہ بدلنا مستحب ہے۔ (۵۴۱)

✧ عیدالفطر کی نماز سے پہلے کچھ کھانا اور عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا اس حدیث کی بنا پر علماء نے مستحب قرار دیا ہے۔ (۵۴۲)

اَبْوَابُ السَّفَرِ (سفر کا بیان)

✧ سفر میں سنن و نوافل نہ پڑھنے کی رعایت ہے (۵۴۴) وقت میں گنجائش ہو تو پڑھنے میں ثواب ہے چنانچہ اس حدیث کے تحت امام ترمذی لکھتے ہیں کہ حضور علیہ

السلام سفر میں (فرض) نماز سے پہلے اور بعد نوافل پڑھا کرتے تھے۔ حدیث ۵۵۰ کے تحت یہی بات ذکر کر کے لکھتے ہیں۔ اگرچہ اس میں صحابہ کرام کا اختلاف ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے نہ پڑھے اس نے رخصت پہ عمل کیا اور جس نے پڑھ لیے اس کیلئے زیادہ فضیلت ہے اور اکثر علماء کا مختار مذہب یہی ہے کہ سفر میں نفل پڑھے جائیں۔

✧ دو نمازوں کو جمع صوری کے طور پہ جمع کرنا کہ پہلی کو بالکل آخری وقت میں اور دوسری کو بالکل اوّل وقت میں ادا کرنا (۵۵۳) حقیقی جمع صرف حج کرنے والوں کیلئے میدان عرفات و مزدلفہ میں جائز ہے کہ ایک نماز کو دوسری کے وقت میں پڑھا جاتا ہے جبکہ جمع صوری میں بظاہر ایسا ہی نظر آتا ہے لیکن درحقیقت ہر نماز اپنے اپنے وقت پہ ادا کی جاتی ہے۔

✧ نماز استسقاء کا بیان (۵۵۶) عندالاحناف یہ محض دعا ہے اگر نماز پڑھنا چاہیں تو اکیلے اکیلے پڑھ لیں۔ اس میں نہ جماعت ہے اور نہ خطبہ، چادر الٹنا بھی کوئی ضروری نہیں کیونکہ دعا میں اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔

✧ صلوٰۃ کسوف کا ذکر (۵۶۰) ہمارے ہاں اس کی دو رکعتیں جماعت کے ساتھ ہیں۔ ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہیں جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور ان کی روایت کو حضرت عائشہ کی روایت پہ ترجیح ہے جس میں زیادہ رکوعوں کا ذکر ہے کیونکہ عورتوں کی بہ نسبت مردوں کی صفیں امام کے قریب ہوتی ہیں اور ویسے بھی کوئی نماز ایسی نہیں جس میں ایک سے زیادہ رکوع ہوں۔

✧ صلوٰۃ الخوف کا بیان (۶۵-۵۶۴)

✧ رات کا وظیفہ رہ جائے تو صبح اور ظہر کے درمیان پڑھ لینے سے رات کو پڑھنے کا ثواب ہی ملے گا۔ (۵۸۱)

✧ امام سے پہلے سر اٹھانے والا ڈرے کہ اس کا سر گدھے کا سا ہو جائے (۵۸۲)

Scanned with CamScanner

✦ نماز میں التفات (ادھر ادھر دیکھنا) شیطان کا پھسلانا ہے۔ (۵۹۰)

✦ مغرب کے بعد کی نماز گھر کی نماز ہے۔ (۶۰۴)

✦ اسلام قبول کرتے وقت غسل کرنا اچھا ہے۔ (۶۰۵)

اَبْوَابُ الزَّکٰوۃِ (زکوٰۃ کے باب)

✦ دولت والے خسارے میں ہیں مگر وہ جو بہت خرچ کرتے ہیں۔

هکذا وهکذا وهکذا (۶۱۷)

✦ عالم یا محدّث کے سامنے سماع کے طریقے پہ پڑھنا جیسا کہ اعرابی نے حضور علیہ السلام پر دہرایا اور آپ نے اقرار فرمایا۔ دیکھئے حدیث (۶۱۹)

✦ حضور علیہ السلام شرعی احکام میں جس طرح چاہیں استثناء فرما دیں جیسا کہ حدیث ۶۲۰ میں ہے۔ تحقیق مزید کے لئے دیکھئے امام قسطلانی کی مواہب اللدنیہ امام سیوطی کی خصائص کبریٰ اور اعلیٰ حضرت کی الامن والعلیٰ۔

✦ ایماندار عامل (حکومتی ملازم) گھر لوٹنے تک مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔ (۶۴۵)

✦ زکوٰۃ امراء سے لے کر غرباء میں تقسیم کی جائے۔ (۶۴۹)

✦ غنی و تندرست آدمی زکوٰۃ نہ لے۔ (۶۵۲) لیکن تندرست شخص اگر محتاج ہے تو اس کو زکوٰۃ دینے سے ادا ہو جائے گی۔ (ایضاً)

✦ حضور علیہ السلام نے فرمایا نہ ہمارے لیے صدقہ جائز ہے اور نہ ہمارے غلاموں کے لئے۔ (۶۵۶)

✦ رشتہ دار کو زکوٰۃ وصدقہ دینے کا دوہرا ثواب ہے۔ ایک ادائیگی فرض، دوسرا صلہ رحمی۔ (۶۵۸)

✦ اِنَّ فِی الْمَالِ لَحَقًّا سِوَی الزَّکٰوۃِ۔ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق

ہے۔ (۶۵۹)

✦ صدقہ رحمٰن کے دائیں ہاتھ میں بڑھتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ (اجر وثواب کے اعتبار سے) پہاڑ سے بڑھ جاتا ہے۔ (۶۶۱)

حدیث ۶۶۲ میں ہے: حَتّٰی اِنَّ اللُّقْمَةَ لَتَصِیْرُ مِثْلَ اُحُدٍ۔ یہاں تک کہ ایک لقمہ احد پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے اور اس کی تصدیق قرآن مجید میں ہے:

یمحق الله الربوا ویربی الصدقت۔

✦ مال کے ذریعے میرے دل میں حضور علیہ السلام کی محبوبیت بڑھتی گئی (صفوان بن امیہ) مؤلفہ قلوب کے بارے میں حکم کہ ان کو اب زکوٰۃ دی جائے یا نہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو مال کے ذریعے اسلام کی طرف مائل کیا جاتا تھا۔ حَتّٰی اَسْلَمُوْا یہاں تک کہ اسلام لے آئیں۔ (۶۶۶)

✦ صدقۂ فطر نماز عید سے پہلے ادا کرنے کا حکم (۶۷۷)

✦ وقت سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنے کی اجازت ہے۔ (۶۷۸)

اَبْوَابُ الصَّوْمِ (روزہ کے باب)

✦ حضور علیہ السلام کے دور اقدس میں بھی رمضان شریف کا مہینہ زیادہ تر انتیس دنوں کا ہوتا تھا۔ (لہٰذا اس بارے میں ہلال کمیٹی والوں پر روزہ کھا لینے کا الزام حماقت ہے) (۶۸۹)

✦ ایک آدمی کی گواہی پر حضور علیہ السلام نے رمضان شریف کا اعلان کروا دیا۔ (۶۹۱)

✦ چاند دیکھنے میں مطلع کا اعتبار (۶۹۳)

✦ روزہ دار کا جھوٹ بولنا بہت ہی سخت گناہ ہے۔ (۷۰۷)

✦ حاملہ اور مرضعہ (اسی طرح مسافر) کیلئے روزہ نہ رکھنے کی رخصت (۷۱۵)

Scanned with CamScanner

✦ پچھنے لگوانے، قے کرنے (جبکہ قصداً منہ بھر نہ ہو) اور احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا (۷۱۹)

✦ بھول کر کھا پی لیا تو روزہ نہ ٹوٹا۔ (۷۲۱)

✦ جان بوجھ کر روزہ توڑنے والے کو کھجوروں کا ٹوکرا مل گیا۔ (۷۲۴)

✦ مسواک کرنے، سرمہ لگانے، بوسہ لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (۷۲۵-۲۶-۲۷)

✦ نفلی روزہ توڑنے پہ قضا کا حکم (۷۳۵)

✦ صرف جمعہ کا روزہ رکھنے میں کراہت ہے۔ (۷۴۳)

✦ یوم عرفہ کا روزہ رکھنے سے سال قبل اور سال بعد کے گناہ معاف (جبکہ میدان عرفات میں نہ ہو) (۷۵۰) یہی فضیلت عاشوراء کے روزے کی ہے۔ (۷۵۲)

✦ ذی الحجہ کے پہلے دس دن کے روزے جہاد کے برابر جس جہاد میں مجاہد اپنا سب کچھ لٹا کر شہید ہو جائے۔ (۷۵۷)

✦ شوال کے چھ روزے عمر بھر کے روزوں کے برابر (۷۵۹) یہی فضیلت ایام بیض (چاند کی تیرہ چودہ پندرہ) کی ہے۔ (۷۶۰)

✦ روزانہ روزہ رکھنے کی اجازت نہیں۔ (۷۶۷)

✦ صوم وصال اور حضور علیہ السلام کی بے مثلیت (۷۷۸)

✦ جنبی شخص بھی روزہ رکھ سکتا ہے۔ (۷۷۹)

✦ روزہ دار ناک میں پانی ڈالتے ہوئے (اسی طرح کلی کرتے ہوئے بھی) مبالغہ سے کام نہ لے۔ (۷۸۸) اعتکاف اور شب قدر کا باب (۷۱-۷۲)

✦ حضور علیہ السلام نے صرف تین دن نماز تراویح پڑھائی۔ (۸۰۶)

اَبْوَابُ الْحَجِّ (حج کا بیان)

✦ حج اور عمرہ محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے سونے اور چاندی کی میل کچیل کو اور حج مقبول کا ثواب جنت ہے۔ (۸۱۰)

✦ اگر میں نعم (ہاں) کہہ دوں تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جائے۔ (۸۱۴)

✦ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار عمروں کا ذکر (۸۱۶)

✦ عورت احرام میں نہ نقاب ڈالے اور نہ دستانے پہنے۔ (۸۳۳)

✦ بیت اللہ شریف کو دیکھ کر ہاتھ اٹھانا مکروہ ہے۔ (۸۵۵)

✦ حضرت عمر نے حجر اسود سے فرمایا اگر میں نے حضور علیہ السلام کو نہ دیکھا ہوتا کہ وہ تمہیں چوم رہے ہیں تو میں تجھے کبھی نہ چومتا۔ (۸۶۰)

✦ جس نے پچاس مرتبہ طواف کیا وہ گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ (۸۶۶)

✦ خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (۸۷۴)

✦ حطیم میں نماز پڑھنا کعبہ کے اندر ہی نماز پڑھنا ہے۔ (۸۷۶)

✦ امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا نام لیا بھی ہے تو کس انداز سے۔ (۹۰۶)

✦ حضور علیہ السلام نے اپنے بال مبارک حضرت طلحہ کو دے کر فرمایا: اَقْسِمْهُ بَیْنَ النَّاسِ۔ لوگوں میں (بطور تبرک) تقسیم کردو (۹۱۲) اس حدیث میں حج کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر منڈوانا ثابت ہے۔

✦ بچہ حج کرے تو والدین کو ثواب ملتا ہے۔ (۹۲۴)

✦ حج اکبر قربانی کا دن ہے۔ (۹۵۷)

✦ حضرت عائشہ زمزم شریف گھر لے جاتیں اور فرماتی تھیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

كَانَ يَحْمِلُهُ۔ حضور علیہ السلام بھی ساتھ لے جاتے تھے۔ (٩٦٣)

آج کل زمزم شریف لانے پر بعض سعودی پاکستانیوں کو کہتے ہیں: هٰذا ماء الیس فی الباکستان ماء۔ یہ پانی ہی تو ہے' کیا پاکستان میں پانی نہیں ہوتا؟

اَبْوَابُ الْجَنَائِزِ (جنائز کا بیان)

✧ مومن کو کوئی بھی تکلیف آئے خواہ کانٹا ہی چبھے تو اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ (٦٦-٩٦٥)

✧ بیمار کی عیادت کرنے والا مسلسل جنت کے پھل کھاتا رہتا ہے۔ (٩٦٧)

✧ حضور علیہ السلام کے دور میں جس کے پاس ایک درہم بھی نہ تھا بعد میں اس کے پاس چالیس ہزار درہم مگر پھر بھی موت کی تمنا کرنا چاہتے تھے۔ اگر حضور علیہ السلام نے منع نہ فرمایا ہوتا تو کر گزرتے۔ (٩٧٠)

✧ دعا کے ذریعے بیمار کو دم کرنا۔ (٩٧٣)

✧ اللہ کی راہ میں کل مال کی وصیت کرنے والے کو جس کی اولاد مالدار تھی حضور علیہ السلام نے تیسرے حصہ کی وصیت پہ بڑی مشکل سے منایا۔ (٩٧٥)

✧ حضور علیہ السلام کو موت کی شدید تکلیف ہوئی۔ (٩٧٩)

✧ موت کے وقت پیشانی پہ پسینہ ایمان کی علامت ہے۔ (٩٨٢)

✧ موت کے وقت امید وخوف کا ہونا رب کی رحمت کی دلیل ہے۔ (٩٨٣)

✧ موت کی تشہیر کرنے سے پرہیز کیا جائے (یعنی اعلان کرنا کہ فلاں آدمی مر گیا ہے' اس کے جنازے میں شریک ہوں) (٨٦-٩٨٥)

✧ حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان بن مظعون کی موت کے بعد ان کا بوسہ لیا۔ (٩٨٩)

✧ مرنے والے کی اچھائیوں کو بیان کرو اس کی برائیوں کا ذکر نہ کرو۔ (١٠١٩)

✧ نماز جنازہ میں پڑھی جانے والی دعا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا (١٠٢٤)

✧ جنازہ میں تین صفیں ہوں تو مرنے والے کی بخشش ہو گئی۔ (١٠٢٨)

✧ جو جنازہ کے پیچھے چلا اور اس کو تین مرتبہ اٹھایا' اس نے اپنا حق ادا کر دیا۔ (١٠٤١)

✧ قبروں پہ چلنا اور ان پہ بیٹھنا منع ہے۔ (١٠٥٠)

✧ حضرت عائشہ اپنے بھائی کی قبر پہ گئیں (١٠٥٦) لہٰذا عورتوں کیلئے زیارت قبور کی اجازت ہے۔ بشرطیکہ باپردہ جائیں اور بے صبری کا مظاہرہ نہ کریں۔

✧ مرنے والے کی تعریف اس کے جنتی ہونے کی دلیل ہے اَنْتُمْ شُھَدَآءُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ (١٠٥٨)

✧ جمعرات یا جمعہ کو مرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ (١٠٧٤)

✧ نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر پہ ہاتھ اٹھائے جائیں۔ (١٠٧٧)

اَبْوَابُ النِّکَاحِ (نکاح کا بیان)

✧ چار چیزیں انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہیں:

(١) حیا کرنا (٢) عطر لگانا (٣) مسواک کرنا (٤) نکاح کرنا۔ (١٠٨٠)

✧ رشتے میں دینداری کو ملحوظ خاطر رکھو (نہ کہ مال و جمال کو) (٨٦-٨٥-١٠٨٤)

✧ منگیتر کو نکاح سے پہلے دیکھ لینا نکاح کو قائم رکھنے کیلئے زیادہ مفید ہے۔ (١٠٨٧)

✧ نکاح کرنے والے کو یوں دعا دی جائے بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ (اللہ تعالیٰ بابرکت فرمائے اور تم دونوں (میاں بیوی) کو بھلائی پر جمع فرمائے) (١١٩١)

✧ حضرت صفیہ سے نکاح پہ حضور علیہ السلام نے ستوؤں اور کھجوروں سے ولیمہ

Scanned with CamScanner

کیا۔(۱۰۹۵)

✧ نکاح کے خطبہ میں سورۃ نساء کی پہلی آیت اور سورۃ احزاب کی آیت پڑھنا۔(۱۱۰۵)

✧ حلالہ میں صحبت کا شرط ہونا۔(۱۱۱۸)

✧ نکاح شغار (وٹہ سٹہ جس میں حق مہر نہ ہو) منع ہے۔(۱۱۲۳)

✧ پھوپھی، بھتیجی اور خالہ بھانجی ایک وقت میں ایک شخص کے نکاح میں نہیں آ سکتیں۔(۱۱۲۵)

اَبْوَابُ الرَّضَاعِ (رضاعت کا بیان)

✧ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے جو رشتہ نسب سے حرام فرمایا ہے وہی رضاعت سے بھی حرام کیا ہے۔(۱۱۴۷-۴۸)

✧ رضاعت میں ایک عورت کی گواہی کو مان لیا گیا۔(۱۱۵۱)

✧ بچپن (دو سال سے کم عمر) کی رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔(۱۱۵۲)

✧ حضور علیہ السلام کی رضاعی والدہ (حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا) حاضر ہوئیں تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کے نیچے اپنی چادر بچھا دی اور وہ اس پہ بیٹھ گئیں۔(۱۱۵۳)

✧ (زنا سے بچنے کی ایک تدبیر کہ) کسی عورت کو دیکھے تو اپنی بیوی کے پاس جا کر حقوق زوجیت ادا کرے۔(۱۱۵۸)

✧ شوہر بیوی کو بلائے تو وہ تنور سے اٹھ کر بھی اس کی حاجت پوری کرے۔(۱۱۶۰)

✧ اپنی عورت سے بھی غیر فطری حرکت کرنے کی ممانعت (۱۱۶۴)

✧ اپنے خاوند کے سوا دوسرے کیلئے زینت کرنے والی عورت قیامت کی تاریکی کی طرح ہے جس میں کوئی روشنی نہ ہوگی۔(۱۱۶۷)

✧ کوئی عورت اپنے محرم کے بغیر ایک دن رات کا سفر بھی نہ کرے۔(۱۱۷۰)

✧ عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے۔(۱۱۷۳)

✧ جب کوئی عورت اپنے خاوند کو ستاتی ہے تو بڑی آنکھوں والی حوروں میں سے اس کی بیوی اس عورت کو کہتی ہے خدا تجھے غرق کرے اس کو تکلیف نہ پہنچا یہ تو تیرے پاس (چند روز کا) مہمان ہے جو عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آ جائے گا (۱۱۷۴) رات کے اندھیرے میں چھپ کر ہونے والے یہ معاملات حوریں کیسے جان لیتی ہیں۔ پھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعتوں کا انکار کیوں؟ مولانا محمد علی جوہر نے کیا خوب کہا کہ صرف علم نہیں، ملاقاتیں بھی ہوتی ہیں۔

تنہائی کے سب دن ہیں، تنہائی کی سب راتیں!
اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں ملاقاتیں
ہر لحظہ تسلی ہے، ہر آن تسلی ہے
ہر وقت ہے دل جوئی، ہر دم ہیں مداراتیں
کوثر کے تقاضے ہیں، تسنیم کے وعدے ہیں
ہر روز یہی چرچے، ہر رات یہی باتیں
معراج کی سی حاصل سجدوں میں ہے کیفیت
اک فاسق و فاجر میں اور ایسی کراماتیں!
بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں
بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

مولانا محمد علی جوہر

Scanned with CamScanner

اَبْوَابُ الطَّلَاقِ وَاللِّعَانِ

(طلاق اور لعان کا بیان)

✦ حیض کی حالت میں طلاق رجعی (ایک یا دو) دے دی ہے تو اس سے رجوع کر لینا چاہئے (مگر وہ طلاق شمار کی جائے گی) (۱۱۷۵)

✦ حضرت عمر نے فاطمہ بنت قیس کی بات کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ ایک عورت (اگر چہ صحابیہ ہے) کی بات پہ کتاب وسنت کو نہیں چھوڑا جا سکتا ہے نہ معلوم اسے یاد رہا ہو یا بھول گئی ہے۔ (۱۱۸۰)

✦ دل میں طلاق کا خیال لانے سے یا وسوسہ آنے سے طلاق نہیں ہوتی۔ (۱۱۸۳)

✦ طلاق سنجیدگی اور مذاق دو حالتوں میں ہو جاتی ہے۔
جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ (۱۱۸۴)

✦ بلا وجہ خلع لینی والی پہ جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔ (۱۱۸۷)

✦ عورت ٹیڑھی پسلی کی طرح ہے اگر تو اسے سیدھا کرنا چاہے گا تو توڑ دے گا اور اگر اسی طرح چھوڑ دے گا تو اس کی کجی کے باوجود اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ (۱۱۸۸)

✦ دیوانے اور بے سمجھ کی طلاق نہیں ہوتی۔ اس حدیث میں عطا بن عجلان ضعیف اور ذاہب الحدیث ہیں مگر صحابہ وتابعین کا اس پہ عمل ہے کہ دیوانے اور مغلوب العقل کی طلاق نہیں ہوتی لیکن وہ دیوانہ جس کو کبھی ہوش آ جاتی ہو تو اس نے افاقہ کی حالت میں طلاق دی تو واقع ہو جائے گی۔ (۱۱۹۱)

ثابت ہوا کہ حدیث کا راوی ضعیف ہونے کے باوجود اس کی بیان کی ہوئی

حدیث معمول بہ ہو سکتی ہے۔

✦ الطلاق مرتٰن کا شانِ نزول (۱۱۹۲)

✦ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے (نہ کہ ابعد الاجلین کما قال ابن عباس رضی اللہ عنہما) (۱۱۹۲)

✦ ایلاء، ظہار اور لعان کی احادیث (۱۱۹۸ تا ۱۲۰۳)

اَبْوَابُ الْبُيُوْعِ (تجارتوں کا بیان)

✦ حلال وحرام واضح ہے اور شبہ والی چیزوں سے پرہیز کرو ورنہ حرام کا ارتکاب کر بیٹھو گے۔ (۱۲۰۵)

✦ وصال کے وقت بھی حضور علیہ السلام کی زرہ بیس صاع غلہ کے عوض گروی رکھی ہوئی تھی اس کا مطلب ہے آخری وقت تک فقر محمدی اختیاری قائم رہا۔ (۱۲۱۴)

✦ خرید وفروخت کے وقت تحریر یوں ہو ''فلاں نے فلاں سے یہ چیز خریدی ہے جس میں نہ بیماری ہے نہ دھوکہ ہے اور نہ وہ حرام ہے اور یہ مسلمان کا مسلمان سے سودا ہے۔ (۱۲۱۶)

✦ نیلام عام کرنا جس طرح حضور علیہ السلام نے ایک ٹاٹ اور پیالے کا کیا۔ اس کو بَیْعُ مَنْ یَّزِیْدُ کہتے ہیں یعنی اس سے زیادہ ریٹ لگانے والا کون ہے؟ (۱۲۱۸)

✦ جانور کو جانور کے بدلے بیچنا جائز ہے جبکہ نقد و نقد ہو۔ (۱۲۳۷)

✦ شراب سے متعلق دس آدمیوں پہ لعنت' نچوڑنے والا' نچڑوانے والا' پینے والا' اٹھانے والا' جس کیلئے اٹھا کر لائی گئی' پلانے والا' بیچنے والا' اس کی قیمت کھانے والا' خریدنے والا اور جس کیلئے خریدی گئی۔ (۱۲۹۵)

✦ تنگ دست کو مہلت دینے پر بخشش' ایسا شخص قیامت کے دن عرش کے سائے میں ہو گا یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ جس دن اور کوئی سایہ نہ ہو گا۔ (۱۳۰۶-۷)

Scanned with CamScanner

✧ مسجد میں خرید وفروخت سے منع کیا گیا (جبکہ سامان مسجد کے اندر ہو)۔ (۱۳۲۱)

اَبْوَابُ الْاَحْکَامِ (احکام کا بیان)

✧ حاکم غور وفکر سے فیصلہ کرے کیونکہ اگر اس کا فیصلہ صحیح ہو تو اس کو دو اجر ملتے ہیں ورنہ ایک اجر کا خطا کی صورت میں بھی حقدار ہوتا ہے۔ (۱۳۲۶)

✧ حضرت معاذ بن جبل نے عرض کیا اگر کتاب وسنت میں مسئلہ نہ ملے گا تو اَجْتَهِدُ رَائِیْ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد کی کہ اس نے اپنے رسول کے قاصد کو یہ توفیق دی۔ (۱۳۲۷)

✧ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب بیٹھنے والا عادل حکمران ہوگا اور سب سے دور بیٹھنے والا ظالم حکمران ہوگا۔ (۱۳۲۹)

✧ رشوت لینے اور دینے والا دونوں لعنتی ہیں۔ (۱۳۳۶)

✧ اگر غیر مستحق کے حق میں بھی فیصلہ ہو جائے تو اس کو وہ چیز لینا جائز نہیں ہے۔ (۱۳۳۹)

✧ مدعی گواہ پیش کرے ورنہ مدعی علیہ قسم اٹھائے۔ (۱۳۴۰)

✧ فلا وربك لا یؤمنون حتی یحکموك کا شان نزول (۱۳۶۳)

✧ اولاد کو عطیہ دیتے ہوئے برابری کرنے کی تعلیم (۱۳۶۷)

✧ جب حدیں مقرر ہو جائیں اور راستے پھیر دیئے جائیں تو شفعہ کا حق ختم۔ (۱۳۷۰)

شفعہ صرف مکانات اور زمین میں ہوتا ہے بعض علماء کے نزدیک ہر چیز میں شفعہ ہے مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

✧ گرے ہوئے کوڑے کو اٹھانے کی تین سال تشہیر کا حکم دیا گیا۔ (۱۳۷۲)

اگلی حدیث کے تحت اس بارے میں مختلف مذاہب کا بیان ہے۔

✧ جب انسان مرجاتا ہے تو تین کے سوا اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں وہ تین اعمال یہ ہیں۔ صدقہ جاریہ، علم نافع اور مرحوم کیلئے دعا کرنے والی نیک اولاد۔ (۱۳۷۶)

✧ مزارعت یعنی حصے پر زمین دینا یا بٹائی پہ کھیت دینے کے بارے میں مختلف مذاہب (۱۳۸۳) امام صاحب کے ہاں ناجائز ہے جبکہ صاحبین اسے جائز کہتے ہیں اور اس کے جواز کی کچھ شرائط ہیں دیکھئے بہار شریعت ج ۱۵، ص ۹۹ اور فتویٰ صاحبین کے قول پر ہی ہے۔

اَبْوَابُ الدِّیَاتِ (دیتوں کا بیان)

✧ حضور علیہ السلام نے دیت میں کل ایک سو اونٹ مقرر فرمائے۔ (۱۳۸۶) اور نقدی کی صورت میں بارہ ہزار درہم (۱۳۸۸) امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک ہزار دینار سونے کے یا دس ہزار درہم چاندی ہے۔ لما روی عن عمر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضی بالدیۃ فی قتیل بعشرۃ الاف درھم کذافی اللمعات (حاشیہ ۶، ترمذی ج ۱، ص ۲۵۸)

✧ ایسے زخم کی دیت جس سے ہڈی ظاہر ہو جائے پانچ اونٹ ہے۔ (۱۳۹۰)

✧ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کی دیت برابر ہے۔ ایک انگلی کی دیت دس اونٹ، چھنگلی اور انگوٹھا دیت میں برابر ہیں۔ (۹۲-۱۳۹۱)

✧ دیت معاف کرنے پہ اجر ملنے کی بات سن کر تصدیق چاہی کہ واقعی حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے اور پھر دیت معاف کر دی۔ (۱۳۹۳)

✧ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مسلمان کا قتل ہو جانا ساری دنیا کے ختم ہو جانے سے زیادہ بھاری ہے۔ (قرآن میں ہے فکانما قتل الناس جمیعا) (۱۳۹۵)

Scanned with CamScanner

✦ قیامت کے دن (حقوق العباد میں سے) سب سے پہلے قتل وخون کے بارے میں فیصلہ ہوگا۔(۱۳۹۶)

✦ ایک مسلمان کے قتل میں تمام اہل زمین شریک ہوں تو سب جہنمی ہیں۔ (۱۳۹۸)

✦ بیٹے سے باپ کا قصاص لیا جائے گا مگر باپ سے بیٹے کا نہیں۔(۱۳۹۹) لان الوالد سبب لوجود الولد فلایکون هو سببا لعدمه . کذا فی اللمعات .

✦ مرتد، شادی شدہ زانی اور قاتل کے علاوہ کسی کا قتل جائز نہیں۔(۱۴۰۲)

✦ (قصاص میں مثلہ کرنے کی بجائے) اچھے طریقے سے قتل کرو اور جانور کو بھی عمدہ طریقے سے ذبح کرو کہ چھری تیز ہو تاکہ ذبیحہ کو راحت ملے۔(۱۴۰۹)

✦ کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہ کیا جائے (بقول بعض اہل علم جبکہ مقتول ذمی نہ ہو)(۱۴۱۲)

✦ اپنے مال (و جان و دین، اہل وعیال) کی حفاظت میں مرنے والا شہید ہے۔(۲۱-۲۰-۱۹-۱۴۱۸)

اَبْوَابُ الْحُدُوْدِ (سزاؤں کا بیان)

✦ سونے والے پر، نابالغ بچے پر اور پاگل پر حد واجب نہیں۔(۱۴۲۳)

✦ جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو دور کرو جبکہ معافی کا کوئی راستہ ہو حاکم کا غلطی سے معاف کرنا غلطی سے سزا دینے سے بہتر ہے۔(۱۴۲۴)

✦ جرم کا اعتراف کرنے والا اگر اپنے اعتراف سے پھر جائے تو اس سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام نے حضرت ماعز کے بارے میں فرمایا کہ اگر وہ پتھر لگنے سے بھاگنے لگا تھا تو تم نے اسے چھوڑ دینا تھا (گویا کہ وہ اپنے اعتراف

سے پھر گیا تھا۔ ہاں اگر گواہوں سے جرم ثابت ہو تو بھاگنے کے باوجود سزا مکمل کی جائے گی۔ لان هزبه رجوع ظاهر و رجوعه يعمل فی اقرار و لافی رجوع الشهود)(۲۹-۱۴۲۸)

✦ سنگسار کی جانیوالی کا حضور علیہ السلام نے خود جنازہ پڑھایا اور فرمایا۔ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر تمام اہل مدینہ پہ تقسیم کردی جائے تو سب کو کافی ہو جائے۔ (۱۴۳۵) جبکہ حدیث ۱۴۲۹ میں ہے کہ اسلم قبیلہ کے شخص کو رجم کیا گیا تو حضور علیہ السلام نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔ وقیل فی الجمع بانه علیه السلام لم يصل وامر غيره بالصلوٰة عليه ثم دعا له بعد عدة ايام وصلى الغامدية وامراة اخرى لتوبتهما كما فی ابی داؤد وفی حديث الترمذی رقم (۱۴۳۵)

✦ حضور علیہ السلام نے ایک یہودی مرد اور عورت کو سنگسار کیا (۱۴۳۶)
اکثر اہل علم نے کہا ہے کہ جب اہل کتاب اپنا جھگڑا مسلمان حکمران کے پاس لائیں تو ان کا فیصلہ قرآن وسنت کے مطابق کیا جائے گا۔

✦ شرابی کی سزا صحابہ وتابعین اہل علم کے نزدیک اسی کوڑے طے ہوگئی۔ (۱۴۴۳)

✦ (دوسروں کی عبرت کیلئے) چور کا ہاتھ کاٹ کر اس کی گردن سے لٹکا دینا۔ (۱۴۴۷)

✦ جہاد کے موقع پہ چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے (کہیں وہ دشمن کے ساتھ مل نہ جائے)(۱۴۵۰)

✦ چوپائے سے بدفعلی کرنیوالے اور لوطی کی سزا (۵۶-۱۴۵۵)

✦ جادوگر کی سزا تلوار کی ایک مار ہے۔(۱۴۶۰)

✦ کسی کو ہجڑہ یا یہودی کہنے کی سزا بیس درے (۱۴۶۲) وقال الطيني فيه

تورية وايهام لانه يحتمل ان يراد به الكفر والذلة لان اليهود مثل فى الذلة والصغار والحمل على الثانى ارجح للدرء فى الحدود و على هذا المخنث (حاشیہ نمبر ۱ ترمذی ج ۱ ص ۲۷۱)

تعزیر کا بیان اور اس کے بارے میں تفصیل (۱۴۶۳)

اَبْوَابُ الصَّیْدِ (شکار کا بیان)

✧ سدھارے ہوئے کتے اگر چہ شکار کو مار ڈالیں جبکہ ان کے ساتھ کوئی اور کتا شریک نہ ہو تو اس شکار کو کھالو اور تیر اگر چوڑائی کی طرف سے لگے اور جانور مر جائے تو اس کو نہ کھاؤ۔ (۱۴۶۴)

سدھارے ہوئے کتے کی تعریف کرتے ہوئے علماء فرماتے ہیں کہ اس میں تین اوصاف کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱- اذا اشلی استشلی ۔ جب اس کو شکار کے پیچھے بھگایا جائے تو بھاگ پڑے۔

۲- واذا زجر انزجر ۔ جب اس کو واپس بلایا جائے تو واپس آجائے (یا جب اس کو روکا جائے تو رک جائے)

۳- واذا اخذ الصيد امسك ولم ياكل منه ۔ جب کسی جانور کو پکڑے تو روک رکھے اور اس سے خود نہ کھائے۔

فاذا فعل ذلك مرارا واقلها ثلثا كان معلما يحل بعد ذلك قتيلها ۔ جب ایسا کئی مرتبہ اور کم از کم تین مرتبہ کرے تو وہ سکھایا ہوا یا سدھارا ہوا شکاری کتا ہے۔ (هكذا قال القارى فى شرح الموطا وكذا قاله الطيبى - ترمذی۔ ص ۲۱۷، ج ۱، حاشیہ ۴) اور کتے کو اللہ کا نام لے کر چھوڑا جائے (حدیث ۱۴۶۵) مجوسی کے کتے کا شکار کھانے کی اجازت نہیں (۱۴۶۶) اکثر فقہا فرماتے ہیں

کہ شکاری باز نے اگر شکار میں سے کچھ کھا بھی لیا تو اس کا شکار حلال ہے۔ (۱۴۶۷)

✧ تیر لگا ہوا شکار غائب ہو گیا اور مر گیا تو اگر تمہیں یقین ہے کہ تمہارے تیر سے ہی مرا ہے تو کھالو (۱۴۶۸) پانی میں گر کر مرا ہو تو نہ کھاؤ (۱۴۶۹)

✧ چھری کے علاوہ پتھر (یا کسی اور دھاری دار چیز چاہے بانس وغیرہ ہی ہو۔ ۱۴۹۱) سے جانور ذبح کرنے کی اجازت ہے (۱۴۷۲) خرگوش کھانا اکثر علماء نے جائز کیا ہے اور بعض نے مکروہ۔ ایضاً

✧ کچلی والا درندہ اور پنجوں والے پرندوں کو کھانے سے منع کیا گیا۔ اسی طرح زندہ جانور کا گوشت کاٹ لیا (بغیر ذبح کیے) وہ بھی حرام و مردار ہے۔

(۱۴۸۰-۱۴۷۷-۷۸)

✧ گرگٹ کو مارنا ثواب ہے۔ (۱۴۸۲)

✧ بعض سانپ اتنے زہریلے ہوتے ہیں کہ حمل گرا دیتے ہیں اور بینائی ختم کر دیتے ہیں۔ (۱۴۸۳)

✧ بدکے ہوئے جانور کو تیر وغیرہ مارا جہاں بھی لگ جائے حلال ہے۔

(۱۴۹۲)

فيه دليل على ان الحيوان الانسى اذا توحش ونفر فلم يقدر على قطع مذبحه يصير جميع بدنه كالمذبح (طیبی حاشیہ نمبر ۱ ترمذی ج ۱ ص ۲۷۵)

اَبْوَابُ الْاَضَاحِیْ (قربانیوں کا بیان)

✧ قربانی کے جانور کا خون زمین پہ گرنے سے پہلے قبول ہو جاتا ہے۔

(۱۴۹۳)

✧ حضرت علی المرتضیٰ دو دنبوں کی قربانی کیا کرتے تھے۔ ایک اپنی طرف سے اور ایک حضور علیہ السلام کی طرف سے اور فرماتے: میں یہ کبھی نہ چھوڑوں گا کیونکہ مجھے

Scanned with CamScanner

حضور علیہ السلام نے اس کا حکم دیا ہے۔ (۱۴۹۵)

✧ چھ ماہ کے چھترے کی (جو دیکھنے میں سال بھر کا نظر آئے) قربانی جائز ہے (اسی طرح دنبے کی بھی) (۱۴۹۹)

✧ ٹوٹے سینگھ اور کٹے ہوئے کان والے جانور کی قربانی نہ کی جائے (۱۵۰۴) تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

✧ ہر سال ہر گھر والوں پر (جو صاحب نصاب ہوں) قربانی (واجب) ہے۔ (۱۵۱۸)

یہ حدیث دلیل ہے احناف کی کہ قربانی کا درجہ وجوب کا ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: عَلٰی کُلِّ اَھْلِ بَیْتٍ فِیْ کُلِّ عَامٍ اور علی لزوم کیلئے آتا ہے جیسا کہ حج کے بارے میں فرمایا: وللّٰہ علی الناس حج البیت ۔

چند شبہات کا ازالہ

قربانی کے حکم پہ عقل پرستوں کے بعض شبہات کے جوابات

۱۔ بعض ملحد قسم کے دانشوروں نے قربانی سے متعلق عوام کے دلوں میں طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی ہے وہ عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ قربانی مکہ معظمہ کے ساتھ خاص ہے اور وہ بھی کسی عبادت کے طور پر نہیں بلکہ حجاج کی مہمانی کے طور پر ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ اگر صرف اتنا ہی تھا کہ حجاج کی مہمانی ہو جائے تو پھر

✧ نماز عید سے پہلے اور بعد کرنے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ شہر والوں کیلئے نماز سے پہلے ذبح کرنا ممنوع کیوں ہے؟

✧ ۱۲ ذی الحجہ کی شام کے بعد قربانی ممنوع ہو جانے کے کیا معنی ہیں؟ کیا ۱۳ ذی الحجہ کو حجاج مکہ میں نہیں رہتے؟

✧ اگر صرف مہمانی مقصود تھی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کی

عمر وغیرہ کے لحاظ سے جو شرائط بیان فرمائی ہیں' ان کی کیا ضرورت تھی؟

✧ کیا مہمان کو صرف گوشت کی ضرورت ہوتی ہے؟ اور کسی چیز کی نہیں؟ اس کا انتظام کیوں نہیں کیا جاتا؟

۲۔ قوم کا اتنا روپیہ جو جانوروں کی قربانی پر ہر سال خرچ ہوتا ہے اور تین روز گوشت کھا لینے کے سوا اس کا کوئی مفاد نظر نہیں آتا' اگر اس سے رفاہی و فلاحی کام چلائے جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

جواب: یہ خیال اسی شخص کے ذہن میں آ سکتا ہے جو روحانیت سے مکمل غافل ہو کر صرف مادی خواہشات کی تکمیل کے پیچھے لگ جاتا ہے' مادہ وصورت ہی اس کا اوڑھنا بچھونا اور علم و ہنر کا مقصد و محور بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور عجیب وغریب نظام اس کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

جس حقیقت شناس کے سامنے قوم کے اعمال کا مسئلہ بھی امن وسکون کے ساتھ صحیح طور پر اسی وقت حل ہو سکتا ہے جب انسان صحیح معنوں میں انسان بن جائے۔ وہ جس طرح قوم کی تعلیم پر خرچ کرنے کو دوسری ضروریات پر خرچ کرنے سے زیادہ اہم سمجھے گا اس سے بھی زیاہ اس خرچ کو اہمیت دے گا جس کے ذریعہ انسان کے اخلاق درست ہوں اور وہ ہر لحہ اللہ تعالیٰ کا مطیع وفرمانبردار رہے۔ اطاعت اور نافرمانی سے اجتناب کا جذبہ ہی وہ جذبہ ہے جو خلوتوں میں بھی انسان کو جرائم سے باز رکھتا ہے اور قربانی سے مقصود اسی جذبہ کو قوت دینا ہے اور اگر قربانی اس استحضار کے ساتھ کی جائے تو اس جذبہ کو فروغ دینے میں خاص اثر رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لن ینال اللہ لحومھا ولا دمائھا ولکن ینالہ التقوٰی منکم

''اللہ تعالیٰ کے پاس ان قربانیوں کے گوشت یا خون نہیں پہنچتے' ہاں تمہارا تقویٰ یعنی جذبہ اطاعت پہنچتا ہے''۔

معلوم ہوا کہ قربانی سے گوشت پوست مقصد ہی نہیں بلکہ جذبہ اطاعت اور اللہ کی

Scanned with CamScanner

رضا کیلئے سب کچھ قربانی کر دینے کا ولولہ پیدا کرنا اصل مقصد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پچھلی امتوں کیلئے یہ گوشت حلال بھی نہ تھا۔

۳۔ مقصود تو ثواب حاصل کرنا ہے جو رفاہی کام کرنے، غریبوں کی مدد کرنے میں زیادہ ہے تو پھر قربانی کرنے پر ہی کیوں اصرار کیا جاتا ہے؟

جواب: اول تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو احکام اسلام کی صورت میں ایسا نظام عطا فرمایا ہے جس میں انسانوں کی مصلحت وفلاح کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس سے بہتر نظام نہ کبھی وجود میں آیا نہ آ سکے گا۔ اس نظام کو مکمل طور پر اختیار اور نافذ کر دیا جائے تو رفاہی کاموں اور غریبوں کی مدد کیلئے ان کے ہمدردوں کو قرآن وحدیث سے ثابت شدہ قطعی احکام میں تحریف وتبدیل کی ضرورت نہیں رہے گی۔

اللہ تعالیٰ کے ہر حکم میں حکمتیں ہیں

اللہ تعالیٰ نے جو احکام بھی نازل فرمائے ہیں ان میں سے ہر حکم میں بے پناہ حکمتیں، مصلحتیں اور آثار وخواص ودیعت فرمائے ہیں اور ہر ایک حکم پر عمل کرنے سے دوسرے کے خواص وآثار اور اس کی روح ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی جیسے مادی اشیاء میں اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی ظاہری صورت بنائی اور اس میں مخصوص روح اور خواص رکھے جو دوسری شے میں نہیں رکھے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کی جو ظاہری صورت بنائی اس میں روح بھی گھوڑے کی رکھی، خواص بھی اسی کے ودیعت کئے شیر کی جو ظاہری صورت بنائی، روح اور خواص بھی اسی کے رکھے ایسا نہیں کیا کہ گھوڑے کے کچھ افراد کی ظاہری صورت تو گھوڑے جیسی ہو اور روح وخواص شیر جیسے ہوں اور گھوڑا گھوڑے کی طرح ہنہنانے کی بجائے شیر کی طرح دھاڑنا شروع کر دے اور سواری اور نقل وحمل کے کام آنے کی بجائے چیرنے پھاڑنے کا کام شروع کر دے یا اس کے برعکس شیر کی ظاہری صورت میں گھوڑے کی روح وخواص نہیں رکھے کہ شیر گھوڑے کی طرح ہنہنانا شروع کر دے۔

بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر عمل کی جس ظاہری صورت کے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اس کے اندر مخصوص روح وخواص رکھے جو دوسرے عمل کی ظاہری صورت میں نہیں رکھے۔ نماز کی اپنی ظاہری صورت ہے جس کی مخصوص روح وخواص ہیں اور روزہ کی اپنی صورت وروح ہے تو جس طرح کوئی شخص یہ کہے کہ میں پانچ نمازوں میں سے ایک نماز چھوڑ دیتا ہوں اس کی بجائے ایک سال روزے رکھوں گا تو سال بھر بلکہ عمر بھر کے روزے ایک نماز کا بدل نہیں بن سکتے یا کوئی شخص کہے کہ میں روزہ نہیں رکھتا، اس کے بجائے سال بھر پوری رات نوافل پڑھتا رہوں گا۔ ظاہر ہے کہ سال بھر کیا عمر بھر کے نوافل ایک روزے کا بدل نہیں بن سکتے۔ بالکل اسی طرح صدقہ وخیرات اور غریبوں کی مدد کیلئے خواہ کوئی شخص اربوں روپے خرچ کر ڈالے، یہ دو تین ہزار کی قربانی کا بدل ہرگز نہیں بن سکتے۔

۴۔ قربانی کی تین تاریخوں میں بیک وقت لاکھوں جانور ہلاک ہو جاتے ہیں، اس کا کم از کم مضر اثر اقتصادیات پر یہ ضرور پڑے گا کہ جانور کم ہو جائیں گے اور سال بھر لوگوں کو گوشت ملنے میں دقت ہوگی، گرانی زیادہ ہو جائے گی۔

جواب: خالق کائنات کی قدرت کاملہ اور اس کے نظام محکم کا دن رات مشاہدہ کرنے کے باوجود اس قسم کے خیالات کا آنا گناہوں کا وبال ہے۔ گناہ کا سب سے پہلا حملہ عقل پر پڑتا ہے پھر وہ اپنے مشاہدے کیخلاف ہذیان بولتا رہتا ہے۔

نظام قدرت ہمیشہ سے یہ ہے کہ کسی چیز کی ضرورت بڑھتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی پیداوار بھی بڑھا دیتا ہے اور جب ضرورت کم ہو جاتی ہے تو پیداوار بھی گھٹ جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص کنویں کے پانی پر رحم کھا کر اس لئے نکالنا چھوڑ دے کہ کہیں ختم نہ ہو جائے تو اس کے سوتے بند ہو جائیں گے اور کنواں خشک ہو جائے گا اور اس کے برعکس جتنا زیادہ نکالتا چلا جائے گا اتنا ہی نکلتا چلا جائے گا۔

اعداد وشمار کا حساب لگا کر دیکھیں تو پہلے زمانے میں جتنی قربانی کی جاتی تھی اتنی

Scanned with CamScanner

آج نہیں کی جاتی، صحابہ وتابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے زمانے میں قربانی کا عالم یہ تھا کہ ایک ایک آدمی سوسواونٹ قربانی کیلئے ذبح کرتا تھا۔خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سواونٹوں کی قربانی کی اور تریسٹھ کو اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا۔قربانی کی اس قدر زیادتی کے زمانہ میں کسی جگہ یہ شکایت نہیں سنی گئی کہ جانور نہیں ملتے یا گراں ملتے ہیں۔

اس زمانے میں بہت سے ممالک ہیں جہاں مسلمانوں کی آبادی بہت کم ہے اور وہ بھی قربانی نہیں کرتے یا بہت کم کرتے ہیں۔مگر جانور اور گوشت کی گرانی وہاں ہمارے ملک سے زیادہ نظر آتی ہے۔ ہمارا پڑوسی ملک ہندوستان موجود ہے جہاں گائے کی نہ صرف سالانہ قربانی بلکہ روزانہ گوشت خوری بھی بند ہے مگر کیا کسی نے دیکھا کہ وہاں گلی گلی گائے پھرتی ہے یا دودھ کی ندیاں بہتی ہیں یا گھی بہت ارزاں ہو گیا ہے؟ جب دس کروڑ سے زائد مسلمان اور انگریزی فوج روزانہ لاکھوں گائے ذبح کیا کرتے تھے، گوشت اور دودھ، گھی وغیرہ کا جو بھاؤ اس وقت تھا اب مکمل پابندی کے باوجود اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔

آج سے ڈیڑھ سو سال قبل تک تمام سفر گھوڑے پر کئے جاتے تھے اور پوری دنیا کی جنگیں گھوڑوں کے ذریعہ لڑی جاتی تھیں۔فوج کیلئے لاتعداد گھوڑے پالے جاتے تھے۔دور حاضر میں جب گھوڑوں کی جگہ موٹروں اور ہوائی جہازوں نے لے لی تو کیا دنیا میں گھوڑے زیادہ اور سستے ہوئے یا کم ہو گئے اور قیمت بڑھ گئی؟ یہ اللہ کا نظام ہے جو انسانی فہم وادراک سے بہت بلند وبالا ہے۔

پیش نظر تو مرضیٔ جاناناں چاہیے

یاد رہے! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف ایک جانور کی قربانی نہیں کی بلکہ پوری زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں گزارا، جو حکم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا فوراً تعمیل کی۔ جان، مال، ماں، باپ، وطن، مکان، لخت جگر

غرض سب کچھ اللہ کے راستے میں قربان فرمایا۔ہمیں بھی اپنے اندر یہی جذبہ پیدا کرنا چاہئے کہ دین کا جو تقاضا بھی سامنے آئے اور اللہ تعالیٰ کا جو حکم بھی سامنے آئے اس پر عمل کریں گے۔اپنے اعزہ واحباب، بیوی، بچوں، ماں، باپ، خاندان، قوم کسی چیز کو بھی اللہ کے حکم کے مقابلے میں ترجیح نہیں دیں گے۔

سارا جہاں ناراض ہو پرواہ نہ چاہئے
مدنظر تو مرضی جاناناں چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

(ماخوذ)

قربانی وذبیحہ کے چند مسائل

✧ قربانی صرف اپنی طرف سے ہر اس عاقل، بالغ، مقیم مسلمان پر لازم ہے جو صاحب نصاب ہو۔صاحب نصاب سے مراد یہ ہے کہ اس کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا ان کی قیمت کا مال ہو اور اس کی ضرورت اصلیہ سے زائد ہو۔

✧ قربانی مندرجہ ذیل جانوروں کی ہوسکتی ہے۔ بکرا، بکری، دنبہ، دنبی، بھیڑ، مینڈھا، گائے، بیل، بھینسا، اونٹ، اونٹنی۔ پہلے چھ جانوروں میں صرف ایک حصہ ہوتا ہے جبکہ باقی چھ جانوروں میں سات حصے ہوتے ہیں۔قربانی کیلئے بکرا ایک سال کا ہونا ضروری ہے جبکہ گائے، بھینس، بیل کا دوسال کا ہونا ضروری ہے اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ اگر جانوروں کی عمریں اس سے کم ہوں تو قربانی جائز نہیں ہے۔ بھیڑ اور دنبہ اگر چھ ماہ کا اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے لیکن اس سے کم عمر کا چاہے جتنا ہی موٹا تازہ کیوں نہ ہو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔

Scanned with CamScanner

✧ گائے اور اونٹ وغیرہ کی قربانی میں شریک تمام افراد کی نیت اللہ عزوجل کی رضا کیلئے ہونا ضروری ہے۔ اگر ایک کی بھی نیت دنیا کو دکھانے اور گوشت کھانے کی ہوئی تو کسی کی طرف سے بھی قربانی قبول نہیں ہوگی۔

✧ اندھا' کانا لنگڑا اور ایسا کمزور اور دبلا پتلا جانور کہ جس کی ہڈیوں میں گودا بالکل نہ رہا ہو اور قربانی کی جگہ پر اپنے پاؤں سے چل کے نہ جاسکتا ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔ جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔ اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں جو جانور غلاظت کھاتا ہے اس کو باندھنے سے پہلے اس کی قربانی جائز نہیں۔

✧ جس بھیڑ' بکری کے ایک تھن سے دودھ نہ اترتا ہو اور گائے' بھینس کے دو تھنوں سے دودھ نہ اترتا ہو اس کی قربانی درست نہیں۔

✧ قربانی کی جگہ جانور کی قیمت کے برابر اگر کوئی صدقہ وخیرات کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا جیسے نماز کی جگہ روزہ اور روزے کی جگہ نماز قابل قبول نہیں اسی طرح قربانی کی جگہ صدقہ وخیرات بھی قابل قبول نہیں۔

✧ جانور کے گلے میں چند رگیں ہوتی ہیں جن کے کاٹنے کو ذبح کہتے ہیں اور جس جانور کی رگیں کاٹی جائیں اسے ذبیحہ کہتے ہیں۔ ذبح کے وقت چار رگیں کاٹی جاتی ہیں۔ (۱) حلقوم: یہ وہ رگ ہے جس سے سانس آتا ہے۔ (۲) مری: یہ وہ رگ ہے جس سے کھانا پانی اترتا ہے۔ (۳'۴) دوجین یہ وہ رگیں ہیں جس میں خون کی روانی ہوتی ہے۔ مندرجہ بالا تمام رگوں کو کاٹنا ضروری ہے لیکن اگر صرف تین رگیں کٹ جائیں تب بھی قربانی درست ہے اس سے کم ہوں تو درست نہیں۔

✧ جانور ذبح کرتے وقت اللہ عزوجل کا نام لینا ضروری ہے مثلاً بسم اللہ اکبر' اللہ رحمٰن' اللہ اعظم' اگر مسلمان ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا بھول گیا اور جانور ذبح کردیا تو ذبح درست ہو جائے گا اور اگر یاد ہونے کے باوجود بسم اللہ نہ پڑھی تو جانور حرام اور

قربانی ضائع ہوجائے گی۔

✧ قربانی سے پہلے جانور کو چارہ دے دیں یعنی بھوکا پیاسا ذبح نہ کریں۔ ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح نہ کریں۔ ذبح سے قبل چھری وغیرہ تیز کرلیں تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔

✧ گوشت کی تقسیم اس طرح کرنی چاہئے۔ ایک حصہ اپنے لیئے' ایک عزیز و اقارب کیلئے اور ایک غریبوں ویتیموں کے لئے۔ جانور کی کھال کا صدقہ کرنا ضروری ہے اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے یہ غریب' یتیم' بے سہارا لوگوں کا حق ہے اور مدارس اسلامیہ اس کا بہترین مصرف ہیں۔

✧ قربانی کا چمڑا' گوشت اور اس کی کوئی بھی چیز قصاب کو بطور اجرت نہیں دی جاسکتی۔ (بہار شریعت اور دیگر کتب فقہ)

اَبْوَابُ النُّذُوْرِ وَالْاَیْمَانِ

(نذروں اور قسموں کا بیان)

✧ گناہ کی نذر نہ مانی جائے (اور اگر مان لی ہے تو اس کو پورا نہ کیا جائے) اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا ہے (۲۵-۱۵۲۴)

اگر کسی نے عید کے دن روزے کی نذر مانی تو امام شافعی کے نزدیک یہ نذر ہوگی ہی نہیں لیکن ہمارے نزدیک نذر تو ہو جائے گی مگر روزہ عید کے بعد رکھنا پڑے گا۔ لان صوم النحر مشروع باصله غير مشروع بوصفه وهو الاعراض عن ضيافة الله فالندربه نذر بالطاعة ووصف المعصية متصلا بذاته فعلا لاباسمه ذكرا و تحقيقه في اصول الفقه۔

✧ کوئی شخص بچہ ذبح کرنے کی نذر مانتا ہے تو بکری ذبح کردے۔

Scanned with CamScanner

✦ امام شافعی کے ہاں نذر میں کفارہ نہیں ہے۔ ہمارے ہاں حلال کو حرام کرنے پہ کفارہ ہے۔ لان النذر ایجاب المباح وھو یستلزم تحریم الحلال و تحریم الحلال یمین بدلیل قولہ تعالٰی یاایھا النبی لم تحرم ما احل اللّٰہ لک ۔ کذا فی اللمعات۔

✦ امام محمد علیہ الرحمۃ موطا میں فرماتے ہیں: من نذر نذرا فی معصیۃ فلیطع اللہ ولیکفر عن یمینہ وھو قول ابی حنیفۃ ۔ جس شخص نے اللہ کی نافرمانی کی نذر مانی وہ اللہ کی اطاعت کرے اور قسم کا کفارہ ادا کرے یہی قول ہے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا (حاشیہ نمبر۳' ترمذی ج۱' ص۲۷۹)

✦ نذر غیر معین کا وہی کفارہ ہے جو قسم کا ہے۔ (۱۵۲۸)

✦ حضور علیہ السلام اکثر اس طرح قسم اٹھاتے لاومقلب القلوب دلوں کو پھیرنے والے کی قسم۔ (۱۵۴۰)

اَبْوَابُ السِّیَرِ (جہادی سفروں کا بیان)

✦ جس بستی میں مسجد دیکھو یا اذان کی آواز سنو وہاں قتال نہ کرو۔ (۱۵۴۹)

کون سمجھائے آج کل کے نام نہاد مجاہدین کو جو مسجدوں کے اندر عین جماعت کے وقت بم چلا کر سینکڑوں نمازیوں کو خون میں نہلا کر مجاہد ہونے کا ''اعزاز'' حاصل کرنے کی ''سعادت'' حاصل کر رہے ہیں۔ خدارا! اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو۔

✦ ضرورت ہو تو مشرکین کے برتن دھو کر استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ (۱۵۶۰)

✦ وضع حمل سے پہلے حاملہ قیدی عورت کے ساتھ صحبت ناجائز ہے۔ (۱۵۶۴)

✦ شبخون کے علاوہ عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کیا جائے۔ (۷۰-۱۵۶۹)

✦ کافروں کی لاشیں جلانے سے بھی منع فرما دیا گیا۔ (۱۵۷۱)

✦ حضور علیہ السلام مشرکین کے تحائف بھی قبول فرما لیتے تھے۔ (۱۵۷۷)

اگرچہ بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کے تحائف قبول کرنے سے روک دیا گیا۔ (ایضاً)

✦ حضور علیہ السلام خوشی کے موقع پہ سجدۂ شکر بجالاتے۔ (۱۵۷۸)

✦ بدفالی کو شرک کہا گیا۔ (۱۶۱۵) فرمایا: بیماری کے متعدی ہونے اور بدفالی کی کوئی حقیقت نہیں لیکن فال یعنی اچھی بات مجھے پسند ہے۔ (۱۶۱۵) جیسے کسی کا نام راشد ہو یا نجیح تو اس سے ہدایت اور کامیابی مراد لے لینا۔ (۱۶۱۶)

✦ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاد پہ جانے والوں کو بھرپور نصیحت فرماتے۔ مثلاً یہ کہ تقویٰ اور مسلمانوں کی خیرخواہی' مال غنیمت میں خیانت نہ کرو' عہد شکنی نہ کرو' مثلہ نہ بناؤ...... (۱۶۱۷)

اَبْوَابُ فَضَائِلِ الْجِهَادِ

(جہاد کی فضیلت کا بیان)

✦ ہر مرنے والے کا عمل ختم ہو جاتا ہے لیکن مجاہد جب جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جاتا ہے تو اس کا عمل تا قیامت بڑھتا رہتا ہے اور وہ فتنۂ قبر سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا: بڑا مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے خلاف جہاد کرتا ہے۔ (۱۶۲۱)

(امام غزالی فرماتے ہیں نفس کتے کی طرح ہے جس پہ لالچ کا غلبہ ہے تم نے دیکھا) صرف کتا ہی ہے جو قے کر کے چاٹ لیتا ہے۔ (ترمذی' ج۲' حدیث ۱۲۳۱) صرف اس لالچ میں کہ یہ بھی میرے ہی پیٹ میں جائے اسی لیے اگر کتا پالنے سے شکار مقصود ہو یا کھیتی باڑی کی حفاظت تو جائز ہے اور نفس کو پالنا تبھی جائز ہے جب اس سے اعمال صالحہ کا شکار کرنا مقصود ہوا اور اپنے دین کی حفاظت کرنا مقصود ہو ورنہ جائز

Scanned with CamScanner

نہیں جبکہ عموماً لوگ گناہ کرنے کیلئے نفس کو پالتے ہیں۔ دیکھو جانور گھاس وغیرہ کھاتے ہیں تو کھڑے ہو کر، نفس پرستوں نے کہا ہم کیوں پیچھے رہ جائیں کیا ہم ڈنگروں سے بھی گئے گزرے ہیں، چنانچہ اخروی نفع ونقصان کی فکر کیے بغیر کھڑے ہو کر کھانا شروع کردیا، نفس کو راضی کرلیا اور خدا کو ناراض کرلیا۔ اچھے بھلے بیٹھے ہوتے ہیں، کھانے کی آواز آتی ہے تو جانوروں کی طرح بھاگنا شروع کردیتے ہیں۔ شادی بیاہ کے موقع پہ بچے بوڑھے دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں اور یہ حضرات برتنوں میں اتنا کھانا ڈال لیتے ہیں کہ جتنا کھا بھی نہیں سکتے۔ اچھے بھلے بیٹھے ہوتے ہیں، پیشاب آتا ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں اور گدھے بیل کی طرف کام کر کے اپنے آپ کو مہذب کہلانے والے دراصل اپنے نفس کے پجاری ہیں پھر کہتے ہیں، شریعت میں اتنی سختی نہیں ہے۔ خدا اور اس کا رسول تو ہمیں انسان بنانا چاہیں اور ہم نفس کی پیروی میں شیطان کو بھی پیچھے چھوڑ جائیں۔ پھر یہ دعوائے مسلمانی کبھی مانا نہ جائے گا۔

✧ اللہ کی راہ میں رونے والا دوزخ میں داخل نہ ہوگا جب تک دودھ واپس تھنوں میں نہ چلا جائے۔ (۱۶۳۳)

✧ سب سے بُرا آدمی وہ ہے جو لوگوں سے اللہ کے نام پہ مانگے اور اس کو کچھ نہ دیا جائے۔ (۱۶۵۲)

اَبْوَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)

✧ والدین کو چھوڑ کر (یا ان کی اجازت کے بغیر) جہاد پہ جانے والے کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: انہی کی خدمت میں رہ کر جہاد کر (یعنی ان کی خدمت میں ہی تیرے لئے جہاد کا ثواب ہے) (۱۶۷۱)

✧ اکیلے سفر کرنے کو ناپسند فرمایا گیا۔ (۱۶۷۳)

✧ اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ ۔ جنگ ایک دھوکہ ہے (یعنی جنگ میں دشمن کو چکمہ دے

کر حملہ کرنے کی اجازت ہے) (۱۶۷۵)

✧ حضور علیہ السلام کے انیس غزوات کا ذکر (۱۶۷۶)

✧ لڑائی کے وقت حضور علیہ السلام نے یہ دعا کی: اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اَهْزِمِ الْاَحْزَابَ وَزَلْزِلْهُمْ ۔ اے اللہ! اے کتاب کو اتارنے والے جلد حساب لینے والے دشمن کے لشکر کو شکست دے اور ان کے قدم اکھیڑ دے۔ (۱۶۷۸)

✧ فتح مکہ کے موقع پہ جھنڈا سفید رنگ کا اور عمامہ شریف سیاہ رنگ کا، حضور علیہ السلام نے سیاہ جھنڈا بھی استعمال کیا۔ چھوٹے سفید اور بڑا سیاہ۔ (۸۰-۱۶۷۹)

✧ پسندیدہ اور ناپسندیدہ گھوڑے (۹۸-۹۶-۱۶۹۵) گھوڑوں کے بارے میں بھی حضور علیہ السلام پوری معلومات رکھتے تھے۔ مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں۔

✧ جانوروں کو لڑانے سے منع فرمایا گیا۔ (۱۷۰۸)

✧ حضور علیہ السلام نے کافر کی لاش بیچنے سے انکار فرمادیا۔ (۱۷۱۵)

✧ جہاد سے واپس آنے والوں کا استقبال کرنا۔ (۱۷۱۸)

اَبْوَابُ اللِّبَاسِ (لباس کا بیان)

✧ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی کڑھائی والا جبہ زیب تن فرمایا اور فرمایا: حضرت سعد کو جنت میں ملنے والے رومال اس سے زیادہ اچھے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سرخ کپڑے پہنے ہوئے کسی گیسوؤں والے کو حضور علیہ السلام سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ (۲۴-۱۷۲۳)

شرح جمال طور رسول کریم ہیں
قلب و نظر کا نور رسول کریم ہیں
اقلیم عقل آپ کی ضو سے ہے مستنیر
اذہان کا شعور رسول کریم ہیں

پیکر ہے ایک عکس تصور سے بھی حسیں
پیش نظر ضرور رسول کریم ہیں
انسانیت ہے آپ کی نسبت سے سرفراز
ہر عیب سے نفور رسول کریم ہیں
غرقاب انفعال ہے حسن مہ و نجوم
جلوہ نما حضور رسول کریم ہیں
بخشا خروش برق مجاہد کی تیغ کو
جان دل غیور رسول کریم ہیں
راسخ جہان ان کی ضیا سے ہے تابناک
ہر قلب کا سرور رسول کریم ہیں

(راسخ عرفانی)

✧ جو تکبر کی وجہ سے اپنی چادر گھسیٹتا ہوا چلا' قیامت کے دن اس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔(۱۷۳۰) عورتیں اس میں شامل نہیں (۱۷۳۱)

موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے کس حالت میں ہم کلام ہوئے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جس دن موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے اس دن ان پہ اونی چادر' اونی ٹوپی اور اونی شلوار تھی اور آپ کی نعلین مبارک مرے ہوئے گدھے کی کھال کی تھی۔(۱۷۳۴)

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

✧ سیاہ عمامہ مبارک کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکانا۔(۳۶-۱۷۳۵)
شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے۔عمامہ کے ساتھ

ایک نماز پڑھنا بغیر عمامہ ستر نمازوں سے افضل ہے اور فرمایا کہ شملہ لٹکانا افضل ہے دائمی سنت نہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے کبھی شملہ چھوڑا ہے اور کبھی نہیں چھوڑا اور کبھی گردن کے نیچے سے گزارا ہے...... اسی طرح کبھی شملہ مبارک سینہ پہ بھی رکھا ہے دائیں طرف (حاشیہ نمبر۲' ترمذی' ج۱ص۳۰۴)

✧ حضور علیہ السلام انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔(۱۷۴۱) امام حسن وحسین بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے (۱۷۴۳) گویا انگوٹھی پہننا سنت ہوا خواہ دائیں ہاتھ میں ہو یا بائیں ہاتھ میں۔ معلوم ہوا ایسی باتوں کو خلاف سنت نہیں کہا جا سکتا۔لہٰذا عمامہ باندھنا سنت ہے خواہ کسی رنگ کا ہو ورنہ تو جس طرح کے کپڑے کا حضور علیہ السلام نے عمامہ باندھا اسی طرح کا کپڑا بھی ہونا چاہئے اور اس سنت پہ کس طرح عمل ہو سکے گا۔ حضور علیہ السلام کی انگوٹھی پہ محمد رسول اللہ کے الفاظ لکھے ہوتے تھے (۱۷۴۵) اور نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا (۱۷۴۰) ایک روایت میں جزع یا عقیق کا ذکر ہے۔
(۱۷۳۹)

✧ مہندی اور وسمہ بہترین خضاب ہے۔(۱۷۵۳)
✧ حضور علیہ السلام کے بال مبارک کندھوں سے اوپر اور کانوں سے نیچے تھے (۱۷۵۵) حضور علیہ السلام کے بالوں کے چار گچھے تھے۔(۱۷۸۱)
✧ مصنوعی بال لگوانے والوں پہ لعنت فرمائی گئی۔(۱۷۵۹)
✧ حضور علیہ السلام نے تنگ آستینوں والا رومی جبہ پہنا (۱۷۶۸)
✧ سونے کی ناک لگوانا یا دانتوں پہ سونا چڑھوانا جائز ہے۔(۱۷۷۰)
✧ صحابہ کرام کی ٹوپیاں سر سے ملی ہوئی ہوتی تھیں۔(۱۷۸۲)
✧ ہمارے اور کفار کے درمیان فرق ٹوپیوں پہ عمامہ باندھنا ہے۔(۱۷۸۴)
✧ لوہے کی انگوٹھی اہل جہنم کا پہناوا ہے اور پیتل کی انگوٹھی سے بتوں کی بدبو آتی ہے۔(۱۷۸۵)

Scanned with CamScanner

✧ حضور علیہ السلام کا محبوب ترین کپڑا یمنی دھاری دار چادر تھی۔ (۱۷۸۷)

(ترمذی شریف کی پہلی جلد کے حوالے یہاں پر اختتام پذیر ہوئے)

اَبْوَابُ الْاِطْعِمَةِ (کھانوں کا بیان)

✧ کیا حضور علیہ السلام نے خرگوش کا گوشت کھایا؟ صرف قبول فرمایا۔ اکثر علماء جائز کہتے ہیں۔ بعض نے مکروہ کہا ہے کہ اسے حیض آتا ہے۔ (۱۷۸۹)

✧ گوہ، بجو اور گھوڑے کے گوشت کا حکم (۱۷۹۰-۹۱-۹۲-۹۳)

✧ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے میں برکت ہے۔ (۱۸۰۱)

✧ جس گھر میں کھجور نہ ہو وہ گھر والے بھوکے ہیں۔ (۱۸۱۵)

✧ حضور علیہ السلام نے ایک کوڑھی کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا۔ (۱۸۱۷)

✧ نجاست خور جانوروں کا گوشت اور دودھ کھانے پینے سے منع فرمایا گیا (۱۸۲۴) لیکن اس وقت جبکہ نجاست کا اثر گوشت اور دودھ میں ظاہر ہو۔ اگر اسے باندھ کر اثر زائل کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں (زیلعی) کیونکہ حضور علیہ السلام نے مرغی تناول فرمائی ہے (حالانکہ عموماً مرغی نجاست کھاتی ہے) (۱۸۲۷)

✧ حضور علیہ السلام کو حلوہ (میٹھی چیز) اور شہد پسند تھا۔ (۱۸۳۱)

✧ گوشت دانتوں سے نوچنا اور چھری سے کاٹ کر کھانا دونوں طرح جائز ہے۔ (۱۸۳۵-۳۶) حضور علیہ السلام کا پسندیدہ ترین گوشت ران تھی (۱۸۳۷) حضرت عائشہ فرماتی ہیں پسند کی بات نہیں بلکہ گوشت پکتا ہی کبھی کبھی تھا تو ران کے جلدی پک جانے کی وجہ سے اس کو لے لیتے۔ (۱۸۳۸)

✧ سرکہ بہترین سالن ہے۔ جس گھر میں سرکہ ہو وہ سالن سے خالی نہیں۔ (۱۸۳۹-۴۱)

✧ تربوز اور ککڑی کو کھجور کے ساتھ ملا کر کھانا۔ (۱۸۴۳-۴۴)

✧ اَلْوُضُوْءُ قَبْلَ الطَّعَامِ وَ بَعْدَهٗ۔ وضو سے مراد ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہے۔ (۱۸۴۶)

✧ کدو شریف کے ساتھ حضور علیہ السلام کی پسندیدگی۔ (۱۸۴۹)

✧ رات کا کھانا ضرور کھاؤ اگرچہ تھوڑا ہی ورنہ جلد بوڑھے ہو جاؤ گے۔ (۱۸۵۴)

✧ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر تری کو چہرہ انور، بازوؤں اور سر پہ ملنا۔ (۱۸۶۰)

اَبْوَابُ الْاَشْرِبَةِ (پینے کا بیان)

✧ دنیا میں شراب کا عادی آخرت کی شراب طہور سے محروم رہے گا۔ (۱۸۶۱)

✧ شرابی کی چالیس دنوں کی نمازیں قبول نہیں اگر توبہ کر لے تو تین مرتبہ تک توبہ قبول ہے۔ چوتھی مرتبہ ناقبول اور اسے دوزخیوں کی پیپ سے پلایا جائے گا۔ (۱۸۶۲)

✧ سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینے کی ممانعت۔ (۱۸۷۸)

✧ کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت (سوائے زمزم اور وضو کا بچا ہوا پانی پینے کے ہاں جبکہ کوئی عذر ہو) (۱۸۷۹) اور کھڑے ہو کر کھانا تو کھڑے ہو کر پینے سے بھی زیادہ برا ہے۔

✧ پانی وغیرہ پیتے ہوئے تین سانس لینا زیادہ خوشگوار اور سیراب کرنے والا ہے۔ دو سانسوں میں بھی پانی پیا جا سکتا ہے۔ پانی میں پھونکنا منع ہے اور برتن میں سانس لینا بھی مکروہ ہے۔ (۱۸۸۴-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹)

✧ کوئی چیز تقسیم کرو تو دائیں طرف سے شروع کرو چاہے بائیں طرف اشراف ہی بیٹھے ہوں چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کی

Scanned with CamScanner

بارگاہ میں دودھ لایا گیا جس میں پانی ملایا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف ایک اعرابی تھا جبکہ بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش جاں کیا اور اس کے بعد سب سے پہلے اعرابی کو دیا اور فرمایا: اَلْاَیْمَنُ فَالْاَیْمَنُ ۔ دایاں پھر دایاں ہے یعنی زیادہ حقدار ہے۔(۱۸۹۳) ایمن کو ہر دو جگہ رفع بھی پڑھ سکتے ہیں یعنی اَلْاَیْمَنُ اَحَقُّ اور نصب بھی یعنی اعطی الایمنَ۔

✧ سَاقِی الْقَوْمِ اٰخِرُھُمْ۔ پلانے والا سب سے آخر میں پیئے۔(۱۸۹۴)

✧ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی بہت پسند تھا۔(۱۸۹۵)

اَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ (نیکی اور صلہ رحمی کا بیان)

✧ مادہ اشتقاق کا اثبات حدیث پاک سے' حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں رحمٰن ہوں' میں نے رحمت کو پیدا کیا اور اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا۔(۱۹۰۷)

✧ اولاد کی محبت میں انسان بخیل' بزدل اور جاہل بن جاتا ہے (حسن وحسین اللہ تعالیٰ کے پھول ہیں) (۱۹۱۰)

✧ بچیوں' بہنوں کی تربیت پہ جنت کا وعدہ' حضور علیہ السلام کا جنت میں ساتھ نصیب ہوگا اور یہ دوزخ سے آڑ ہو جائیں گی۔(۱۵-۱۴-۱۳-۱۲-۱۹۱۱)

✧ جس نے چھوٹوں پہ رحمت نہ کیا اور بڑوں کا احترام نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔(۱۹۱۹)

✧ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ ۔ دین از اوّل تا آخر خیر خواہی کا نام ہے۔(۱۹۲۵)

✧ تین جگہ پہ جھوٹ (توریۃً کلام کرنا) جائز ہے (۱) خاوند اپنی بیوی کو راضی کرنے کیلئے کوئی بات کرے (۲) لڑائی کے موقع پہ (۳) لوگوں میں صلح کراتے وقت۔(۱۹۳۹)

✧ مسکرا کر بات کرنا' نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا' بھولے ہوئے کو راہ بتانا' راستے سے پتھر کانٹا اور ہڈی (وغیرہ) اٹھانا' دوسرے کے ڈول میں پانی بھر دینا یہ سب صدقہ کے کام ہیں یعنی ان پہ صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔(۱۹۵۶)

✧ مسلمان بخیل اور بداخلاق نہیں ہوسکتا۔(۱۹۶۲)

✧ اپنے اہل وعیال پہ خرچ کرنے کا ثواب بھی صدقہ کے برابر ہے۔ (۱۹۶۵) بلکہ اللہ کی راہ میں جانور پہ خرچ کرنا بھی صدقہ ہے۔(۱۹۶۶)

✧ امام ومؤذن قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پہ ہوں گے۔(۱۹۸۶)

✧ حضور علیہ السلام کا مزاح فرمانا۔(۹۲-۹۱-۹۰-۱۹۸۹)

✧ ایک شخص کے منہ پر حضور علیہ السلام نے اس کی خاطر مدارت فرمائی اور اس کے جانے کے بعد اس کی برائی کا اظہار فرمایا (تاکہ لوگ اس کے شر سے بچیں)۔ (۱۹۹۶)

✧ دوستی اور دشمنی میں میانہ روی رکھو' ہوسکتا ہے دوست دشمن ہو جائے اور دشمن دوست بن جائے۔(۱۹۹۷)

✧ قیامت کے دن مومن کی میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی شے نہ ہوگی' اللہ تعالیٰ بے حیا اور بدگو سے نفرت فرماتا ہے۔(۲۰۰۲)

✧ اللہ تعالیٰ نعمت دے تو اس کا اثر جسم پہ ظاہر ہونا چاہئے۔(۲۰۰۶)

✧ لوگوں کی رائے پہ چلنے کی بجائے خود مستقل مزاج بنو اور پراعتماد شخصیت کے مالک ہو جاؤ۔(۲۰۰۷)

✧ میانہ روی نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے۔(۲۰۱۰)

✧ بوڑھوں کی تعظیم کرنے والے کی بڑھاپے میں تعظیم کی جاتی ہے۔(۲۰۲۲)

✧ پیر اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور سوائے دو ناراض مسلمانوں اور مشرک کے سب کی بخشش ہو جاتی ہے۔(۲۰۲۳)

Scanned with CamScanner

✧ اللہ کے ہاں مومن کی عظمت وحرمت کعبہ سے زیادہ ہے۔(۲۰۳۲)

✧ محسن کی زبان سے تعریف کر دینا (اگر بدلہ میں دینے کیلئے کچھ نہ ہو) اس کا شکریہ ادا کرنے کے مترادف ہے۔(۳۵-۲۰۳۴)

کئی نبیوں کی تعلیمات کا خلاصہ آٹھ باتوں میں

مندرجہ بالا باب میں حکمت و دانائی کی بے شمار باتیں تھیں اور اگلے باب میں طب سے متعلقہ تعلیمات نبوی ہیں تو ان کے درمیان حضرت لقمان حکیم کا یہ فرمان بہت خوب رہے گا۔ ملاحظہ ہو۔

مررت علی کثیر من الانبیاء ففدت منهم ثمانی حکم

میں نے کئی انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات میں سے آٹھ چیزوں کا فائدہ حاصل کیا۔

۱-اذا کنت فی الصلوٰۃ فاحفظ قلبك ۔ جب تو نماز میں ہو تو اپنے دل کی حفاظت کر۔

۲-واذ کنت فی مجالس الناس فاحفظ لسانك ۔ جب تو لوگوں کی مجلس میں ہو تو اپنی زبان کی حفاظت کر۔

۳-واذا کنت فی بیوت الناس فاحفظ بصرك ۔ اور جب تو لوگوں کے گھروں میں ہو تو اپنی نگاہ کی حفاظت کر۔

۴-واذ کنت علی الطعام فاحفظ معدتك ۔ اور جب تو کھانے پہ ہو تو اپنے معدے کی حفاظت کر۔ اثنان فلا تذکرھما ۔ دو چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا کبھی تذکرہ نہ کر۔

۵-اساءۃ الناس الیك ۔ لوگ تیرے ساتھ برائی کریں تو اس کو یاد نہ رکھ۔

۶-واحسانك الی الناس ۔ لوگوں کے ساتھ احسان کر کے یاد نہ رکھ۔

واثنان فلاتنسهما ۔ اور دو چیزوں کو کبھی نہ بھلا۔

۷-اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھ اور اس کی ذات کو کبھی نہ بھلا۔

۸-والدار الاخرۃ ۔ آخرت کو ہمیشہ یاد رکھ۔

تم شوق سے کالج میں پھلو پارک میں پھولو
جائز ہے غباروں میں اڑو عرش پہ جھولو
اک بات بندۂ عاجز کی رہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

اَبوَابُ الطِّبِّ (علاج معالجہ کا بیان)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ کس بیمار کیلئے کیا چیز مفید ہے۔ چنانچہ حضرت علی کی خرابی صحت کے باعث فرمایا: کھجوریں کھانے کی بجائے چقندر اور جو کا استعمال کرو۔(۲۰۳۷)

✧ ہر بیماری کی اللہ تعالیٰ نے دوا اتاری ہے، سوائے بڑھاپے کے لہٰذا علاج کیا کرو۔(۲۰۳۸)

✧ حساء یا هریره (سیرہ یا پتلا حلوا) دل کو طاقت دیتا ہے۔(۲۰۳۹)

✧ کلونجی میں موت کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ہے۔(۲۰۴۱)

✧ حرام اشیاء سے علاج کرنا منع ہے کیونکہ یہ بذات خود بیماری ہیں تو ان میں شفا کیسے ہوسکتی ہے۔(۲۰۴۶)

✧ مہندی کے ذریعے زخم وغیرہ کا علاج کرنا۔(۲۰۵۴)

✧ جھاڑ پھونک بھی تقدیر کا حصہ ہے۔(۲۰۶۵)

✧ درد کی جگہ پہ سات مرتبہ ہاتھ پھیرو اور یہ الفاظ پڑھو: اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ وَسُلْطَانِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ ۔ اللہ تعالیٰ کی عزت اور قدرت اور غلبہ کے ساتھ میں اس درد کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔(۲۰۸۰)

Scanned with CamScanner

✧ موت کے سوا کوئی اور بیماری ہو تو سات باریوں کہا جائے: اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ ۔ اللہ بزرگ و برتر اور عرش عظیم کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفاء عطا فرماتے۔ ان شاء اللہ مریض تندرست ہو جائے گا۔ (۲۰۸۳)

✧ بخار والا جاری نہر میں پانی کے بہاؤ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور یوں کہے: بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَبْدَکَ وَصَدِّقْ رَسُوْلَکَ اللہ کے نام سے' اے اللہ اپنے بندے کو شفا دے اور اپنے رسول ﷺ کو سچا کر۔ طلوع صبح کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے یہ عمل کرے۔ تین دن تک تین تین غوطے لگائے۔ اگر ٹھیک نہ ہو تو پانچ دن' سات دن بالآخر نو دن میں شفا ہو جائے گی۔ (۲۰۸۴)

✧ زخم کا علاج راکھ سے کرنا جس طرح کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے احد کے دن بوریا جلا کر حضور علیہ السلام کے زخم میں رکھی۔ (۲۰۸۵)

✧ مریض کا دل خوش کرنے والی باتیں کرو اس سے اگرچہ کچھ نہ ہو گا لیکن اس کا دل تو خوش ہو جائے گا۔ (۲۰۸۷-۸۹)

اَبْوَابُ الْفَرَائِضِ (میراث کے ابواب)

علم الفرائض کو کل علوم کا نصف قرار دیا گیا ہے اور سب سے پہلے اسی علم کے اٹھ جانے کی خبر دی گئی اسی لیے حکم ہوا: تعلموا الفرائض والقران وعلموا الناس ۔ اس کو سیکھتے سکھاتے رہو۔ مطلقاً علم کی اہمیت کے بارے میں امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمۃ کے خوبصورت اشعار ملاحظہ ہوں:

تعلم فان العلم زین لاهله — وفضل وعنوان لکل المحامد

علم حاصل کیا کرو کیونکہ عالم کے لئے اس کا علم زینت' دوسروں پر فضیلت اور قابل تعریف بننے کا ایک اہم ترین عنوان ہے۔

وکن مستفیدا کل یوم زیادة — من العلم واسبح فی بحور الفوائد

اور ہر روز علم میں زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے والا بن جا اور ہر وقت علمی فوائد کے بحر بے کراں میں غوطہ زنی کرنے والا بن کر رہا کر۔

تفقه فان الفقه افضل قائد — الی البر والتقوی واعدل قاصد

اللہ عزوجل کے دین میں فقاہت پیدا کیا کر کیونکہ دین میں فقاہت کا ہونا نیکی اور تقویٰ کے راستے کا بہترین راہبر اور راہ اعتدال کا بہترین اصول ہے۔

هو العلم الهادی الی سنن الهدی — هو الحصن ینجی من جمیع الشدائد

علم ایسی دولت ہے جو راہ ہدایت کی راہبری کرتا ہے اور ایسا مضبوط قلعہ ہے جس میں داخل ہونے سے آدمی اپنی تمام مشکلات سے نجات پالیتا ہے۔

فان فقیها واحدا متورعا — اشد علی الشیطان من الف عابد

بلاشبہ اکیلا فقیہ جو متقی بھی ہو وہ شیطان کے مقابلے میں ایک ہزار عبادت گزاروں سے زیادہ بھاری ہے۔

مسائل وراثت کی احادیث

✧ آیۂ میراث کا شان نزول (۲۰۹۲-۹۶) آیۂ کلالہ کا شان نزول (۲۰۹۷)

✧ ایک بیٹی ایک پوتی اور ایک حقیقی بہن ہو تو بیٹی کیلئے نصف' پوتی کیلئے چھٹا حصہ (فلهما الثلثان) اور باقی جو (ایک ثلث) بچ گیا وہ حقیقی بہن کیلئے۔ (۲۰۹۳)

✧ حضور علیہ السلام کے وضو کے بچے ہوئے پانی کا چھینٹا پڑا تو بے ہوش کو ہوش آ گیا (تو حضور علیہ السلام بحکم واذن الٰہی دافع البلیات ہوئے لہٰذا درود تاج میں دافع البلاء کے لفظ کو سن کر چیں بہ جبیں ہونا اور اس کو گمراہی کہنا خود جاہل و بے دین ہونے کی دلیل ہے۔ (۲۰۹۷)

✧ مقررہ حصہ وراثت متعلقہ افراد کو دے کر جو بچ جائے وہ سب سے زیادہ قریبی رشتہ داروں کیلئے ہے۔

Scanned with CamScanner

✧ دادے دادی کی وراثت کا مسئلہ (۲۱۰۰-۲۰۹۹)

✧ دادی جس کو بیٹے کی موجودگی میں چھٹا حصہ دیا گیا۔ (۲۱۰۲)

✧ (ذوی الارحام کی میراث کا بیان) جس کا اور کوئی وارث نہ ہو اس کا ماموں وارث ہوگا۔ (۲۱۰۳) آزاد کردہ غلام کو بھی دیا جائے گا ورنہ بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔ (۲۱۰۶) جس کے ہاتھ پہ وہ ایمان لایا وہ دوسروں (عام لوگوں) سے زیادہ حق دار ہے۔ (۲۱۱۲)

✧ عورت تین قسم کی وراثت کی وارث ہوئی ہے۔

(۱) عَتِیْقَهَا: اپنے آزاد کردہ غلام کی (۲) لَقِیْطَهَا: اپنے لقیط (گراپڑا بچہ جو اس نے اٹھالیا ہو) (۳) وَوَلَدَهَا الَّذِیْ لَاعَنَتْ عَلَیْهِ: اور اپنے اس بچے کی جس پہ اس نے لعان کیا۔ (۲۱۱۵)

اَبْوَابُ الْوَصَایَا (وصیتوں کا بیان)

✧ حضور علیہ السلام نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اس بیماری میں جس میں وہ زندگی سے مکمل مایوس ہو چکے تھے۔ فرمایا: وَلَعَلَّكَ اَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰی یَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَّیُضَرَّبِكَ اٰخَرُوْنَ ۔تم میرے بعد زندہ رہو گے یہاں تک کہ کچھ لوگوں کو تجھ سے فائدہ ہوگا اور کچھ کو نقصان۔ (۲۱۱۲)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فتح عراق تک زندہ رہے اور یوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک کہ تم میرے بعد زندہ رہو گے اور تمہارے ذریعے کچھ لوگ فائدہ اٹھائیں گے اور کچھ نقصان، حرف بحرف صحیح ہوا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو غیب اور مستقبل کی باتوں پر مطلع فرماتا ہے۔ کون کب اور کہاں مرے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں بتایا اس لئے یہ کہنا کہ ان باتوں کا کسی کو علم نہیں ہوتا یہ جہالت اور تعصب ہے۔ البتہ ذاتی علم خاصۂ خداوندی

ہے۔ وہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی مسلمان اس بات کا اعتقاد رکھتا ہے یہ عقیدہ شرک ہے۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک انبیاء واولیاء کا علم عطیہ خداوندی ہے۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ لعل کا لفظ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بولا جائے تو وہ امید کے معنی میں نہیں بلکہ یقین کے معنی میں آتا ہے۔ (کلمة لعل من الله ورسوله تحقيق ۔مجمع) ترمذی، ص ۳۲، ج ۲ بین السطور) اسی حدیث میں مرثیہ کی نسبت حضور علیہ السلام کی طرف ہے۔ یرثی له رسول الله۔ حضور علیہ السلام کو سعد بن خولہ کے مکہ میں مرنے کا افسوس ہوا۔

اَبْوَابُ الْوَلَاءِ وَالْهِبَةِ (ولاء اور ھبہ کا بیان)

ایک شخص عاقل بالغ کسی کے ہاتھ پہ اسلام لایا۔ اب اس نومسلم نے اس کے یا کسی دوسرے کے ہاتھ پہ موالات کی یعنی یہ کہا کہ میں مر جاؤں تو تو میرا وارث ہوگا اور مجھ سے کوئی جنایت ہوگئی تو دیت تیرے ذمہ ہوگی۔ تو یہ موالات صحیح ہے اور یہ دونوں طرف سے ہو سکتی ہے۔ (بہار شریعت، ج ۱۴، ص ۱۷۵)

✧ ولاء کو بیچنا اور ہبہ کرنا منع ہے۔ (۲۱۲۶)

✧ اولاد کی شکل والدین پہ نہ بھی ہو تو اس کا انکار نہ کیا جائے۔ (۲۱۲۸)

✧ قیافہ شناس نے دو شخصوں کے پاؤں دیکھ کر پہچان لیا اور کہا یہ قدم ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ دو شخص حضرت زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید تھے۔ حالانکہ انہوں نے سر (اور چہرے) ڈھانپ رکھے تھے۔ اس واقعہ کو حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بڑی خوشی کے ساتھ بیان کیا: دَخَلَ عَلَیْهَا مَسْرُوْرًا تَبْرُقُ اَسَارِیْرُ وَجْهِهٖ۔ اتنے خوش کہ چہرۂ انور کے خطوط چمک رہے تھے۔ اس کی وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ جاہلیت میں حضرت اسامہ بن زید کے

Scanned with CamScanner

نسب کے بارے میں شک کیا جاتا تھا کیونکہ حضرت اسامہ کا رنگ قدرے سیاہ تھا اور حضرت زید کا سفید تو اس قیافہ سے نسب کی تائید ہوگئی اس لیے حضور علیہ السلام مسرور ہوئے۔ مجمع البحار' حاشیہ ۳' ترمذی ج ۲' ص ۳۴ (حدیث ۲۱۲۹) امام ترمذی فرماتے ہیں: وقد احتج بعض اهل العلم بهذا الحديث فى اقامة امر القافة۔ بعض علماء نے اس حدیث کے مطابق قیافہ لگانے کو درست قرار دیا ہے۔

✧ ہدیہ دینے سے دل کا کھوٹ دور ہو جاتا ہے۔ (۲۱۳۰)

✧ باپ بیٹے کو دیا ہوا عطیہ واپس لے سکتا ہے (عندالاحناف اس لیے تاکہ بوقت حاجت اس کی ضروریات پہ خرچ کرے جس طرح کہ دیگر اموال اس کے مفاد میں خرچ کرتا ہے کیونکہ باپ بوقت ضرورت اولاد کے مال میں تصرف کرسکتا ہے۔ لمعات) (۲۱۳۲)

اَبْوَابُ الْقَدْرِ (تقدیر کا بیان)

✧ تقدیر کے مسئلہ پہ بحث مباحثہ کی وجہ سے حضور علیہ السلام سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: اَمْ بِهٰذَا اُمِرْتُمْ اَمْ بِهٰذَا اُرْسِلْتُ اِلَيْكُمْ ۔کیا تمہیں اس کام کا حکم دیا گیا ہے یا میں تمہاری طرف اسی بات کیلئے بھیجا گیا ہوں؟ پھر فرمایا: اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِيْنَ تَنَازَعُوْا فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ اَلَّا تَنَازَعُوْا فِيْهِ ۔تم سے پہلے لوگوں نے جب اس مسئلہ کے بارے میں اختلاف کیا تو ہلاک ہو گئے۔ میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ اس بارے میں جھگڑا مت کرنا۔ (۲۱۳۳)

✧ باوجودیکہ اچھی بری تقدیر لکھ دی گئی ہے پھر بھی عمل کرتے رہو۔ ہر شخص کیلئے وہ عمل آسان کر دیا گیا ہے جس کیلئے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔ (۲۱۳۶)

✧ لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ ۔تقدیر کو دعا ہی بدل سکتی ہے اور نیکی ہی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔ (۲۱۳۹)

✧ لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں جس طرح چاہے پھیر دے۔ لہٰذا یہ دعا کرتے رہنا چاہئے: یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ ۔اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پہ قائم رکھ۔ حضور علیہ السلام اکثر یہی دعا کیا کرتے۔ (۲۱۴۰)

✧ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو دو کتابیں دکھائیں جن میں جنتیوں اور دوزخیوں کی مکمل فہرست تھی بلکہ ان کے آباؤ اجداد اور قبائل کے بھی نام تھے (۲۱۴۱)

تو دانائے ماکان اور مایکوں ہے
مگر بے خبر بے خبر جانتے ہیں

✧ نہ بیماری (اپنے آپ) متعدی ہوتی ہے اور نہ صفر کی کوئی حقیقت ہے اور نہ ہی ھامہ کی۔ (۲۱۴۳)

ھامہ رات کو اڑنے والا ایک پرندہ ہے۔ بعض نے کہا الو ہے جس سے لوگ بدفالی لیتے تھے اور صفر انسان کے پیٹ میں ایک جانور ہونے کا عقیدہ رکھنا ہے جو بھوک کے وقت تڑپتا ہے اور بعض دفعہ انسان کی جان لے لیتا ہے (طیبی) یا صفر کے مہینے کے بعض اوقات میں جنگ کو جائز سمجھنا اور بعض اوقات میں ناجائز سمجھنے کی نفی کی گئی ہے جیسا کہ اہل عرب کا عقیدہ تھا۔

✧ جس جگہ موت مقدر ہوتی ہے اس جگہ کے ساتھ کوئی حاجت متعلق کر دی جاتی ہے تاکہ بندہ وہاں جا کر مرے۔ (۲۱۴۶) یعنی موت کا جو مقام لکھ دیا گیا ہے اسی مقام پہ آئے گی۔

✧ علاج معالجہ بھی تقدیر الٰہی میں سے ہے (لہٰذا جھاڑ پھونک یا دوائی دارو کو بطور اسباب استعمال کیا جائے ورنہ موثر حقیقی تو اللہ کی ذات ہی ہے) (۲۱۴۸)

✧ قدریہ اور مرجۂ فرقوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (۲۱۴۹)

قدریہ فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ بندوں کے افعال ان کی اپنی قدرت سے ہیں یعنی

Scanned with CamScanner

اللہ کے ارادے اور قدرت کا اس میں کوئی دخل نہیں جبکہ مرجہ کہتے ہیں انسان مجبور محض ہے سب کچھ تقدیر الٰہی سے ہی ہوتا ہے۔ (حاشیہ ۴'۵' ترمذی' ج ۲' ص ۳۷)

✧ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا۔ (۲۱۵۵)

اَبْوَابُ الْفِتَنِ (فتنوں کا بیان)

✧ محاصرہ کے دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بلوائیوں کو خطاب (۲۱۵۸)

✧ مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنے پہ فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔ (۲۶۲)

✧ حضرت عمر فاروق نے لوگوں کو فرمایا: اِنِّیْ قُمْتُ فِیْكُمْ كَمَقَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْنَا۔ میں تمہارے درمیان اس طرح کھڑا ہوں جس طرح ہمارے درمیان حضور علیہ السلام کھڑے ہوئے (لہٰذا ایسا کلام بے ادبی کے زمرے میں نہیں آتا) (۲۱۶۵)

✧ ظالم کو ظلم سے نہ روکنا سب کیلئے تباہی کا باعث ہے۔ (۲۱۶۸)

✧ بھرے دربار میں ایک شخص نے حاکم وقت (مروان) کو کہا خَالَفْتَ السُّنَّةَ۔ تو سنت کا مخالف ہے۔ (۲۱۷۲)

✧ اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ۔ سب سے بڑا جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔ (۲۱۷۴)

✧ زمین کے تمام مشارق و مغارب حضور علیہ السلام کو دکھا دیئے گئے اور قیامت تک ہونیوالے واقعات سے آپ کو آگاہ کر دیا گیا۔ چنانچہ آپ نے یہ بھی بتا دیا کہ میری امت کہاں تک حکومت کرے گی اور کس طرح ان میں آپس کے اندر فتنہ و فساد برپا ہوگا۔ (۷۶-۲۱۷۵) قیامت تک کے واقعات کی خبر دینا (۲۱۹۱)

✧ جس کا لین دین اچھا ہے' وہ اچھا انسان ہے اور جس کا لین دین اچھا نہیں وہ برا انسان۔ اَلَا وَخَيْرُهُمُ الْحَسَنُ الْقَضَاءِ الْحَسَنُ الطَّلَبِ اَلَا وَشَرُّهُمْ سَيِّئُ الْقَضَاءِ سَيِّئُ الطَّلَبِ (۲۱۹۱)

✧ قرب قیامت زیادہ عزت والا وہ ہوگا جو کمینہ ابن کمینہ ہے۔ (۲۲۰۹)

✧ جب میری امت پندرہ باتوں میں مبتلا ہو جائے گی تو مصائب میں گھر جائے گی۔ وہ پندرہ باتیں حدیث ۱۲-۲۲۱۱ میں دیکھئے۔ حجاج نے ایک لاکھ بیس ہزار لوگ مروائے۔ (۲۲۳۰)

✧ ہمارے بادشاہ کو دیکھو اس نے فاسقوں کا لباس پہن رکھا ہے۔ (۲۲۲۴)

✧ خلافت قریش میں ہی رہے گی۔ (۲۲۲۷) قُرَيْشٌ وُلَاةُ النَّاسِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (اس پہ اعلیٰ حضرت کی کتاب "ام العیش فی الائمة من قریش" کا مطالعہ کیجئے)۔

✧ فتنہ دجال کے بارے میں طویل حدیث (۲۲۴۰) حضرت تمیم داری کا دجال کے بارے میں واقعہ جس کو حضور علیہ السلام نے پسند فرمایا اور بیان بھی کیا۔ (۲۲۵۳)

✧ ترمذی میں ایک ہی حدیث ثلاثی ہے۔ ملاحظہ ہو ج ۲' ص ۵۲

✧ خراساں سے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے جو بیت المقدس میں گاڑ دیئے جائیں گے یعنی بیت المقدس فتح ہوگا ایسے لشکر کے ذریعے جس کے جھنڈے سیاہ ہوں گے۔ (۲۲۶۹)

اَبْوَابُ الرُّؤْيَا (خوابوں کا بیان)

✧ اچھی خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور خواب کی تین اقسام ہیں۔

(۱) اچھی خواب جو اللہ کی طرف سے بشارت ہے۔ (۲) شیطان کی طرف سے ہے (۳) انسان کے اپنے خیالات۔ جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اٹھ

Scanned with CamScanner

کر دائیں طرف تھتکارے (اور تعوذ پڑھے) اور یہ خواب لوگوں سے بیان نہ کرے۔ خواب میں قید دین پہ ثابت قدمی ہے اور طوق (یا ہتھکڑی) کو ناپسند فرمایا گیا۔ (۲۲۷۰-۷۷-۸۰)

✦ اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ۔ رسالت و نبوت ختم ہوگئی میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ کوئی نبی ہے...... صرف مبشرات یعنی اہل اسلام کے خواب ہیں۔ (۲۲۷۲)

✦ لھم البشریٰ سے مراد مومن کا اچھا خواب ہے۔ (۲۲۷۵)

✦ اَصْدَقُ الرُّؤْیَا بِالْاَسْحَارِ۔ سحری کے وقت کی خوابیں زیادہ سچی ہوتی ہیں۔ (۲۲۷۴)

✦ شیطان خواب میں بھی حضور علیہ السلام کا روپ نہیں دھار سکتا۔ (۲۲۷۶)

✦ خواب میں قمیض دیکھنا دینداری کی علامت ہے۔ (۲۲۸۵)

✦ کسی مردہ کو سفید لباس میں دیکھنا اس کے جنتی ہونے کی علامت ہے۔ (۲۲۸۸)

✦ حضور علیہ السلام صبح کی نماز کے بعد لوگوں سے پوچھتے کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے (اگر کسی نے دیکھا ہوتا تو تعبیر بیان فرماتے۔ کبھی اپنے خواب بھی بیان فرماتے۔ (۲۲۹۴)

اَبْوَابُ الشَّهَادَاتِ (گواہیوں کا بیان)

✦ خَیْرُ الشُّهَدَآءِ مَنْ اَدّٰی شَهَادَتَهٗ قَبْلَ اَنْ یُّسْاَلَهَا۔ گواہوں میں بہترین گواہ وہ ہے جو طلب کرنے سے پہلے گواہی دے۔ (۲۲۹۷)

✦ بھائی کی بھائی کے حق میں گواہی کے اندر کوئی اختلاف نہیں۔ (۲۲۹۸)

ولم یختلفوا فی شھادۃ الاخ لاخیه انها جائزۃ

✦ عَدَلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ اِشْرَاكًا بِاللّٰهِ۔ جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے۔ (۲۳۰۰)

✦ نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ۔ کیا میں تمہیں تمام بڑے گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ فرمایا: اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ اَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹی بات کرنا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی مرتبہ فرمایا کہ ہم چاہ رہے تھے کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو جائیں۔ (۲۳۰۱)

✦ فرمایا: بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر وہ لوگ جو اس سے متصل ہوں پھر وہ جو ان سے ملے ہوئے ہوں (صحابہ و تابعین کا زمانہ) ثُمَّ یَجِیْءُ قَوْمٌ مِّنْ بَعْدِهِمْ یَتَسَمَّنُوْنَ وَیُحِبُّوْنَ السِّمَنَ وَیُعْطُوْنَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ اَنْ یُّسْئَلُوْهَا۔ پھر ایسی قوم آئیگی جو اپنے اندر نہ ہونے والی باتوں کی کثرت کا دعویٰ کریگی اور موٹا ہونا پسند کریگی اور بن مانگے گواہی دینے پر تیار ہو جائے گی (یعنی جھوٹی گواہی دینے پہ ہر وقت تیار رہیں گے' پیچھے جو یہی الفاظ آئے ہیں وہ تعریفی ہیں کہ وہ لوگ جو واقعتاً گواہ ہیں' وہ گواہی کو نہ چھپائیں گے بلکہ چاہیں گے کہ اس امانت کو ادا کریں اور یہاں مراد ہے جھوٹی گواہی پر کمر باندھے رکھنا۔ (۲۳۰۲)

اَبْوَابُ الزُّهْدِ (دنیا سے بے رغبتی کا بیان)

✦ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ لوگ ان کے بارے میں نقصان کا شکار ہیں ایک فراغت اور دوسری تندرستی۔ (۲۳۰۴)

✦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کون ہے جو مجھ سے (پانچ) کلمات سیکھ کر عمل کرے یا اسے سکھائے جو عمل کرے میں نے عرض

Scanned with CamScanner

کیا: حضور میں سیکھوں گا پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے پانچ باتیں بتائیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حرام کاموں سے بچو' سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے۔

(۲) اللہ کی تقسیم پہ راضی رہو' امیر ترین ہو جاؤ گے۔

(۳) اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرو' مومن ہو جاؤ گے۔

(۴) لوگوں کیلئے وہی پسند کرو جو اپنے لیے کرتے ہو' مسلمان ہو جاؤ گے۔

(۵) زیادہ نہ ہنسو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ (۲۳۰۵)

حضرت عثمان غنی اور قبر کا منظر

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کسی قبر کے پاس سے گزرتے تو رو رو کر داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر کر لیتے۔ پوچھا گیا۔ آپ جنت و دوزخ کے ذکر سے تو نہیں روتے (اور قبر کو دیکھ کر کیوں روتے ہیں) فرمایا: حضور علیہ السلام کا فرمان (یاد آ جاتا) ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر اس سے نجات مل گئی تو بعد کا معاملہ آسان ہو جائے گا ورنہ کام بہت مشکل ہوگا۔ پھر فرمایا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: مَا رَاَیْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْہُ۔ میں نے قبر سے زیادہ وحشت ناک منظر نہیں دیکھا۔ (۲۳۰۸)

✧ لوگوں کو خوش کرنے کیلئے معمولی جھوٹی بات کرنے والا بھی ستر سال جہنم میں گرتا رہے گا۔ (۲۳۱۴)

✧ فضول بات اور بُخل بھی دوزخ میں جانے کا سبب ہو سکتا ہے۔ (۲۳۱۶)

✧ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَالَا یَعْنِیْہِ۔ انسان کے اسلام کی خوبی میں سے یہ بھی ہے کہ ہر فضول بات کو ترک کر دے۔ (۲۳۱۸)

✧ ہر امت کیلئے ایک فتنہ ہے اور میری اُمت کا فتنہ مال ہے۔ (۲۳۳۶)

✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرنے لگے تو تین مرتبہ رو رو کر

بے ہوش ہو گئے۔ پھر (ریاکار) سخی' عالم اور شہید کے دوزخ میں جانے کی حدیث بیان فرمائی۔ (۲۳۸۲) اس حدیث کا امیر معاویہ پہ اثر یہ ہوا کہ......

✧ اللہ کیلئے دنیا میں محبت کرنے والے قیامت کے دن نور کے منبروں پہ ہوں گے جن پہ انبیاء و شہداء بھی رشک کریں گے۔ (۲۳۹۰)

✧ اِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ۔ تیرا ثواب تیری مصیبت کے ساتھ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ محبت فرماتا ہے تو اس کو آزماتا ہے۔ (۲۳۹۶)

✧ مومن مرد اور عورت کو مال و اولاد میں مسلسل آزمایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملتے ہیں کہ ان پہ کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ (۲۳۹۹)

✧ جب دنیا میں مصائب کی زندگی گزارنے والوں کو آخرت میں جزا ملے گی تو آرام و سکون کی زندگی گزارنے والے تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں ان کے چمڑے قینچیوں سے کاٹے جاتے (اور آج انہیں بھی ان کی طرح جزاء ملتی) (۲۴۰۲)

✧ قیامت کے دن نیکوکار نادم ہوگا کہ کاش زیادہ نیکیاں کرتا اور گناہ گار نادم ہوگا کہ کاش میں گناہوں سے بچتا۔ (۲۴۰۳)

اَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ (قیامت کا بیان)

✧ پانچ سوالوں کا جواب دیئے بغیر انسان کی خلاصی نہ ہوگی (۱) زندگی کیسے گزاری۔ (۲) جوانی کہاں ضائع کی۔ (۳) مال کہاں سے کمایا۔ (۴) کہاں خرچ کیا۔ (۵) اپنے علم کے مطابق کہاں تک عمل کیا۔ (۲۴۱۷)

✧ قیامت کے دن حضور علیہ السلام کو تین جگہ تلاش کیا جائے گا۔

(۱) پل صراط پر (۲) میزان پر (۳) حوض کوثر پر۔ (۲۴۳۳)

✧ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (۲۴۶۰)

Scanned with CamScanner

✧ جو دنیا سے بے رخی برتتا ہے' دنیا اس کے پاس لونڈی بن کر آتی ہے۔
(۲۴۶۵-۶۶)

✧ جو اللہ کی راہ میں دے دیا وہ بچ گیا جو اپنے پاس رکھ لیا......(۲۴۷۰)

✧ کیوں جناب بو ہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر (۲۴۷۷)

✧ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ اَنَّ وَجۡهَهٗ لَیۡسَ بِوَجۡهِ کَذَّابٍ۔ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا ہو ہی نہیں سکتا۔ (۲۴۸۵)

✧ بہترین گناہ گار وہ ہیں جو توبہ کرنیوالے ہیں۔ (۲۴۹۹)

✧ باہمی تعلقات کو اچھا رکھنا' روزہ' نماز اور صدقہ سے بھی افضل ہے۔
(۲۵۰۹)

اور باہمی تعلقات کو کشیدہ کرنے سے بڑھ کر کوئی عمل ایسا نہیں کہ جس کی دنیا و آخرت میں سزا دی جائے۔ (۲۵۱۱)

✧ پہلے اونٹ کو باندھ پھر اللہ پر بھروسہ کر۔ (۲۵۱۷)

✧ شبہات والی چیزوں کو چھوڑ کر بے شبہ چیز کو اختیار کرو۔ (۲۵۱۸)

اس بارے میں ایک تقریر ملاحظہ ہو۔

امام اعظم علیہ الرحمۃ کی اپنے بڑے بیٹے حماد کو ایک نصیحت

اس نصیحت کے بیس نکات ہیں جن میں سے انیسواں نکتہ چونکہ اس حدیث سے متعلق ہے اس لیے اس کو یہاں درج کیا جا رہا ہے۔

فرمایا: یَابُنَیَّ اَنۡ تَعۡمَلَ بِخَمۡسَةِ اَحَادِیۡثٍ جَمَعۡتُهَا مِنۡ خَمۡسِ مِائَةِ اَلۡفٍ:

(۱) اِنَّمَا الۡاَعۡمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَلِکُلِّ امۡرِیءٍ مَّا نَوٰی

(۲) مِنۡ حُسۡنِ اِسۡلَامِ الۡمَرۡءِ تَرۡکُهٗ مَالَا یَعۡنِیۡهِ

(۳) لَا یُؤۡمِنُ اَحَدُکُمۡ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیۡهِ مَا یُحِبُّ لِنَفۡسِهٖ

(۴) اِنَّ الۡحَلَالَ بَیِّنٌ وَّالۡحَرَامَ بَیِّنٌ وَبَیۡنَهُمَا مُشۡتَبِهَاتٌ لَا

یَعۡلَمُهُنَّ کَثِیۡرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَی الشُّبُهَاتِ اسۡتَبۡرَأَ لِدِیۡنِهٖ وَعِرۡضِهٖ وَمَنۡ وَقَعَ فِی الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِی الۡحَرَامِ' کَرَاعٍ یَرۡعٰی حَوۡلَ الۡحِمٰی یُوۡشِكُ اَنۡ یَّقَعَ فِیۡهِ' اَلَا اِنَّ لِکُلِّ مَلِكٍ حِمًی! اَلَا وَاِنَّ حِمَی اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ! اَلَا وَاِنَّ فِی الۡجَسَدِ مُضۡغَةً اِذَا صَلَحَتۡ صَلَحَ الۡجَسَدُ کُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتۡ فَسَدَ الۡجَسَدُ کُلُّهٗ وَهِیَ الۡقَلۡبُ۔

(۵) اَلۡمُسۡلِمُ مَنۡ سَلِمَ الۡمُسۡلِمُوۡنَ مِنۡ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ۔

زندگی بھر ان پانچ احادیث پر عمل کرنے کی کوشش میں رہنا جن کو میں نے پانچ لاکھ احادیث کے ذخیرہ میں سے عمل کیلئے چنا ہے۔

(۱) تمام اعمال کا آخرت میں نتائج کے لحاظ سے نیت پر دارو مدار ہے اور ہر ایک شخص کو اس کے عمل کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہی مراد ملے گی جس کی عمل کے آغاز کے وقت اس نے نیت ہوگی۔ اس حدیث کو امام بخاری اپنی صحیح میں سات بار اور امام مسلم نے اپنی صحیح کی کتاب الامارۃ میں روایت کیا ہے۔

(۲) انسان کے اسلام کی سب سے بڑی خوبی اور اچھائی یہ ہے کہ وہ لایعنی اور بے ضرورت کاموں کو ترک کر دے۔

لایعنی کام کون سا ہے؟

لایعنی اس کام کو کہتے ہیں جن کی انجام دہی سے انسان کو نہ دنیا کا فائدہ ہو اور نہ آخرت کا کوئی فائدہ ہو۔

اور صوفیاء کرام نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ لایعنی کاموں کے ارتکاب سے آدمی کے اعمال کا نور ضائع ہو جاتا ہے اور دل کا سرور تباہ ہو جاتا ہے اور آدمی اسی طرح کے لایعنی کاموں میں آگے بڑھتا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ گناہ کی حدود میں داخل ہو جاتا ہے۔

اس لئے لایعنی کام میں پڑ کر اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے اور آدمی کی عقلمندی یہ ہے کہ وہ اس قسم کے کاموں سے مکمل اجتناب کرے جو اس کو لایعنی اور بے کار کاموں

Scanned with CamScanner

میں مبتلا کردیں۔

(۳) تم میں سے کوئی بھی شخص حقیقی معنوں میں مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی یہ عادت نہ بن جائے کہ جو کچھ وہ اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے دوسرے مومن بھائیوں کیلئے بھی پسند کیا کرے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کے احکامات میں حلال اشیاء بھی واضح ہیں اور حرام اشیاء بھی واضح ہیں اور ان دونوں یعنی حلال وحرام کے درمیان ایسے امور ہیں جو مشتبہات میں سے ہیں اور جن کی حقیقی صورتحال سے عام لوگ آگاہ نہیں ہیں۔ ہاں جس کو اللہ تعالیٰ بتا دے اس کو معلوم ہوسکتا ہے اور جو شخص شبہات والی اشیاء سے بچ گیا اس نے اپنی عزت اور آبرو کو محفوظ کرلیا اور جو شخص ان شبہات والی اشیاء میں پڑ گیا اور ان میں الجھ گیا وہ یقیناً حرام کے راستے پر چل نکلے گا اور اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی چرواہا اپنے جانور کسی دوسرے کی حدود میں چرائے تو خطرہ یہ ہے وہ غیر کی حدود میں داخل ہو جائے گا۔

خبردار! ہر ایک مالک کی چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کی محرمات اور منع کردہ اعمال اور اشیاء ہیں اور وہی شخص اللہ تعالیٰ کی محرمات کی صحیح معنوں میں پاسداری کرسکتا ہے جو اس کی حدود پر رک جاتا ہے۔

خبردار! ہر انسان میں اللہ تعالیٰ نے ایک لوتھڑا پیدا کیا ہے اور وہ لوتھڑا اس قدر اہم ہے کہ اس کی درستگی ساری جسم کی درستگی ہوتی ہے اور اس لوتھڑے کی خرابی سارے جسم کی خرابی کا باعث بن جاتی ہے اور اس لوتھڑے کا نام انسانی دل ہے۔

(۵) تم میں سے صحیح معنوں میں مسلمان وہی شخص ہوسکتا ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان ہر طرح محفوظ ہوں۔

فائدہ

ایک مسلمان کے ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کے محفوظ ہونے کا مطلب ایک تو

یہ ہے کہ کسی کو گالی نہ دی جائے اور کسی کو مارا پیٹا نہ جائے اور دوم یہ ہے کہ کسی کی غیبت، چغلی، بہتان، گالی دینا بھی زبان سے نقصان ہے اور کسی کی طرف استہزاء کے انداز میں اشارے کرنا۔

اور سوم یہ کہ انگلیوں کے اشاروں سے کسی کی توہین کرنا یا ہاتھ کے اشاروں سے کسی مومن کو ایذاء پہنچانا مراد ہے۔ (مجموعۃ الوصایا)

اَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ (جنت کا بیان)

✧ جنت کے سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت ہے۔ (۲۵۲۹)

ایک حدیث میں اتنی مسافت بتائی گئی جتنا زمین وآسمان کے درمیان فاصلہ ہے یعنی پانچ سو سال۔ مَابَیْنَ کُلِّ دَرَجَتَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔ (۲۵۳۰)

✧ جنتی مرد کو سو مردوں کے برابر جماع کی طاقت دی جائے گی۔ (۲۵۳۶)

✧ اگر جنت کی ناخن برابر کوئی چیز دنیا میں ظاہر ہوجائے تو دنیا جگمگا اٹھے اور اگر کوئی جنتی زمین کی طرف جھانکے اور اس کے کنگن ظاہر ہوجائیں تو سورج کی روشنی ماند پڑ جائے جس طرح سورج کے سامنے ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔ (۲۵۳۸)

✧ جنتی لوگ تیس یا تینتیس سال کی عمر کے ہوں گے۔ (۲۵۴۵)

✧ اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں اسی صفیں حضور علیہ السلام کی امت کی ہوں گی اور باقی چالیس تمام امتوں کی۔ (۲۵۴۶)

✧ جنت میں بازاروں کا ذکر اور اللہ تعالیٰ کی اپنی شان کے مطابق گناہ گار بندے سے سرگوشی۔ (۲۵۴۹)

✧ اہل جنت کو کہا جائے گا میں تم سے راضی ہوگیا اب کبھی ناراض نہ ہوں گا۔ (۲۵۵۵)

Scanned with CamScanner

✦ سب سے کم درجہ کا جنتی وہ ہوگا جس کے اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ہوں گی اور مقام جابیہ سے صنعاء تک اس کیلئے موتیوں' زبرجد اور یاقوت کا خیمہ نصب کیا جائے گا۔ سر پر ایسا تاج ہوگا کہ مشرق سے مغرب تک کو روشن کردے گا۔ (۲۶۵۲)

✦ جنت میں اولاد کی خواہش بھی آن واحد میں پوری کر دی جائے گی۔ (۲۵۶۳) (مگر کوئی ایسی خواہش کرے گا ہی نہیں)

✦ جب اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کیا جائے تو جنت خود کہتی ہے کہ یااللہ اسے جنت عطا کردے۔ اسی طرح جو شخص دوزخ سے تین مرتبہ اللہ کی پناہ طلب کرے تو دوزخ خود دعا گو ہوتی ہے کہ اے اللہ اس کو مجھ سے بچالے۔ (۲۵۷۲)

اَبْوَابُ صِفَةِ جَهَنَّمَ (دوزخ کا بیان)

✦ دوزخ کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی۔ ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچ کر لائیں گی۔ (۲۵۷۳)

✦ جہنم سے ایک گردن بلند ہوگی جس کی دو آنکھیں ہوں گی' جو دیکھیں گی' دو کان ہوں گے جو سنیں گے' زبان ہوگی جس سے بول کر کہے گی مجھے ہر متکبر و سرکش' شرک اور تصویریں بنانے والے پہ مسلط کیا گیا ہے۔ (۲۵۷۴)

✦ ایک چٹان ستر سال بعد دوزخ کی تہہ میں پہنچی۔ (۲۵۷۵)

✦ کافر کی زبان ایک فرسخ تک نکل آئیگی۔ اس کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی۔ اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ اور مدینہ کی درمیانی مسافت کے برابر ہوگی۔ پانی پینے لگے گا تو منہ کی کھال اس میں گر جائے گی۔ جو کچھ پیٹ میں ہوگا کٹ کر باہر آجائے گا۔ (۲۵۷۷ تا ۲۵۸۴)

✦ حضور علیہ السلام آخری جنتی اور آخری جہنمی کو بھی جانتے ہیں۔

(۲۵۹۵-۹۶)

✦ جنت میں زیادہ غرباء ہوں گے اور دوزخ میں نساء۔ (۲۶۰۲)

✦ کم ترین عذاب اس کو ہوگا جس کے پاؤں کے نیچے آگ کے دو انگارے ہوں گے جن سے اس کا دماغ کھول (ابل) رہا ہوگا۔ (۲۶۰۴)

اَبْوَابُ الْاِیْمَانِ (ایمان کا بیان)

✦ ایمان کے بہتر سے کچھ زائد دروازے ہیں ان میں سے سب سے ادنیٰ تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹانا ہے اور سب سے بلند دروازہ کلمہ طیبہ پڑھنا ہے۔

(۲۶۱۴)

✦ زبان کی حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے لوگوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

(۲۶۱۶)

وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوهِهِمْ اَوْ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ

✦ **انما یعمر مساجد اللہ** ...... میں تعمیر مسجد سے مراد مسجد کی بار بار حاضری ہے۔ (۲۶۱۷)

✦ کفر اور ایمان کے درمیان فرق نماز کا چھوڑنا ہے۔ (۱۹-۲۶۱۸)

✦ جس نے نماز کو (انکار کے ساتھ) چھوڑا اس نے کفر کیا۔ (۲۶۲۱)

✦ جس میں تین باتیں ہوں گی اس نے ایمان کا مزہ پالیا۔

(۱) جسے اللہ اور اس کا رسول تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہو جائے۔ (۲) محض اللہ کی رضا کیلئے کسی سے محبت کرنا۔ (۳) اسلام کے بعد کفر میں لوٹنا' اس کو اتنا ہی ناپسند ہو جیسے آگ میں ڈالا جانا۔ (۲۶۲۴)

✦ اسلام غربت کے ساتھ شروع ہوا اور غریبوں ہی کی طرف لوٹے گا اور غرباء کیلئے (جنت کی) خوشخبری ہو۔ (۲۶۲۹) غرباء ہی میرے بعد میری سنت کے فساد کی

Scanned with CamScanner

اصلاح کریں گے۔(٢٦٣٠)

✧ وعدہ کو پورا کرنے کی نیت ہو پھر پورا نہ کر سکے تو گناہ گار نہیں ہے۔
(٢٦٣٣)

✧ مومن پہ طعن کرنے والا قاتل کی طرح ہے۔
لَاعِنُ الْمُؤْمِنِ كَقَاتِلِهٖ (٢٦٣٦)

✧ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَدَخَلَ الْجَنَّةَ ۔ جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ ابتدائے اسلام کے وقت اوامر ونواہی کے اترنے سے پہلے کی بات ہے۔ یا آخرکار جنت میں جائے گا۔(٢٦٣٨)

✧ یہودی اکہتر فرقوں میں بٹے عیسائی بہتر ہیں اور مسلمان تہتر فرقوں میں بٹ جائیں گے۔(٢٦٤٠)

اَبْوَابُ الْعِلْمِ (علم کا بیان)

✧ جس سے علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے جاننے کے باوجود اس کو چھپایا تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔(٢٦٤٩)

✧ لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنا لیں گے۔ ان سے مسائل پوچھیں گے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔(٢٦٥٢)

✧ جس نے اللہ کی رضا کے علاوہ کسی اور مقصد کیلئے علم حاصل کیا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔(٢٦٥٥)

✧ قرآن کو کافی سمجھنے کا یہ مطلب نہیں کہ حدیث کا انکار کر دیا جائے۔
(٢٦٦٣)

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنه فانتھوا ۔ (الحشر) جو کچھ حضور علیہ السلام تمہیں دے لو اور جس سے

روکیں رک جاؤ۔ حضور علیہ السلام نے اس حدیث میں فتنۂ انکار حدیث کی خبر دی اور سنت کی تشریعی حیثیت کو واضح فرما کر امت کو اس فتنہ سے بچنے کی تلقین فرمائی۔
(٢٦٦٤)

✧ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی احادیث لکھ لیا کرتے تھے اس لیے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان سے زیادہ کوئی بھی احادیث روایت کرنے والا نہیں ہے۔(٢٦٦٨)

✧ بنی اسرائیل سے روایات لینے کی اجازت (بشرطیکہ ان کی روایات اسلامی تعلیمات سے متصادم نہ ہوں)(٢٦٦٩)

✧ اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ ۔ نیکی پر رہنمائی کرنیوالا نیکی کرنیوالے کی طرح ہے۔(٢٦٧٠)

✧ جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا اس کو اس طریقے پہ عمل کرنیوالے تمام لوگوں جتنا ثواب ہوگا۔(٢٦٧٥)

✧ تم پہ میرے اور میرے خلفاء راشدین مہدین کے طریقے کا اتباع لازم ہے۔(٢٦٧٦)

✧ جس نے میری سنت کو زندہ کیا گویا اس نے مجھے زندہ کیا۔(٢٦٧٨)
وَفِيْ رِوَايَةٍ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ۔ اس نے مجھ سے محبت کی۔

✧ ایک شخص دمشق سے ایک حدیث لینے کیلئے مدینہ آیا۔(٢٦٨٢)

✧ اچھا اخلاق اور دین کی سمجھ یہ دو عادتیں منافق میں جمع نہیں ہو سکتیں۔
(٢٦٨٤)

✧ اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا ۔ دانائی کی بات مومن کی گمشدہ پونجی ہے جہاں بھی پائے وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔
(٢٦٨٧)

Scanned with CamScanner

اَبْوَابُ الْاِسْتِئْذَان (اجازت طلب کرنے کا بیان)

✧ باہمی محبت کے بغیر کوئی شخص مومن (کامل) نہیں ہو سکتا اور باہمی محبت سلام کو عام کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ (۲۶۸۸)

✧ سلام میں پہل کرنے والا اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ (۲۶۹۴)

✧ ہمارے غیر (یہود و نصاریٰ) سے مشابہت کرنے والا ہم میں سے نہیں ہے۔ یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے اور عیسائیوں کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے۔ (۲۶۹۵)

✧ مسلم و غیر مسلم کی مخلوط مجلس ہو تو سلام کرنے میں مسلمانوں کی نیت کر لی جائے۔ (۲۷۰۲)

✧ حضرت زید نے حضور علیہ السلام کے حکم سے یہودیوں کی زبان سیکھی۔ (۲۷۱۵)

✧ بھوک کی وجہ سے صحابہ کرام کی آنکھیں اور کان جواب دے چکے تھے۔ (۲۷۱۹)

✧ عَلَیْکَ السَّلَامُ مُردوں کا سلام ہے۔ (۲۷۲۱)

✧ گلے مل کر بوسہ لینے سے منع فرمایا (جیسا کہ آج کل عربی کرتے ہیں) (۲۷۲۷)

✧ مریض کی پوری عبادت یہ ہے کہ اس کی پیشانی یا ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر اس کی خیریت پوچھی جائے۔ (۲۷۳۱)

✧ مصافحہ کرنے سے فوراً گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (۲۷۲۸)

✧ حضرت زید کے ساتھ حضور علیہ السلام کی محبت کہ دوڑ کر ان کو گلے لگایا اور بوسہ لیا (۲۷۳۲) یہودیوں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں چومے۔ (۲۷۳۳)

✧ عکرمہ بن ابی جہل کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: مرحبا بالراکب المهاجر مہاجر سوار کا آنا مبارک ہو۔ (۲۷۳۵)

کوہ فاراں پہ خورشید غار حرا' جب ہوا جلوہ گر دیکھتے دیکھتے
پر تو نور حق سے درخشاں ہوا نجم بخت بشر دیکھتے دیکھتے
دیکھتے دیکھتے انقلاب آ گیا' پھول مہکے چمن پر شباب آ گیا
ڈھل گئے رنگ قوس قزح میں سبھی' رنگ شام و سحر دیکھتے دیکھتے
جس طرف سے بھی گزرے شہ ذی حشم' جس نے بھی سرورِ دیں کے چومے قدم
آسماں ہو گئی' کہکشاں بن گئی' ایک اک رہگزر دیکھتے دیکھتے
واپس آئے تو بستر ابھی گرم تھا اور زنجیر در میں تھی جنبش ابھی
فرش سے عرش تک' عرش سے فرش تک' ہو گیا طے سفر دیکھتے دیکھتے
کملی والے کا یزدانی احسان ہے' ابن آدم پہ بارانِ فیضان ہے
پتھروں سے بھی بدتر جو انسان تھے ہو گئے وہ گہر دیکھتے دیکھتے

(یزدانی جالندھری)

اَبْوَابُ الْاٰدَاب (آداب کا بیان)

✧ چھینک آنے پہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کہنا۔ (۲۷۳۸) ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس کی حضور علیہ السلام نے ہمیں تعلیم دی۔

✧ چھینک آئے تو کپڑے یا ہاتھ سے چہرہ ڈھانپ لیا جائے اور آواز کو پست رکھا جائے۔ (۲۷۴۵)

✧ نماز میں چھینک' جمائی' اونگھ' حیض' قے اور نکسیر شیطان کی طرف سے ہے۔ (۲۷۴۸)

✧ حلقہ کے درمیان بیٹھنے والا ملعون ہے۔ (۲۷۵۳)

Scanned with CamScanner

✦ ناخن کاٹنے، مونچھیں کاٹنے اور موئے زیر ناف اتارنے کی مدت چالیس دن مقرر کی گئی۔(٢٧٥٨)

✦ مونچھیں نہ کٹوانے والا ہم میں سے نہیں ہے۔(٢٧٦١)

✦ حضور علیہ السلام داڑھی مبارک کی سیٹنگ فرمایا کرتے۔(٢٧٦٢)

(داڑھی کے بارے میں تفصیل دیکھئے۔ ترمذی، ج ٢، ص ١٠٥، حاشیہ ١)

✦ سواری کی اگلی سیٹ کا وہی زیادہ حقدار ہے جو سواری کا مالک ہے۔ (٢٧٧٣)

✦ عورتوں کا نابینا شخص سے بھی پردہ کرنا۔(٢٧٧٨) اَفَعَمْيَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهٖ۔ حضور علیہ السلام نے حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ (امہات المومنین) کو فرمایا جب نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کے بارے میں انہوں نے عرض کیا حضور کیا وہ نابینا نہیں؟ فرمایا: کیا تم بھی نابینیاں ہو؟

✦ مردوں عورتوں میں سے ایک دوسرے کی مشابہت کرنے والے لعنتی ہیں۔ (٢٧٨٤)

✦ خوشبو لگا کر نکلنے والی عورت ایسی ایسی (زانیہ) ہے۔(٢٧٨٦)

✦ تین چیزیں قبول کر لی جائیں تکیہ، تیل (خوشبو) دودھ (٢٧٩٠)

✦ حضور علیہ السلام نے دو سبز چادریں اوڑھیں۔(٢٨١٢)

✦ حضور علیہ السلام کی کالی کمبلی کا ذکر جو سیاہ بالوں کی بنی ہوئی تھی۔(٢٨١٣)

✦ حضور علیہ السلام نے سیاہ رنگ کے موزے پہنے۔(٢٨٢٠)

✦ سفید بالوں کو اکھیڑنے سے منع فرمایا گیا۔ فرمایا:

اِنَّهٗ نُوْرُ الْمُسْلِمِ۔ یہ مسلمان کا نور ہیں۔(٢٨٢١)

✦ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے بچڑے (یا بُنَيَّ) (٢٨٣١)

اَبْوَابُ الْاَمْثَالِ (مثالوں کا باب)

✦ سیدھے راستے کی پہچان ایک مثال کے ذریعے جو اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کی زبان سے خود بیان فرمائی۔(٢٨٥٩)

✦ حضور اکرم ﷺ آرام فرما رہے ہیں اور جبریل و میکائیل علیہ السلام ایک مثال کے ذریعے حضور علیہ السلام کی تعریف کر رہے ہیں۔(٢٨٦٠)

✦ حضور علیہ السلام نیند کرتے ہوئے خراٹے لیتے تھے۔

وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَقَدَ نَفَخَ (٢٨٦١)

✦ حضرت یحییٰ، عیسیٰ اور محمد رسول اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے پانچ پانچ باتوں کا حکم دیا۔(٢٨٦٣)

✦ مومن کی مثال کھیتی کی طرح ہے کہ ہوائیں اس کو ہمیشہ ہلاتی رہتی ہیں۔ مومن کو بھی مصائب پہنچتے رہتے ہیں۔ اگلی حدیث میں مومن کی مثال کھجور کے درخت سے دی ہے۔(٢٨٦٦-٦٧)

✦ امت محمدیہ کی مثال یہود و نصاریٰ کے مقابلہ میں عصر سے مغرب تک کام کرنیوالے کی سی ہے۔ جس کو اجرت یہود و نصاریٰ سے زیادہ ملی حالانکہ انہوں نے مزدوری زیادہ کی ہے مگر اجرت کم ملی۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے دے۔(٢٨٧١)

اَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ (قرآن مجید کی فضیلت)

✦ سورۃ فاتحہ کی مثل نہ تورات میں ہے اور نہ زبور و انجیل میں۔(٢٨٧٥)

✦ سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات کی فضیلت (٢٨٨١-٨٢)

✦ ہر شئی کا ایک دل ہوتا ہے وَقَلْبُ الْقُرْاٰنِ يٰسٓ۔ قرآن کا دل سورۃ یٰسین ہے۔ ایک مرتبہ پڑھنے سے دس قرآن پاک پڑھنے کا ثواب۔(٢٨٨٧)

Scanned with CamScanner

✧ قبر سے سورۃ ملک کی تلاوت کی آواز (۲۸۹۰)

✧ اللہ تعالیٰ بندے کی دو رکعتوں (میں قرآن پڑھنے) کو جس طرح سنتا (توجہ فرماتا) ہے اس سے زیادہ کسی چیز کو نہیں سنتا، نیکی ہمیشہ انسان کے سر پہ سایہ فگن رہتی ہے جب تک بندہ نماز میں مصروف رہتا ہے اور بندہ قرآن سے فارغ ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کے جس قدر قریب ہوتا ہے اتنا کسی اور وقت میں نہیں ہوتا۔ (۲۹۱۱)

✧ اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِهٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَیْتِ الْخَرِبِ۔
قرآن سے خالی سینہ ویران گھر کی طرح ہے۔ (۲۹۱۳)

✧ قرآن کی کوئی آیت یا سورۃ بھلا دینا سب سے بڑا گناہ ہے۔ (۲۹۱۶)

✧ اس شخص کا ایمان نہیں جو قرآن کی حرام کی ہوئی اشیاء کو حلال سمجھے۔ (۲۹۱۸)

✧ بلند آواز سے قرآن پڑھنے والا اعلانیہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اور آہستہ آواز سے قرآن پڑھنے والا پوشیدہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے۔ (۲۹۱۹)

✧ حضور علیہ السلام سونے سے پہلے سورۃ زمر اور بنی اسرائیل کی تلاوت فرماتے تھے۔ (۲۹۲۰) اسی طرح مسبحات کی بھی یعنی جن سورتوں کے شروع میں سبح، یسبح اور سبحان کے الفاظ آتے ہیں۔ (۲۹۲۱)

✧ صبح کے وقت تعوذ و سورۃ حشر کی آخری تین آیات پڑھنے والے پہ ستر ہزار فرشتے مقرر کیے جاتے ہیں جو شام تک اس کیلئے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ اگر وہ اسی دن مرگیا تو شہید مرا، اسی طرح شام کو پڑھنے والا بھی۔ (۲۹۲۲)

✧ کام کرنے اور نہ کرنے میں اختیار کا دیا جانا اللہ کی نعمت ہے جس پر اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِی الْاَمْرِ سَعَةً۔ تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے اس معاملہ میں وسعت رکھی۔ (۲۹۲۴)

✧ کلام الٰہی کو دوسرے کلاموں پر ایسے ہی فضیلت ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کو

اپنی مخلوق پر۔ جو قرآن کی وجہ سے دیگر ذکر و دعائیں نہ کر سکا اللہ تعالیٰ اس کو مانگنے والوں سے زیادہ عطا فرماتا ہے۔ (۲۹۲۶)

اَبْوَابُ الْقِرَاءَاتِ (مختلف قراءآت کا بیان)

✧ حضور علیہ السلام کی قرأت ٹھہر ٹھہر کر ہوتی مثلاً الحمدللہ رب العالمین پر وقف فرماتے۔ پھر الرحمٰن الرحیم پہ پھر مالك یوم الدین پہ (۲۹۲۷)

✧ سورۃ ھود میں اِنَّهٗ عَمِلَ غَیْرَ صَالِحٍ بھی حضور علیہ السلام نے پڑھا۔ (۲۹۳۱)

✧ سورۃ روم میں ضُعف کو ضَعف بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ (۲۹۳۶)

✧ قرآن مجید سات حروف (قرأت) پہ نازل ہوا۔ (۲۹۴۳) قال الطحاوی کانت السبعة فی اول الامر لضرورة اختلافهم لغة فلما ارتفعت بکثرة الناس عادت الی واحد۔ مجمع (حاشیہ ۳، ترمذی ج ۲، ص ۱۲۲)

ابتداء میں سات قرأت کے اندر پڑھنے کی اجازت تھی۔ زبان کے اختلاف کی ضرورت سے جب یہ اختلاف نہ رہا تو اب ایک ہی قرأت میں پڑھا جائے۔ یعنی جس ملک میں جو قرأت رائج ہے وہی پڑھی جائے تاکہ لوگ فتنہ میں نہ پڑیں۔ مثلاً پاکستان میں امام عاصم کی قرأت بروایت حفص پڑھی جائے۔ (بہار شریعت، جلد نمبر ۱)

✧ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ وتروں کی ایک رکعت میں پورا قرآن مجید پڑھ لیتے تھے۔ حضرت سعید بن جبیر نے کعبہ شریف میں ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھا۔ (۲۹۴۶) حضرت عبداللہ کو حضور علیہ السلام نے چالیس دنوں میں قرآن پاک پڑھنے کا حکم دیا۔ (۲۹۴۷)

✧ قرآن مجید مکمل کرنے کے بعد ابتداء سے کچھ حصہ اسی وقت پڑھ لیا جائے (جس کو قراء حضرات الحال المرتحل کہتے ہیں) اور یہ الفاظ بھی اس حدیث میں ہیں اور

Scanned with CamScanner

ان کی تعریف یہ ہے اَلَّذِیْ یَضْرِبُ مِنْ اَوَّلِ الْقُرْاٰنِ اِلٰی اٰخِرِہٖ کُلَّمَا حَلَّ ارْتَحَلَ۔ جس کا مفہوم گزر چکا۔ (۲۹۴۸)

اَبْوَابُ تَفْسِیْرِ الْقُرْاٰنِ

(قرآن پاک کی تفسیر کا بیان)

✧ علم کے بغیر قرآن کی تفسیر کرنے والا اپنا ٹھکانہ دوزخ کو بنا لے۔ (۲۹۵۰)

✧ عدی بن حاتم کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ یَدَہٗ فِیْ یَدِیْ۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے گا۔ پھر کیا ہوا ایسے ہی ہوا جیسے زبان اقدس سے نکلا تھا۔ تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی۔ (۲۹۵۳)

✧ حضور علیہ السلام کی امت نبیوں کے حق میں گواہی دے گی۔
وکذلک جعلنکم امة وسطا (۲۹۶۱)

✧ اَلدُّعَاءُ ھُوَ الْعِبَادَۃُ۔ دعا عبادت ہی ہے۔ (۲۹۶۹)

✧ مباہلہ کے دن حضور علیہ السلام نے حضرت علی، فاطمہ اور حسنین کو بلوایا اور دعا کی اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلِیْ۔ اے اللہ یہ میرے اہل ہیں۔ (۲۹۹۹)

✧ شراب کی حرمت سے پہلے حضرت علی المرتضٰی اور دیگر صحابہ کرام کا شراب پی کر نماز ادا کرنا۔ (۳۰۲۶)

✧ قرآن پاک کی ایک آیت کے نزول پر صحابی کی ران ٹوٹنے لگی۔
(۳۰۳۳)

✧ نماز قصر اللہ کا تحفہ ہے اس کو قبول کرو۔ (۳۰۳۴)

✧ جمعہ اور عرفہ کا دن بھی عید کے دن ہیں۔ (۳۰۴۴)

✧ حضرت عمر کی خواہش پہ شراب کے بارے میں پے در پے تین آیات نازل ہوئیں۔ (۳۰۴۹)

✧ حضور علیہ السلام جانتے ہیں کہ کس کا باپ کون ہے؟ (۳۰۵۶)

✧ نیکی کا ارادہ کرنے سے ایک نیکی کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور نیکی کرنے کے بعد دس نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے جبکہ گناہ کرنے کا ارادہ کرے تو گناہ نہیں لکھا جاتا اور گناہ کرنے کے بعد ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے۔ (۳۰۷۳)

موسیٰ علیہ السلام کتنی تجلی سے بے ہوش ہو گئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: فلما تجلی ربه للجبل ...... پھر جب (موسیٰ علیہ السلام کی خواہش پر) رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا تو اسے پاش پاش کر دیا۔ حضرت حماد فرماتے ہیں اس طرح اور راوی (سلمان) نے انگوٹھے کا کنارہ دائیں ہاتھ کی انگلی کے پورے پہ رکھا (یعنی اتنی سی تجلی سے) پہاڑ دھنس گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔
(۳۰۷۴)

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی　　آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

حضور علیہ السلام کی میدان بدر میں دُعا: اے اللہ! اگر یہ جماعت (بدر میں) ہلاک ہوگئی تو زمین میں تیری عبادت نہ ہوگی۔ (۳۰۸۱)

✧ سورۂ توبہ کے شروع میں بسم اللہ شریف نہ لکھنے کی ایک وجہ (۳۰۸۶)

✧ مسجد میں آنے جانے والے کے ایمان کی گواہی دو۔ (۳۰۹۳)

✧ سونے کی صلیب کو بت قرار دیا گیا۔ اتخذوا احبارھم ورھبانھم کا مطلب ہے کہ اپنے پیشواؤں کی حلال وحرام کردہ باتوں پہ عمل کرتے تو اس طرح انہوں نے ان کو رب بنا لیا۔ (۳۰۹۵)

✧ جب فرعون غرق ہوا تو جبریل علیہ السلام اس کے منہ میں مٹی ٹھونس رہے

Scanned with CamScanner

تھے کہ کہیں وہ لا الہ الا اللہ پڑھ کر اللہ کی رحمت نہ حاصل کرے۔ (۳۰۱۸)

✧ نماز پڑھنے سے گناہوں کی معافی۔ **ان الحسنت یذھبن السیات۔** (۳۱۱۵)

✧ ایک حسینہ عورت کو نماز کے دوران لوگوں کا دیکھنا۔ (۳۱۲۲)

✧ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ ۔
مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ (۳۱۲۷)

✧ حضرت موسیٰ اور خضر علیہ السلام کا واقعہ۔ (۳۱۴۹)

✧ سورۃ المومنون کی ابتدائی دس آیات پہ عمل کی وجہ سے جنت کا حصول۔ (۳۱۷۳)

✧ حضور علیہ السلام نے کانوں میں انگلیاں ڈال کر لوگوں کو بلایا۔ (۳۱۸۶)

✧ سورۃ فاطر کا نام سورۃ الملائکہ بھی ہے۔ (باب نمبر ۳۵)

✧ سام اہل عرب کا حام حبشہ والوں کا اور یافث روم والوں کا باپ ہے۔ (۳۲۳۱)

مشرق ومغرب میں جو کچھ ہے حضور علیہ السلام اس کو جان گئے

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک کو اپنی چھاتی میں محسوس کیا۔ فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ پس میں نے جان لیا جو کچھ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔ (۳۲۳۴)

✧ یہ کہنا کہ میری تعریف کرنا زینت ہے اور میری برائی کرنا عیب ہے صرف اللہ ہی کی شان ہے۔ (۳۲۶۷)

✧ حضور علیہ السلام جب کسی کو جہاد پہ بھیجتے تو مسجد لوگوں سے اور سیاہ جھنڈوں سے بھر جاتی۔ (۳۲۷۴)

✧ حضور علیہ السلام نے اپنے رب کا دیدار کیا (دومرتبہ) (۳۲۷۹)

✧ بیٹے نے باپ کو کہا تو واپس نہیں جا سکتا یہاں تک کہ اپنی زبان سے کہے کہ تو خود ذلیل ہے اور حضور علیہ السلام عزت والے ہیں چنانچہ اس نے اقرار کیا۔ (۳۳۱۵) یہ وہ ذلیل ہے جس نے کہا تھا: **لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن الاعز منها الاذل**۔ یعنی رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول۔

✧ مشرکین نے کہا ہمیں اپنے رب کا نسب بتائیں تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ اخلاص کا نزول فرمایا۔ (۳۳۶۴)

✧ تمام مخلوق سے زیادہ طاقتور وہ انسان ہے جو خفیہ طور پر صدقہ وخیرات کرتا ہے۔ (۳۳۶۹)

اَبْوَابُ الدُّعَآءِ (ذکر ودعا کا بیان)

✧ اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا سے زیادہ معزز چیز کوئی نہیں ہے۔ (۳۳۷۰)

✧ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ تیری زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔ (۳۳۷۵)

✧ حلقہ ذکر کو فرشتے گھیر لیتے ہیں، رحمت ان پہ سایہ فگن رہتی ہے، ان پہ اطمینان قلب اترتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مجلس (فرشتوں) میں ان کا ذکر کرتا ہے۔ (۳۳۷۸)

✧ اللہ تعالیٰ محفل ذکر کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے مباہات فرماتا ہے۔ (۳۳۷۹)

✧ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے وقت ہاتھ اٹھاتے اور پھر چہرے پہ مل لیتے۔ (۳۳۸۶)

✧ صبح وشام تین تین مرتبہ یہ دعا پڑھنے سے کوئی چیز ضرر نہیں پہنچاتی۔
بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ

Scanned with CamScanner

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ...... (۳۳۸۸)

✧ بستر پر لیٹتے وقت کوئی بھی سورت پڑھ لی جائے تو ساری رات فرشتہ حفاظت کرتا ہے۔(۳۴۰۷)

✧ حضرت عمیر بن ہانی ہر روز ایک ہزار سجدہ (پر مشتمل) نماز ادا کرتے اور ایک لاکھ بار تسبیح کرتے۔(۳۴۱۵)

✧ حضور علیہ السلام کی ایک طویل دعا۔(۳۴۱۹)

✧ بازار میں داخل ہوتے ہوئے چوتھا کلمہ پڑھنے سے دس لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں دس لاکھ برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور دس لاکھ درجے بلند کیے جاتے ہیں۔ (۳۴۲۸-۲۹)

✧ مجلس کے گناہوں کے کفارے کی دعا (۳۴۳۳)

کسی نقش پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں

حضرت علی بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے پاس سواری کیلئے ایک چوپایہ لایا گیا۔ آپ نے اس پہ سوار ہوتے ہوئے دعا پڑھی اور پھر ہنس پڑے۔ میں نے عرض کیا آپ کس بات پہ ہنسے ہیں تو انہوں نے فرمایا: میں نے حضور علیہ السلام کو بھی ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا چنانچہ میں نے حضور علیہ السلام سے ہنسنے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا:

اِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرُكَ ۔(۳۴۴۶)

بے شک تیرا رب اس بندے سے خوش ہوتا ہے جب وہ یہ (مندرجہ بالا) کلمات کہتا ہے کہ اے اللہ میرے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی بھی گناہ بخشنے والا نہیں ہے۔

✧ تین دعائیں (بہت جلد) قبول ہوتی ہیں۔

(۱) مظلوم کی دعا (۲) مسافر کی دعا (۳) اولاد کیخلاف باپ کی دعا (۳۴۴۸)

✧ غصے کے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھا جائے۔ (۳۴۵۲)

✧ دودھ پینے کی دعا: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ۔(۳۴۵۵)

✧ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَ بِحَمْدِهٖ کہنے سے پڑھنے والے کیلئے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔(۳۴۶۴)

سو حج، سو جہاد اور سو غلام آزاد کرنے کا ثواب

یہ اس شخص کیلئے ہے جو صبح و شام سو سو مرتبہ سبحان اللہ کہے۔ سو سو مرتبہ الحمدللہ کہے۔ سو سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہے اور سو سو مرتبہ اللہ اکبر کہے۔(۳۴۷۱) رمضان شریف میں ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے سے دوسرے دنوں میں ہزار مرتبہ تسبیح پڑھنے سے زیادہ ثواب ہے۔ (۳۴۷۲) دن میں دس مرتبہ مندرجہ ذیل کلمات کہنے سے دس کروڑ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَّمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (۳۴۷۳)

✧ حضور علیہ السلام چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔
(۱) غیر مطمئن دل (۲) نامقبول دعا (۳) نہ سیر ہونے والے نفس
(۴) غیر نافع علم سے۔(۳۴۸۲)

✧ آیہ کریمہ لا الٰہ الا انت سبحانك۔ جو یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں پڑھی ہر مقصد کو پورا کرنے والی ہے۔(۳۵۰۵)

✧ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام والی حدیث جو انہیں یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔(۳۵۰۷)

✧ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے حلقے جنت کے باغ ہیں۔(۳۵۱۰)

✧ حضرت ابو امامہ سے مروی ایک جامع دعا اللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا

Scanned with CamScanner

سَالَكَ مِنهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ...... (۳۵۲۱)

نیند نہ آنے کا علاج

حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید مخزومی نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں نیند نہ آنے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: بستر پہ جاؤ تو یہ دعا پڑھ لیا کرو۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرَضِينَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِينَ وَمَا اَضَلَّتْ كُنْ لِّي جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيعًا اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ اَوْ اَنْ يَّبْغِيَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔

اے اللہ! سات آسمانوں اور جن پہ وہ سایہ فگن ہیں ان کے رب، سات زمینوں اور جو کچھ انہوں نے اٹھایا ہوا ہے ان کے رب، شیاطین اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہے ان کے رب اپنی تمام مخلوق کے شر سے مجھے پناہ عطا فرما کہ ان میں سے کوئی بھی مجھ پر زیادتی یا ظلم نہ کرے تیری پناہ میں آنے والا غالب ہے اور تیری بڑی تعریف ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ (۳۵۲۳)

✧ اللہ سے صبر کا طالب ہونا مصیبت کو دعوت دینا ہے۔ (ترمذی، ج ۲، ص ۱۹۲، آخری حدیث)

✧ روح حلق تک پہنچنے تک اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا رہتا ہے۔ (۳۵۳۷)

✧ گناہ آسمان تک پہنچ جائیں یا زمین ان سے بھر جائے تو بھی توبہ کرنے سے اور اللہ کی رحمت کا امیدوار رہنے سے معاف ہو جاتے ہیں۔ بشرطیکہ شرک نہ کرے۔ (۳۵۴۰)

✧ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت کا ظہور ہو رہا ہے۔ ننانوے رحمتیں اللہ کے

پاس ہیں۔ (جن کا ظہور قیامت کو ہوگا) (۳۵۴۱)

دعاؤں کے بارے میں مختلف احادیث

جو اللہ سے بخشش مانگتا رہے وہ گناہ پہ مصر نہیں کہلاتا۔ (ولم یصروا علی مافعلوا) اگرچہ دن میں ستر مرتبہ گناہ کرے۔ (۳۵۵۹)

✧ نیا لباس پہن کر پرانا صدقہ کر دیا جائے تو موت اور موت کے بعد بھی اللہ کی حمایت حفاظت اور پردے میں رہے گا۔ (۳۵۶۰)

✧ حضرت عمر نے عمرہ ادا کرنے کی اجازت طلب کی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَیْ اَخِیْ اَشْرِکْنَا فِیْ دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا۔ اے بھائی ہمیں بھی اپنی دعا میں یاد رکھنا اور ہمیں بھول نہ جانا۔ (۳۵۶۲)

✧ پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا تو اس دعا سے اتر جائے گا۔

اَللّٰھُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

اے اللہ! مجھے رزق حلال عطا فرما کر حرام سے بچا لے اور اپنے فضل سے، اپنے علاوہ ہر غیر سے بے نیاز کر دے۔ (۳۵۶۳)

✧ حضور علیہ السلام کی دعا سے ساری عمر کیلئے بیماری دور ہوگئی۔ (۳۵۶۴)

✧ حافظے کو مضبوط کرنے کیلئے شب جمعہ کو چار رکعات نوافل پڑھنے کی ترکیب اور اس کے بعد دعا۔ (۳۵۷۰)

✧ دعائے وسیلہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ...... (۳۵۷۸)

✧ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ (۳۵۸۱)

✧ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيلًا (پڑھنے والے) کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے۔ (۳۵۹۲)

Scanned with CamScanner

✧ ذکر کرنے والوں کے پاس صرف بیٹھنے والا بھی بدبخت ومحروم نہیں ہوتا۔
ھُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ (۳۶۰۰)

✧ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھنا عبادت کے حسن سے ہے۔
(۳۶۰۴)

✧ جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اللہ تعالیٰ سے مانگو۔(ایضاً)
مطلب یہ ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کی عطا ہے لیکن اس کی عطا کے حصول کیلئے دینوی اسباب ووسائل کا استعمال شرعی حکم ہے اور اس سے صرف نظر نہیں ہوسکتا۔اب ظاہر ہے کہ جوتا ٹوٹے گا تو موچی ہی سے صحیح کرائیں گے۔

اَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ (فضائل کا بیان)

✧ یارسول اللہ آپ کیلئے نبوت کب سے واجب (ثابت) ہے۔فرمایا: وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔
(۳۶۰۹)

✧ حضور علیہ السلام کا وصال ہوا تو ہمارے دل اجنبی ہوگئے اور مدینہ شریف تاریکی میں ڈوب گیا۔(۳۶۱۸) ھو کنایة عن عدم وجدان النورانیة والصفاء الذی کان حاصلا من مشاھدته و حضورہ صلی اللہ علیه وسلم لتفاوت حال الحضور والغیبة کذا فی اللمعات (حاشیہ نمبر ۱، ترمذی ج ۲، ص ۲۰۳) لا کما قال اھل التشیع فی بغض الصحابة رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین۔

✧ باب ماجاء فی میلاد النبی صلی اللہ علیه وسلم (باب ۲) وہ صحابی جو حضور علیہ السلام کے سن پیدائش (عام الفیل) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ عرصہ پہلے پیدا ہوئے ان سے پوچھا گیا: اَنْتَ اَکْبَرُ اَمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (عمر کے لحاظ سے) آپ بڑے ہیں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔تو انہوں نے جواب میں فرمایا: رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْبَرُ مِنِّیْ وَاَنَا اَقْدَمُ فِی الْمِیْلَادِ۔ بڑے تو حضور ہی ہیں لیکن پیدائش میری پہلے ہوئی ہے۔(۳۶۱۹)

✧ بحیرہ راہب کا واقعہ' اس نے حضور علیہ السلام پر بادل کو سایہ فگن دیکھ کر پہچان لیا کہ یہی آخر الزمان نبی ہیں۔(۳۶۲۰)

✧ مکہ مکرمہ کے درخت وپتھر بھی حضور علیہ السلام پہ سلام بھیجا کرتے تھے۔
(۳۶۲۶)

✧ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے سرخ لباس میں' لمبے بالوں والے کسی شخص کو حضور علیہ السلام سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔(۳۶۳۵)

✧ حضور علیہ السلام کا چہرہ انور تلوار کی طرح نہیں بلکہ چاند کی مثل تھا۔
(۳۶۳۷)

حضرت علی المرتضیٰ' محبوب خدا کا حلیہ مبارک بیان فرماتے ہیں

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے مختصر الفاظ میں ہمارے آقا علیہ السلام کا جو حلیہ مبارک بیان فرمادیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے اور کیوں نہ ہو کہ حب علی علامت ایمان ہے اور بغض علی علامت نفاق ہے۔کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

بادۂ الفت حیدر میں پئے جاتا ہوں
خُلد میں جانے کا سامان کیے جاتا ہوں
نار دوزخ میں مجھے بھیجنے والا ہے کون
اے نور میں عشق علی دل میں لیے جاتا ہوں

حضرت علی رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آپ نہ تو بہت لمبے قد کے تھے اور نہ ہی بہت پست تھے بلکہ درمیانہ قد تھا۔آپ کے بال مبارک نہ تو بالکل گھنگھریالے تھے

اور نہ بالکل سیدھے بلکہ کچھ کچھ گھنگھریالے تھے۔ چہرہ مبارک نہ تو بالکل پر گوشت تھا اور نہ ہی مکمل طور پر گول تھا بلکہ کچھ گولائی تھی۔ رنگ سرخی مائل سفید تھا۔ آنکھیں سیاہ، پلکیں دراز، جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں، مونڈھوں کے سرے اور درمیان کی جگہ بھی پر گوشت تھی۔ بدن مبارک پر معمول سے زیادہ بال نہ تھے۔ سینہ مبارکہ سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔ ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پر گوشت تھے۔ چلتے وقت قوت کے ساتھ چلتے گویا کہ ڈھلوان جگہ میں چل رہے ہوں۔ کسی طرف متوجہ ہوتے تو نظر بھر کر توجہ فرماتے۔ دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ خاتم النبیین تھے۔ سب سے زیادہ سخی دل اور سب سے زیادہ سچ بولنے والے تھے۔ سب سے زیادہ نرم طبیعت اور سب سے زیادہ شریف گھرانے والے تھے۔ آپ کو اچانک دیکھنے والا مرعوب ہو جاتا اور آپ کے ساتھ معاشرت رکھنے والا مانوس ہو کر فدا ہو جایا کرتا۔ آپ کا وصف بیان کرنے والا کہتا ہے میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ (۳۶۳۸)

حسن ہے بے مثل صورت لاجواب
میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب

سراپائے اقدس کی تفصیل ہماری کتاب شانِ مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ بلفظ انا کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔ اس کے بعد خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کے مناقب ہیں جو ہماری کتاب یارانِ مصطفیٰ مع وارثانِ خلافتِ راشدہ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

زمین و آسمان پہ حضور علیہ السلام کی حکومت ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا لَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ

الْأَرْضِ فَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ (۳۶۸۰)

ہر نبی کے دو وزیر آسمان پہ اور دو وزیر زمین پہ ہوتے ہیں۔ پس میرے آسمانی وزیر جبریل امین و میکائیل علیہما السلام ہیں اور زمین کے وزیر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

وزیر ای فی السماء و وزیرای فی الارض
ظاہر ہے اس حدیث سے حکومت رسول کی (ﷺ)

✦ حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں۔ میرے خیال میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تنقیص کرنے والا حضور علیہ السلام کا محب نہیں ہو سکتا۔ (۳۶۸۵)

✦ حضرت عمر کا جنت میں عالیشان محل (۳۶۸۸-۸۹)

✦ حضرت عثمان غنی کے ساتھ بغض رکھنے والے کی حضور علیہ السلام نے نماز جنازہ ادا نہ فرمائی۔ (۳۷۰۹)

✦ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ إِنَّ عَلِيًّا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي۔ علی میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔ (۳۷۱۲)

✦ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔ جس کا میں مولیٰ اس کا علی مولا۔

(۳۷۱۳)

علی امام من است و منم غلام علی
ہزار جان گرامی فدا بنام علی

چراغ و مسجد و محراب و منبر

حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے (ایک ہی حدیث میں خلفائے راشدین کی تعریف کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا۔

(۱) اللہ تعالیٰ ابوبکر پہ رحمت فرمائے۔ اس نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی۔

Scanned with CamScanner

ہجرت کے موقع پر مجھے اپنی اونٹنی پہ سوار کیا اور اپنے مال سے حضرت بلال کو آزاد کیا۔

(۲) اللہ تعالیٰ حضرت عمر پہ رحم فرمائے۔ وہ حق بات کہتا ہے۔ اگرچہ کڑوا ہو اور حق بات کہنے نے اس کی یہ حالت کردی ہے کہ اس کا کوئی دوست نہیں رہا۔

(۳) اللہ تعالیٰ حضرت عثمان پہ کرم کرے اس سے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ حضرت علی پہ کرم فرمائے۔ اے اللہ! وہ جدھر رخ کرے حق بھی ادھر ہی ہوجائے۔ (۳۷۱۴)

چراغ و مسجد و محراب و منبر ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

✧ علی دنیا و آخرت میں نبی علیہ السلام کے بھائی ہیں۔ (۳۷۲۰)

پنجابی زبان کا ایک دوہڑا شان صدیق و علی میں یاد رکھے جانے کے قابل ہیں۔

میں کی' دساں شان علی دی جنہوں آکھیا نبی نے بھائی
کوثر اتے علی دا قبضہ' ہتھ علی دے جنت آئی
پر جنت وچ اوسے جاناں جنہوں علی نے ٹکٹ پھڑائی
علی نے ٹکٹ وی اودوں دینا جدوں مہر صدیق نے لائی

اے تیری آواز' آواز خدا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے طائف کے دن حضرت علی المرتضیٰ کو بلایا اور ان سے سرگوشی فرمائی جس پر لوگوں نے کہا۔ اپنے چچا زاد بھائی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سرگوشی طویل ہوگئی ہے تو اس پر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مَا انْتَجَیْتُهُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ (۳۷۲۶)

میں نے اس (علی) سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے سرگوشی کی ہے۔

اے تیری آواز' آواز خدا
اور "سرگوشی" تیری راز خدا

✧ مردوں میں سب سے پہلے ابوبکر صدیق' عورتوں میں حضرت خدیجہ اور بچوں میں حضرت علی (رضی اللہ عنہم) اسلام لائے۔ (۳۷۳۴)

✧ وَاِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْهِ۔ چچا باپ ہی کی طرح ہوتا ہے۔ (۳۷۶۱)

✧ حسن و حسین رضی اللہ عنہما جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ (۳۷۶۸)

سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امام حسن سے زیادہ حضور علیہ السلام سے مشابہ کوئی نہ تھا۔ (۳۷۷۶-۷۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ میں اس وقت ابن زیاد کے پاس موجود تھا۔ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرانور اس کے دربار میں لایا گیا تو وہ چھڑی سے آپ کی ناک پہ مار رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ مَا رَاَیْتُ مِثْلَ هٰذَا حُسْنًا۔ اس جیسا حسن میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ (۳۷۷۸) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں امام حسن رضی اللہ عنہ سینہ سے سر تک اور امام حسین رضی اللہ عنہ سینہ سے نیچے حضور علیہ السلام کے سب سے زیادہ مشابہہ تھے۔ (۳۷۷۹) گویا کہ دونوں شہزادوں کو کھڑا کیا جاتا تو حضور علیہ السلام کی زیارت ہوجاتی۔

تمہارے حسن کا کونین میں جواب نہیں
غروب ہو جو کہیں یہ وہ آفتاب نہیں

✧ عبید اللہ بن زیاد کے نتھنوں میں سانپ گھس گیا پھر نکلا پھر گھسا دو تین بار ایسا ہی ہوا۔ (۳۷۸۰)

✧ حضرت ام سلمہ نے چادر میں داخل ہونے کی التجا کی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَنْتِ عَلٰی مَكَانِكِ وَاَنْتِ اِلَی خَیْرٍ۔ تو اپنی جگہ پر رہ اور تو میری طرف

(سے) بہتر ہے۔(۳۷۸۷،۳۸۷۱)

✧ مَا حَدَّثَكُمُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْهُ۔ ابن مسعود جو کچھ بھی تمہیں بیان کریں ان کی تصدیق کرنا (۳۷۹۹) علم چار آدمیوں سے ڈھونڈو ان میں ایک ابن مسعود ہیں۔ (۳۸۰۴) ابن مسعود اتنی کثرت سے حضور علیہ السلام کے گھر آتے جاتے تھے کہ لوگوں کو گمان ہونے لگا کہ وہ اہل بیت سے ہیں۔(۳۸۰۶)

✧ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں کسی کو خلیفہ مقرر کرتا پھر تم اس کی نافرمانی کرتے تو عذاب میں مبتلا ہو جاتے۔(۳۸۱۲)

محمد کی نسبت بڑی چیز ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت اسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کا وظیفہ تین ہزار اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار مقرر کیا جس پر حضرت عبداللہ نے عرض کیا: آپ نے اسامہ کو مجھ پہ کس وجہ سے فضیلت دی ہے حالانکہ وہ کسی جنگ میں مجھ سے آگے نہیں رہے تو حضرت عمر نے جواب دیا:

لِاَنَّ زَيْدًا كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَبِيْكَ وَكَانَ اُسَامَةُ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكَ فَاٰثَرْتُ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِبِّيْ

(۳۸۱۳)

کیونکہ زید تمہارے باپ سے زیادہ اور ان کے بیٹے اسامہ تم سے زیادہ حضور علیہ السلام کو محبوب تھے تو میں نے حضور علیہ السلام کے محبوب ترین کو اپنے محبوب پر ترجیح دی ہے۔ بوقت وصال بھی حضور علیہ السلام حضرت اسامہ کے لئے دعا فرما رہے تھے۔(۳۸۱۷)

حضور علیہ السلام نے حضرت اسامہ کی ناک کا فضلہ خود صاف کرنے کا ارادہ

فرمایا تو حضرت عائشہ نے عرض کیا: حضور میں کرتی ہوں (۳۸۱۸)۔ حضرت اسامہ کی محبوبیت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی پہلے بیان فرمایا (۳۸۱۹)

ان کے جو غلام ہو گئے　　　خلق کے امام ہو گئے

حضرت اسامہ کے والد کی بات بھی سن لیں کہ ان کے بھائی حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کہ میرے بھائی کو میرے ساتھ بھیج دیں (ان کے والدین واعزہ ان کو ملنے کیلئے بہت بے تاب ہیں) فرمایا: اگر تمہارے ساتھ جاتا ہے تو میں منع نہیں کرتا لیکن حضرت زید نے عرض کیا: یارسول اللہ وَاللّٰهِ لَا اَخْتَارُ عَلَيْكَ اَحَدًا۔ آپ کا در چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا اور آپ پہ کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ چنانچہ ان کے بھائی نے بھی حضرت زید کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دی۔(۳۸۱۵)

روئے بدرالدجی دیکھتے رہ گئے　　　چہرۂ والضحیٰ دیکھتے رہ گئے
حسن خیرالوریٰ میں خدا کی قسم　　　ہم جمال خدا دیکھتے رہ گئے
ہم گنہگار پہنچے درپاک پر　　　زاہد و پارسا دیکھتے رہ گئے
رک کے سدرہ کی منزل پہ روح الامین　　　رفعت مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے
چاند دو ٹکڑے ہو کر تصدق ہوا　　　دشمن مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے
جو سکندر ہوا ان کے دربار سے　　　وہ کرم وہ عطا دیکھتے رہ گئے

✧ بلی کی وجہ سے حضرت ابوہریرہ کی کنیت بلی والا پڑ گئی۔(۳۸۴۰)

✧ حضرت جابر کے لئے حضور علیہ السلام نے ایک رات میں پچیس مرتبہ دعا فرمائی۔(۳۸۵۲)

روشنی کے مینار

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِيْ يَمُوْتُ بِاَرْضٍ اِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَّنُوْرًا

Scanned with CamScanner

لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (۳۸۶۵)

میرا کوئی صحابی زمین کے کسی خطہ میں انتقال کر جائے تو وہ قیامت کے دن اس خطہ کے لوگوں کا قائد اور (مینارہ) نور بنا کر اٹھایا جائے گا۔

کیا دیکھتے ہو دامن اغیار کی طرف — آؤ جناب احمد مختار کی طرف
انگلی نہ بدترین عدو بھی اٹھا سکا — میرے نبی کی خوبیٔ کردار کی طرف
کیا ذکر عاصیوں کا کہ میدان حشر میں — بھاگیں گے نیکوکار بھی سرکار کی طرف
کتنا ہجوم خلق ہے شہر حبیب میں — دیکھے تو کوئی کوچہ و بازار کی طرف
وہ ناخدا ہیں خیر سے اب دیکھتا ہوں میں — موج بلا کی سمت نہ منجدھار کی طرف
انصاف کیش آج بھی حیراں ہیں دیکھ کر — گفتار کی طرف، ترے کردار کی طرف
گل ریز راہ گلشن طیبہ کو چھوڑ کر — ہر راستہ ہے وادی پُر خار کی طرف
گھاٹے میں ہے اگر نہیں انسانیت کا رخ — انسانیت کے قافلہ سالار کی طرف
دل میں امید بھی ہے ندامت کیساتھ ساتھ — جب دیکھتا ہوں بخشش سرکار کی طرف
طارق خدائے کعبہ کی توفیق خاص سے — ساجد ازل سے ہم ہیں در یار کی طرف

طارق سلطان پوری

✧ حضرت عائشہ کو جبریل امین علیہ السلام کا سلام (۳۸۸۱-۸۲)

✧ حضرت عائشہ بھی حضرت خدیجہ پہ رشک کرتی تھیں (باب فضل خدیجہ)

✧ ام المومنین کا دنیا سے اٹھ جانے سے بڑھ کر کیا نشانی ہوگی؟ (۳۸۹۱)

✧ اہل عرب سے بغض رکھنا حضور علیہ السلام سے بغض رکھنا ہے۔ (۳۹۲۷)

قطرہ مانگے کوئی تو اسے دریا دے دے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اونٹ کا بچہ تحفہ کے طور پر پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھ اونٹنیاں عطا فرما دیں اس کے باوجود بھی وہ راضی نہ ہوا تو آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ لَّا اَقْبَلَ هَدِيَّةً اِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ اَوْ اَنْصَارِيٍّ اَوْ ثَقَفِيٍّ اَوْ دَوْسِيٍّ (۳۹۴۵)

اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ قریشی، انصاری، ثقفی اور دوسی کے علاوہ کسی کا ہدیہ قبول نہ کروں۔ (۳۹۵۳)

✧ نجد سے شیطان کا سینگ نکلے گا (۳۹۵۳)

جو تیرھویں صدی کی ابتداء میں ابن عبدالوہاب کی شکل میں نکل آیا جس نے کتاب التوحید لکھ کر پوری امت کو کافر و مشرک قرار دے دیا اور پاک و ہند میں اسماعیل دہلوی اور احمد بریلوی نے تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم جیسی کتابوں کے ذریعے پوری ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھیر دیا اور اس طرح مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوگئی۔

✧ اپنے باپ دادا پر فخر کرنے کی بجائے اپنے اندر کمال پیدا کرو۔ تمام لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ وَآدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ۔ اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا غرور اور خاندانی فخر دور کر دیا ہے۔ اب یا تو مومن و متقی ہوگا یا بدبخت و بدکار (یہ دونوں احادیث جامع ترمذی کی آخری احادیث ہیں) (۳۹۵۵-۵۶)

کتاب العلل میں امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ میری اس کتاب (ترمذی شریف) کی تمام احادیث معمول بہا ہیں (یعنی ہر حدیث پہ بعض علماء نے عمل کیا ہے) البتہ دو حدیثیں ایسی ہیں کہ جن پہ کسی کا عمل نہیں ہے۔ (۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف میں بغیر کسی خوف، سفر اور بارش کے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازوں کو جمع کر کے پڑھا۔ (۲) وہ حدیث جس میں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی (پہلی

Scanned with CamScanner

مرتبہ) شراب پئے تو اس کو کوڑے مارو (اسی طرح دوسری اور تیسری مرتبہ بھی) اور اگر چوتھی مرتبہ شراب پئے اس کو قتل کرو اور ان دونوں حدیثوں کی علت انہی مقامات پہ امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمادی ہے۔

شمائل ترمذی کے حوالہ جات

ابتداء میں مختلف صحابہ کرام سے بشمول حضرت علی المرتضیٰ جن کی روایت اُردو ترجمہ کے ساتھ ہم نے لکھ دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کی روایات ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے حضور علیہ السلام کو چودھویں رات (کے ماہ کامل کی روشنی) میں دھاری دار سرخ یمنی جوڑا پہنے ہوئے دیکھا کبھی میں حضور علیہ السلام (کے رخ والضحیٰ) کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کو دیکھتا (آخر میں نے فیصلہ یہ کیا فَلَهُوَ عِنْدِیْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ۔ میرے نزدیک حضور علیہ السلام چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔ (شمائل ترمذی ص۲)

جسے اللہ کہتے ہیں نرالی شان والا ہے
دو عالم کا وہ خالق ہے اکیلا ہے نرالا ہے
حقیقت میں جو ہے بعد از خدا تعریف کے قابل
وہ عبداللہ کا لعل محمد کملی والا ہے۔

✧ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے چہرۂ انور کو چاند کی طرح کہا۔ (ایضاً) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْيَضَ كَاَنَّمَا صِيْغَ مِنْ فِضَّةٍ ۔حضور علیہ السلام سفید رنگ کے تھے گویا کہ چاندی ڈھالی گئی ہے۔ (ایضاً) یاد رہے کہ زیادہ سفید رنگ جس میں سرخی نہ ہو اور زیادہ گندم گوں جو مائل بہ سیاہی ہو یہ دونوں خوبصورت نہیں لگتے اور

Scanned with CamScanner

جب ہمارے آقا احسن الناس ہیں تو ثابت ہوا کہ آپ کا رنگ ایسا تھا کہ جس سے زیادہ حسین رنگ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ گویا

حسن نمکین والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نور وحدت کا ''ٹکڑا'' ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اَفْلَجُ الثَّنِيَّتَيْنِ ۔ یعنی آپ کے سامنے کے دانتوں میں قدرے کشادگی تھی بالکل جڑے ہوئے نہ تھے۔ اِذَا تَكَلَّمَ رُءِيَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ ۔ جب آپ گفتگو فرماتے تو اس کشادگی سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک صرف معنوی نہیں تھا بلکہ حسی بھی تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کی نورانیت کے جامع ہیں۔ چاہے وہ ایمان کا نور ہو یا اسلام کا یا عرفان کا یا علم و ہدایت کا۔ اس پر بہت ساری احادیث دیگر کتب سے بھی پیش کی جا سکتی ہیں۔ پہلے شمائل ترمذی کی ہی چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے ماموں ربیب ہند بن ابی ہالہ سے سوال کیا جو کہ حضور علیہ السلام کے بہترین وصاف تھے کہ حضور علیہ السلام کا حلیہ مبارک کیسا تھا اور میرا دل چاہتا تھا کہ وہ حضور علیہ السلام کا حلیہ مبارک بیان کریں اور میں اس سے پوری طرح متعارف ہو جاؤں تو انہوں نے فرمایا۔

چہرۂ انور چودھویں کا چاند

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُّفَخَّمًا يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

حضور علیہ السلام عظیم الشان و معظم و معزز تھے۔ آپ کا چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ (اس روایت میں آگے چل کر فرماتے ہیں:) لَهٗ نُوْرٌ

يَعْلُوْهُ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک آپ پہ چھایا رہتا۔ (ص ۲)

جس کے جلوے زمانے میں چھانے لگے
جس کی ضو سے اندھیرے ٹھکانے لگے
جس سے ظلمت کدے نور پانے لگے
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

اس حدیث کی شرح میں علامہ شیخ ابراہیم بیجوری لکھتے ہیں: ومعنى يتلالؤ يضيء ويشرق كاللؤلؤ وقوله تلألؤا لقمر ليلة البدر اى مثل تلألؤ ليلة البدر ۔ (شرح شمائل مطبوعہ مصر ص ۲۳)

تلالؤ کا معنی روشن ہونا اور چمکنا ہے۔ جیسے موتی چمکتا ہے اور تلالؤ القمر لیلۃ البدر کا معنی یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کا چہرۂ انور اس طرح چمکتا تھا جیسے چودھویں رات میں چاند چمکتا ہے۔

نہ آیا آنکھ سے جب تو نظر تو دل سے پہچانا
تیری پہچان مشکل تھی بڑی مشکل سے پہچانا
کسی کی آنکھ روشن ہے کسی کا دل منور ہے
کسی نے آنکھ سے دیکھا کسی نے دل سے پہچانا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو شمائل میں پہلے نمبر پر گزر چکی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں۔ فهو عندى احسن من القمر ۔ اس کی شرح میں شیخ ابراہیم شرح شمائل میں فرماتے ہیں۔ ''ایک روایت میں عندی کی بجائے عینی کا لفظ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ صرف میرے نزدیک ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اور فی الواقع حضور علیہ السلام چاند سے زیادہ حسین تھے۔

جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت جس میں افلج الثنیتین کے الفاظ ہیں اس

Scanned with CamScanner

کے تحت یہی علامہ ابراہیم مواہب اللدنیہ شرح شمائل محمدیہ ص ۳۴ پہ لکھتے ہیں۔

ای روی له صفاء یلمع کالنور یخرج من بین ثنایاہ ویحتمل ان یکون الکاف زائدة للتفخیم ویکون الخارج حینئذ نورا حسیا معجزة له صلی اللّٰه علیه وسلم

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نور کی طرح صاف وشفاف چیز چمکتی ہوئی دیکھی جاتی تھی جو حضور علیہ السلام کے نورانی دانتوں کے درمیان سے نکلتی تھی اور یہ بھی احتمال ہے کہ ''کالنور'' میں کاف زائدہ برائے تفخیم ہو اس تقدیر پہ نور حسّی ہوگا جو کہ دندان مبارک سے بطور معجزہ چمکتا تھا۔

چہرے کی چمک سبحان اللہ

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ حضور علیہ السلام مسرور ہو کر میرے پاس تشریف لائے۔ تبرق اساریر وجهه۔ پیشانی اقدس کے خطوط چمک رہے تھے۔ (ج ۱ ص ۵۰۲)

دوسری جگہ حضرت کعب بن مالک سے ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ وهو یبرق وجهه من السرور ۔ تو چہرۂ انور فرحت و سرور سے چمک رہا تھا۔ (مزید فرماتے ہیں) وکان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا سر استنار وجهه کانه قطعة من القمر۔ حضور علیہ السلام جب خوش ہوتے تو چہرۂ انور یوں چمکتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۲) فتح الباری شرح بخاری اور دیگر شروح بخاری میں ان احادیث سے حضور علیہ السلام کا حسی نور ہی ثابت کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین نے حضور علیہ السلام کے حسی نور ہونے کو ہی آپ کے بے سایہ ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔

اب تو ہیں مشرق و مغرب بھی تجسس میں سخی کی
درکار ہے سب کو تیرے دامن کا سہارا

اس تپتے ہوئے ماحول میں گھبرا کے یہ دنیا
اب ڈھونڈ رہی ہے تیری دیوار کا سایہ

المواہب اللدنیہ علی شمائل المحمدیہ مطبوعہ مصر ص ۳۰ پر شیخ ابراہیم لکھتے ہیں۔

وانما کان صلی اللّٰه علیه وسلم احسن لان ضوءہ یغلب علی ضوء القمر بل وعلی ضوء الشمس ففی روایة لابن المبارک وابن الجوزی لم یکن لی ظل ولم یقم مع شمس قط الاغلب ضوءہ علی ضوء الشمس ولم یقم مع سراج الاغلب ضوءہ علی ضوء السراج۔ انتہی

ترجمہ: اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے زیادہ خوبصورت اس لئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی چاند کی روشنی بلکہ سورج کی روشنی پر بھی غالب رہتی تھی کیونکہ سیدنا ابن مبارک اور علامہ ابن جوزی محدث کی روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورج کے سامنے کبھی کھڑے نہیں ہوتے تھے مگر حضور علیہ السلام کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہو جاتی تھی۔ اسی طرح چراغ کے سامنے بھی حضور علیہ السلام کبھی کھڑے نہیں ہوئے تھے مگر چراغ کی روشنی پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی غالب رہتی تھی۔

آنکھ میں جچتی نہیں ہے اب کوئی بھی روشنی
دیکھ لی میرے تصور نے اک ایسی روشنی
شب کی تاریکی میں ایسا مل گیا ان کا چراغ
بن گئی ہے ساری دنیا روشنی ہی روشنی
ایک پل میں کٹ گیا سات آسمانوں کا سفر
وہ شب معراج اور اس کی نرالی روشنی

Scanned with CamScanner

تو نے تو دونوں جہانوں کو منور کر دیا
میں نے مانگی تھی تیرے در سے ذرا سی روشنی
(شہزاد احمد)

در و دیوار تیرے نور سے اب جگمگاتے ہیں

مواہب اللدنیہ ج۱' ص۱۷۲ پر امام قسطلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے یتلالأ فی الجدر (رواہ البزار) تو حضور علیہ السلام کا نور در و دیوار کو چمکا دیتا تھا۔ امام قسطلانی حدیث کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یشرق نورہ علیھا اشراقا کاشراق الشمس علیھا۔ کہ حضور علیہ السلام کا نور دیواروں پہ ایسے چمکتا تھا جیسے سورج کی روشنی دیواروں پہ چمکتی اور چمکاتی نظر آتی ہے۔

مطالع المسرات میں علامہ ابن سبع سے منقول ہے۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضیء البیت اظلم من نور ۔ تاریک گھر بھی حضور علیہ السلام کے نور سے روشن ہو جاتا تھا۔

خصائص کبریٰ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ میں کپڑا سی رہی تھی کہ ہاتھ سے سوئی گر پڑی۔ چراغ گل ہونے کی وجہ سے اندھیرا تھا' سوئی تلاش کرنے کے باوجود نہ ملی۔ ایسے میں حضور علیہ السلام تشریف لائے تو چہرۂ انور سے ایسا نور نکلا کہ سوئی مل گئی۔ روزن گمشدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں: مانحتاج الی السراج من یوم اخذناہ۔

جس دن ہمارے گھر حضور علیہ السلام تشریف لائے ہمیں چراغ جلانے کی حاجت نہ رہی۔

دیے کی ضرورت نہ مشعل کی حاجت
عجب روشنی تو نے پائی حلیمہ

حضرت سلمان فارسی کا مقدر جاگ اٹھا

کوئی دیکھے تو سہی ان کے غلاموں کا مقدر
ان کی چاہت میں مرے ان کی چاہت میں جیئے

حضرت سلمان فارسی حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں اولاً صدقہ کی کھجوریں لے کر حاضر ہوئے جو آپ نے یہ کہہ کر واپس کر دیں۔ اِرْفَعْهَا فَإِنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ۔ اٹھا لو ان کو ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ دوبارہ حاضر ہوئے تو تحفہ کھجوریں پیش کیں جو آپ نے قبول فرمائیں۔ پھر حضرت سلمان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت انور پہ مہر نبوت دیکھی تو ایمان لے آئے چونکہ یہودی کے غلام تھے اس لیے اس نے اس شرط پہ بیچا کہ کھجوروں کے درخت لگائیں گے اور ان کے پھلدار ہونے تک حفاظت کرنا ہوگی (تاکہ کئی سال ان کی نوکری کرتے رہیں) چنانچہ حضور علیہ السلام نے تمام درخت اپنے ہاتھوں سے لگائے جن پر ایک ہی سال میں پھل لگ گیا۔ ایک درخت حضرت عمر نے لگایا تھا جس پہ پھل نہ لگا چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس کو اکھیڑ کر دوبارہ لگایا تو وہ بھی اسی سال پھلدار ہو گیا اور اس طرح حضرت سلمان کی یہودیوں کی غلامی سے جان چھوٹی اور غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو گئے۔ (ص۳۰)

بہت ہی تیز سہی دشمنوں کی تلواریں
جہاں میں اسم محمد سی کوئی ڈھال نہیں
میرے تھی بس میں کہاں مدحت مصطفیٰ امجد
یہ صرف ان کا کرم ہے میرا کمال نہیں

✧ سر انور اور داڑھی مبارک میں چودہ سے بیس تک سفید بال تھے۔ (ص۳)

✧ حضور علیہ السلام دردِ سر کی وجہ سے کبھی کبھار مہندی لگا لیا کرتے تھے۔ (ص۴)

✧ مردوں کو بھی سیاہ سرمہ لگانے کا حکم دیا گیا۔ (ص۴)

Scanned with CamScanner

یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے

حضرت معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ قبیلہ مزینہ کے ایک گروہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کریں (میں نے دیکھا کہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیض مبارک کھلی تھی یا راوی نے کہا قمیض کا بٹن کھلا ہوا تھا۔ (میں نے موقع کو غنیمت جانا اور) اپنا ہاتھ کرتے کے گریبان میں ڈال کر مہر نبوت کو چھولیا۔ (فَاَدْخَلْتُ یَدِیْ فِیْ جَیْبِ قَمِیْصِہٖ فَمَسَسْتُ الْخَاتَمَ ص۵)

یہ کیسے مقدر ہیں کہ سرکار کا جلوہ
خواہش ہے مگر ابھی تک نہیں دیکھا
جو پھول نہیں آپ کی خوشبو سے معطر
ایسا گل تر میں نے ابھی تک نہیں دیکھا
جب آپ ہمارے ہیں تو دوزخ کا خطرہ
یہ خوف یہ ڈر میں نے ابھی تک نہیں دیکھا
جب اذن حضوری مجھے مل جائے گا جعفر
دیکھوں گا وہ در جو میں نے ابھی تک نہیں دیکھا

حضور علیہ السلام کے قدم کی برکت سے جنت واجب ہوگئی

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دو زرہیں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹان پر چڑھنے لگے (تو زخمی ہونے کی وجہ سے) نہ چڑھ سکے۔ چنانچہ آپ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو نیچے بٹھایا (اور ان پہ اپنا قدم انور رکھ کر) اوپر چڑھے۔ یہاں تک کہ چٹان پہ جلوہ گر ہو گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: اَوْجَبَ طَلْحَۃُ۔ طلحہ نے (اپنے لیے جنت کو) واجب کرلیا ہے۔ (ص۸)

اى حقا على ذمتى اوشفاعتى له اولنفسه الجنة بهٰذا القعود تحتى كما هو المتبادر. والاظهر ان يحمل على ايجابه لما عمل فى هٰذا اليوم حتى شلت يده فى دفع الاعداء عنه صلى الله عليه وسلم و جرح ببضع و ثمانين جراحة (حاشیہ) یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے دفاع میں ان کا ہاتھ شل ہوگیا اور اسی سے زیادہ زخم آئے ان کی وجہ سے جنت یا شفاعت واجب ہوئی۔ بہر حال جو بھی توجیہ کیجئے حضور علیہ السلام کی خدمت پر ہی یہ انعام ملا اور آپ کے صدقے سے ہی بلکہ آپ کی رضا کیلئے خدائی نظام میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔

آپ کے واسطے چلی نبض حیات و کائنات
جاری ہوا نظام رب خیرالانام کیلئے
آپ کی ذات کیلئے خالق و خلق کا درود
خم نہ ہو کیوں سر نیاز آپ کے نام کیلئے
کیسی عجیب شب تھی وہ اقصیٰ میں تھی عجب بہار
سارے نبی تھے منتظر اپنے امام کیلئے

تیری صورت سے نہیں ملتی کسی کی صورت

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْھِہٖ (ص۸) میں نے حضور علیہ السلام سے زیادہ خوبصورت کوئی شئی نہیں دیکھی گویا چہرۂ انور میں سورج چلتا (رقص کرتا) ہوا معلوم ہوتا تھا۔

گردش میں کیوں ہے روز ازل سے یہ آسماں
شاید اسے تلاش تیرے نقش پا کی ہے
ہر گل میں بوئے زلف نبی ہے بسی ہوئی
تاروں میں روشنی رخ شمس الضحیٰ کی ہے

Scanned with CamScanner

کس چیز کی کمی ہے اسے کائنات میں
دولت جسے نصیب غمِ مصطفیٰ کی ہے
جینا اسی کا مرنا اسی کا ہے باخدا
جس پر نگاہ لطف شہ انبیاء کی ہے

حدیث کے اگلے حصے میں حضور علیہ السلام کی چال مبارک کا تذکرہ ہے کہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ فِیْ مَشْیِہٖ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰی لَہٗ اِنَّا لَنُجْھِدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّہٗ لَغَیْرُ مُکْتَرِثٍ

میں نے کسی کو بھی آپ سے زیادہ تیز چلتے ہوئے نہ دیکھا یوں لگتا تھا کہ زمین آپ کیلئے سمٹی جارہی ہے۔ ہم (تیز چلنے کیلئے) اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتے تھے اور حضور علیہ السلام بلا تکلف (اتنا تیز) چلتے تھے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''جب آپ چلتے تو یوں معلوم ہوتا گویا کہ بلندی سے اتر رہے ہیں۔ (ایضاً) دوسری روایت بھی حضرت علی سے ہے کہ جب حضور علیہ السلام چلنے کو کسی قدر آگے جھک کر چلتے گویا کہ آپ بلندی سے اتر رہے ہیں۔ (ایضاً)

تیرے انداز بتاتے ہیں کہ خالق کو تیری
سب حسینوں سے پسند آئی ہے صورت تیری

✧ حضور علیہ السلام مسجد میں بغلوں میں ہاتھ دبائے اس قدر عاجزی سے بیٹھے ہوئے تھے کہ صحابیہ (قیلہ بنت مخرمہ) ہیبت اور خوف سے کانپ اٹھیں۔ (ص ۸-۹)

میری آنکھوں میں وہ رہتے ہیں اجالوں کی طرح
میں نے دیکھا ہے انہیں دیکھنے والوں کی طرح

✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک کھجور پیش کی گئی اور میں نے دیکھا کہ آپ بھوک کی وجہ سے اکڑوں بیٹھ کر تناول فرما رہے تھے۔ (ص ۹) یہ کون ہیں ذرا غور کرو وہی ہیں جن کی شان اقدس یہ ہے کہ

آپ سرخیلِ رسل، ختم رسل، خیر رسل
سارے نبیوں کی وکالت اور کر سکتا ہے کون
یہ تو اعلیٰ ظرف وارفع حوصلے کی بات ہے
خون کے پیاسوں پہ رحمت اور کر سکتا ہے کون
جز شفیع روز محشر حضرت حق کے حضور
گناہگاروں کی شفاعت اور کر سکتا ہے کون

✧ صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کے ساتھ مسجد میں بھنا ہوا گوشت تناول کیا۔ (ص ۱۱ سطر ۱)

ایک بکری کی کتنی دستیاں ہوسکتی ہیں؟

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کیلئے ہانڈی پکائی چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بازو کا گوشت پسند تھا، چنانچہ میں نے حضور علیہ السلام کو ایک دستی نکال کر دی تو آپ نے فرمایا: ایک اور دو، میں نے دوسری بھی دی۔ پھر فرمایا اور دو۔ میں نے عرض کیا: حضور! بکری کی کتنی دستیاں ہوتی ہیں؟ (یعنی دو ہی ہوتی ہیں جو میں نے آپ کو پیش کر دی ہیں) اس پر آپ نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْسَکَتَّ لَنَا وَلْتَنِیْ الذِّرَاعَ بَعْدَ ذِرَاعٍ مَا دَعَوْتُ

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تو خاموش رہتا تو جب تک میں تجھ سے طلب کرتا رہتا تو دستیاں نکال نکال کر دیتا رہتا۔

(ص ۱۱)

نور خدا کا حسن و جمال آپ ہی تو ہیں
اس بے مثال رب کی مثال آپ ہی تو ہیں
غم کی شبوں میں صبح خیال آپ ہی تو ہیں
جس سے چھٹے غبار ملال آپ ہی تو ہیں
ہر ایک حدّ عصر و مکاں توڑ کر کبھی!
جس کو ملا خدا کا وصال آپ ہی تو ہیں
بھیجے خدا نے سینکڑوں کامل نبی مگر
اس کی نبوتوں کا کمال آپ ہی تو ہیں
جو ظلمتیں جہاں میں تھیں اپنے عروج پر
ان ظلمتوں کی وجہ زوال آپ ہی تو ہیں
کیوں شہنشاہ کے سامنے پھیلاؤں ہاتھ کو
کرتا ہے وہ بھی جس سے سوال آپ ہی تو ہیں

✦ پشت کے گوشت کی حضور علیہ السلام نے تعریف فرمائی ہے۔

اِنَّ اَطْيَبَ اللَّحْمِ لَحْمُ الظَّهْرِ۔ (ص۱۱)

کھانا تو دیکھو جو کی روٹی

حضرت عبیداللہ بن علی اپنی دادی حضرت سلمٰی سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضرت امام حسنؑ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن جعفر رضی اللہ عنہم ان کے پاس آئے اور کہا: ہمارے لیے وہ کھانا تیار کریں جو حضور علیہ السلام کو پسند تھا اور اسے آپ شوق سے تناول فرماتے تھے۔ حضرت سلمٰی نے کہا: اے میرے بیٹو! آج تم وہ کھانا خوشی سے نہیں کھاؤ گے۔ عرض کیا کیوں نہیں (ضرور کھائیں گے) آپ تیار کریں۔ چنانچہ حضرت سلمٰی نے تھوڑے سے جو لے کر ان کو پیسا اور ہنڈیاں میں ڈال کر پھر ان میں کچھ زیتون کا تیل ملایا اور کچھ سیاہ مرچ مصالحہ کوٹ کر اس میں ڈالے

اور پھر ان کے سامنے رکھ کر فرمایا: هٰذَا مِمَّا كَانَ يُعْجِبُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُحْسِنُ اَكْلَهٗ۔ یہ ہے وہ کھانا جو حضور علیہ السلام پسند فرماتے اور اس کو خوشی سے تناول فرماتے تھے۔ (ص۱۱)

کھانا تو دیکھو جو کی روٹی — ان چھنا آٹا روٹی موٹی
وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا — صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اور اس پہ کھجور رکھ کر فرمایا: هٰذِهٖ اِدَامُ هٰذِهٖ فَاَكَلَ۔ یہ (کھجور) اس (روٹی) کا سالن ہے۔ (ص:۱۲)

طاعت گزار ہے جو رسالت مآب کا — کیا کام اس سے فکر و غم و اضطراب کا
سرکار کے درود سے کایا پلٹ گئی — ورنہ برا تھا حال جہان خراب کا
اللہ نے کیا انہیں نبیوں سے انتخاب — رتبہ بیاں ہو کیا شہ عالی جناب کا
بھجوائی تھیں مدینہ میں کچھ عرضداشتیں — لاہور میں ہوں منتظر ان کے جواب کا
قدموں میں جا کے نذر کروں آنسوؤں کے ہار — ارمان ہے یہی مری چشم پُر آب کا
محشر میں بھی حضور کی درکار ہے نگاہ
ورنہ ہے کس میں حوصلہ عابدؔ حساب کا

(خواجہ عابد نظامی)

ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

حضرت ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں مجھے (میرے چچا) معاذ بن عفراء نے تازہ کھجوروں کا ایک تھال دے کر بھیجا جس کے اوپر روئیں دار خربوزے رکھے ہوئے تھے کیونکہ حضور علیہ السلام کو خربوزہ پسند تھا۔ جب میں یہ تھال لے کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو آپ کے سامنے بحرین سے آیا ہوا مال بہت سارے زیورات

Scanned with CamScanner

کی صورت میں پڑا ہوا تھا۔ فَمَلَأَ یَدَہٗ فَاَعْطَانِیْہِ ۔ پس جتنا زیور (وفی روایہ قالت ذھبا) سونا آپ کے ہاتھ میں آیا' آپ نے مجھے عطا فرمادیا۔ (ص ۱۳)

اے روحِ کائناتِ محبت' سخن نثار — تیرے لئے ازل سے ابد تک کا اقتدار
تیرے نقوشِ پا کی شعاعیں افق افق — ارض و سما کو تھا ترے آنے کا انتظار
سانسوں میں تیرے نام کی خوشبو کا ذائقہ — ہونٹوں پہ ثبت ہے تری نسبت کا افتخار
تو کشتِ آرزو میں مہکتا ہوا گلاب — انسانیت کے نخلِ تمنا کا بھی نکھار
قدموں سے پھر لپٹ کے مناتا میں رتجگے — ہوتا میں تیری راہ گزر کا اگر غبار
کشکولِ جاں میں حرفِ ندامت ہے یا نبی — مشکور ہو نوائے رگِ جاں کا انکسار
تو رحمتِ دوام ہے اے سید البشر — تو قلب کا سکون ہے تو روح کا قرار
اے نورِ اولیں مرے گھر میں کوئی چراغ — تیرہ شبی کے زخم بدن پر ہیں بے شمار
دستِ کرم کا سایہ رہے ہر نفس حضور — گلشن میں مختصر نہ ہو اب عرصۂ بہار
میرے دکھوں کا کوئی مداوا ہو آج بھی — روزِ ابد حریمِ شفاعت کے تاجدار
حکمت کے نور سے بھرے خالی مرا سبو
ہو آشنا حروف تدبر سے گفتگو

(ریاض حسین چودھری)

✧ زمزم شریف کو کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر پینا۔ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہوکر پینا۔ پانی کو دو اور تین سانسوں میں پینا (بیان جواز کے لئے (کبھی) حضور علیہ السلام کھڑے ہوکر بھی پانی پی لیتے۔ باب ماجاء فی صفة شرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ شمائل ترمذی' ص ۱۳-۱۴)

سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ (جو کہ حضور علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے اچھی طرح واقف اور آپ کے اعلیٰ اوصاف تھے) سے حضور

علیہ السلام کی گفتگو کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس طرح بیان فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت غمگین اور متفکر رہتے اور آپ کو (کسی بھی وقت) چین نہیں ہوتا تھا۔ آپ کی خاموشی دراز تھی اور بغیر ضرورت گفتگو نہیں فرماتے تھے۔ آپ کے کلام کی ابتدا اور انتہا منہ بھر کر (واضح) ہوتی تھی اور جامع کلام فرماتے تھے۔ آپ کا کلام مفصل ہوتا (لیکن) نہ ضرورت سے زیادہ اور نہ کم۔ آپ نہ تو سخت طبیعت تھے اور نہ دوسروں کو ذلیل کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر فرماتے۔ اگرچہ تھوڑی ہی ہو۔ آپ کسی نعمت کو برا نہیں سمجھتے تھے۔ کھانے پینے کی چیزوں کی نہ تو برائی کرتے اور نہ تعریف آپ کو دنیا اور اس کا مال و متاع غضبناک نہیں کرتا تھا۔ جب (کہیں) حق بات سے تجاوز کیا جاتا تو کوئی چیز آپ کے غصے کو ٹھنڈا نہ کرسکتی۔ جب تک آپ اس کا انتقام نہ لے لیتے۔ آپ اپنی ذات کے لئے نہ ناراض ہوتے اور نہ انتقام لیتے۔ آپ پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے اور جب خوش ہوتے تو ہاتھ الٹ لیتے۔ جب گفتگو فرماتے تو دائیں ہتھیلی بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے پیٹ پر مارتے۔ جب آپ کو غصہ آتا تو منہ پھیر لیتے اور کنارہ کش ہوجاتے جب آپ خوش ہوتے آنکھ مبارک بند فرمالیتے۔ آپ کی ہنسی عام طور پر مسکراہٹ ہوتی اور اولوں کی طرح سفید اور چمکدار دانت مبارک ظاہر ہوتے۔ (ص ۱۴-۱۵) یہی حدیث قدرے تفصیل کے ساتھ چند صفحات کے بعد سیرت النبی کے نورانی جلوے کے عنوان سے آرہی ہے۔

عکسِ جمالِ سرورِ کونین کے بغیر
روح و دل و نظر کی صفائی ہو کس طرح
محبوبِ کبریا کا درِ پاک چھوڑ کر
اللہ تک کسی کی رسائی ہو کس طرح
قرآں میں جن کی شان بیاں خود خدا کرے
بندے سے ان کی مدح سرائی ہو کس طرح

جب تک دکھائے راہ نہ سیرت حضور کی
بھٹکے ہوؤں کی رہنمائی ہو کس طرح
جب تک پرت پرت میں نہ عشق رسول ہو
دل کی تہوں سے ختم برائی ہو کس طرح
محمود میں ہوں بندۂ محبوب کبریا
غیروں کے در پہ ناصیہ سائی ہو کس طرح

کیا حضور علیہ السلام اشعار پڑھتے تھے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کیا حضور علیہ السلام شعر پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: کَانَ یَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ ابْنِ رَوَاحَۃَ وَیَتَمَثَّلُ لِقَوْلِہٖ وَیَقُوْلُ ۔ آپ ابن رواحہ کے اشعار پڑھا کرتے اور کبھی یہ شعر بھی پڑھتے۔

وَیَاْتِیْکَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَّمْ تُزَوِّدٖ

تیرے پاس وہ شخص خبریں لائے گا جس کو تو نے اجرت نہیں دی۔ (ص۱۶)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام عمرہ کی قضاء کیلئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے آگے آگے حضرت ابن رواحہ یہ (اشعار) پڑھتے جا رہے تھے۔

خَلُّوْا بَنِی الْکُفَّارِ عَنْ سَبِیْلِہٖ   اَلْیَوْمَ نَضْرِبُکُمْ عَلٰی تَنْزِیْلِہٖ
ضَرْبًا یُزِیْلُ الْھَامَ عَنْ مَقِیْلِہٖ   وَیُذْھِلُ الْخَلِیْلَ عَنْ خَلِیْلِہٖ

اے کفار کی اولاد! ہمارے آقا علیہ السلام کی راہ سے ہٹ جاؤ۔ آج ہم قرآن مجید کے حکم کے مطابق تمہیں ایسی مار ماریں گے جو تمہارے سروں کو ان کے مقام سے جدا کر دے گی اور دوست کو دوست سے غافل کر دے گی۔

حضرت عمر نے فرمایا: یَا ابْنَ رَوَاحَۃَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَفِیْ حَرَمِ اللّٰہِ

تَعَالٰی تَقُوْلُ شِعْرًا۔ اے ابن رواحہ کیا حضور علیہ السلام کے سامنے اور حرم شریف کے اندر تو شعر پڑھ رہا ہے؟ اس پہ حضور علیہ السلام نے حضرت عمر سے فرمایا:

خَلِّ عَنْہُ یَا عُمَرُ فَلَھِیَ اَسْرَعُ فِیْھِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ

اے عمر! اسے اشعار کہنے دو اس کے اشعار کافروں کو تیروں سے بھی زیادہ سخت لگتے ہیں۔ (ص۱۶)

حضور علیہ السلام کا شعری ذوق ہم تفصیل سے ''بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو'' میں بیان کر آئے ہیں۔

شمائل ترمذی کے حوالوں میں زیادہ اشعار دیکھ کر کوئی محسوس کرے تو اس کو یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ اچھے اشعار حضور علیہ السلام نہ صرف پسند فرماتے تھے بلکہ پڑھتے بھی تھے۔ آقا علیہ السلام کے عمل مبارک نے ہمارے لیے یہ راستہ بھی آسان فرما دیا ہے۔

میری صفائی میں آ کر بیان دے آقا
میں بے زبان ہوں مجھ کو زبان دے آقا
مسافتوں کی یہ فٹ پاتھ مار ڈالے گی
غریب شہر ہوں مجھ کو امان دے آقا
مرا حریف بھی قائل ہو میری نیت کا
میری خلوص کو اتنی اٹھان دے آقا
بھٹک رہا ہوں شب تیرگی کے جنگل میں
سحر نواز رتوں کا نشان دے آقا
کوئی تو ہو کہ جو مجھ کو بھی ٹوٹ کر چاہے
کوئی تو ہو کہ جو مجھ پر بھی جان دے آقا

(سلیم شہزاد)

✧ گیارہ عورتوں کی کہانی حضرت عائشہ کی زبانی۔ (ص ۱۷)

✧ اللہ تعالیٰ کا ہر نبی خوبصورت اور خوش آواز ہوتا ہے۔ (ص ۲۱)

✧ اپنی مرحومہ صاحبزادی کو اس صحابی کے ذریعے قبر میں اتارا جس نے گزشتہ رات حقوق زوجیت ادا نہیں کیے تھے۔ (ص ۲۲)

✧ حضور علیہ السلام جو کی روٹی اور کئی دن کی باسی چکنائی کی دعوت بھی قبول فرما لیتے۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی جلوے

حضرت امام حسن اپنے ماموں ہند بن ہالہ سے حضور علیہ السلام کے حلیہ مبارک کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ امام حسن فرماتے ہیں: حضرت ہند نے فرمایا حضور علیہ السلام نہایت ذی شان' معزز تھے۔ يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ۔ آپ کا چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا پھر انہوں نے پوری حدیث بیان فرمائی۔ امام حسن فرماتے ہیں عرصہ دراز تک امام حسین سے یہ حدیث میں نے مخفی رکھی پھر جب ایک دفعہ بیان کی تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے ہی یہ حدیث (اپنے ماموں ہند سے) سن چکے ہیں اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے والد ماجد (حضرت علی المرتضیٰ) سے حضور علیہ السلام کے گھر تشریف لانے' باہر جانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طور طریقوں کے بارے میں پوچھ لیا ہے اور کوئی بات بھی بلا تحقیق نہیں چھوڑی۔

حضور علیہ السلام کی گھریلو مصروفیات

چنانچہ امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے والد سے حضور علیہ السلام کی گھریلو مصروفیات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جب حضور علیہ السلام گھر تشریف لاتے تو اپنے گھریلو اوقات کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ ایک

حصہ اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کیلئے۔ ایک حصہ گھر والوں کے (حقوق کی ادائیگی کیلئے) اور ایک حصہ اپنی ذات کیلئے پھر اپنا حصہ اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرماتے اور (اپنی تعلیمات و فیوضات) خاص صحابہ کرام کے ذریعے عام لوگوں تک پہنچاتے اور ان سے کوئی چیز روک کر نہ رکھتے۔ امت کے حصے (وقت) میں آپ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ علم وعمل والوں کو (گھر میں آنے کی) اجازت عطا فرماتے اور ان کی دینی فضیلت کے اعتبار سے ان پر وقت تقسیم فرماتے۔ ان میں سے کسی کی ایک ضرورت ہوتی' کوئی دو ضرورتوں والا ہوتا اور کسی کی بہت سی حاجتیں ہوتیں۔ آپ ان (کی ضروریات) میں مشغول ہوتے اور ان کو ان کی اپنی اور باقی امت کی اصلاح سے متعلق کاموں میں مشغول رکھتے۔ ان سے ان کے مسائل کے بارے میں پوچھتے اور ان کے مناسب حال ہدایات فرماتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے' حاضر کو غائب تک (سنے ہوئے مسائل) پہنچانے چاہئیں اور میرے پاس ایسے آدمی کی ضرورت بھی پہنچایا کرو جو خود نہیں پہنچا سکتا کیونکہ جو شخص ایسے آدمی کی حاجات' کسی صاحب اختیار کے پاس پہنچاتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ثابت قدم رکھے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی ہی ضروریات کا ذکر کیا جاتا تھا۔ آپ اس کے خلاف (یعنی فضول بات) قبول نہیں فرماتے تھے۔ لوگ آپ کے پاس (علم و فضل) کی چاہت لے کر آتے اور جب واپس جاتے تو (علم وفضل کے علاوہ) کھانا وغیرہ بھی کھا کر جاتے اور بھلائی کے رہنما بن کر جاتے۔

حضور علیہ السلام کی بیرونی مصروفیات

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے (اپنے والد ماجد سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر تشریف لے جانے (کی کیفیت) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک کو صرف بامقصد کلام کیلئے استعمال فرماتے۔ صحابہ کرام کو باہم محبت سکھاتے اور ان کو جدا نہ

Scanned with CamScanner

ہونے دیتے۔ آپ ہر قوم کے معزز آدمی کی عزت کرتے اور اسے ان پر حاکم مقرر کرتے۔ لوگوں کو (عذاب الٰہی سے) ڈراتے اور ان سے اپنی حفاظت فرماتے لیکن اس کے باوجود ہر ایک سے خندہ روئی اور خوش اخلاقی سے پیش آتے۔ اپنے صحابہ کرام کے حالات دریافت کرتے اور لوگوں کے حالات بھی معلوم فرماتے رہتے۔ آپ اچھے کو اچھا سمجھتے اور اس کی تائید فرماتے، برے کو برا سمجھتے اور اسے ذلیل وکمزور کرتے۔ آپ ہمیشہ میانہ روی اختیار فرماتے اور (صحابہ کرام سے) بے خبر نہ رہتے کہ کہیں وہ غافل یا سست نہ ہو جائیں۔ آپ کے پاس ہر حالت کیلئے مکمل سامان ہوتا۔ آپ نہ تو حق سے قاصر رہتے اور نہ آگے بڑھتے (یعنی حق پر رہتے) لوگوں میں سے بہترین افراد آپ کے ہم نشین ہوتے۔ جو لوگوں کا زیادہ خیر خواہ ہوتا وہ آپ کے نزدیک افضل ہوتا اور جو شخص لوگوں پر زیادہ احسان کرتا اور ان سے اچھا برتاؤ کرتا آپ کے نزدیک وہ بڑے مرتبے والا ہوتا۔

حضور علیہ السلام کی مجلس کا حال

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے ان سے (اپنے والد ماجد سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے جب آپ کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی تشریف رکھتے اور اسی بات کا حکم بھی فرماتے۔ ہر بیٹھنے والے کو اس کا حق دیتے (یعنی سب سے برابر پیش آتے) کوئی بیٹھنے والا یہ نہ سمجھتا کہ اس سے کوئی زیادہ باعزت ہے۔ جب کوئی شخص آپ کے پاس بیٹھتا یا آپ سے گفتگو کرتا تو جب تک وہ خود نہ چلا جاتا آپ اس کے پاس بیٹھے رہتے اور جو آپ کے سامنے اپنی ضرورت پیش کرتا آپ اس کی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب دیدیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش مزاجی اور حسن اخلاق عام تھا۔ چنانچہ آپ لوگوں کیلئے باپ کی طرح تھے اور تمام لوگوں کے حقوق آپ کے نزدیک

برابر تھے۔ آپ کی مبارک مجلس، بردباری، حیا، صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی نہ تو وہاں آوازیں بلند ہوتیں اور نہ ہی (معزز لوگوں کی) عزتوں پر عیب لگایا جاتا۔ اس مجلس مبارک کی غلطیاں (اگر کسی سے صادر ہو جاتیں) پھیلائی نہیں جاتی تھیں۔ اہل مجلس آپس میں برابر ہوتے تھے۔ (ایک دوسرے پر فخر نہیں کرتے تھے) صرف تقویٰ کی وجہ سے ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے تھے۔ اہل مجلس عاجزی کرتے، بڑوں کی عزت کرتے اور چھوٹوں پر رحم کرتے، حاجتمندوں کو ترجیح دیتے اور مسافر (کے حقوق) کا خیال رکھتے۔ (ص ۲۲)

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

صحابہ کرام حضور علیہ السلام کی زیارت سے اپنی بھوک کا علاج کر لیتے

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جب بھوک ستاتی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے۔ چنانچہ شمائل ترمذی کی ایک حدیث میں ہے جو کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام ایک دن ایسے وقت میں گھر سے باہر تشریف لائے کہ جس وقت نہ تو آپ گھر سے باہر تشریف لاتے اور نہ ہی آپ سے اس وقت کوئی ملاقات کرتا تھا۔ اسی اثناء میں ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی حاضر ہوئے اور حضور علیہ السلام نے ان کے آنے کا سبب پوچھا تو حضرت صدیق نے عرض کیا: خرجت القی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانظر فی وجھہ والتسلیم علیہ۔ میں تو ملاقات کیلئے حاضر ہوا ہوں اور اس لئے کہ آپ کی زیارت کروں اور سلام عرض کروں جبکہ حضرت عمر نے صاف صاف عرض کر دیا۔ الجوع یارسول اللہ۔ حضور مجھے بھوک نے ستایا ہے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں۔ چنانچہ تینوں حضرات حضرت ابوالہیثم بن تیہان انصاری کے گھر تشریف لے گئے اور انہوں نے میزبانی کا شرف حاصل کیا۔ (ص ۲۵) اس حدیث پر حاشیہ میں لکھا ہے۔

Scanned with CamScanner

لعل عمر جاء ليتسلي بالنظر في وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم كما كان اهل مصر في زمن يوسف عليه السلام ہو سکتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے چہرۂ انور کی زیارت کر کے اپنے دل کو سکون یعنی بھوک کا علاج کرنے کیلئے حاضر ہوئے ہوں جس طرح کہ مصر میں قحط کے دوران لوگ یوسف علیہ السلام کی زیارت کر کے اپنی بھوک کا علاج کرتے تھے۔ کسی نے خوب کہا:

تیں مہینے رجی خلقت ویکھ یوسف کنعانی
جہاں نبی محمد ڈٹھا رج گئے دوئیں جہانی

میں تھا کیا مجھے کیا بنا دیا

حضرت عتبہ بن عزوان فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے دور میں ہمارے (جو سب سے پہلے سات مسلمان ہوئے) پاس کھانے کو صرف درختوں کے پتے ہوتے تھے جو کھا کر ہمارے منہ اندر سے زخمی ہو گئے اور مجھے ایک (گری پڑی) چادر ملی جسے میں نے اپنے اور حضرت سعد کے درمیان تقسیم کر دیا۔ فَمَا مِنَّا مِنْ اُولٰٓئِكَ السَّبْعَةِ اَحَدٌ اِلَّا وَهُوَ اَمِيْرُ مِصْرٍ مِّنَ الْاَمْصَارِ ۔ اب ہم ساتوں میں سے ہر ایک کسی نہ کسی شہر کا حاکم ہے۔ (ص ۲۵-۲۶)

بوریا ممنون خواب راحتش
تاج کسری زیر پائے امتش

✧ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر نے اپنا منہ حضور علیہ السلام کی دونوں آنکھوں کے درمیان رکھا اور اپنا ہاتھ آپ کی دونوں کلائیوں کے درمیان رکھ کر عرض کیا۔ وَانَبِيَّاهُ وَاصَفِيَّاهُ وَاخَلِيْلَاهُ۔ ہائے نبی، ہائے برگزیدہ، ہائے پیارے۔ (ص ۲۷، س ۲)

✧ مرض الموت اور وصال پاک کا واقعہ (ص ۲۷)

بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں سے جس کے دو فرط (نابالغ بچے جو مر جائیں اور والدین صبر کریں) ہوں تو اسے (والد، والدہ) کو ان کے سبب اللہ تعالیٰ جنت عطا فرما دے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: جس کا ایک ہی نابالغ بچہ فوت ہو گیا ہو (اس کا کیا حکم ہے) فرمایا: ہاں اے نیکی کی توفیق دی گئی (عائشہ وہ بھی اس کے سبب جنت میں جائے گا) عرض کیا: فَمَنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ فَرَطٌ مِّنْ اُمَّتِكَ۔ جس کا کوئی بھی نہ ہو اس کا کیا بنے گا؟ فرمایا: فَاَنَا فَرَطٌ لِّاُمَّتِيْ جس کا کوئی نہ ہوگا اس کیلئے میں جو ہوں۔ لَنْ يُّصَابُوْا بِمِثْلِيْ ۔ اولاد کی جدائی سے والدین کو اتنی تکلیف کب پہنچتی ہے جتنی میری رحلت سے میری امت کو پہنچی یا والدین دوزخ میں جائیں تو اولاد کو اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنی امتی کے دوزخ میں جانے سے مجھے ہوگی۔ لہٰذا میں اس کی بخشش کا سامان کروں گا۔ (ص ۲۷)

خدائے جہاں کا ہے پیارا محمدؐ ہے دونوں جہاں کا دلارا محمد
خداوند عالم نے سب انبیاء سے کیا رتبہ اعلیٰ تمہارا محمد
بنا کر تمہیں اپنا محبوب حق نے کیا اپنا سب کچھ تمہارا محمد
تم آزردہ خاطر کس امر میں ہو، نہیں یہ خدا کو گوارا محمد
بروز قیامت بوقت شفاعت، ہر اک منہ تکے گا تمہارا محمد
چھٹا قید رنج و الم سے وہ فوراً، لیا نام جس نے تمہارا محمد
نہ کیوں لو لگائیں رہیں اس سے بیکس، کہ ہے بیکسوں کا سہارا محمد
بلا لو مجھے اپنے در پہ خدا را، کہاں تک پھروں مارا مارا محمد
دم نزع بئس القرین سے بچانا، میرا دین و ایمان خدارا محمد
کرے فکر محشر بلا میری فائقؔ، مددگار ہے میرا پیارا محمد

(صلی اللہ علیہ وسلم)

✧ حضور علیہ السلام نے (بوقت وصال)، صرف ہتھیار، خچر اور کچھ زمین چھوڑی۔ جَعَلَهَا صَدَقَةً۔ جسے آپ نے صدقہ کر دیا۔ (ص ۲۷، باب ما جاء فی میراث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

✧ حضرت عمر نے حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھا کہ کیا حضور علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا: لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ۔ ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں صدقہ ہوتا ہے۔ (جو ہمارے لیے حلال نہیں ہے) دونوں حضرات نے تصدیق کرتے ہوئے کہا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ۔ ہاں بالکل حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ (ص ۲۸)

حبیب خدا کا نظارہ کروں میں

✧ حضور علیہ السلام کی داڑھی مبارک سینے کو پر کرنے والی تھی۔ ایک شخص نے خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت کی اور جو حلیہ بیان کیا اس میں ایک جملہ یہ بھی تھا۔ حضرت ابن عباس نے تصدیق کرتے ہوئے فرمایا: لَوْ رَاَيْتَهٗ فِي الْيَقْظَةِ مَا اسْتَطَعْتَ اَنْ تَنْعَتَهٗ فَوْقَ هٰذَا۔ اگر تو بیداری میں حضور علیہ السلام کو دیکھتا تو ان صفات سے زیادہ نہ بیان کر سکتا یعنی تو نے حضور علیہ السلام ہی کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ کے اس فرمان کی تائید ہوگئی کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت نہیں اپنا سکتا اور آپ کا فرمان: مَنْ رَّاٰنِيْ يَعْنِيْ فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔ مزید فرمایا: فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ لَا يَتَخَيَّلُ بِيْ۔ شیطان میری مثل بن ہی نہیں سکتا یا شیطان کو میری مثل بننے کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ میں حضور ﷺ کی مثل بنوں۔ کتنی جسارت ہے ان لوگوں کی جو روزانہ اپنی تقریروں میں بانگ دہل، علی رؤس الاشہاد حضور علیہ السلام کی مثل ہونے کا برملا اعلان کرتے پھر رہے ہیں۔ ان

کے منہ سے اس طرح کی باتیں سن کر شیطان کتنا خوش ہوتا ہوگا اور ان پہ رشک کرتا ہوگا کہ شاباش جو کچھ بننے کا میں سوچ بھی نہیں سکتا تم کتنی دلیری سے وہ کچھ بننے کی باتیں کر رہے ہو۔ احمقو! جس کا نبیوں میں کوئی مثل نہیں ہے بھلا تم ان کی مثل ہونے کی بات کرتے ہو تم سے بڑا شیطان کون ہو سکتا ہے۔ (ص ۲۸)

محمد حبیب خدا بن کے آئے، وہ نبیوں میں سب سے سوا بن کے آئے
چمک جس کی پڑتی ہے ہر آئینہ پر، وہ دنیا میں شمس الضحیٰ بن کے آئے
بھلا ان کی توصیف کیا کوئی لکھے، وہ سرتاپا معجزہ بن کے آئے
ہوئی ظلمت کفر کافور دم میں، جہاں میں جو نور خدا بن کے آئے
بندھایا شفاعت کا سہرا خدا نے، جو دولہا حبیب خدا بن کے آئے
کہیں ڈوب سکتی ہے کشتی امت، رسول خدا ناخدا بن کے آئے
ہلالی وہ دران کا دارالشفاء ہے، کہ ہر درد دل کی دوا بن کے آئے

دین کو دینداروں سے حاصل کرو

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: هٰذَا الْحَدِيْثُ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ۔ یہ احادیث مبارکہ دین ہیں۔ پس تم دیکھو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔ (ص ۲۸) یعنی حدیث کا علم حاصل کرنے کیلئے صرف یہ نہ دیکھا جائے کہ فلاں شیخ الحدیث ہے۔ لہٰذا اس سے حدیث پڑھو۔ شیخ الحدیث ہو لیکن حدیث والے کی محبت بھی دل میں رکھتا ہو اور دین دار و دیانت دار و صحیح العقیدہ ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو سارا سفر بے کار ہو جائے۔

صرف علم کا ہونا ہی کافی نہیں ہے کئی ایسے بھی علم والے ہوتے ہیں کہ خود ان کا علم ان کی گمراہی کا سبب بن جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: واضله الله علی علم۔ اللہ نے اس کے علم کی وجہ سے اس کو گمراہ کر دیا۔ کیا مرزا قادیانی عالم نہیں تھا اور کیا بڑے بڑے حکیم الامت اور قاسم العلوم والخیرات کے القابات سے ملقب ہونے

والے عالم نہیں تھے؟ ہاں ایک اعتبار سے نہیں تھے کیونکہ علمے کہ راہ حق نہ نماید جہالت است۔ ایسوں کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو گئے تو یہی کچھ ہوگا کہ...... ہم تو ڈوبے ہیں صنم تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے...... علم سیکھو تو ایسوں سے سیکھو جو عالم بھی ہوں اور ساتھ ساتھ ان کا یہ بھی وظیفہ ہو کہ

نہ کیونکر نام لوں آقا تمہارا یارسول اللہ؛ خدا نے جبکہ خود تم کو پکارا یارسول اللہ
خدا پوچھے گا جب اسدن تم اپنے امتی لاؤ؛ ہماری طرف بھی کرنا اشارا یارسول اللہ
تمہارے نام کا تکیہ دونوں جہاں میں ہے؛ تمہاری ذات اقدس کا سہارا یارسول اللہ
اندھیری گور میں روشن تمہارے نور انور کا؛ ہمارے سامنے چمکے ستارا یارسول اللہ
نہیں پہنچا ہوں منزل تک پھرا ہوں راہ گم گشتہ؛ میں آیا دور سے منزل کا مارا یارسول اللہ
قدِ رعنا رخ روشن ہمہ تن نور محبوبی؛ خدا نے ہاتھ سے اپنے سنوارا! یارسول اللہ

ترمذی شریف اور فقہی مذاہب

چونکہ امام ترمذی نے اپنی کتاب میں تقریباً احکام کی ہر حدیث کے تحت مختلف فقہی مسالک بڑے اہتمام سے بیان فرمائے ہیں۔ لہٰذا مناسب ہوگا کہ ائمہ احناف نے کتاب وسنت اور اجماع امت کے فقہی احکام، شرعی قوانین اور مجموعۂ قضایا وفتاویٰ کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد ان کی روشنی میں جو فقہی اصول منضبط فرمائے ہیں جنہیں وہ ضوابط کلیہ کے طور پر احکام کی تخریج میں استعمال فرماتے ہیں ان میں سے کچھ کا ذکر کر دیا جائے چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''الاشباہ والنظائر اور دیگر کتب سے کچھ قواعد کو بیان کیا جارہا ہے (یاد رہے کہ الاشباہ والنظائر نام کی چار کتابیں ہیں)

۱- زین العابدین ابراہیم بن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) کی یہ حنفی ہیں۔

۲- صدرالدین محمد بن عمر بن وکیل ابی عبداللہ (متوفی ۷۱۶ھ) کی۔

۳- تاج الدین عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی سبکی (متوفی ۷۷۱ھ) کی۔

۴- الاشباہ والنظائر فی قواعد وفروع الشافعیۃ یہ امام جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کی ہے اور یہ تینوں شوافع کی ہیں۔ تاکہ صاحبان علم ودانش اور اصحاب فکرونظر اور قارئین کرام ائمہ احناف کی قانونی بصیرتوں، فکرونظر کی وسعتوں اور تمدن و معاشرت اور انسانیت کے طبعی حالات وضروریات پر ان کے گہرے اور وسیع مطالعہ کا اندازہ لگا سکیں لیکن اس سے پہلے فقہ کی تعریف، بنیاد، ضرورت، تاریخ، فقہی ادوار وفقہاء کرام، فقہ اسلامی کے ماخذ، قرآن وسنت اور قیاس واجماع امت کے بارے میں

Scanned with CamScanner

ایک نہایت ہی مفید و معلوماتی مضمون سپرد قلم کررہے ہیں جو کہ محقق دوراں علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ نے ترتیب دیا ہے۔

ایک بنیادی اور ضروری بحث

یاد رہے کہ قاعدہ اور ضابطہ دونوں عربی زبان کے الفاظ ہیں اور اس لحاظ سے تو مترادف ہیں کہ ہر دو کے تحت فقہی احکام درج ہوتے ہیں لیکن فقہاء کرام نے ان میں ایک باریک سا فرق یہ بیان فرمایا ہے کہ قاعدہ وہ ہے جس کے تحت مختلف ابواب کی فروعات درج ہوتی ہیں جبکہ ضابطہ کے تحت صرف ایک باب کی فروعات درج ہوتی ہیں۔ گویا قاعدہ عام ہوا اور ضابطہ خاص اور ان میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت پائی جاتی ہے۔ مثلاً قاعدہ ہے کہ ''یقین شک سے زائل نہیں ہوتا'' تو اس کا اطلاق فقہ کے متعدد ابواب (طہارت، صلوٰۃ، زکوٰۃ، روزہ، حج اور نکاح وطلاق وغیرہ) پر ہوگا اور ضابطہ کی مثال یہ ہے کہ امام مالک کے نزدیک ہر وہ چیز جس کا نماز کے سجدہ میں اعتبار کیا جاتا ہے اس کا سجدۂ تلاوت میں بھی اعتبار کیا جائے گا تو یہ صرف ایک ہی باب (صلوٰۃ) کے ساتھ خاص ہوگا۔

قاعدہ اور نظریہ میں فرق

اسی طرح نظریہ اور قاعدہ میں بھی فرق ہے کہ نظریہ فقہیہ بذات خود کسی حکم فقہی کو شامل نہیں ہوتا جیسے نظریہ ملک، نسخ یا بطلان وغیرہ جبکہ قاعدہ فقہیہ بذات خود حکم فقہی پر دلالت کرتا ہے۔ بعدازاں یہ حکم اپنے تحت آنے والی تمام فروعات کو شامل ہو جاتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ قاعدہ فقہیہ ارکان وشرائط پہ مشتمل نہیں ہوتا جبکہ نظریہ فقہیہ کیلئے ان کا وجود ضروری ہے۔ پھر قواعد فقہیہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) متفقہ، جن پر مذاہب اربعہ یا ایک مذہب کے تمام محققین کا اتفاق ہو بجز بعض قواعد کے تحت چند استثنائی صورتوں کے اور ان میں صیغہ استفہام مذکور نہ ہو۔ (۲) مختلفہ جن میں صیغہ

استفہام یا ایسا قرینہ مذکور ہو جو ائمہ اربعہ یا ایک مذہب کے محققین کے مابین ان کے مختلف فیہا ہونے کی دلیل ہو اور پھر ان کے تحت بیان ہونیوالے مسائل فرعیہ میں اختلاف ظاہر ہو پہلی قسم کے قواعد کو امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے القواعد الکلیہ میں، ابوسعید الخادمی نے مجامع الحقائق میں اور ابن الہادی نے مغنی ذوالاضحام میں بیان کیا ہے جبکہ قواعد مختلفہ کو ابن رشد نے بدایۃ المجتہد میں اور ابن الحاجب نے المختصر الفقہی میں درج فرمایا ہے۔ قواعد فقہیہ کو معلوم کرنے کے فوائد میں سے یہ ہے کہ انسان میں فقہی ملکہ پیدا ہوتا ہے۔ مقاصد شریعت اور اس کے اسرار و رموز کا ادراک ہوتا ہے اور فقہی مسائل کی وہ فروعات و جزئیات جو مختلف کتب اور متعدد ابواب میں بکھری ہوتی ہیں جن کو علیحدہ علیحدہ یاد کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ان قواعد کے ذریعے آسانی کے ساتھ ذہن نشین ہو جاتی ہیں۔ قواعد فقہیہ کا ماخذ کبھی قرآن ہوتا ہے جیسے ان مع العسر یسرا ۔ یرید اللّٰہ بکم الیسر اور اس طرح کی دیگر آیات سے مشہور قاعدہ المشقۃ تجلب التیسر (مشقت آسانی لاتی ہے) حاصل کیا گیا ہے۔ کبھی اس کا ماخذ حدیث ہوتی ہے جیسا کہ الامور بمقاصدھا کا ماخذ حضور علیہ السلام کا مشہور فرمان ہے۔ انما الاعمال بالنیات ۔ اور کبھی ان قواعد کا ماخذ ایسے فقہی مسائل کا مجموعہ ہوتا ہے جو کسی قرینہ کی بنا پر جمع ہوں۔

فقہی مسئلہ کا علم نحو سے جواب

ایک دفعہ نحو کے مشہور امام، امام کسائی نے امام محمد بن حسن شیبانی سے کہا مجھ سے کسی فقہ کے مسئلہ کا سوال کیا جائے تو میں اس کا جواب نحو کے قواعد سے دے سکتا ہوں۔ چنانچہ امام محمد نے کہا ایک شخص نماز میں سجدہ سہو کے اندر بھول گیا تو کیا وہ دوبارہ سجدہ سہو کرے گا تو انہوں نے کہا نہیں اور دلیل نحو کے قانون سے دی۔ لِاَنَّ الْمُصَغَّرَ لَا یُصَغَّرُ ۔ کیونکہ مصغر کو دوبارہ مصغر نہیں بنایا جا سکتا۔ اس تمہید کے بعد قاعدہ کی تعریف ملاحظہ فرمائیں۔ اس کی لغوی تعریف یہ ہے کہ قاعدہ اساس و بنیاد کو کہتے ہیں

Scanned with CamScanner

جیسے کہا جاتا ہے: قواعد البیت ۔ گھر کی بنیادیں قرآن پاک میں ہے: واذیرفع ابراھیم القواعد من البیت ۔ اصطلاحی تعریف یہ ہے: الامر الکلی الذی ینطبق علیه جزئیات یفھم احکامھا منھا ۔ الاشباہ والنظائر للسبکی ۔ قاعدہ وہ امر کلی ہے جس پر جزئیات منطبق ہوتی ہوں اور ان جزئیات کے احکام اس سے سمجھے جاتے ہیں۔ مختصر قواعد العلائی میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے ۔ حکم کلی ینطبق علی جمیع جزئیاته لتتعرف احکامھا منه ۔ ایسا حکم کلی جو اپنی تمام جزئیات پہ منطبق ہوتا ہوتا کہ ان کے احکام اس سے پہچانے جائیں ۔ یہ تو مطلقاً قاعدہ کی تعریف ہے جبکہ قاعدہ فقہیہ کی تعریف یہ ہے:

حکم اغلبی یتعرف منه حکم الجزئیات الفقھیة مباشرة.
(القواعد ابوعبداللہ محمد بن احمد المقری ۱۰۷)

قاعدہ فقہیہ وہ اغلبی حکم ہے جس سے جزئیات فقہیہ کے احکام بلا واسطہ پہچانے جاتے ہیں۔ (اب ہم ایک سو پچیس قواعد فقہیہ کو بیان کرتے ہیں)

فقہ حنفی کے ایک سو پچیس
اساسی قواعد

ثواب کا دارومدار نیت پر ہے

بخاری شریف کی مشہور حدیث انما الاعمال بالنیات سے فقہاء کرام نے یہ قاعدہ اخذ فرمایا ہے: لَا ثَوَابَ اِلَّا بِالنِّیَّةِ ۔ عبادت کو عادت سے نیت کے ذریعے ہی ممتاز کیا جاتا ہے۔ لہٰذا عبادات کے صحیح ہونے کیلئے اور ان کا ثواب حاصل کرنے کیلئے نیت کو بنیادی شرط قرار دیا گیا۔ مثلاً نماز کے صحیح ہونے اور اس کا ثواب پانے کیلئے ضروری ہے کہ جہاں اس کے فرض، واجب، سنت یا نفل ہونے کی نیت کی جائے وہاں

باجماعت پڑھ رہے ہیں تو امامت واقتدار کی نیت بھی ضروری ہے اور یاد رہے کہ نیت دل کے ارادے کا نام ہے جیسا کہ مرقات میں ہے توجه القلب نحو الفعل ابتغاء لوجه الله ۔ (ج ۱، ص ۴۰) س قاموس میں ہے: نوی الشیء ۔ اس نے کسی شئ کا ارادہ کیا۔ بیضاوی میں نیت کی تعریف یہ کی گئی ہے: الارادة المتوجھة نحو الفعل ابتغاء لوجه الله تعالیٰ وامتثالا لحکمه ۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو پانے کیلئے اور اس کے حکم پہ عمل کرنے کیلئے کسی کام کی طرف متوجہ ہونے کا ارادہ کرنا نیت کہلاتا ہے۔ تلویح کی عبارت کا بھی تقریباً یہی مفہوم ہے۔ قصد الطاعة والتقرب الی الله تعالیٰ فی ایجاد الفعل ۔ قاموس کی تعریف لغوی ہے اور مرقات، بیضاوی اور تلویح کی تعریف شرعی ہے۔

یہ قانون بہت سے فقہی مسائل کی بنیاد ہے مثلاً جو شخص زکوٰۃ دینے سے انکار کر دے اور اس سے جبراً زکوٰۃ وصول کی جائے (جو کہ نہیں کرنی چاہئے) تاہم چونکہ اس کی رضا کے بغیر وصول کی گئی ہے لہٰذا زکوٰۃ ادا نہ ہوگی (محیط) کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت نیت کا ہونا شرط ہے (حاشیہ کنز) یہی حال تمام عبارات کا ہے بلکہ عبادات کی طرح قربانی کا جانور خریدتے وقت اس کی نیت کرنا، جہاد کے وقت اعلائے کلمۃ الحق کا ارادہ کرنا اور وصیت و وقف وغیرہ میں قربت کا ارادہ کرنا ثواب کے حصول کے لئے ضروری ہے۔ نکاح کرنا اگرچہ سنت موکدہ ہے مگر غلبہ شہوت کی صورت میں واجب ہے۔ الاشباہ والنظائر میں اس بارے میں احناف کا موقف یوں بیان کیا گیا ہے: انه اقرب الی العبادات حتی ان الاشتغال به افضل من التخلی لمحض العبادة (ص ۲۳) اور اس میں نیت یہی ہوگی کہ پاکدامن رہنے کیلئے عورت کی عصمت کی حفاظت اور اولاد کے حصول کا ارادہ (ایضاً)

امور اپنے مقاصد کے تابع ہوتے ہیں

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ من یرد ثواب الدنیا نؤته منها و من

Scanned with CamScanner

یرد ثواب الاخرۃ نؤتہ منھا (ال عمران ۱۴۵) جو دنیا کا مفاد چاہتا ہے تو ہم اس کو اس سے دے دیتے ہیں اور جو آخرت کا فائدہ چاہے تو اسے اس سے نواز دیتے ہیں۔ اس آیت، سورۃ شوریٰ کی آیت ۲۰ اور حدیث انما الاعمال بالنیات سے فقہاء احناف نے یہ قانون اخذ فرمایا ہے۔ الامور بمقاصدھا۔ کہ اعمال کے احکام ان کے مقاصد یعنی نیتوں کے مطابق ہوتے ہیں۔ مثلاً راستے میں گری پڑی چیز کسی نے اس نیت سے اٹھائی کہ اس کے مالک تک پہنچا دے گا تو اس کا یہ عمل جائز بلکہ باعث اجرو ثواب ہے اور اگر ذاتی استعمال کی نیت سے اٹھائی تو اٹھانے والا غاصب و گناہ گار ہوگا اور اس کا یہ عمل باعث عتاب ہوگا۔ الاشباہ والنظائر میں ہے: الکافر اذا تترس بالمسلم فان رماہ مسلم فان قصد قتل المسلم حرم وان قصد قتل الکافر لا۔ میدان حرب میں مسلمانوں کے مدمقابل کافروں نے مسلمانوں کو (جو کہ کافروں کے ملک کے باسی یا قیدی ہیں) بطور ڈھال کھڑا کر دیا اور مسلمان فوج نے کفار کو قتل کرنے کے ارادے سے حملہ کیا تو ان کا یہ اقدام درست ہے اگرچہ بلا قصد مسلمانوں کو بھی نقصان پہنچ جائے۔

شک سے یقین زائل نہیں ہوتا

نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ محسوس کرے اور یہ نہ معلوم ہو سکے کہ پیٹ سے کوئی چیز نکلی ہے یا نہیں تو مسجد سے نہ نکلے (اس ارادے سے کہ شاید میرا وضو ٹوٹ گیا ہے) حتی یسمع صوتا او یجد ریحا۔ یہاں تک کہ آواز سن لے یا بو محسوس کرے۔ (ترمذی، الاشباہ والنظائر) اس حدیث سے فقہاء کرام نے یہ قاعدہ اخذ کیا ہے۔ اَلْیَقِیْنُ لَا یَزُوْلُ بِالشَّکِ۔ شک کی وجہ سے یقین زائل نہیں ہوتا۔ مثلاً کسی نے یقین کے ساتھ نماز مکمل کر لی۔ پھر رکعت چھوٹ جانے کا شک پڑ گیا تو نماز نہ لوٹائی جائے گی۔ اسی طرح کپڑا نجس ہو گیا اور یہ معلوم نہیں کہ نجاست کہاں لگی ہے تو پورا کپڑا دھویا جائے گا یہاں محل نجاست جاننے

کیلئے تحری کی ضرورت نہیں۔ مکمل کپڑا دھونے میں چونکہ طہارت یقینی ہے جس کو محل نجاست کا مشکوک ہونا زائل نہیں کر سکے گا۔

ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں

قرآن مجید میں مردار، خون، خنزیر کا گوشت حرام کیا گیا ہے۔ (البقرہ ۱۷۳) لیکن اگر کوئی بندہ حلال چیز نہ ہونے کی وجہ سے شدید بھوک اور پیاس سے مر رہا ہے تو اس کیلئے جان بچانے کی خاطر ان چیزوں کا استعمال بقدر ضرورت اور بادل نخواستہ حلال قرار دیا گیا ہے اور اس پہ کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ اس سے یہ قاعدہ حاصل ہوا کہ اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ۔ حاجات ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔ مثلاً کسی کے گلے میں لقمہ اٹک گیا اور شراب کے سوا کوئی چیز پانی وغیرہ موجود نہیں ہے تو ایسی حالت میں جان بچانے کیلئے بقدر ضرورت شراب کا استعمال جائز ہو جائے گا۔ اسی طرح کشتی میں ساز و سامان زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کے غرق ہونے کا خطرہ ہے تو اس سے کچھ سامان تلف کر دینا مباح ہے اور تلف کرنے والے پہ ضمان نہ ہوگا۔ لیکن اگر کسی نے دوسرے کو قتل کرنے پہ مجبور کر دیا اور انکار کی صورت میں وہ جانتا ہے کہ یہ مجھے قتل کر دے گا تو اس (مکرہ) کو قتل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ لان مفسدۃ قتل نفسہ اخف من مفسدۃ قتل غیرہ (الاشباہ) کیونکہ اس کا خود قتل ہو جانا دوسرے کو قتل کرنے سے ہلکا ہے۔

جو چیز ضرورۃً مباح کی گئی ہو وہ بقدر ضرورت ہی مباح ہوگی

یعنی وہ چیز جس کا استعمال ضرورت کی بنا پر مباح کیا گیا ہو یعنی حقیقتاً وہ شئی ممنوع ہے مگر اضطراری حالت میں اس کا استعمال مباح ہوا ہے تو اس کی صرف اتنی مقدار ہی مباح ہوگی جتنی ضرورت ہے اور جس سے دفع ضرر ہو جائے۔ ضرورت کے دائرہ سے باہر اسے مباح نہیں سمجھا جائیگا۔ مثلاً حکیم و ڈاکٹر کا مریض کے مقام ستر کو بقدر حاجت دیکھنا مباح ہے چاہے مریض مرد ہو یا عورت اس سے زائد استمتاع کیلئے ان اعضاء کا

Scanned with CamScanner

دیکھنا یا چھونا حرام ہے۔اسی طرح شہید کا خون اس کے حق میں پاک ہے مگر دوسروں کے حق میں عدم ضرورت کی بنا پر یہی خون نجس ہوگا یا دوران جنگ فوج کیلئے خالص ریشمی لباس پہننا مباح ہے جبکہ مسلسل ہتھیار اٹھائے رکھنے سے جسم کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو۔اس قاعدہ کو فقہاء کرام نے اس طرح بیان فرمایا ہے: مَا اُبِیْحَ لِلضَّرُوْرَۃِ یُقَدَّرُ بِقَدْرِھَا۔

عادت کو حکم بنایا گیا ہے

یعنی فیصلہ عادت کے مطابق کیا جائے گا اور عادت سے مراد ایسا عمل ہے جو بار بار وقوع پذیر ہونے کے سبب لوگوں میں پختہ ہو جائے اور سلیم الفطرت لوگوں کے نزدیک مقبول ہو (الاشباہ والنظائر) بشرطیکہ عرف وعادت نص صریح کے خلاف نہ ہو، وہ عادت عام اور غالب ہو نہ یہ کہ کچھ افراد یا کسی ایک شخص کا ذاتی فعل ہو۔وہ عرف عام ہو کیونکہ عام حکم عرف خاص سے ثابت نہیں ہوتا۔اس قاعدہ کی اصل مسند امام احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ہے۔ما راہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن۔وہ عمل جو عام لوگوں کے نزدیک اچھا ہو وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہوتا ہے۔مثلاً دوران نماز کوئی ایسا عمل کرنا کہ دیکھنے والے کو گمان ہو کہ یہ حالت نماز میں نہیں تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی اور اس فساد کی علت عرف ہے۔اسی طرح اگر اپنی جائیداد کا کچھ حصہ وقف کیا مگر وقف کے مخصوص الفاظ ''وقفت لفلان'' نہ بولے بلکہ اپنے عرف میں مروجہ الفاظ بولے تو وقف صحیح ہوگا یا قسم اٹھاتے وقت یا نذر مانتے وقت مخصوص الفاظ کی بجائے عرفی الفاظ بولے تو نذر و قسم کو صحیح مانا جائے گا۔اس قاعدے کو فقہاء نے اَلْعَادَۃُ مُحَکَّمَۃٌ کا نام دیا ہے۔

جب مقتضی اور مانع کے درمیان تعارض آ جائے تو مانع کو ترجیح ہوگی

یعنی ایک مسئلہ میں دو دلیلیں ہیں اور آپس میں اس طرح متعارض ہیں کہ ایک حکم کی نفی کر رہی ہے اور دوسری اسی حکم کے اثبات کا تقاضا کر رہی ہے تو دلیل مثبت پہ

دیں مانع کو ترجیح ہوگی۔اس قاعدہ کو کہتے ہیں اِذَا تَعَارَضَ الْمَانِعُ وَالْمُقْتَضِیْ فَاِنَّہٗ یُقَدَّمُ الْمَانِعُ۔مثلاً اذان جمعہ کے بعد بیع مکروہ تحریمی ہے۔اگرچہ بیع کی تمام شرائط کا پایا جانا اس کے جائز ہونے کا تقاضا کرتا ہے لیکن بحکم الٰہی وذروا البیع اس جواز کا مانع ہے۔لہٰذا مانع کو ترجیح دیتے ہوئے احناف نے مکروہ تحریمی اور امام احمد و مالک نے فرمایا کہ سرے سے بیع ہوئی ہی نہیں۔(کنز الدقائق)

اسی طرح اگر کسی کو دو زخم لگ جائیں ایک عمداً اور دوسرا خطأً تو اس صورت میں قصاص نہیں ہوگا (جبکہ نہ معلوم ہو کہ کونسا عمداً لگا ہے اور کونسا خطأً) کیونکہ عمداً لگایا ہوا زخم قصاص کا مقتضی ہے اور خطأً لگا ہوا زخم قصاص سے مانع ہے لہٰذا مانع کو ترجیح ہوگی۔اسی طرح ایک شخص نے دوسرے کے پاس کوئی چیز گروی رکھی تو جب تک وہ چیز مرتہن کے پاس ہے راہن کے لئے اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے حالانکہ راہن کی ملکیت تصرف کے جواز کا تقاضا کرتی ہے جبکہ مرتہن کی حق تلفی اس سے مانع ہے تو مانع کو مقتضی پہ ترجیح ہوگی

ہر ولایت میں اس شخص کا حق دوسروں سے مقدم ہوگا جو اس کے حقوق و مصالح کے قیام پر زیادہ قادر ہو

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی ملک یا علاقے یا خاص محکمے کی ولایت ایسے شخص کے سپرد کی جائے گی جو اس کے مسائل کو حل کرنے کی زیادہ صلاحیت رکھتا ہو۔لہٰذا حکمرانی کا حق اس کو ہوگا جو ملکی مسائل کے حل کی زیادہ صلاحیت رکھتا ہوگا۔مسائل کی پیچیدگیوں سے خوب واقف ہوگا اور ساتھ ساتھ احکام و مقاصد شریعت سے بھی زیادہ آگاہ ہو۔دشمن کے مکروفریب اور ان کی چالوں سے خوب واقف ہو کیونکہ یہ ایک بڑا اہم عہدہ ہے اور اس کو باحسن وجوہ نہ نبھانے والے کے لئے حدیث شریف میں بڑی سخت وعیدیں ہیں جہاں حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ قیامت کے دن تمام لوگوں سے بلند مقام عادل حکمران کا ہوگا۔(مسند امام اعظم، ص ۳۶۴)

Scanned with CamScanner

وہاں یہ بھی فرمایا: امارت امانت ہے اور قیامت کے دن یہ ذلت و شرمساری ہوگی مگر جس نے اس کا حق ادا کیا اور اپنے اوپر عائد ذمہ داری کو ادا کیا۔

(ایضاً، ص۳۶۳)

اس قاعدہ کو فقہاء کرام نے عربی میں یہ نام دیا ہے: يُقَدَّمُ فِي كُلِّ وِلَايَةٍ مَنْ هُوَ اَقْدَرُ عَلَى الْقِيَامِ بِحُقُوْقِهَا وَمَصَالِحِهَا۔

جس چیز کا جواز عذر کی وجہ سے ہے عذر ختم ہوتے ہی جواز بھی ختم ہو جائے گا

جیسا کہ کوئی شخص معذور ہو تو اس کے لئے بعض کاموں کی اجازت ہوتی ہے جو کہ غیر معذور کیلئے نہیں ہوتی مثلاً بیماری کی وجہ سے کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز ادا نہیں کرسکتا تو اس کیلئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ اسی طرح سجدہ و رکوع کرنے پر قادر نہیں ہے تو اشارے سے سجدہ و رکوع کرسکتا ہے لیکن جونہی بیماری و تکلیف ختم ہوئی اور قیام و رکوع و سجود پہ قادر ہوگیا تو اب بیٹھ کر نماز پڑھنے کی یا رکوع و سجدہ کیلئے اشارہ کرنے کی اجازت بھی ختم ہوگئی۔ ایسے ہی مسح علی الخفین (مقیم کیلئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کیلئے تین دن اور تین رات) کی مدت ختم ہوگئی لیکن سردی اتنی شدید ہے کہ اندیشہ ہے موزے اتارنے سے پاؤں شل ہو جائیں گے تو اس صورت میں موزے اتار کر پاؤں دھونا ضروری نہیں ہے بلکہ مسح کرتا رہے تا آنکہ وہ خطرہ ختم ہو جائے کیونکہ قاعدہ ہے مَا جَازَ لِعُذْرٍ بَطَلَ بِزَوَالِهٖ۔ وہ شئی جس کا استعمال عذر کی وجہ سے جائز ہوا ہو عذر ختم ہوتے ہی اس کا حکم ختم ہو جائے گا۔

جو جز کل سے جدا نہ ہوسکتا ہو وہ کل کے ذکر کی طرح ہے

یعنی جس کو تقسیم نہ کیا جاسکتا ہو اس کے بعض کا ذکر کل کے ذکر کی طرح ہے۔ جیسا کہ طلاق چونکہ آدھی یا ثلث یا ربع میں تقسیم نہیں ہوسکتی تو کوئی شخص اگر اپنی بیوی کو کہے تجھے میں نے آدھی طلاق دی یا تجھے تیسرا حصہ طلاق دی تو آدھی اور تیسرا حصہ طلاق نہیں ہوگی بلکہ پوری طلاق ہی ہوگی یا یوں کہا تیرے نصف حصے کو یا تیرے

تیسرے حصہ کو طلاق تو چونکہ عورت کا وجود ناقابل تقسیم ہے۔ لہٰذا اس کے نصف یا ثلث حصہ کی بجائے مکمل جسم کو طلاق ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر کسی نے نصف جانور کی قربانی کی نیت کی یا یوں کہا کہ میں تجھے اس جانور کا تیسرا حصہ ہبہ کرتا ہوں تو اس کا اطلاق پورے جانور پہ ہوگا۔ کیونکہ آدھے جانور کی قربانی شرعاً جائز نہیں اور آدھا جانور کاٹ کر کسی کو ہبہ نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا جز بول کر کل مراد ہوگا۔ الغرض ہر وہ شئی جو تقسیم و اجزاء کو قبول نہ کرتی ہو اور اس کا جز بولا گیا تو کل ہی مراد ہوگا۔ اس قاعدے کو ذِكْرُ بَعْضِ مَالَا يُتَجَزَّءُ كَذِكْرِ كُلِّهٖ کہا گیا ہے۔

جب کسی کام میں مباشر اور مسبب جمع ہو جائیں تو حکم کی نسبت مباشر کی طرف ہوگی

مطلب یہ کہ کام کرنے والا (مباشر) اور کام کا سبب بننے والا (مسبب) جب کسی عمل میں جمع ہو جائیں تو حکم کا تعلق مرتکب (کام کرنیوالے) کے ساتھ ہوگا۔ (یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کیونکہ بعض صورتیں ایسی ہیں جہاں حکم کا استعمال مباشر کی بجائے مسبب کی طرف ہوتا ہے مثلاً کسی نے بچے کے ہاتھ میں تیز دھار آلہ پکڑا دیا جس سے بچے نے اپنے آپ کو زخمی کرلیا تو مباشر یعنی آلہ پکڑانے والا مسبب ہی ضامن ہوگا نہ کہ مباشر یعنی بچہ۔ اسی طرح کسی حاسد نے ظالم حاکم کے پاس کسی کے مال کی چغلی کھائی جس کی وجہ سے حاکم نے مال کا کچھ حصہ ضبط کرلیا تو اس مال کا ضامن چغل خور ہوگا جو کہ مسبب ہے۔ (یہ لفظ مسبب اور متسبب دونوں طرح پڑھا گیا ہے) بہرحال ان استثنائی صورتوں کے علاوہ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے غیر کے مال پہ دوسرے کی رہنمائی کی اور اس نے وہاں پہنچ کر اس کا مال چوری کرلیا تو چوری کی سزا اور تاوان سارق پہ ہوگا جو کہ مباشر ہے۔ رہنمائی کرنے والا ضامن نہ ہوگا۔ اسی طرح کسی نے کنواں کھودا اور پھر اس میں کسی کی کوئی چیز پھینک دی یا کسی کو اس میں گرا دیا اور وہ مرگیا تو قصاص و ضمان مباشر یعنی پھینکنے والے پہ ہوگا نہ کہ وہ جس سے اس نے کنواں کھدوایا

Scanned with CamScanner

ہے۔اس قانون کو عربی میں اس عبارت سے تعبیر کیا گیا ہے۔اِذَا اجْتَمَعَ الْمُبَاشِرُ وَالْمُتَسَبِّبُ اُضِیْفَ الْحُکْمُ اِلَی الْمُبَاشِرِ۔

حکم مصلحت راجحہ کے تابع ہوتا ہے

جیسا کہ قرآن مجید میں شراب اور جوا کے بارے میں فرمایا گیا: فیھما اثم کبیر ومنافع للناس۔ان میں بہت بڑا گناہ (نقصان) ہے اور لوگوں کیلئے فائدے بھی ہیں۔مثلاً سردی سے محفوظ رہنا، ذہنی آرام وسکون، خون میں اضافہ کا سبب وغیرہ مگر نقصان (عقل ضائع ہو جانا، ماں بہن کی تمیز ختم ہو جانا وغیرہ) چونکہ زیادہ ہے لہٰذا اس میں مصلحت راجحہ یہی ہے کہ اس کی حرمت کا حکم دیا جائے۔اسی طرح زکوٰۃ و جہاد وغیرہ میں بظاہر نقصان کے پہلو بھی ہیں۔مثلاً مال کوئی کماتا ہے اور زکوٰۃ و جہاد وغیرہ میں لطف اندوز کوئی ہوتا ہے لیکن نفع کا پہلو غالب ہے کہ اللہ کے حکم پہ عمل ہوتا ہے۔غربت کا خاتمہ ہوتا ہے۔لوگ (غرباء و مساکین) طرح طرح کے جرائم سے بچ جاتے ہیں کہ ان کو ان کا حق مل جاتا ہے اور معاشرہ امن کا گہوارہ بن جاتا ہے۔اس طرح جہاد میں اگر جان چل بھی جائے تو اعلائے کلمۃ الحق۔ظلم کا خاتمہ اور دیگر بہت ساری خرابیاں ختم ہو جاتی ہیں۔لہٰذا فقہاء نے قانون بنایا: اَلْحُکْمُ یَتْبَعُ الْمَصْلِحَۃَ الرَّاجِحَۃَ۔اور یہ قانون دیگر احکام شرعیہ مثلاً قصاص، حدود، دیت، عبادات کی تمام اقسام، فواحش و مظالم اور اوامر و نواہی میں بھی جاری ہوتا ہے۔

جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے

نوحہ حرام ہے لہٰذا اگر کسی نے اس فعل حرام کیلئے کسی کو اجرت پہ لیا تو اس فعل حرام پہ جس طرح اجرت دینا حرام ہے۔اس طرح نوحہ کرنیوالی کا اجرت لینا بھی حرام ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے نوحہ کرنیوالی اور سننے والی پہ لعنت فرمائی ہے۔(ابوداؤد)

اسی طرح سود لینا حرام ہے تو دینا بھی حرام ہے کیونکہ احل اللہ البیع و حرم

الربوٰا۔اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام فرمایا ہے۔ربوٰا کا لغوی معنی تو مطلقاً زیادتی ہے جبکہ اس کی شرعی تعریف یہ ہے کہ ھو فضل مال بلا عوض فی معاوضۃ مال بمال (کنز الدقائق، ۳۴۸) مال کی وہ زیادتی جو مال کے بدلے مال کے معاوضہ میں بلاعوض ہو۔احناف کے ہاں ربٰو کے ثبوت کے لئے قدر و جنس کا ایک ہونا ضروری ہے۔حضور علیہ السلام نے سود لینے والے، دینے والے، اس کی دستاویز لکھنے والے اور اس کا گواہ بننے والے پہ لعنت فرمائی اور ان سب کو گناہ میں برابر شمار فرمایا (مسلم شریف) فرمایا: سود کا گناہ ستر گناہوں کے برابر ہے اور ان ستر میں سے سب سے کم درجے کا گناہ یہ ہے۔ان ینکح الرجل امہ (ابن ماجہ، بیہقی) کوئی شخص اپنی ماں سے بدکاری کرے۔بہر حال فقہاء کرام نے اس سے یہ قاعدہ اخذ کیا ہے۔مَا حَرُمَ اَخْذُہٗ حَرُمَ اِعْطَاءُہٗ۔جس شی کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔

جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو غلبہ ہوگا

مطلب یہ ہے کہ ایک دلیل حرمت کا تقاضا کرتی ہے اور دوسری حلت کا تو حرمت کی دلیل کو اباحت کی دلیل پر ترجیح ہوگی۔مثلاً حدیث میں حائضہ عورت کی ناف سے اوپر استمتاع کو جائز قرار دیا گیا ہے۔دوسری حدیث میں سوائے وطی کے جمیع اعضاء سے استمتاع کو حلال فرمایا گیا (اصنعوا کل شئ الا النکاح) تو فقہاء کرام نے حرمت والی دلیل کو ترجیح دیتے ہوئے فرمایا کہ ایام حیض میں ناف سے گھٹنوں تک استمتاع حرام ہے۔اسی طرح اگر شکاری کتے کے ساتھ دوسرا کتا مل گیا اور ان دونوں نے شکار کیا تو شکاری (سکھائے ہوئے) کتے کا شکار حلت کا مقتضی ہے جبکہ دوسرے کتے کا شکار حرمت کا تقاضا کرتا ہے تو اسی قاعدہ کے مطابق حرمت کی دلیل کو ترجیح دیتے ہوئے شکار کو حرام قرار دیا جائے گا۔شکار پہ وار کیا تو وہ پانی میں گرا یا پہاڑی پہ تھا تو وہاں سے لڑھکتا ہوا زمیں پہ آ گیا تو چونکہ احتمال ہے کہ شکاری کے وار سے نہ مرا ہو بلکہ پانی میں گرنے یا چٹان سے لڑھکنے سے مرا ہو۔لہٰذا احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اس کو

Scanned with CamScanner

استعمال نہ کیا جائے۔ ایک ہی بیع میں مردار بکری اور مذبوحہ بکری جمع ہو گئیں تو مردار کی بیع چونکہ باطل ہے۔ لہٰذا دلیل بطلان کو دلیل جواز پر ترجیح دیتے ہوئے بیع کو باطل قرار دیا جائے گا۔ یہی مطلب ہے اس قاعدے کا کہ اِذَا اجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ غَلَبَ الْحَرَامُ۔ جب حلال وحرام جمع ہو جائیں تو حرام کو غلبہ ہوگا۔

گواہ پیش کرنا مدعی پر ہے اور قسم مدعیٰ علیہ پر

ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۴۹ کی طویل حدیث جو کہ حضرت عکرمہ نے اپنے باپ وائل سے روایت کی ہے۔ اس قانون کی اصل وبنیاد ہے۔ فقہی مسئلہ میں اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً زید نے خالد کے خلاف عدالت میں چوری کا دعویٰ کیا تو اب زید پر لازم ہے کہ گواہ بھی پیش کرے تاکہ خالد جو کہ مدعیٰ علیہ ہے اس کو سزا دی جا سکے اور اگر زید گواہ نہ پیش کر سکا تو پھر خالد سے قسم لی جائے گی اور دعویٰ خارج کر دیا جائے گا اور اگر خالد قسم اٹھانے سے انکار کرے تو مال سرقہ کی ضمانت اس پہ لازم ہوگی مگر قسم سے انکار کی وجہ سے اس پہ حد سرقہ (قطع ید) نہیں لگائی جائے گی۔ کنز الدقائق میں ہے: ویستحلف السارق فان نکل ضمن۔ قاضی چور سے قسم لے گا۔ اگر اس نے انکار کر دیا تو مال کا ضامن ہوگا۔ یہ اس قاعدہ کی بنا پر ہے کہ اَلْبَیِّنَۃُ عَلَی الْمُدَّعِیْ (اَوْعلی من ادعی) وَالْیَمِیْنُ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ ۔

زمانہ کی تبدیلی سے احکام میں تبدیلی کا انکار نہ کیا جائے گا

ایسے احکام جن کا دارومدار عرف اور عادت پر ہے۔ وہ زمانے کے تغیر وتبدل کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں چونکہ حالات کی تبدیلی کے ساتھ لوگوں کی حاجات وضروریات میں تبدیلی بھی لازمی امر ہے۔ چنانچہ یہی تبدیلی عرف میں تغیر کا سبب بن جاتی ہے لیکن جن احکام کا مدار عرف کی بجائے ادلہ شرعیہ پر ہوتا ہے ان میں تبدیلی نہیں ہو سکتی جیسے قصاص وحدود وغیرہ۔ اس قانون کی مثال یہ ہو سکتی ہے کہ اذان چونکہ اعلان ہے اس لیے حضور علیہ السلام کے دور اقدس اور بعد کے ادوار میں بلند مقام

پر دی جاتی تھی تاکہ دور دور تک آواز پہنچ جائے۔ ہدایہ میں ہے ان الاذان علی موضع عال مستحب۔ اونچی جگہ اذان دینا مستحب ہے۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ بنی بخار کی ایک عورت کے گھر اذان دیا کرتے تھے کیونکہ اس کا گھر مسجد کے اردگرد تمام گھروں سے زیادہ اونچا تھا۔ (عمدۃ القاری ج ۵ ص ۱۱۵) آج ہمارے دور میں لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے اس حکم میں تغیر آ گیا۔ لہٰذا بند کمرے میں بھی اذان دی جائے تو یہ مقصد حل ہو جاتا ہے۔ اس لیے مینار پہ یا بلند جگہ اذان کہنا ضروری نہ رہا۔ فقہ کے اس قاعدے کی رو سے کہ لَایُنْکَرُ تَغَیُّرُ الْاَحْکَامِ بِتَغَیُّرِ الْاَزْمَانَ

حقوق باہم متعارض ہو جائیں تو کیا کیا جائے؟

پورے قاعدے کی عبارت اس طرح ہے: اِذَا تَعَارَضَتِ الْحُقُوْقُ قُدِّمَ مِنْهَا الْمُضَیَّقُ عَلَی الْمُوَسَّعِ وَالْفَوْرِیُّ عَلَی الْمُتَرَاخِیْ وَ فَرْضُ الْعَیْنِ عَلَی الْکِفَایَةِ۔ حقوق آپس میں متعارض ہو جائیں تو جس کا وقت تنگ ہو اس کو اس پہ ترجیح ہوگی جس کا وقت وسیع ہے اور جس کی ادائیگی فوراً ضروری ہے اس کو اس سے مقدم کیا جائے گا جس کی ادائیگی تاخیر کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے اور فرض کفایہ کو فرض عین پہ مقدم کیا جائے گا۔

جیسا کہ تلاوت کرنے والے کو چاہیے کہ اس دوران اگر اذان شروع ہو جائے تو تلاوت موقوف کر دے اور اذان کا جواب دے کیونکہ تلاوت تو اذان کے بعد بھی ہو سکتی ہے (بہار شریعت ج ۳ ص ۳۰ بحوالہ درمختار و عالمگیری) اس طرح عام حالات میں بوڑھے والدین کی خدمت کرنا فرض عین ہے اور جہاد میں شرکت فرض کفایہ ہے مگر نفیر عام کے وقت چونکہ جہاد فرض عین ہو جاتا ہے تو اس وقت خدمت والدین پہ جہاد کو ترجیح ہوگی۔

عام کی تخصیص نیت کے ساتھ دیانۃً قبول ہے قضاءً نہیں

مثلاً کسی نے کہا میں جس عورت سے بھی نکاح کروں اس کو طلاق لہٰذا بعد میں اگر یہ کہے کہ میں نے فلاں شہر کی عورتوں کی نیت کی تھی تو اس کی نیت قضاء قابل قبول نہ

Scanned with CamScanner

ہوگی کیونکہ کل امراۃ تزوجھا فھی طالق میں لفظ کل امراۃ نکرہ کی طرف مضاف ہو رہا ہے جو کہ استغراق کا متقاضی ہے۔اس قاعدہ کو فقہاء کرام نے تَخْصِیْصُ الْعَامِ بِالنِّیَّۃِ مَقْبُوْلَۃٌ دِیَانَۃً لَا قَضَاءً کا نام دیا ہے۔

قسم کا دارومدار الفاظ پر ہے نہ کہ اغراض پر

مثلاً کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ دس روپے میں فلاں چیز نہیں بیچے گا۔ پھر اس نے وہی چیز نو یا گیارہ روپے میں بیچ دی تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ دس کا عدد مخصوص ہے لہٰذا اسی کا اعتبار ہوگا یا قسم اٹھائی کہ فلاں کیلئے فلوس کے عوض کوئی چیز نہ خریدے گا۔ پھر دراہم کے عوض خرید لی تو قسم نہ ٹوٹے گی کیونکہ فلوس کے عوض نہیں خریدی۔ لہٰذا الفاظ تبدیل ہو جانے کی وجہ سے حانث نہ ہوگا۔(اَلْاَیْمَانُ مَبْنِیَّۃٌ عَلَی الْاَلْفَاظِ لَا عَلَی الْاَغْرَاضِ)

جو چیز جس حالت پہ ہو اس پہ باقی رہتی ہے

مثلاً عورت نے اپنے خاوند کے خلاف نفقہ اور لباس وغیرہ نہ دینے کا دعویٰ کیا اور خاوند تسلیم نہیں کرتا تو بات عورت کی معتبر ہوگی کیونکہ اس میں اصل خاوند کے ذمے باقی رہنا ہے۔اسی طرح گرا ہوا بچہ جو دار الاسلام میں ملا ہے وہ آزاد متصور ہوگا کیونکہ اس میں اصل آزادی ہے۔(اَلْاَصْلُ بَقَاءُ مَا کَانَ عَلٰی مَا کَانَ)

اصل میں بری الذمہ ہونا ہے

مطلب یہ کہ ہر انسان اصل میں اس ذمہ سے بری ہوتا ہے جس کو اس نے قبول نہ کیا ہو۔مثلاً کسی نے اپنے مرنے سے پہلے اپنی وراثت کے تیسرے حصے میں سے اپنی نمازوں، روزوں کا فدیہ دینے کی وصیت نہ کی تو ورثاء کے ذمے اس کی ادائیگی لازم نہیں ہاں اگر اپنے طور پہ (تبرعاً) ادا کر دیں تو ہو جائے گا۔اس قانون کا نام ہے: اَلْاَصْلُ بَرَاءَۃُ الذِّمَّۃِ۔بنیادی طور پہ انسان بری الذمہ ہے۔

ولایت خاصہ ولایت عامہ کے مقابلہ میں زیادہ قابل ترجیح ہوتی ہے

مثلاً باپ دادا یا دوسرے قریبی رشتہ داروں کو اپنا حق استعمال کرنے کا بہ نسبت قاضی یا امام وقت وغیرہ کے زیادہ حق ہے کیونکہ باپ دادا کو ولایت خاصہ حاصل ہے اور قاضی، امام کو عامہ۔لہٰذا یتیم بچے یا بچی کا ولی خاص موجود ہو تو ان کے نکاح کا حق قاضی وغیرہ کو حاصل نہ ہوگا (اَلْوِلَایَۃُ الْخَاصَّۃُ اَقْوٰی مِنَ الْوِلَایَۃِ الْعَامَّۃِ) یاد رہے، باپ دادا وغیرہ کو مال اور نکاح دونوں کی ولایت حاصل ہوتی ہے۔عصبات، ماں اور ذوالارحام کو صرف ولایت نکاح حاصل ہوتی ہے اور اجنبی وصی وغیرہ کو صرف مال کی ولایت حاصل ہوتی ہے۔

قبل از وقت کسی شئ کے حصول کی کوشش کی تو

قاعدہ یہ ہے: مَنِ اسْتَعْجَلَ الشَّیْءَ قَبْلَ اَوَانِہٖ عُوْقِبَ بِحِرْمَانِہٖ۔یعنی جو شخص قبل از وقت کسی شئ کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ اس شئ سے محروم کر دیا جاتا ہے۔مثلاً کسی نے اپنے مورث کو اس لیے قتل کر دیا تاکہ اس کی جائیداد کا مالک ہو جائے تو اس کو نہ صرف جائیداد سے محروم کر دیا جائے گا بلکہ قصاص کے طور پہ قتل بھی کر دیا جائے گا اور اس کی اولاد بھی مقتول کی جائیداد کی وارث نہ بن سکے گی۔مگر اس قانون سے بعض مسائل مستثنیٰ ہیں۔مثلاً قرض خواہ نے مقروض کو قتل کر دیا تو اگرچہ قصاصاً اس کو قتل تو کر دیا جائے گا مگر قرضہ سے محروم نہ کیا جائے گا۔اسی طرح کسی عورت نے حیض جاری کرنے کیلئے دوائی استعمال کی تو وہ حائضہ شمار ہو جائے گی اور اس دوران نمازوں کی اس کو معافی ہوگی۔

جہاں تک ممکن ہو کلام کو بامعنی بنانا اس کو مہمل بنانے سے بہتر ہے

مثلاً کسی نے اپنی بیوی سے یوں کہہ دیا ”یہ میری بیٹی ہے“ تو اتنا کہنے سے وہ اس پر حرام نہ ہوگی کیونکہ لفظ بنت کو حقیقی و مجازی دونوں معنوں پہ محمول کرنا متعذر ہے۔لہٰذا اس کا کلام لغو ہوگا۔اسی طرح کسی نے کہا میں نے یہ چیز اپنی اولاد کے لئے وقف کی

حالانکہ اس کے صرف پوتے ہیں، بیٹے نہیں ہیں تو مجازاً وہ چیز پوتوں کو ہی دے دی جائے گی تاکہ اس کا کلام لغو نہ جائے کیونکہ (اِعْمَالُ الْكَلَامِ اَوْلٰى مِنْ اِهْمَالِهٖ مَتٰى اَمْكَنَ فَاِنْ لَّمْ يُمْكِنْ اُهْمِلَ)

شارع کا کلام جب دو مساوی احتمال رکھتا ہو

پورا قاعدہ اس طرح ہے۔ كَلَامُ صَاحِبِ الشَّرْعِ اِذَا كَانَ مُحْتَمِلًا اِحْتِمَالَيْنِ عَلَى السَّوَاءِ صَارَ مُجْمَلًا وَّلَيْسَ حَمْلُهٗ عَلٰى اِحْدٰهُمَا بِاَوْلٰى مِنْ حَمْلِهٖ عَلَى الْاٰخَرِ۔ یعنی شارع کا کلام جب دو مساوی احتمال رکھتا ہو تو وہ مجمل ہوگا اور اسے دوسرے کی نسبت صرف ایک پر محمول کرنا بہتر نہیں ہوگا۔ مثلاً لفظ مولیٰ اپنی وضع کے اعتبار سے آقا اور غلام دونوں پہ بولا جاتا ہے اور بولا بھی مساوی جاتا ہے یعنی کسی ایک کو دوسرے پہ ترجیح نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے اپنے موالی کے لئے مال کی وصیت کی جبکہ اس کے دونوں قسم (موالی اسفل واعلی) موجود ہیں تو ایک معنی متعین نہ ہونے کی وجہ سے وصیت قابل عمل نہ ہوگی جب تک کہ وہ خود وضاحت نہ کرے۔

احتمال کی وجہ سے استدلال باطل ہو جاتا ہے

ایسا احتمال جو راجح اور اقویٰ ہو اس سے استدلال باطل ہوتا ہے نہ کہ ضعیف اور مرجوح احتمال سے کیونکہ اس طرح تو ہر عام باطل ہو جائے گا اس وجہ سے کہ ہر عام میں تخصیص کا احتمال ہوتا ہے مثلاً حد زنا کے ثبوت کیلئے چار افراد نے گواہی دی مگر بعد میں ان کا فسق و فجور ثابت ہو گیا تو ان کی گواہی رد کر دی جائے گی کیونکہ فسق کے ظاہر ہونے کی وجہ سے کذب کا احتمال پیدا ہو گیا اور احتمال کی وجہ سے حدود ساقط ہو جاتی ہیں۔ (اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ)

نقصان وضرر کا ازالہ کیا جائے گا

اس اصل کی بنیاد حضور علیہ السلام کا یہ فرمان ہے: لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ فِي الْاِسْلَامِ۔ اسلام میں نہ تو نقصان اٹھانا جائز ہے اور نہ ہی کسی کو نقصان پہنچانا جائز

ہے۔ چنانچہ مبیع میں عیب کے سبب اسے واپس کرنے کا اختیار، قصاص، حدود اور کفارات کی مشروعیت اور دیگر تلف شدہ اشیاء کی ضمانت وغیرہ کے مسائل اسی قانون کے تحت آتے ہیں۔ اگر کسی مقروض نے اپنی جائیداد کو قرض ادا کرنے سے پہلے وقف کر دیا تو اس کا وقف صحیح نہیں ہوگا کیونکہ اس میں قرض خواہوں کا نقصان ہے۔ لہٰذا پہلے قرض ادا کرے پھر وقف کا معاملہ کرے۔ (اَلضَّرَرُ يُزَالُ)

نقصان کا ازالہ نقصان کے ساتھ نہیں کیا جائے گا

مطلب یہ کہ ایک حقدار سے اس کا حق چھین کر دوسرے کو دینا جائز نہیں ہے۔ پہلے یہ محروم تھا اب وہ محروم ہو گیا۔ مثلاً ایک کارخانہ دار مزدوروں سے کام تو پورا لیتا ہے مگر اجرت کم دیتا ہے تو یہ جائز نہیں ہے کہ اس سے کارخانہ چھین کر دوسرے کے حوالے کر دیا جائے بلکہ اسی کو مزدوروں کی اجرت پوری دینے کا پابند بنایا جائے گا۔ اسی طرح ایک انسان شدید بھوک میں ہو اور اس نے دوڑ دھوپ کر کے کہیں سے کھانا حاصل کر لیا اتنے میں اسی طرح کا ایک دوسرا بھوکا آ گیا تو اس کا کھانا چھین کر اس کو دینا جائز نہیں ہے کیونکہ (اَلضَّرَرُ لَا يُزَالُ بِالضَّرَرِ)

عام نقصان کو دور کرنے کیلئے خاص نقصان کو برداشت کیا جائے گا

مثلاً کسی کے مکان کی دیوار عام راستے کی طرف جھک جائے اور کسی بھی وقت اس کے گرنے کا اندیشہ ہو تو اس موہومہ نقصان سے بچنے کیلئے دیوار کے مالک کو دیوار اکھیڑنے کا حکم دیا جائے گا اور اس پہ لازم ہے کہ اس حکم کی تعمیل کرے۔ اسی طرح کسی مقروض نے اپنے قرض خواہوں کو قرضہ واپس کرنے سے انکار کر دیا یا حیلے بہانے کر رہا ہے تو ایسی صورت میں اس کا ساز و سامان بیچ کر قرض خواہوں کا قرضہ ادا کیا جائے گا۔ کیونکہ

(يُتَحَمَّلُ الضَّرَرُ الْخَاصُّ لِاَجْلِ دَفْعِ الضَّرَرِ الْعَامِّ)

Scanned with CamScanner

جب دونقصان جمع ہو جائیں تو؟

قانون یہ ہے کہ اِذَا اجْتَمَعَ الضَّرَرَانِ وَكَانَ اَحَدُهُمَا اَعْظَمَ ضَرَرًا مِّنَ الْاٰخَرِ فَاِنَّ الْاَشَدَّ يُزَالُ بِالْاَخَفِّ ۔یعنی جب دونقصان جمع ہو جائیں اس حال میں کہ ایک نقصان دوسرے کی نسبت شدید ہوتو جس میں نقصان کم ہے اس کو برداشت کر لیا جائے گا اور زیادہ نقصان والے پہلو کو چھوڑ دیا جائے گا۔مثلاً کسی مردار کے پیٹ میں بچہ ہو اور غالب گمان ہے کہ بچہ زندہ ہوگا تو مردار کا پیٹ چاک کر کے بچے کی زندگی کو بچانے کی اجازت ہے۔بخلاف اس کے کہ کسی انسان نے سونا یا کوئی اور قیمتی چیز نگل لی تو اس کو نکالنے کیلئے انسان کا پیٹ چاک نہ کیا جائے گا۔لان حرمة الادمی اعظم من حرمة المال ۔کیونکہ انسان کی حرمت بہر حال مال سے زیادہ ہے۔

تاسیس تاکید سے بہتر ہے

یعنی کلام میں مکرر ذکر کیے گئے الفاظ سے نیا معنی مراد لینا اس سے بہتر ہے کہ تاکید کے طور پر دوسرے لفظ سے بھی وہی معنی مراد لے لیا جائے جو پہلے سے لیا گیا ہے بشرطیکہ دونوں معنی مراد لیے جا سکتے ہوں۔مثلاً کسی شخص نے اپنی بیوی کو انت طالق طالق طالق کہا۔پھر کہتا ہے کہ میں نے بعد والے دوالفاظ سے پہلے لفظ کی ہی تاکید مراد لی ہے اور میرا ارادہ ایک طلاق دینے کا ہی تھا تو دیانۃً تو اس کی بات مانی جا سکتی ہے مگر قضاءً نہیں مانی جائے گی۔(لِاَنَّ التَّاْسِيْسَ خَيْرٌ مِّنَ التَّاكِيْدِ)

سوال جواب میں لوٹ آتا ہے

مثلاً ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا ءَ اَنَا طَالِقٌ ؟ کیا مجھے طلاق ہے؟ اور خاوند نے جواب میں صرف نعم کہہ دیا تو طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ جواب میں اگرچہ صراحۃً لفظ طلاق کا ذکر نہیں لیکن درحقیقت یہ لفظ ان الفاظ کو متضمن ہے کہ نعم

انت طالق۔ہاں تجھے طلاق ہے کیونکہ (اَلسُّؤَالُ مُعَادٌ فِی الْجَوَابِ)

حصول نفع کی بہ نسبت نقصان سے بچنا زیادہ بہتر ہے

مطلب یہ ہے کہ ایک ہی عمل کے کچھ فوائد اور کچھ نقصانات ہوں تو فوائد کو حاصل کرنے کی بجائے نقصانات اور مفاسد سے بچنا بہتر ہے۔یہ قانون مندرجہ ذیل دو احادیث سے ماخوذ ہے۔حضور علیہ السلام نے فرمایا:''جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اپنی طاقت کے مطابق اسے بجالاؤ اور جب میں تمہیں کسی چیز سے روک دوں تو اس سے رک جاؤ۔دوسری روایت یوں ہے:لترك ذرة مما نهى الله عنه افضل من عبادة الثقلين ۔جس ذرہ سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے اس سے رک جانا دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔شراب اور جوئے میں منافع ونقصانات بتائے گئے مگر نقصان (اثم کبیر) کی وجہ سے منافع کو نظرانداز کر دیا گیا۔اسی طرح کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالتے وقت مبالغہ کرنا۔وضو وغسل میں سنت ہے لیکن روزہ دار کیلئے مکروہ ہے کہ کہیں سنت کا ثواب لیتے ہوئے فرض سے ہی ہاتھ نہ دھو بیٹھے۔اس کو کہتے ہیں (دَرْءُ الْمَفَاسِدِ اَوْلٰى مِنْ جَلْبِ الْمَصَالِحِ)

جب دو برائیاں باہم متعارض آ جائیں تو ہلکی کو اپنا لیا جائے

اور یہ اس وقت ہے جبکہ دونوں میں سے ایک کا ارتکاب کیے بغیر چارہ نہ ہو۔مثلاً کسی عورت کے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں شرمگاہ کے ننگا ہونے کا گمان غالب ہو اور بیٹھ کر پڑھنے میں یہ اندیشہ نہ ہو تو قیام فرض ہونے کے باوجود وہ نماز کو بیٹھ کر ادا کرے گی کیونکہ کشف عورت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی نسبت قیام کو ترک کر دینا اخف (ہلکا) ہے۔اس قانون کو فقہاء کرام نے عربی میں اس طرح بیان فرمایا ہے: اِذَا تَعَارَضَتْ مَفْسَدَتَانِ اُرْتُكِبَ اَخَفُّهُمَا وَعُدِلَ عَنْ اَعْظَمِهَا ضَرَرًا ۔اسی بنا پر فرمایا گیا کہ وہ مقامات جہاں سچ بولنے سے مفاسد عظیمہ کا یقین ہو اور جھوٹ کے مشابہ تعریض کرنے سے حالات بہتر ہونے کا ظن غالب ہو تو اس صورت میں تعریضاً

Scanned with CamScanner

جھوٹ بولنا جائز ہے۔اس کے کئی مقامات ہیں۔مثلاً لوگوں میں صلح کرانے کیلئے، جنگ کے دوران، بیوی کی اصلاح کی خاطر ورنہ تو جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے اور ترمذی شریف کی حدیث میں ہے جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو کی وجہ سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے اور فرمایا: مومن بزدل اور بخیل تو ہوسکتا ہے مگر جھوٹا نہیں ہوسکتا (مشکوٰۃ، موطاامام مالک، بیہقی) اسی سے یہ قانون اس طرح بھی بیان ہوسکتا ہے۔ اَعْظَمُ ضَرَرًا یَزَالُ بِالْاَخَفِ۔زیادہ ضرر والی چیز کم ضرر والی چیز کے ذریعے زائل کی جائے گی۔

اور ایک حدیث کے خلاصے کو قاعدہ کے طور پر اس مفہوم میں یوں بیان فرمایا گیا:

مَنِ ابْتُلِیَ بَبِلِیَّتَیْنِ وَھُمَا مُتَسَاوِیَانِ یَاْخُذُ بِاَیِّتِھِمَا شَاءَ وَاِنْ اخْتَلَفَا یَخْتَارُ اَھْوَنَھُمَا۔

عبادت میں ایثار مکروہ ہے

مثلاً ایک طالبعلم اپنے ساتھی کیلئے اپنے پڑھنے کی باری کا ایثار کرتا ہے تو یہ مکروہ ہے کیونکہ علم پڑھنا اور اس کے حصول میں جلدی کرنا قرب کا سبب ہے اور ایثار بالقرب مکروہ ہے۔(الاشباہ، ص ۱۱۹) لیکن اگر ایک بندے کے پاس صرف اپنے لیے کھانا موجود ہے اور عین کھانے کے وقت کوئی سائل آ جائے اور وہ اپنا کھانا اس کو دے دے تو یہ ایثار جائز ہے اور قرآن مجید نے ایسے لوگوں کی تعریف فرمائی ہے۔ ویؤثرون علٰی انفسھم ولو کان بھم خصاصة ۔فرق اس میں یہ ہے کہ قربت و عبادت اللہ کا حق ہے اور انسان پہ لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرے اور کھانا بندے کا اپنا حق ہے اور اس میں بندہ خود مختار ہے۔خود کھائے یا کسی کو دے یہی وجہ ہے کہ وضو کے لئے پانی صرف اپنے لیے موجود ہے تو اس کا ایثار دوسرے پر نہیں کرسکتا کیونکہ (یُکْرَہُ الْاِیْثَارُ بِالْقُرْبِ)

جب دو امر ایک ہی طرح کے جمع ہو جائیں اور دونوں کا مقصود ایک ہو تو......

قاعدہ یہ ہے کہ اِذَا اجْتَمَعَ اَمْرَانِ مِنْ جِنْسٍ وَّاحِدٍ وَّلَمْ یَخْتَلِفْ

مَقْصُوْدُھُمَا دَخَلَ اَحَدُھُمَا فِی الْاٰخَرِ غَالِبًا ۔ایک ہی جنس کے دو امر جمع ہو جائیں اور مقصود دونوں کا مختلف نہ ہو تو اکثر وہ ایک دوسرے میں داخل ہوتے ہیں۔ مثلاً کسی نے نماز میں قرأت کے دوران سجدہ والی آیت تلاوت کی اور اس کے بعد فوراً (تین آیات پڑھنے سے پہلے) رکوع اور سجدہ کرلیا تو نماز کے سجدے کے ساتھ ہی سجدہ تلاوت بھی خود ہی ادا ہو جائے گا کیونکہ دونوں سجدوں کا مقصود ایک ہی ہے اور وہ تعظیم ہے۔اسی بنا پر ایک مجلس میں ایک ہی آیت سجدہ کو کئی بار پڑھ لیا تو بعد میں ایک سجدہ کرلینا کافی ہے۔نماز میں کئی بار بھول گیا جس بھولنے سے سجدہ سہو لازم ہوتا ہے تو آخر میں ایک ہی سجدہ سہو کافی ہوگا ہر بھول کے بدلے علیحدہ سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اگر متعدد افعال کی جنس و مقصود مختلف ہو مثلاً ایک شخص نے بدکاری کی اور اس پہ حد جاری ہونے سے پہلے ہی اس نے شراب بھی پی لی پھر اسی طرح چوری بھی کر لی تو ہر جرم کی علیحدہ علیحدہ سزا ملے گی۔ جیسے محرم نے خوشبو لگائی پھر سلا ہوا کپڑا پہنا تو دونوں جنایتوں کی جنس اور مقصد مختلف ہونے کی وجہ سے فدیہ بھی علیحدہ علیحدہ دینا پڑے گا۔

غالب اور مشہور امر کا اعتبار ہوگا نہ کہ نادر کا

غالب و مشہور امر وہ ہے جو عوام الناس میں مشہور ہوا اور سب کو معلوم ہو اور نادر وہ امر ہے جو کبھی کبھی وقوع پذیر ہوتا ہو مثلاً مشہور قول کے مطابق بچہ پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہو جاتا ہے اور یہی مروج بھی ہے لیکن اگر کبھی سترہ اٹھارہ سال کی عمر کے بچے میں بلوغ کی علامات ظاہر نہ ہوں تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ ایسا بہت کم اور نادر ہے بلکہ قول مشہور کا اعتبار کرتے ہوئے پندرہ سال کی عمر کے بچے کو بالغ قرار دے دیا جائے گا۔ایک صورت ایسی بھی ہے کہ امر نادر پہ حکم لگایا گیا ہے اور امر غالب کو چھوڑ دیا گیا ہے مثلاً نکاح کے چھ ماہ بعد کسی عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا تو اس کا نسب باپ سے ثابت ہوگا کیونکہ کم از کم حمل کی یہی مدت ہے (اقلھا ستة اشھر بالاجماع لقولہ تعالٰی وحملہ و فصالہ ثلثون شھرا...... روی ھذا عن علی و ابن

عباس رضی اللہ عنہم۔ کنز الدقائق۔۱۵۰)

حالانکہ چھ ماہ کے بعد بچے کی پیدائش نادر امر ہے اور یہ اس لیے کیا تا کہ بچے کا نسب بھی ثابت ہو جائے' خاندان رسوائی سے بھی بچ جائے اور ذلت کی وجہ سے عورت کا سکون تباہ نہ ہو اور اس کی زندگی اجیرن نہ ہو۔ اس قاعدے کو دو طرح کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اَلْعِبْرَةُ لِلْغَالِبِ الشَّائِعِ لَا النَّادِرِ ۔ (۲) اَلْاَصْلُ اِعْتِبَارُ الْغَالِبِ وَ تَقْدِيْمُهٗ عَلَى النَّادِرِ ۔ دونوں کا مفہوم تقریباً وہی ہے جو عنوان میں بیان ہو چکا ہے۔

نقصان بھی نفع کے ساتھ ہی ہوتا ہے

مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی شئ کا نفع اٹھاتا ہے تو اس میں نقصان ہو جائے تو وہ بھی اسی کو اٹھانا پڑے گا۔ (اَلْغُرْمُ بِالْغُنْمِ) مثلاً کسی نے زمین خریدی تو اس کی رجسٹری و انتقال وغیرہ کے تمام اخراجات زمین خریدنے والے پر ہوں گے کیونکہ اس سے حاصل ہونیوالے تمام منافع بھی تو اسی کیلئے ہیں۔ اسی طرح اگر دو شخص باہم شراکت پر کاروبار کرتے ہیں تو جس طرح اس کاروبار سے حاصل ہونے والے منافع دونوں کیلئے ہیں اگر کاروبار میں خسارہ ہو جائے تو اس میں بھی دونوں ہی شریک ہوں گے۔

غیر کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں

لقوله علیه السلام الا لا تظلموا الا لایحل مال امرئ الابطیب نفس منه (بیہقی) خبردار! ظلم نہ کرنا اور خوب اچھی طرح سن لو کہ کسی کا مال اس کی رضامندی کے بغیر تمہارے لیے حلال نہیں ہے۔ بخاری شریف میں حدیث ہے ''جس نے دوسرے کی زمین کے کچھ حصہ پہ ناحق قبضہ کر لیا اسے قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے جو ایک بالشت بھی کسی کی زمین پہ ناحق قبضہ کرے گا اسے قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ (بخاری و مسلم) لیکن اگر کسی نے کسی کی زمین غصب کی اور وہ اس کے قبضے میں ضائع ہو گئی تو

غاصب اس کا ضامن نہ ہوگا اور غاصب کی سکونت اور زراعت کے سبب مغصوبہ زمین میں جو نقص پیدا ہوگا اس نقصان کا وہ ضامن ہوگا جس طرح کہ منقولہ مغصوبہ چیز کا وہ ضامن ہوتا ہے (کنز، کتاب الغصب' ۳۹۶) یعنی کسی نے دوسرے کی زمین پہ غاصبانہ قبضہ کر کے درخت لگا لیے یا فصل کاشت کر لی یا مکان وغیرہ بنا لیا تو اس کے لئے مغصوبہ زمین میں کسی طرح کا بھی تصرف جائز نہیں ہوگا اور اس کے تصرف کی وجہ سے زمین میں جو نقص یا عیب پیدا ہوگا وہ اس نقصان کا ضامن ہوگا۔ (لَا يَجُوْزُ لِاَحَدٍ اَنْ يَّتَصَرَّفَ فِيْ مِلْكِ الْغَيْرِ بِلَا اِذْنِهٖ) اذن چاہے صریح ہو یا دلالت حال سے اس کی تفصیل کتب فقہ میں دیکھیں۔

اجرت اور ضمان ایک چیز میں جمع نہیں ہو سکتے

مثلاً کسی نے دکان کرائے پر لے کر لوہاروں والا کام شروع کر دیا یا اس دکان میں آٹا پیسنے کی مشین لگا لی اور ان کام کی مالک کو پیشگی اطلاع نہ دی تو اگر ان کاموں کی وجہ سے دکان منہدم ہو گئی تو کرائے دار کو ضمان دینا پڑے گا اور اس صورت میں اجرت نہ دینی پڑے گی اور اگر ان کاموں کے سبب دکان کو نقصان نہیں پہنچا تو پھر کرایہ دار کو مقررہ اجرت ہی دینا لازم ہوگی (کنز' بحرالرائق) کیونکہ (اَلْاَجْرُ وَالضَّمَانُ لَا يَجْتَمِعَانِ)

اَلْخِرَاجُ بِالضَّمَانِ ۔ منافع ضمانت کے عوض ہے

خراج سے مراد وہ شئ ہے جو کسی چیز سے نکلے جیسے درخت کا خراج اس کا پھل ہے۔ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک کیس آیا کہ ایک شخص نے کسی سے غلام خریدا پھر کچھ عرصہ بعد وہ خریدار اس غلام کے کسی عیب پہ مطلع ہوا تو مشتری و بائع کے درمیان تنازع ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے غلام کی واپسی کا فیصلہ فرمایا تو بائع نے عرض کیا کہ مشتری نے میرے غلام سے خدمت لی ہے۔ تب آپ نے فرمایا: اَلْخِرَاجُ بِالضَّمَانِ ۔ یہی الفاظ فقہاء نے فقہ کا قاعدہ بنا لیے۔ لہٰذا مشتری کیلئے یہ جائز ہے کہ وہ خیار عیب کے

Scanned with CamScanner

سبب مبیع بائع کو واپس کردے کیونکہ مشتری کا مال قیمت ادا کرنے کے سبب اس کا مستحق ہوا ہے لہٰذا اس کو مبیع بھی کامل ہی ملنا چاہئے اور اگر کامل قیمت کے بدلے ناقص مبیع ملا تو اس نقص پہ مطلع ہونے کے بعد اس کو واپس کرنے کا حق حاصل ہے۔

اجتہاد ، اجتہاد کے ساتھ باطل نہیں ہوگا

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شئی پر اجتہاد کے ذریعے حکم لگایا گیا اس کے بعد اجتہاد کے ذریعے ہی پہلے حکم کے برعکس حکم ثابت ہو جائے تو پہلا حکم باطل نہیں ہوگا کیونکہ لیس الاجتهاد الثانی باقوی من الاول ۔دوسرا اجتہاد پہلے کی نسبت قوی نہیں ہوتا اور یہ قاعدہ (اَلْاِجْتِهَادُ لَا يَنْقُضُ بِالْاِجْتِهَادِ) اجماع سے وجود میں آیا ہے۔مثال اس کی یہ ہے کہ اگر نمازی پہ قبلہ کی سمت مشتبہ ہو جائے تو اس پہ تحری لازم ہے چنانچہ اس نے تحری کے بعد ایک طرف متوجہ ہو کر نماز ادا کرنی شروع کر دی۔ بعد میں ظن غالب سے یہ ظاہر ہوا کہ قبلہ کی سمت دوسری ہے تو اس دوسرے اجتہاد سے پہلا اجتہاد باطل نہ ہوگا اور اس کی نماز درست قرار دی جائے گی۔

نص کی موجودگی میں اجتہاد جائز نہیں

یہ قانون (لَا اِجْتِهَادَ عِنْدَ ظُهُوْرِ النَّصِّ) قرآن مجید کی کئی آیات سے مستنبط ہے۔سورۂ احزاب میں فرمایا: وما کان لمومن ولامومنة اذا قضی الله ورسوله امرا ......سورۂ مائدہ میں فرمایا: ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئك هم الكفرون ۔هم الظلمون' هم الفسقون ۔اور اجتہاد تو یہ ہے کہ دلیل شرعی کے ذریعے حکم شرعی تک پہنچنے کیلئے اپنی پوری طاقت صرف کر دینا۔تو جب اللہ تعالیٰ نے خود ہی ایک حکم واضح فرما دیا ہے تو پھر اجتہاد کی ضرورت ہی کیا باقی رہ گئی۔اسی طرح حضور علیہ السلام کے واضح فرمان کے ہوتے ہوئے بھی کسی اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے بلکہ قرآن وسنت کے مقابلہ میں فیصلہ دینا حرام ہے۔سود کی حرمت' میراث کی تقسیم' زانی مرد و عورت کی سزا واضح طور پہ قرآن پاک میں بیان فرما دی گئی۔اب کوئی شخص اجتہاد

کے ذریعے کمی بیشی کرے گا تو قابل قبول نہ ہوگی۔اس بارے میں ایک قاعدہ کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ اَلْاِجْتِهَادُ لَا يُعَارِضُ النَّصَّ۔اجتہاد نص کے معارض نہیں ہو سکتا یعنی منصوص حکم کے سامنے کوئی اجتہاد قابل قبول نہیں۔

مسائل اجتہادیہ میں حاکم کا حکم اختلاف ختم کر دیگا

مطلب یہ ہے کہ ایک ہی مسئلہ میں اگر ائمہ کی آراء مختلف اور متعدد ہوں تو حاکم وقت (بشرطیکہ وہ شرعی احکام سے پوری طرح آگاہ بھی ہو اور ان کا پابند بھی) کو اختیار ہے کہ جو رائے و اجتہاد رعایا کے لئے زیادہ مفید سمجھے اس کو اپنا لے۔اگرچہ وہ قول مرجوح ہی ہو کیونکہ اس سے ہی توقع ہے کہ وہ ایسا قول اپنائے گا جو کہ عوام کیلئے زیادہ نفع بخش ہوگا۔گویا حاکم کا اختیار ہی قول مرجوح کی خامیوں کو دور کر کے اسے راجح بنانے کا سبب بن جائے گا۔اسی لیے فقہ حنفی میں عندالضرورت دوسرے امام کے قول پہ فتویٰ دینے کی اجازت ہے جیسا کہ مفقودالخبر کے بارے میں امام مالک علیہ الرحمۃ کے قول پہ فتویٰ دیا جاتا ہے۔

(حُكْمُ الْحَاكِمِ فِیْ مَسَائِلِ الْاِجْتِهَادِ يَرْفَعُ الْخِلَافَ)

ناجائز ذرائع سے حاصل شدہ کمائی کو صدقہ کرنا

جائز ہے بشرطیکہ اصل مالک کو لوٹانا مشکل ہو۔فتاویٰ شامی میں ہے: والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده علیهم والافان علم عین الحرام لایحل له ویتصدق به بنیة صاحبه (ج۵'ص۹۹)

حاصل کلام یہ ہے کہ جس کے پاس مال حرام ہو۔اگر وہ اس مال کے مالک کو جانتا ہو تو مالک کو مال لوٹانا واجب ہے اور اگر مالک کا علم نہ ہو تو یہ مال اس کیلئے حلال نہیں اور وہ اصل مالک کی نیت سے صدقہ کر دے۔اسی میں ج۲'ص۳۵ پہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اس مال سے صدقہ کیا جو حرام قطعی ہے اور ثواب کی امید رکھی تو کافر ہو گیا اور اگر فقیر کو مال کی حرمت کا علم ہو گیا پھر اس نے دینے والے کو دعا دی اور اس

نے آمین کہی تو دونوں کافر ہو گئے۔ بہرحال قاعدہ یہ ہے کہ (سَبِيْلُ الْكَسْبِ الْخَبِيْثِ التَّصَدُّقُ بِهٖ اِذَا تَعَذَّرُ الرَّدُّ عَلٰى صَاحِبِ الْحَقِّ)

نئے واقعہ کی نسبت اس کے قریب ترین وقت کی طرف کی جائے گی

مثلاً کسی نے نماز ادا کرنے کے بعد اپنے کپڑے پہ ایسی نجاست دیکھی جس کے لگنے کا وقت اسے معلوم نہیں تو قریبی حالات کا اعتبار کیا جائے گا اور صرف آخری حدث لاحق ہونے کے بعد ادا کی جانیوالی نمازوں کا اعادہ اس پہ لازم ہوگا۔ اسی طرح جنگ یا جھگڑے فساد میں کوئی شخص زخمی ہو کر صاحب فراش ہو گیا اور اس کی موت واقع ہوگئی تو اس موت کا سبب قریب ترین لگنے والے زخم کو سمجھا جائے گا اور اس کے مطابق تمام معاملات طے پائے جائیں گے۔ یہی اس قاعدے کا مطلب ہے۔ (اَلْاَصْلُ اِضَافَةُ الْحَادِثِ اِلٰى اَقْرَبِ اَوْقَاتِهٖ)

شک کی بنا پر کسی عمل کا اعتبار نہ ہوگا

یعنی ایک بندے کو شک لاحق ہوا کہ اس نے فلاں عمل کیا ہے یا نہیں تو ایسی صورت میں قاعدہ یہ ہے کہ اس نے وہ عمل نہیں کیا۔ مثلاً کسی شخص کو شک ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے یا نہیں دی تو طلاق واقع نہ ہونے کا حکم لگایا جائے گا یا کسی شخص کو نماز شروع کرنے سے پہلے شک لاحق ہوا کہ میرا وضو ہے یا نہیں تو وضو نہ ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور اس پر واجب ہے کہ وضو کر کے نماز ادا کرے اور اگر نماز ادا کرنے کے دوران کسی رکن کے بارے میں شک لاحق ہو جائے کہ وہ ادا کیا ہے یا نہیں اور کسی جہت میں گمان غالب نہ ہو تو اس صورت میں مشکوک رکن کی عدم ادائیگی کا حکم لگایا جائے گا۔ (مَنْ شَكَّ هَلْ فَعَلَ شَيْئًا اَمْ لَا فَالْاَصْلُ اَنَّهٗ لَمْ يَفْعَلْ)

قلت وکثرت میں شک لاحق ہوا تو قلت کا حکم لگایا جائے گا

قاعدہ یہ ہے کہ مَنْ تَيَقَّنَ الْفِعْلَ وَ شَكَّ فِي الْقَلِيْلِ وَالْكَثِيْرِ حُمِلَ عَلَى الْقَلِيْلِ لِاَنَّهُ الْمُتَيَقَّنُ۔ جس کو کام کرنے کا تو یقین ہو لیکن قلت وکثرت میں شک ہو

تو اس عمل کو قلیل مقدار پہ محمول کیا جائے گا کیونکہ وہ تو یقینی ہے۔ مثلاً کسی کو طلاق کی مقدار میں شک لاحق ہوا کہ ایک دی ہے یا زیادہ تو ایک یقینی ہوگی جبکہ ایک سے زائد کا نہ یقین ہوا اور نہ ہی ظن غالب۔ اسی طرح نمازی کو پہلی بار شک لاحق ہوا کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو نئے سرے سے نماز ادا کرے اور اگر یہ شک لاحق ہوتا رہتا ہے تو ظن غالب کا اعتبار ہوگا ورنہ اقل مقدار پہ عمل کرے کیونکہ اس کی ادائیگی یقینی ہے لیکن ہر دو مشکوک رکعتوں کے بعد ان میں سے ہر رکعت کو آخری سمجھ کر قعدہ کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے تا کہ آخری قعدہ کی ادائیگی اپنے محل پہ ہو سکے۔

کسی عمل میں تعیین شرط نہ ہو تو اس میں خطا ہو جانا نقصان دہ نہیں ہے

مثلاً گواہی دیتے وقت گواہ کسی خاص چیز کے بارے میں خطا کر جائے تو وہ اس کی شہادت کے لئے نقصان دہ نہ ہوگی جیسے گواہوں نے قاضی کے سوال پہ جانور کا ایک رنگ ذکر کیا۔ پھر گواہی دیتے ہوئے خطاً دوسرا رنگ بیان کر دیا تو ان کی شہادت قبول ہوگی اور اس وجہ سے گواہی رد نہ کی جائے گی۔ جیسا کہ فتاویٰ بزازیہ میں ہے۔ لو سالهم القاضي عن لون الدابة فذكروا لونا...... اس قاعدے کو فقہاء کرام نے "اَلْخَطَأُ فِيْمَا لَا يُشْتَرَطُ التَّعْيِيْنُ لَهٗ لَا يَضُرُّ" کا نام دیا ہے۔

اصل یہ ہے کہ کلام میں حقیقی معنی ہی مراد لیا جائے گا

مطلب یہ ہے کہ اگر ایسا لفظ کلام میں موجود ہے جس سے حقیقی ومجازی دونوں معانی مراد ہو سکتے ہیں تو اولاً اس سے حقیقی معنی ہی مراد لیا جائے گا۔ ہاں اگر حقیقی معنی متعذر ہو تو پھر مجازی معنی کی طرف جائیں گے یہی مفہوم ہے اس قاعدے کا اَلْاَصْلُ فِي الْكَلَامِ الْحَقِيْقَةُ۔ مثلاً کسی نے کہا: هذه الدار لزيد۔ یہ گھر زید کی ملکیت ہے پھر اگر بعد میں یہ کہا کہ انها مسكنه یہ اس کی رہائش ہے تو اس کا دوسرا بیان (مجاز) ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہ ہوگا۔ اسی طرح کہا "میں نے یہ مکان فلاں کے بیٹے کیلئے وقف کیا تو فلاں کے حقیقی بیٹے پر ہی اس کا اطلاق ہوگا نہ کہ پوتے پر لیکن اگر

فلاں کا حقیقی بیٹا نہ ہو تو مجازی طور پر پوتے پہ اطلاق ہوگا کیونکہ ولد کا حقیقی اطلاق صرف سگے بیٹے پر ہی ہوتا ہے۔ یوں ہی اگر کہا اللہ کی قسم میں اس بکری سے کچھ نہ کھاؤں گا تو اس کا اطلاق گوشت کھانے پہ ہوگا۔ دودھ پی لیا تو قسم نہ ٹوٹی۔ میں اس گندم سے نہ کھاؤں گا اس کا اطلاق گندم کے دانوں پہ ہوگا اگر اس گندم کی روٹی کھالی تو قسم نہ ٹوٹے گی۔

شرط میں شک پڑ جانا مشروط میں شک کو ثابت کر دے گا

مثلاً نماز کے صحیح ہونے کیلئے وضو شرط ہے تو اگر نماز کے دوران یا فارغ ہونے کے بعد وضو کے بارے میں شک پڑ گیا تو نماز کی صحت مشکوک ہو جائے گی اور ظن غالب کے مطابق حکم لگایا جائے گا۔ اسی طرح ناپاک بدن اور نجس کپڑے کو پاک کرنے کیلئے پانی سے دھونا شرط ہے اگر دھونے کے بعد معلوم ہوا کہ پانی کی طہارت مشکوک ہے تو اس سے بدن اور کپڑے کی طہارت بھی مشکوک ہو جائے گی تو بھی فیصلہ ظن غالب کے مطابق ہوگا۔ (لَانَ الشَّكَّ فِي الشَّرْطِ يُوْجِبُ الشَّكَ فِي الْمَشْرُوْطِ)

عوام کے مسائل وحقوق میں حاکم وقت کے تصرفات مصلحت پہ مبنی ہوتے ہیں

بشرطیکہ امامت کی چار شرائط علم، عدالت، کفایت (شرعی حدود قائم کرنے اور جہاد میں شریک ہونے میں جری ہو۔ الغرض حکومتی ذمہ داریاں نبھانے میں پوری طرح واقف بھی ہو اور عمل بھی کرا سکتا ہو) سلامتی ہوش وحواس۔ حدیث شریف میں ہے ”جسے مسلمانوں کے امور کا والی بنایا گیا اور پھر اس نے محنت اور کوشش نہ کی اور اخلاص سے کام نہ لیا تو اس پہ جنت حرام ہے۔ اسی بنا پہ فقہاء کرام نے یہ قاعدہ متعین فرمایا ہے: تَصَرُّفُ الْاِمَامِ فِيْ شُؤُنِ الرَّعِيَّةِ مَنُوْطٌ بِالْمَصْلِحَةِ (ترجمہ عنوان میں گزر چکا)

گونگے کا اشارہ معہودہ بیان کی مانند ہے

(اِشَارَةُ الْاَخْرَسِ الْمَعْهُوْدَةُ كَالْبَيَانِ بِاللِّسَانِ) معہودہ بیان سے مراد یہ ہے کہ وہ اشارہ جو اس نے کسی عمل یا بیان کیلئے مختص کر رکھا ہے۔ اس کو بیان ہی کا درجہ

دیا جائے گا۔ بشرطیکہ قاضی بذات خود اشارے سے واقف ہو یا کوئی معتبر عادل و صادق القول ترجمان ہو جو اس کے اہل خانہ، پڑوسیوں یا احباب میں سے ہو، ردالمختار میں ہے کہ گونگا اگر چہ لکھنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔ پھر بھی اس کا اشارہ معتبر ہوتا ہے کیونکہ یہ دونوں یعنی لکھنا اور اشارہ حجت ضروریہ ہیں اور یہ اشارہ وصیت، اقرار، بیع و شراء اور طلاق وغیرہ تمام احکام میں زبان کے قول کی طرح معتبر ہے جبکہ وہ گونگا ہو یا بعد میں اسے عذر لاحق ہو اور ہمیشہ باقی رہا (حاشیہ کنز الدقائق، ص ۱۱۵) لیکن حدود و شہادت میں اس کا اشارہ معتبر نہیں ہوگا کیونکہ حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں اور اشارہ میں قطعیت نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ لفظ شہادت کہنے پہ قادر ہے جبکہ بوقت شہادت یہ قول لازم ہے۔ لکنت والے کا اشارہ معتبر نہیں ہے لیکن اگر لکنت اس حد تک بڑھ جائے کہ کلام کر ہی نہ سکے۔ مگر اس میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ اس کی لکنت تادم واپسیں باقی رہے جبکہ تمرتاشی نے ایک سال لکنت برقرار رہنے کا قول کیا ہے۔ (طحطاوی، شامی)

ترجمان کا قول مطلقاً قبول کیا جائے گا

جب متکلم اور سامع ہم زبان نہ ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کی بات سمجھنے کی صلاحیت نہ رکھتے ہوں۔ وہاں ترجمان کی ضرورت پڑتی ہے جو متکلم کی زبان سے بھی واقف ہو اور اس کے کلام کے اسرار سے بھی آگاہ ہو اور سامع تک متکلم کی گفتگو کا حقیقی مفہوم پہنچانے کی صلاحیت تامہ رکھتا ہو۔ ایسے ترجمان کا قول بلا قید وشرط قبول ہوگا۔ یہی مطلب ہے اس قاعدہ کا يُقْبَلُ قَوْلُ الْمُتَرْجِمِ مُطْلَقًا۔ ائمہ کرام کے ہاں اس بات میں اختلاف ہے کہ شہادت کی ترجمانی کیلئے صرف ایک آدمی کافی ہے یا شاہدین کی طرح ان کا بھی دو ہونا ضروری ہے۔ امام اعظم اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما ایک ترجمان کو کافی قرار دیتے ہیں جبکہ امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے کہ شاہدین کی مثل ان کا بھی دو ہونا ضروری ہے۔

Scanned with CamScanner

اشیاء میں اصل جائز ہونا ہے جب تک کہ عدم اباحت پہ کوئی دلیل نہ ہو

اس قاعدہ کی بنیاد قرآن مجید کی یہ آیت ھو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعا (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۳۶۳) اور حضور علیہ السلام کے کئی فرمودات عالیہ ہیں۔ لہٰذا کسی کام کے جائز ہونے کیلئے دلیل کی ضرورت نہیں۔ اس کی حرمت، کراہت یا عدم اباحت کا قول کرنے والے پہ دلیل لازم ہے۔ عمدۃ القاری شرح بخاری، ج ۱۱، ص ۱۷۱ پہ ہے: ان الاشیاء مباحۃ حتی یقوم الدلیل علی الحظر۔ اشیاء میں اصل مباح ہونا ہے جب تک کہ منع پہ دلیل قائم نہ ہو جائے۔ اس کی وجہ اسی میں یوں بیان فرمائی گئی۔ ان الاثبات اولیٰ من النفی لان المثبت اولیٰ واقدم من النافی قال بعضھم وھو وفاق اھل العلم (ج ۱۳، ص ۱۹۸) کسی شئی کو ثابت کرنا نفی کرنے کی نسبت اولیٰ ہے کیونکہ مثبت نافی سے اولیٰ ہے اور بعض نے کہا کہ اس اصول پہ اہل علم کا اتفاق ہے۔ اس قانون سے بیسیوں مسائل کا استنباط ہو سکتا ہے بالخصوص وہ مسائل جن پہ اس دور میں بحث و مناظرے ہوتے ہیں۔ ختم درود، عرس گیارھویں، محفل میلاد و جلوس میلاد، صلوٰۃ وسلام وغیرہ۔ مخالفین سے ان مسائل کے ناجائز ہونے پہ دلیل طلب کی جائے تو الٹا وہ ہم سے جائز ہونے کی دلیل مانگتے ہیں جبکہ اس قانون کو مانتے بھی ہیں: اَلْاَصْلُ فِی الْاَشْیَاءِ الْاِبَاحَۃُ حَتّٰی یَدُلَّ الدَّلِیْلُ عَلٰی عَدَمِ الْاِبَاحَۃِ۔

تصریح کے مقابلہ میں دلالت کا اعتبار نہیں

مطلب یہ کہ جب حکم صریح اور حکم دلالت باہم متعارض ہوں تو صریح حکم پہ عمل ہوگا اور حکم دلالت کو چھوڑ دیا جائے گا۔ مثلاً دو آدمیوں نے ایک معین شئی خریدنے کا دعویٰ کیا لیکن دونوں نے خریدنے کی تاریخ بیان نہ کی یا دونوں نے ایک ہی تاریخ بیان کر دی تو جس کا اس شئی پہ قبضہ ہے اس کا قول معتبر ہوگا لیکن جب دوسرے نے اس سے پرانی تاریخ بیان کر دی تو پھر اس کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ تاریخ کا قدیم ہونا اس

کی ملکیت کو صراحۃً ثابت کرتا ہے لیکن دلالت پہ عمل کر لینے کے بعد صریح کا اعتبار نہ ہوگا۔ مثلاً فضولی نے کسی کا سامان فروخت کیا اور اس نے فضولی سے سامان کی قیمت کا مطالبہ کیا پھر یہ اس کی طرف سے بیع کو جائز قرار دینے کی دلالت ہوگی۔ اس کے بعد مالک نے صراحتاً بیع کو رد بھی کر دیا تو اس کا اعتبار نہ ہوگا کیونکہ دلالت پہ عمل ہو جانے کے بعد صراحت کا اعتبار نہیں ہوتا۔ (کنز الدقائق، ص ۲۵۲، درمختار) لَاعِبْرَۃَ لِلدَّلَالَۃِ فِیْ مُقَابَلَۃِ التَّصْرِیْحِ ۔

جب مانع زائل ہو جائے تو ممنوع واپس آ جاتا ہے

مطلب یہ کہ جب کسی مانع کی وجہ سے کوئی حکم ممنوع ہو جائے تو مانع ختم ہونے کے ساتھ ہی ممنوع حکم پہلی حالت پر واپس آ جاتا ہے جیسا کہ کسی نے بیع فاسد کے ساتھ کوئی چیز خریدی تو اسے بیع فسخ کرنے کا حق حاصل ہے لیکن جب مشتری نے مبیع بطور رہن، مرتہن کے حوالے کر دی تو اس سے بیع فسخ کرنے کا حق ساقط ہو جاتا ہے مگر جونہی مشتری نے مرتہن سے وہ چیز واپس لے لی تو اسے بیع فسخ کرنے کا اختیار بھی دوبارہ حاصل ہو جائے گا۔ (مجمع الانھر) کیونکہ اِذَا زَالَ الْمَانِعُ عَادَ الْمَمْنُوْعُ

ساقط ہونیوالا حکم واپس نہیں آتا جس طرح کہ معدوم نہیں لوٹتا

مطلب یہ کہ ایسا حق یا حکم جو ایک بار ساقط ہو گیا وہ دوبارہ لوٹ کر نہیں آتا جس طرح کہ معدوم یعنی جو ابتداءً ہی نہ ہو واپس نہیں آتا۔ مثلاً کسی شخص کو دوسرے کی مملوکہ زمین سے گزرنے کا حق حاصل تھا۔ پھر مالک زمین نے اس کے گزرنے پہ پابندی لگا کر اس کے حق کو ساقط کر دیا یا اس کی گزرگاہ پہ مکان یا دیوار بنا دی تو گویا مالک نے اس کے گزرنے کا حق ساقط کر دیا تو مالک کے خلاف نہ اس کا دعویٰ قابل سماعت ہوگا اور نہ ہی مالک زمین کو اس کا حق واپس لوٹانے پہ مجبور کیا جائے گا۔ اسی طرح فسق و فجور کے سبب کسی کی گواہی رد کر دی گئی تو بعد ازاں توبہ کرنے کے باوجود اس معاملہ میں دوبارہ شہادت قبول نہ ہوگی لیکن بچے اور نابینا کیلئے بعض شرائط کے ساتھ دوبارہ قابل

Scanned with CamScanner

تسلیم ہوتی ہے یعنی اندھے کے بینا اور بچے کے بالغ ہونے کے بعد اس واقعہ میں ان کی گواہی تب قبول ہوگی جب اندھا واقعہ پیش آنے کے وقت بینا ہو اور بعد میں بصارت سے محروم ہوا ہو اور بچے کی شہادت سن بلوغت کو پہنچنے کے بعد تب قبول ہوگی جب واقعہ پیش آنے کے وقت وہ تمیز کی صلاحیت رکھتا ہو بصورت دیگر ان کی گواہی قبول نہ ہوگی۔

ممتنع عادی ممتنع حقیقی کی طرح ہوتا ہے

مطلب یہ کہ ایسا امر جو عادۃً ممتنع ہو وہ اس امر کی مثل ہوتا ہے جو حقیقۃً ممتنع ہو۔ امتناع کی مذکورہ دونوں قسمیں حکم کے اعتبار سے مساوی ہیں (اَلْمُمْتَنِعُ عَادَةً کَالْمُمْتَنِعِ حَقِيْقَةً) کسی شئی کا خلاف عقل ہونے کے سبب بالضرورۃ ممتنع ہونا امتناع حقیقی کہلاتا ہے۔ جیسے کسی شخص نے ایسے آدمی کے بارے میں اپنا بیٹا ہونے کا اقرار کیا جو عمر میں اس سے بڑا ہو تو اس کا یہ اقرار خلاف عقل ہونے کے سبب حقیقۃً باطل ہوگا اور کسی شئی کا صرف حکم عادت کے ساتھ ممتنع ہونا امتناع عادی کہلاتا ہے۔ ایسا دعویٰ جس کے حق میں ایک جم غفیر گواہی دے اس کو رد کرنا عادۃً ممتنع ہے۔ لہٰذا ایسی متواتر شہادت کے خلاف کوئی شہادت قابل تسلیم نہ ہوگی۔ اسی طرح شادی کے وقت بچیوں کو دیا جانیوالا جہیز واپس لوٹانا عادۃً ممتنع ہے۔ لہٰذا اس کے بارے میں کسی کا دعویٰ تسلیم نہ کیا جائے گا۔

پرانی چیز کو اس کے پرانے پن پہ ہی چھوڑا جائے گا

قدیم وہ ہے جس کی ابتداء کو پہچاننے والا نہ پایا جاتا ہو۔ مثلاً کسی گھر کا بارش کا پانی ساتھ والے گھر سے بہہ کر باہر جاتا ہو اور پانی کی یہ گزرگاہ اتنی قدیم ہے کہ وہاں کے رہنے والے بھی اس سے آگاہ نہ ہوں کہ یہ پانی کب سے گزر رہا ہے تو پڑوسی کو یہ پانی روکنے کا حق حاصل نہیں ہے بلکہ اپنی سابقہ حالت پر ہی برقرار رکھا جائے گا۔ اسی طرح اگر پڑوسی کے ساتھ ملحقہ دیوار میں دراڑیں پڑ جائیں یا اس کا کچھ حصہ اس کے صحن میں

گر جائے اور پڑوسی کے گھر داخل ہوئے بغیر اس کی مرمت ممکن نہ ہو اور وہ اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت بھی نہ دیتا ہو تو دیوار کو اپنی قدیمی حالت پہ برقرار رکھنے کیلئے اس کی ضد مانع نہیں ہوسکتی بلکہ زبردستی اس کو کہا جائے گا کہ یا دیوار کی مرمت کروا یا گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے۔ (یَجِبُ تَرْكُ الْقَدِيْمِ عَلٰى قِدَمِهٖ)

حاضر شئی میں وصف لغو اور غائب میں معتبر ہوتا ہے

ہاں اگر مبیع مشار الیہ نہ ہو بلکہ اس کی پہچان صرف تسمیہ اور وصف بیان کرنے سے ممکن ہو تو اس صورت میں وصف کا اعتبار ہوگا۔ مثلاً رات کے وقت کسی نے نگینہ بیچا اور کہا یہ یاقوت احمر ہے لیکن صبح ہوئی تو وہ یاقوت اصفر (پیلے رنگ کا یاقوت تھا) تو بیع صحیح ہوگی مگر مشتری کو اختیار ہوگا اور خیار کی یہ قسم خیار وصف کہلاتی ہے۔ جنس مختلف ہونے کی صورت میں مسمی کا اعتبار تب ہوگا جب بائع اور مشتری دونوں یہ نہ جانتے ہوں کہ مشار الیہ جنس مسمی کے خلاف ہے اور اگر دونوں اس سے آگاہ ہوں تو پھر اعتبار مشار الیہ کا ہوگا مثلاً کسی نے کہا میں نے یہ گائے تجھے فروخت کی اور اشارہ بکری کی طرف کیا جو ان دونوں کے سامنے ہے تو مشار الیہ کا اعتبار کرتے ہوئے بکری کی بیع صحیح ہوگی۔ (اس قاعدے میں مزید تفصیل ہے جو کتب فقہ و اصول فقہ میں دیکھی جاسکتی ہے اور اس قاعدے کا نام ہے۔ اَلْوَصْفُ فِي الْحَاضِرِ لَغْوٌ وَّفِي الْغَائِبِ مُعْتَبَرٌ۔ جس کا ترجمہ عنوان میں گزر چکا)

سبب ملکیت کا تبدیل ہونا ذات کے تبدیل ہونے کے قائم مقام ہے

مثلاً کسی نے اپنے باپ کی میراث کا مالک ہونے کا دعویٰ کیا مگر اپنے دعویٰ پہ گواہ ایسے پیش کیے کہ جنہوں نے گواہی دی کہ یہ ماں کی طرف سے اس جائیداد کا وارث ہے تو یہ گواہی دعویٰ کے ثبوت کے لئے قابل قبول نہ ہوگی کیونکہ دعویٰ اور شہادت میں مطابقت نہیں ہے تو چونکہ گواہی نے سبب شہادت تبدیل کردیا ہے جو کہ ذات ملکیت کی تبدیلی کے قائم مقام ہے۔ لہٰذا دعویٰ ہی باطل ہوگا تَبَدُّلُ سَبَبِ الْمِلْكِ قَائِمٌ مَقَامَ

Scanned with CamScanner

تَبَدُّلِ الذَّاتِ ۔

اپنے ہی عقد کو توڑنے کی کوشش مردود ہوگی

یعنی ایک شخص خود ہی کسی عقد کے مکمل ہونے کا سبب بنا اور پھر عقد کی تکمیل کے بعد خود ہی اس کو توڑنے کے درپے ہوگیا تو اس کی کوشش بے کار ثابت ہوگی اور عقد قائم رہے گا۔ اس قاعدے کا نام ہے: مَنْ سَعٰی فِیْ نَقْضِ مَاتَمَّ مِنْ جِهَتِهٖ فَسَعْيُهٗ مَرْدُوْدٌ عَلَيْهِ ۔ مثلاً کسی عقد میں ایک شخص تاوان یا اس پہ لازم ہونے والی رقم کا ضامن بنا اور پھر مبیع پہ اپنی ملکیت کا دعویٰ کر دیا تو اس کا دعویٰ قبول نہ ہوگا کیونکہ ضامن بن کر اس نے خود ہی عقد کے صحیح ہونے کا اقرار کیا ہے اور اب ملکیت کے دعوے کے ساتھ خود ہی اس کے توڑنے کا ارادہ رکھتا ہے لہٰذا اس کا دعویٰ رد کر دیا جائے گا۔

جو کسی چیز کا مالک ہوگا وہ اس کی ضروریات کا بھی مالک ہوگا

یعنی اس شئی کے منافع کی تکمیل کا سبب بننے والی تمام چیزوں کا بھی وہی مالک ہوگا۔ مثلاً کسی نے رہائش یا دکان بنانے کیلئے زمین خریدی تو اس عقد کے ساتھ ہی مشتری، مکان یا زمین تک پہنچنے والے راستے کا بھی خود بخود ہی مالک ہو جائے گا کیونکہ بائع پر راستہ مہیا کرنا لازم ہوتا ہے اس لئے کہ جس مکان تک پہنچنے کیلئے راستہ ہی نہ ہو وہ رہائش کے قابل نہیں ہوتا اور اس سے منافع کا حصول دشوار ہوتا ہے۔ لہٰذا کسی بھی شئی کی وہ چیزیں جن کا پایا جانا اس شئی کے لئے ضروری ہے اور ان کے بغیر اس شئی سے حقیقی منافع حاصل نہیں ہو سکتے تو اس پر ملکیت ثابت ہونے سے وہ تمام چیزیں ملکیت میں آ جاتی ہیں۔ (مَنْ مَلَكَ شَيْئًا مَلَكَ مَا هُوَمِنْ ضَرُوْرَاتِهٖ)

شرعی سبب کے بغیر کسی غیر کا مال لینا کسی کیلئے جائز نہیں

قرآن مجید میں ہے: اے ایمان والو! آپس میں اپنے مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔ (النساء) حدیث شریف میں ہے: ''کسی کے لئے اپنے بھائی کا مال لینا حلال نہیں اور اگر وہ لے لے تو اسے چاہئے کہ واپس کر دے اور اگر کوئی ایسی غلطی کر لے تو

اولاً اس کا اصل مال واپس کرے اور اگر اصل مال نہیں ہے بلکہ ضائع ہوگیا ہے تو اگر اس کا تعلق ذوات الامثال سے ہے تو پھر اس کی مثل دے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فاعتدوا علیه بمثل مااعتدی علیکم ۔ ورنہ اس کی قیمت ادا کرے (جبکہ اس کا تعلق ذات القیم سے ہے۔ الجوهرة النيرة، ج ۲، ص ۳۶، کتاب الغصب) انہی تصریحات سے فقہاء نے یہ قاعدہ اخذ کیا ہے: لَيْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَّاْخُذَ مَالَ غَيْرِهٖ بِلَا سَبَبٍ شَرْعِيٍّ۔

جب اصل ساقط ہو جائے تو فرع بھی ساقط ہو جاتی ہے

مثلاً موکل فوت ہوگیا یا پاگل ہوگیا تو وکیل کی وکالت بھی ساقط ہوگئی جبکہ اس پہ کسی غیر کا حق نہ ہو۔ اسی طرح اصلی گواہوں کی گواہی رد ہوگئی تو فرعی گواہوں کی گواہی خود بخود ہی رد ہو جاتی ہے کیونکہ اِذَا سَقَطَ الْاَصْلُ سَقَطَ الْفَرْعُ

جب کوئی شئی باطل ہوگی تو اسکے ضمن میں آنیوالی شئی بھی باطل ہو جائے گی

مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو کہا: بعتك دمي بالف۔ میں نے تجھے اپنا خون ہزار کے عوض بیچ دیا۔ پھر اس نے اس کو قتل کر دیا تو اس میں قصاص واجب ہوگا۔ اس مثال میں خون کی بیع متضمِّن (بصیغۂ اسم فاعل) ہے اور قتل کی اجازت متضمَّن (بصیغۂ اسم مفعول) کیونکہ یہ خون کی بیع کے سبب ہی ثابت ہو رہی ہے لیکن خون (قتل) میں چونکہ بیع شرعاً باطل ہوتی ہے لہٰذا متضمِّن کے باطل ہونے کی وجہ سے متضمَّن (قتل کی اجازت) بھی باطل تو نتیجتاً قصاص واجب ہوگیا کیونکہ اِذَا بَطَلَ الشَّیْءُ بَطَلَ مَا فِیْ ضِمْنِهٖ ۔

جب اصل باطل ہو جائے تو اسے بدل کی طرف پھیر دیا جائے گا

مثلاً رمضان کے روزے اگر بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے نہ رکھ سکا تو فدیہ (جو کہ روزوں کا بدل ہے) ادا کرنا لازم ہوگا۔ نماز جمعہ کے وجوب کی شرائط پائی جانے کے باوجود

Scanned with CamScanner

ادانہ کرسکا تو نماز ظہر کی ادائیگی لازم ہوگی۔اسی طرح کوئی فرض نماز وقت پہ ادانہ کرسکا جو کہ اصل ہے تو اس کا بدل (قضا) لازم ہوگی۔اِذَا بَطَلَ الْاَصْلُ یُصَارُ اِلَی الْبَدَلِ۔

مطلق اپنے اطلاق پہ جاری رہتا ہے

مطلق سے مراد ایک ماہیت کے افراد کا وہ مشترکہ حصہ ہے جو کمال، نقصان یا وصف کی خصوصیت کا لحاظ کیے بغیر تمام میں یکساں پایا جائے (حاشیہ اصول الشاشی، ص۹) پورا قاعدہ اس طرح ہے: اَلْمُطْلَقُ یَجْرِیْ عَلٰی اِطْلَاقِهٖ مَالَمْ یَقُمْ دَلِیْلُ التَّقْیِیْدِ نَصًّا اَوْ دَلَالَةً۔ جب تک نصاً یا دلالۃً دلیل تقیید قائم نہ ہو جائے مطلق اپنے اطلاق پہ جاری رہے گا۔مثلاً موکل نے اپنے وکیل کو سامان فروخت کرنے کی اجازت مطلق دی تو وکیل موکل کا سامان اس قیمت پہ بیچ سکتا ہے جو مناسب خیال کرے خواہ وہ قیمت کم ہو یا زیادہ لیکن اگر موکل نے وکیل کیلئے سامان کی قیمت متعین کردی تو پھر اسے اس سے کم قیمت پہ بیچنے کا اختیار نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں دلیل تقیید نصاً قائم ہے۔

صفات عارضہ میں اصل ان کا عدم وجود ہے

مطلب یہ کہ بنیادی طور پر صفات عارضہ موجود نہیں بلکہ بعد میں لاحق ہوتی ہیں۔صفات اصلیہ وہ ہیں جو ابتداء ہی سے اصل کے وجود کے ساتھ پائی جائیں جیسے صحت، زندگی وغیرہ اور عارضہ وہ ہیں جو بعد میں عارض ہوں جیسے بیماری، نفع، عیب مثلاً بائع اور مشتری کے درمیان مبیع کو دیکھنے کے بارے میں اختلاف ہو جائے۔بائع نے کہا کہ مشتری نے چیز دیکھی ہوئی ہے۔لہٰذا اسے خیار رویت حاصل نہیں ہوسکتا جبکہ مشتری نے عدم رویت کا قول کیا تو اس میں مشتری کا قول قبول کیا جائے گا اور اسے خیار رویت حاصل ہوگا کیونکہ عدم رویت اصل ہے لیکن اگر دونوں میں مبیع کے اندر عیب پائے جانے میں اختیار ہو جائے یعنی بائع نے کہا جب مبیع کو تیرے حوالے کیا تھا تو اس میں عیب نہیں تھا جبکہ مشتری اس کا انکار کرتا ہے تو بائع کا قول معتبر ہوگا کیونکہ اس صورت میں اصل مبیع کے اندر عیب کا نہ پایا جاتا ہے۔اس قاعدہ کا نام ہے:

اَلْاَصْلُ فِی الصِّفَاتِ الْعَارِضَةِ الْعَدَمُ

امور باطنیہ میں شئی کی دلیل ہی اس کے قائم مقام ہوتی ہے

یعنی وہ کام جن کی حقیقت پہ اطلاع پانا متعذر ہو ان پہ ظاہر کے مطابق حکم لگایا جائے گا۔مثلاً قتل عمد ثابت ہو جانے کی صورت میں قاتل کیخلاف قصاص کا فیصلہ ہوگا اور جن افعال کا تعلق قلب سے ہے۔مثلاً خشوع وخضوع، بغض وحسد، محبت وعداوت ان کی حقیقت تک چونکہ رسائی ممکن نہیں لہٰذا ظاہری افعال واعمال اور حرکات وسکنات کو دیکھ کر ہی ان میں سے کسی شئی کا حکم کسی شخص پہ لگایا جائے گا یعنی کسی کا عمل جس حکم کا تقاضا کرے گا وہ حکم اس پہ لاگو ہوگا۔اس قانون کا پورا نام ہے: دَلِیْلُ الشَّیْءِ فِی الْاُمُوْرِ الْبَاطِنَةِ یَقُوْمُ مَقَامَهٗ یَعْنِیْ اَنَّهٗ یُحْکَمُ بِالظَّاهِرِ فِیْمَا یَتَعَذَّرُ الْاِطِّلَاعُ عَلَیْهِ۔

گواہی خلاف ظاہر کے اثبات اور قسم اصل کو باقی رکھنے کیلئے ہوتی ہے

یہی وجہ ہے کہ مدعی گواہ لانے کا پابند ہوتا ہے کیونکہ اس کا دعویٰ ظاہر صورت کے خلاف ہوتا ہے اور مدعی علیہ سے صرف قسم لی جاتی ہے کیونکہ اس کا مقصود ظاہر حالت کو برقرار رکھنا ہوتا ہے۔مثلاً عورت نے مرد کیخلاف لباس ونفقہ نہ دینے کا دعویٰ کیا تو اس کا قول معتبر ہوگا کیونکہ اس میں اصل ان دونوں کا مرد کے ذمہ باقی رہنا ہے جیسا کہ اگر مدیون قرض کی ادائیگی کا دعویٰ کرے اور دائن اس کا منکر ہو تو قول دائن کا معتبر ہوگا مگر گواہ لانا لازم ہوگا (الاشباہ والنظائر) اسی قاعدہ کو اَلْبَیِّنَةُ لِاِثْبَاتِ خِلَافِ الظَّاهِرِ وَالْیَمِیْنُ لِاِبْقَاءِ الْاَصْلِ کا نام دیا گیا ہے۔

بندے کا اپنے اقرار کے ساتھ مواخذہ ہوگا

لیکن اس کیلئے چند شرائط ہیں (۱) اقرار مقر کی رضامندی سے ہو اگر اقرار بالجبر ہوگا تو قابل اعتبار نہ ہوگا (۲) مقر عاقل و بالغ ہو اگر نابالغ یا مجنون ہوگا تو اقرار درست نہ ہوگا۔(۳) حاکم کا حکم اسے جھٹلا نہ سکتا ہو (۴) مقر نے جس شئی کا اقرار کیا ہے وہ امر محال نہ ہو کیونکہ امر محال کا اقرار شرعاً باطل ہے مذکورہ قاعدہ (اَلْمَرْءُ مُوَاخَذٌ

Scanned with CamScanner

بِـاِقْرَارِہٖ) قرآن پاک کی آیت ولیملل الذی علیه الحق (البقرہ ۲۸۲) حضور علیہ السلام کے عمل کہ آپ نے حضرت ماعز اور غامدیہ عورت کے اقرار پہ عمل کرتے ہوئے ان پہ حدود شرعیہ کا نفاذ کیا اور اجماع سے ثابت ہے کنز الدقائق ۳۲۴ پہ ہے: لان الامة اجتمعت على ان الاقرار حجة في حق نفسه۔

کسی شئی کے بارے میں شہادت کب جائز ہوتی ہے؟

اس بارے میں قانون یہ ہے کہ اَلْاَصْلُ اَنَّهٗ لَایَجُوْزُ الشَّهَادَةُ لِشَیْءٍ اِلَّا اِذَا عُلِمَ بِوَجْهٍ مِنَ الْوُجُوْهِ الْمُوْجِبَةِ لِلْعِلْمِ ۔یعنی بنیادی طور پر کسی شئی کے بارے میں شہادت جائز نہیں ہوتی مگر جبکہ اسے موجب علم اسباب میں سے کسی کے ذریعے جانا جائے اور اسباب علم چار ہیں حواس خمسہ (دیکھنے، سننے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے کی قوت) نقل متواتر (اتنے لوگوں کا کسی واقعہ کی شہادت دینا کہ جن کا جھوٹ پہ اتفاق عقلاً محال ہو۔) عقل صحیح اور استدلال۔ قاعدۂ مذکور کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ کسی کیلئے بھی بلا تحقیق وثبوت شہادت دینا ہرگز جائز نہیں ہے بلکہ شہادت کے سچ ہونے کے لئے گواہ کسی شک وشبہ میں بھی مبتلا نہ ہو اور جو گواہی محض حسد، کینہ اور بغض وعداوت کی بنا پر دی جائے اسے حدیث میں گناہ کبیرہ بلکہ شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

حرمت سے اباحت اور اباحت سے حرمت کی طرف منتقل ہونا

اس بارے میں قانون یہ ہے کہ اَلْاِنْتِقَالُ مِنَ الْحُرْمَةِ اِلَی الْاِبَاحَةِ يُشْتَرَطُ فِيْهِ اَعْلَی الرُّتَبِ وَالْاِنْتِقَالُ مِنَ الْاِبَاحَةِ اِلَی الْحُرْمَةِ يَكْفِیْ فِيْهِ اَيْسَرُ الْاَسْبَابِ ۔یعنی حرمت سے اباحت کی طرف منتقل ہونے کیلئے اعلیٰ اور قوی اسباب کا موجود ہونا شرط ہے جبکہ اباحت سے حرمت کی طرف منتقل ہونے کیلئے آسان اور خفیف اسباب بھی کافی ہوتے ہیں)۔ مطلب یہ کہ کوئی حرام شئی تب تک مباح نہیں ہوسکتی جب تک کہ انتہائی اور قوی اسباب وعلل موجود نہ ہوں مگر اس کے برعکس مباح چیز کو حرام قرار دینے کیلئے اتنے قوی اسباب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مثلاً

ایک مسلمان (نعوذ باللہ) مرتد ہوگیا تو اس کا خون مباح ہوجاتا ہے اور ارتداد اباحت کیلئے بہت قوی دلیل ہے مگر اس کے برعکس اباحت کے حرمت میں تبدیل ہونے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ تائب ہوکر از سرنو دائرۂ اسلام میں داخل ہوجائے اور یہ سبب پہلے کے مقابلہ میں خفیف ہے۔

حدود کو قیاس سے نہیں بلکہ توقیفی احکام ودلائل سے ثابت کرنا ہوگا

اور وہ توقیفی احکام ودلائل قرآن وحدیث اور اجماع ہیں۔ (نور الانوار ص ۱۵۳) مثلاً زنا کے ثبوت کیلئے ایسے چار گواہوں کا ہونا ضروری ہے جنہوں نے اپنی آنکھوں سے مرد وعورت کو اس حالت میں دیکھا ہو کہ جیسے سلائی سرمہ دانی میں اور رسی کنویں میں۔ اگر تین گواہ تو ایسی گواہی دیں اور چوتھا کہے کہ میں نے ایسے تو نہیں دیکھا بلکہ یوں دیکھا ہے کہ دونوں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے تو چاروں کو حد قذف لگے گی (فتاویٰ رضویہ) پھر ان گواہوں کی عدالت کردار اور خصائل وغیرہ کے بارے میں سرّاً اور جہراً تحقیق کرنا قاضی کے ذمہ لازم ہے۔ یہی مطلب ہے اس قاعدے کا "لَایَجُوْزُ اِثْبَاتُ الْحُدُوْدِ مِنْ طَرِيْقِ الْقِيَاسِ وَاِنَّمَا طَرِيْقُ اِثْبَاتِهَا التَّوْقِيْفُ"۔

حدود شبہات سے ساقط ہوجاتی ہیں

حد اس سزا کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کی گئی ہو اور اس پہ تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ شبہ کی بنا پر حد ساقط ہوجاتی ہے۔ لقوله علیه السلام ادروا الحدود بالشبهات (مسند امام اعظم) اور شبہ سے مراد وہ شئی ہے جو ثابت ہونے والی شئی کے مشابہہ ہو اور درحقیقت ثابت نہ ہو (شرح وقایہ ج۲، ص ۳۸۳، کنز الدقائق، ص ۱۸۲) پھر شبہ کی تین اقسام ہیں۔ شبہ فی الفعل، فی المحل، فی العقد، پہلی دو متفق علیہ ہیں اور تیسری میں اختلاف ہے۔ بہرحال تینوں قسمیں حد زنا سے متعلق ہیں۔ ہر ایک کی تعریف اور مثالیں کتب فقہ سے معلوم کریں تاہم اس میں قاعدہ فقہیہ یہ ہے کہ اَلْحُدُوْدُ تُدْرَءُ بِالشُّبُهَاتِ ۔یا بالفاظ دیگر اَلْحُدُوْدُ تَنْدَرِئُ بِالشُّبْهَاتِ۔

Scanned with CamScanner

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ادفعوا الحدود عن عباداللہ ماوجد تم له مدفعا (ابن ماجہ) اللہ کے بندوں سے حدود کو دور کرو جب تک تم دور کرنے کا راستہ پاؤ۔

وجود میں تابع حکم میں بھی تابع ہی ہوتا ہے

یعنی جو حکم متبوع کا ہوگا وہی تابع کا ہوگا۔ مثلاً باجماعت نماز میں امام اصل اور متبوع ہوتا ہے اور مقتدی اس کے تابع ہوتا ہے تو اگر امام پہ دوران نماز سجدۂ سہو لازم ہوگیا تو مقتدی پہ خود بخود ہی ہو جائے گا لیکن اس کے برعکس مقتدی سے بھولی ہوگئی تو اس کی وجہ سے امام پہ کچھ لازم نہیں اور نہ ہی مقتدی پہ کیونکہ وہ امام کے تابع ہے۔ وَالتَّابِعُ تَابِعٌ۔ اسی طرح کسی نے جنین (پیٹ میں موجود بچے) کو قتل کردیا جبکہ حاملہ عورت کی جان محفوظ رہی تو قاتل کے ذمہ کفارۂ قتل لازم نہ ہوگا کیونکہ اس مسئلہ میں حاملہ عورت اصل ہے اور حمل اس کی فرع اور تابع ہے تو جب اصل محفوظ ہے تو کفارہ لازم نہ ہوا۔

متبوع کے سقوط سے تابع بھی ساقط ہوجاتا ہے

مطلب یہ کہ متبوع اور اصل سے کوئی حکم ساقط ہوگا تو تابع وفرع سے بھی وہ حکم ساقط ہوجائے گا۔ مثلاً گونگے کیلئے تکبیر تحریمہ اور تلبیہ کہتے وقت اپنی زبان کو حرکت دینا لازم ہے مگر قرأت کے وقت زبان کو حرکت دینا لازم نہیں کیونکہ قرأت میں تلفظ متبوع ہے اور زبان کی حرکت تابع اور چونکہ متبوع ساقط ہو چکا ہے۔ لہٰذا تابع بھی ساقط ہو جائے گا۔ اسی طرح مناسک حج میں سے وقوف عرفہ کسی حاجی سے رہ گیا تو اس کیلئے رمی جمار کرنا اور منیٰ میں رات گزارنا وغیرہ بھی لازم نہیں بلکہ افعال عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کھول دے کیونکہ یہ احکام وقوف عرفہ کے تابع ہیں تو جب متبوع ساقط ہوگیا تو تابع بھی ساقط ہوگیا۔ (اَلتَّابِعُ يَسْقُطُ بِسُقُوْطِ الْمَتْبُوْعِ وَيَسْقُطُ الْفَرْعُ اِذَا سَقَطَ الْاَصْلُ)

تابع متبوع پر مقدم نہیں ہوتا

نماز میں مقتدی امام کے تابع ہے لہٰذا امام سے پہل نہ کرے بلکہ اگر نماز کا رکوع یا سجدہ امام سے پہلے کرلیا اور امام کے ساتھ بالکل شامل نہ ہوا تو نماز کو دہرائے گا۔ (نورالایضاح' ص۸۳' مراقی الفلاح' ص۶۹) اذان وقت کے تابع ہے اگر وقت سے پہلے دے دی تو اعادہ واجب ہوگا (کنز' ص۱۹) طواف زیارت ایام نحر میں کرنا واجب ہے گویا ایام نحر متبوع اور طواف زیارت تابع ہے تو اگر کسی نے ایام نحر سے پہلے ہی طواف زیارت کرلیا تو ایام نحر میں دوبارہ کریگا اور ان ایام سے موخر کریگا تو بکری کی قربانی دے گا (نورالایضاح' ص۱۷۶) اَلتَّابِعُ لَايَتَقَدَّمُ عَلَى الْمَتْبُوْعِ۔

جس شئی کا عقد کرنا موکل کیلئے جائز ہے اس کیلئے وکیل بنانا بھی صحیح ہے

اس قاعدے سے معلوم ہوگا کہ کن چیزوں میں کسی کو وکیل بنانا جائز ہے اور کن میں ناجائز۔ نماز روزے میں وکیل بنانے کی اجازت نہیں کیونکہ موکل پہ خود یہ چیزیں لازم ہیں۔ اسی طرح شہادت میں توکیل درست نہیں کیونکہ اس میں مقصود اصل شاہد کی عدالت وصدقت کا ثبوت ہوتا ہے جو کہ وکیل کے پیش ہونے سے پورا نہ ہو سکے گا۔ ہاں اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں جس میں شاہد کا عدالت میں پیش ہونا ممکن ہی نہ ہو تو پھر ایسا آدمی اس کی طرف سے بطور گواہ پیش ہوسکتا ہے جسے شاہد اصل کی شہادت وعدلت پہ پختہ یقین ہو۔ اسی طرح ارتکاب معاصی پہ سزا کیلئے توکیل جائز نہیں ہے۔ اس قانون کو فقہاء نے "صَحَّ التَّوْكِيْلُ لِكُلِّ شَيْءٍ جَازَ اَنْ يَعْقِدَهٗ" کا نام دیا ہے۔

کسی شرط پہ معلق چیز اسی وقت ثابت ہوگی جب شرط پائی جائے گی

تعلیق بالشرط کا مطلب یہ ہے کہ ایک جملہ کے مضمون کے حصول کو دوسرے جملے کے حصول پر منحصر کرنا یعنی ایک کے پائے جانے کا حصول دوسرے پہ ہو۔ جس کو معلق کیا گیا اسے معلق بالشرط اور جزاء کہتے ہیں اور جس کے ساتھ معلق کیا جائے اسے معلق علیہ اور شرط کہتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: انت طالق اذا دخلت

Scanned with CamScanner

دار فلان ۔ تجھے طلاق اگر تو فلاں کے گھر میں داخل ہو تو جونہی دخول دار کی شرط پائی جائے گی طلاق واقع ہو جائے گی۔ شرط کے ثبوت کیلئے ضروری ہے کہ شرط مناسب ہو، عقد کے وقت موجود نہ ہو اور اس کا پایا جانا ممکن ہو ورنہ وہ شرط باطل ہوگی۔ اگر موجود شرط پہ کسی فعل کو معلق کیا گیا تو جزاء فوراً پائی جائے گی اور نافذ العمل ہوگی۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا: میں تمہیں یہ گھر اجرت پہ دوں گا اگر تو نے پتھر کو سونے میں تبدیل کر دیا تو اس مثال میں چونکہ عقد اجارہ کو محال شرط پہ معلق کہا گیا ہے لہٰذا یہ شرط باطل ہوگی جس کی وجہ سے اجارہ بھی باطل ہو جائے گا۔ (باقی مثال کتب فقہ سے دیکھ لیں) بہرحال اس قاعدے کا نام ہے (اَلْمُعَلَّقُ بِالشَّرْطِ یَجِبُ ثُبُوْتُهٗ عِنْدَ ثُبُوْتِ الشَّرْطِ)

ہر نص پہ اس کے مطلق و مقید ہونے کے اعتبار سے عمل کیا جائے گا

مطلق کی مثال یہ ہے کہ قرآن مجید میں وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ہے کہ رکوع کرو رکوع کرنیوالوں کے ساتھ۔ اس میں مطلقاً رکوع کا ذکر ہے اور اس کے ساتھ کوئی شرط نہیں۔ اس لیے مطلقاً رکوع کو فرض کہا جائے گا اور مقید کی مثال یہ ہے کہ قرآن مجید کو چھونے کیلئے طہارت (باوضو ہونے) کی قید لگائی گئی ہے۔ لہٰذا بغیر طہارت کے قرآن مجید کو چھونے کی اجازت نہ ہوگی یا تیمم کیلئے صعیداً کے ساتھ طیباً۔ یعنی پاک مٹی کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے اس شرط کا لحاظ نہ کیا تو تیمم صحیح نہ ہوگا۔ قتل خطا میں رقبۃ مومنۃ کی قید ہے۔ لہٰذا کفارہ میں غیر مومن آزاد کرنے سے کفارہ ادا نہ ہوگا کیونکہ اَلْاَصْلُ اَنْ يُّعْمَلَ بِمُقْتَضٰى كُلِّ نَصٍّ اِطْلَاقًا وَّ تَقْيِيْدًا۔

غیر مقصود عمل میں مشغول ہونا، مقصود عمل سے اعراض کے مترادف ہے

مثلاً کسی نے اپنی زمین فروخت کی اور اس کے شریک نے اس پہ شفعہ کرنے کے ارادے کا اظہار کیا لیکن جب مشتری سے اس کی ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا کہ تو نے یہ زمین کتنے کی خریدی ہے یا کہا کیا تو نے سستی خریدی ہے تو اتنا کہنے سے شفع کا حق باطل ہو جائے گا کیونکہ ایسے سوالات غیر مقصود عمل میں مصروف ہونا ہے، جس کے

سبب مقصود سے اعراض ثابت ہوتا ہے۔ مرد نے عورت کو کہا تو اپنے آپ کو طلاق دے لے لیکن اس کے ساتھ ساتھ طلاق کے اختیار کو مجلس کے ساتھ مقید کر دیا تو اگر اس عورت نے اسی مجلس میں اپنے آپ کو طلاق دے لی تو واقع ہو گئی کیونکہ یہی مقصود عمل ہے اور اگر اس مجلس سے اٹھ کھڑی ہو یا دوسرے کام میں مصروف ہو گئی تو اب اگر اپنے آپ کو طلاق دے گی بھی تو واقع نہ ہوگی کیونکہ اَلْاِشْتِغَالُ بِغَيْرِ الْمَقْصُوْدِ اِعْرَاضٌ عَنِ الْمَقْصُوْدِ۔ غیر مقصود عمل میں مصروف ہونا مقصود عمل سے اعراض سمجھا جائے گا۔

ظاہر، صرف استحقاق کا دفاع کرتا ہے اس کو ثابت نہیں کرتا

مثلاً کسی کی زمین میں پرندے نے بچے یا انڈے دیئے یا ہرن وغیرہ نے اپنی رہائش بنالی تو جس نے ان پہ قبضہ کر لیا یہ اسی کی ملکیت ہو جائیں گے۔ زمین کا مالک ان پہ اپنے استحقاق کا دعویٰ نہیں کر سکتا بشرطیکہ اس نے یہ زمین اس مقصد کیلئے مخصوص نہ کر رکھی ہو کیونکہ بظاہر اٹھانے والے کا قبضہ اس کے استحقاق کے مانع ہے لیکن جب مالک زمین نے اپنی زمین اسی مقصد کیلئے مخصوص کر رکھی ہے تو پھر ان پہ اسی کا استحقاق ثابت ہو جائے گا جیسا کہ حاشیہ کنز الدقائق، ص ۲۵۹ پہ ہے۔ اسی سے فقہ کا یہ قاعدہ وجود میں آیا: اَلْاَصْلُ اَنَّ الظَّاهِرَ يَدْفَعُ الْاِسْتِحْقَاقَ وَلَا يُوْجِبُ الْاِسْتِحْقَاقَ۔

گواہ لانا اسی کے ذمہ ہوگا جس کا دعویٰ ظاہر صورت کے خلاف ہوگا

مثلاً کسی نے دوسرے کے دین موجل (جس کی مدت مقرر ہو) کا اقرار کیا اور مقرلہ نے دین کے بارے میں اس کی تصدیق کر دی مگر معینہ مدت کا انکار کر دیا اور کہا کہ تیرے ذمے یہ قرض بالفور واجب الادا ہے تو اس مسئلہ میں مقرلہ کا قول معتبر ہوگا کیونکہ ظاہر حالت اسی کی تائید کر رہی ہے کیونکہ اس میں مقر نے مقرلہ کیلئے قرض کا اقرار کیا ہے جو اس کا حق ہے۔ جس کا تقاضا ہے کہ فوراً ادا کیا جائے اور دوسرا مدت معینہ کا دعویٰ کیا ہے جو کہ مقر کا اپنا حق ہے اور یہ ظاہر کیخلاف ہے اس لیے اس پر اپنے دعوے کے گواہ لانا لازم ہوں گے ورنہ اس کا دعویٰ تاجیل قبول نہ ہوگا۔ (حاشیہ کنز،

Scanned with CamScanner

ص۲۷۲) قاعدہ فقیہہ کے الفاظ اس بارے میں یہ ہیں: اَلْاَصْلُ اَنَّ مَنْ سَاعَدَهُ الظَّاهِرُ فَالْقَوْلُ قَوْلُهُ وَالْبَيِّنَةُ عَلَى مَنْ يَدَّعِيْ خِلَافَ الظَّاهِرِ کہ بنیادی طور پر (متخاصمین میں سے) جس کی مدد ظاہر حال کرے گا اس کا قول معتبر ہوگا اور بینہ لانا اس کے ذمہ ہوگا جس کا دعویٰ ظاہر صورت کیخلاف ہوگا۔

مسلمانوں کے امور صواب وصلاح پہ محمول ہوں گے

یعنی امت مسلمہ کے ہر فرد کے عمل کو نیکی، حسن ظن اور درست سمت پہ محمول کیا جائے گا بشرطیکہ اس کی برائی یا غلط پہلو بالکل واضح نہ ہو جائے اور اگر جانب فساد ظاہر ہو جائے تو پھر اسی پہ محمول کیا جائے گا۔ قرآن مجید میں بدگمانی سے منع فرمایا گیا ہے بلکہ اس کو گناہ قرار دیا گیا ہے: ان بعض الظن اثم۔ ہاں اگر کسی کی ظاہری صورت مشکوک ہو تو اس کے بارے میں سوءِ ظن رکھنا تو مباح ہے مگر یقینی دلائل نہ ہونے کی وجہ سے اس کے خلاف کارروائی کرنے کی اجازت نہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: اِذَا ظَنَنْتُمْ فَلَا تَحَقَّقُوْا ۔ اگر کسی کے بارے میں شبہ پیدا ہو جائے تو اس کی تحقیق میں نہ لگ جایا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاں تک کسی معاملہ کا احسن پہلو نکلتا ہو اس کے مطابق ہی حکم لگانا چاہئے جب تک کہ اس کے برعکس صورت واضح نہ ہو جائے۔ اَلْاَصْلُ اَنَّ اُمُوْرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَحْمُوْلَةٌ عَلَى السَّدَادِ وَالصَّلَاحِ حَتّٰى يَظْهَرَ غَيْرُهُ۔

امین کا قول ہی بینہ کے بغیر قسم کے ساتھ معتبر ہوتا ہے

مثلاً مضارب کے پاس دو ہزار روپے ہوں اور اس نے رب المال سے کہا کہ تم نے ایک ہزار روپے بطور مضاربت مجھے دیئے تھے اور میں نے ان پہ ایک ہزار کا نفع حاصل کیا ہے لیکن رب المال نے کہا نہیں بلکہ میں نے دو ہزار روپے بطور مضاربت تمہیں دیئے تھے تو اس اختلاف کی صورت میں مضارب کا قول معتبر ہوگا کیونکہ مضارب اور رب المال کے درمیان اختلاف مقدار مقبوض میں ہے اور یہ بھی قاعدہ ہے کہ مقدار مقبوض میں اختلاف کی صورت میں قابل کا قول معتبر ہوتا ہے خواہ وہ امین

ہو یا ضمین اور مذکورہ صورت میں مضارب مال مضاربت کا امین ہے: وَالْاَصْلُ اَنَّ الْقَوْلَ قَوْلُ الْاَمِيْنِ مَعَ الْيَمِيْنِ مِنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ۔

عادت عام یا غالب ہو جائے تو اس کا اعتبار کیا جاتا ہے

مثلاً کسی درزی کو کپڑا سینے کیلئے دیا تو دھاگہ، بٹن اور سوئی وغیرہ کے اخراجات درزی کے ذمے ہی ہوں گے جبکہ اس کی مقررہ اجرت کپڑے کے مالک کے ذمہ ہوتی ہے چونکہ اس پہ عوام الناس کا عام عمل ہے۔ لہٰذا یہ عادت (شرعاً بھی) معتبر ہے۔ اشتہار اور کتابوں کی کتابت کیلئے سیاہی اور قلم وغیرہ کے اخراجات کاتب کے ذمہ ہوں گے اور اس کی معینہ اجرت مستاجر کے ذمہ، یہی عادت ہے جو کہ معتبر ہے۔ الغرض معاشرہ میں جاری ایسے تمام احوال عرفاً درست ہیں اور انہیں اپنانا جائز ہے جبکہ کوئی شرعی مانع نہ ہو کیونکہ اِنَّمَا تُعْتَبَرُ الْعَادَةُ اِذَا اطَّرَدَتْ اَوْ غَلَبَتْ۔

واجب کو مکمل کرنے والی شئی بھی واجب ہے

حدیث میں ہے: ''اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں فرماتا جبکہ وہ بے وضو ہو یہاں تک کہ وضو کرے''۔ (سنن ابی داؤد عن ابی ہریرہ) تو چونکہ نماز وضو کے بغیر مکمل نہیں۔ لہٰذا وضو نماز کیلئے واجب ٹھہرا۔ اسی طرح نماز کے صحیح ہونے کیلئے بدن و جگہ کا پاک ہونا بھی ضروری ہے۔ تعدیل ارکان بھی نماز میں واجب ہیں کیونکہ ان کے بغیر نماز پڑھنے والے کو حضور علیہ السلام نے بار بار نماز ادا کرنے کا حکم دیا۔ (دیکھئے سنن ابی داؤد مترجم، ج ا، ص۳۳۴ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ) اس سے ہمیں یہ قاعدہ ملا کہ مَا لَا يُتِمُّ الْوَاجِبُ اِلَّا بِهٖ فَهُوَ وَاجِبٌ۔ یاد رہے کہ تعدیل ارکان کے ترک پہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے ہاں سجدہ سہو لازم ہے۔ (ہدایہ، ج ا، ص۷۴)

شرط کی رعایت بقدر امکان لازم ہوتی ہے

جبکہ وہ شرط شرعاً اور عرفاً ممنوع نہ ہو کیونکہ شرط کی تین اقسام ہیں۔ جائز، فاسد اور لغو۔ شرط جائز اور لغو کے ساتھ عقد صحیح ہو جاتا ہے جبکہ شرط فاسد کے ساتھ عقد بھی

فاسد ہو جاتا ہے لیکن بعض ایسے معاملات ہوتے ہیں جو شرط فاسد کے ساتھ فاسد نہیں ہوتے اس صورت میں وہ شرط لغو بن جاتی ہے جیسے قرض' ہبہ' صدقہ' رہن' وصیت' شرکت' مضاربت اور قضا وغیرہ۔ مثلاً اگر کسی نے گھر یا کوئی شئی کسی کو ہبہ کی اس شرط پہ کہ وہ اس کے عوض اس کو کوئی چیز دے گا تو اس کا ہبہ تو صحیح ہوگا مگر شرط باطل ہوگی کیونکہ ہبہ' فاسد شرط کے ساتھ باطل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ کنز' ص ۳۵۶ پہ ہے۔ من وھب دار اعلی...... اسی طرح دیگر امور مذکورہ کا بھی حال ہے۔ شرط جائز وہ ہے کہ عقد اس کا تقاضا کرے اور وہ عقد کے مناسب بھی ہو یا وہ شرط عرف میں جاری ہو یا پھر اس کے جواز میں شرعی حکم موجود ہو۔ اس تعریف میں جائز شرط کی تین علامات بھی بیان کی گئی ہیں۔ (۱) عقد اس کا تقاضا کرتا ہو اور وہ عقد کے مناسب بھی ہو (۲) عرف عام میں وہ شرط جاری ہو (۳) شرعاً وہ شرط جائز ہو۔ شرط فاسد وہ ہے جس کا تقاضا نہ عقد کرے اور نہ ہی وہ عقد کے مناسب ہو اور اس میں متعاقدین میں سے ایک کا نفع ہو۔ مثلاً کپڑا فروخت کرتے وقت بائع یہ شرط لگا دے کہ وہ بذات خود اس کی سلائی کریگا اور شرط لغو ان دونوں کے علاوہ ہے جیسے مبیع کے نفع اور فائدہ کی شرط عائد کر دینا مثلاً حیوان بیچتے وقت یہ شرط لگا دی کہ مشتری اسے آگے فروخت نہیں کرسکتا یا دودھ دینے والی گائے بھینس فروخت کی اور شرط لگا دی کہ مشتری اس کا دودھ نہ نکالے گا بلکہ سارا دودھ اس کے بچے کو پلائے گا۔ یہ سب کچھ اس قاعدہ کے تحت ہے: یَلْـزَمُ مُـرَاعَـاةُ الشَّرْطِ بِقَدْرِ الْاِمْکَانِ۔

شرعاً ثابت ہونے والا عمل ایسے عمل پہ مقدم ہوتا ہے جو شرط سے ثابت ہو

اسی قاعدہ کے تحت ان چیزوں کی نذر ماننا صحیح نہیں جو بندے کے ذمے شرعاً واجب ہوتی ہیں۔ اسی لیے فرض حج نہ کرنے والا نفلی یا نذر کے حج کا احرام باندھ لے تو اس کا حج فرضی ہی ادا ہوگا کیونکہ فرض حج بالشرع ثابت ہے اور نذر والا بالشرط۔ یہی حال رمضان شریف کے مہینے میں نفلی یا نذری روزے کی نیت کا ہے۔ اسی طرح اگر کسی

نے اپنا مال زکوٰۃ فقیر کو نفلی صدقہ کی نیت سے دے دیا تو ان کی زکوٰۃ ہی ادا ہوگی نہ کہ نفلی صدقہ۔ بیوی کو کہا تجھے ہزار کے عوض اس شرط پہ طلاق دی کہ میرے لیے رجوع کا حق باقی ہے تو طلاق رجعی ہو جائے گی مگر ہزار کا لفظ ساقط ہو جائے گا کیونکہ ہزار شرط سے ثابت ہے اور رجعت شرع سے اور شرع شرط کے مقابلہ میں اقویٰ ہے لہٰذا اسی کے مطابق حکم ہوگا۔ مَاثَبَتَ بِالشَّرْعِ مُقَدَّمٌ عَلٰی مَاثَبَتَ بِالشَّرْطِ ۔

حکم ثابت کرنیوالا دلیل لانے کا محتاج ہوتا ہے

لقولہٖ تعالیٰ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین اور یہ قاعدہ (اَلْمُثْبِتُ لِلْحُکْمِ یَحْتَاجُ اِلٰی اِقَامَةِ الدَّلِیْلِ) تمام کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ مثلاً زید نے بکر کے خلاف دعویٰ کیا کہ اس کے ذمے ہزار روپے قرض واجب الادا ہیں لیکن بکر نے اس دعویٰ کا انکار کر دیا تو اب دعویٰ کے اثبات کیلئے دلائل اور گواہ لانا زید کی ذمہ داری ہے۔ اگر زید نے اپنا دعویٰ گواہوں سے ثابت کر دیا تو بکر ہزار روپیہ دینے کا پابند ہوگا۔

گواہی حجت متعدیہ ہے اور اقرار حجت قاصرہ ہے

مطلب یہ کہ گواہی سے ثابت ہونے والا حکم صرف مدعی کی ذات تک محدود نہیں ہوگا بلکہ اس کے ورثاء کیلئے بھی حجت ہوگا کیونکہ بینہ کے حجت ہونے کیلئے قضاو قاضی کا ہونا ضروری ہے جس کو ولایت عامہ حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا اس سے ثابت ہونے والا حکم صرف مدعی کی ذات تک محدود نہ ہوگا بخلاف اقرار کے کیونکہ وہ بذات خود حجت ہے اس کیلئے قضائے قاضی کا ہونا ضروری نہیں۔ لہٰذا اس سے ثابت ہونے والا حکم صرف مقر کی ذات تک محدود ہوگا کیونکہ مقر کو صرف اپنے نفس پہ ولایت حاصل ہوتی ہے جیسا کہ زید نے عمرو سے ایک پلاٹ خریدا۔ پھر بکر نے اس میں سے بعض پہ اپنے استحقاق کا دعویٰ کر دیا تو اگر اس نے اپنا دعویٰ گواہوں سے ثابت کر دیا اور قاضی نے اس کے مطابق فیصلہ دے دیا تو زید اپنے حصے کی قیمت لوٹانے کیلئے عمرو سے رجوع کر

Scanned with CamScanner

سکتا ہے کیونکہ بینہ حجت متعدیہ ہے۔ لہٰذا صرف مشتری تک محدود نہیں رہے گی بلکہ مشتری سے بائع کی جانب بھی منتقل ہوگی اور اگر مشتری (زید) نے بکر کیلئے اس پلاٹ میں سے بعض کا اقرار کیا کہ وہ بکر کی ملکیت ہے تو اس صورت میں وہ بائع کی طرف اس حصے کی قیمت کیلئے رجوع نہیں کر سکتا کیونکہ اقرار حجت قاصرہ ہے جو مشتری سے بائع کی طرف منتقل نہیں ہوسکتی۔ (اَلْبَیِّنَۃُ حُجَّۃٌ مُّتَعَدِّیَۃٌ وَالْاِقْرَارُ حُجَّۃٌ قَاصِرَۃٌ)

آسان کام تنگی کے سبب ساقط نہیں ہوگا

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: اِذَا اَمَرْتُکُمْ بِاَمْرٍ فَاْتُوْا مِنْہُ مَا اسْتَطَعْتُمْ ۔ جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو اس میں سے اتنا بجالاؤ جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔ مثلاً کسی شخص کے بعض اعضاء وضو کٹے ہوئے ہوں تو وضو یا غسل کرتے ہوئے باقی اعضاء کا دھونا واجب ہوگا۔ ایسا نہ ہوگا کہ کٹے ہوئے اعضاء کی وجہ سے صحیح اعضاء کا دھونا بھی ساقط ہو جائے کیونکہ درست اعضاء کا دھونا آسان ہے اور مقطوع اعضاء کا دھونا محال اور محال کے سبب ممکن عمل ساقط نہ ہوگا۔ اسی طرح کوئی عضو اگر زخمی ہے جس کا دھونا نقصان دہ ہے تو صحیح عضو کو دھولیا جائے تو زخمی کا مسح کرلیا جائے۔ کسی کے پاس پوری شرمگاہ ڈھانپنے کیلئے بھی کپڑا نہیں ہے تو جتنا ہے اس کو استعمال کرلیا جائے۔ ایسا نہیں ہے کہ مکمل ستر عورت کیلئے کپڑا نہ ہونے کی وجہ سے جتنا ہے اسے بھی استعمال نہ کریں کیونکہ اَلْمَیْسُوْرُ لَا یَسْقُطُ بِالْمَعْسُوْرِ ۔ آسان عمل تنگ حالی کے سبب سے ساقط نہیں ہوتا۔

فائدہ مشقت کی مقدار حاصل ہوتا ہے اور مشقت فائدے کی مقدار ہوتی ہے

یعنی جتنا انعام اعلیٰ ہوتا ہے اتنی ہی محنت بھی زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ عبادات کو لے لیجئے گھر کی نماز کا وہ ثواب نہیں جو مسجد کی نماز کا ہے بے جماعت نماز کا وہ ثواب نہیں جو باجماعت کا ہے' نوافل بیٹھ کر پڑھو تو آدھا ثواب کھڑے ہو کر پڑھو تو پورا۔ حج میں زیادہ مشقت ہوتی ہے اس لیے اس کی فضیلت بھی زیادہ ہے کہ تمام گناہ ختم کر دیتا

ہے۔ رجع کیوم ولدتہ امہ ۔ عبادات کی طرح معاملات کا بھی یہی حال ہے۔ ایک عمارت چند اشخاص کی مشترکہ ملکیت ہے اور اس کے بوسیدہ ہو جانے سے اس کی مرمت ضروری ہے ورنہ سب کا نقصان ہوگا لہٰذا ہر شریک اپنے حصے کی مقدار خرچہ برداشت کرے کیونکہ اس کے منافع میں تمام شریک ہیں۔ یہی مطلب ہے اس قاعدے کا اَلنِّعْمَۃُ بِقَدْرِ النِّقْمَۃِ وَالنِّقْمَۃُ بِقَدْرِ النِّعْمَۃِ۔

مشقت آسانی لاتی ہے

لیکن ایسی مشقت جو انسان کے لئے ضرر رساں ہو ورنہ تو سردی میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا اور گرمیوں میں رمضان کے روزے رکھنا بھی مشقت سے خالی نہیں مگر یہ مشقت قابل برداشت ہے ہاں بندہ پانی کے استعمال پہ قادر نہ ہو جان ضائع ہونے کا خطرہ ہو یا بیماری بڑھنے کا گمان غالب ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔ اسی طرح بیماری کے سبب کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو یا رکوع سجدہ نہ کر سکتا ہو تو بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھ لے۔ سفر کی وجہ سے موزوں پہ مسح کی مدت بڑھا دی جاتی ہے۔ مکرہ کو کلمۂ کفر زبان پہ لانے کی اجازت ہے جبکہ قلبہ مطمئن بالایمان۔ اس قاعدہ (اَلْمُشَقَّۃُ تَجْلِبُ التَّیْسِیْرَ) کا ماخذ قرآنی آیات قرآنی آیات یرید اللّٰہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ۔ وماجعل علیکم فی الدین من حرج ۔ اور کئی احادیث الدین یسر ۔ یسروا ولا تعسروا وغیرہ ہیں۔

ممنوع و فاسد افعال کا سبب بننے والے ذرائع کو ختم کرنا ضروری ہے

مطلب یہ کہ جو افعال خود تو مباح ہوں مگر کسی ممنوع فعل تک پہنچانے کا سبب بنیں وہ بھی ممنوع قرار پائیں گے۔ اسی لیے بدکاری کے قریب جانے سے بھی روک دیا گیا یعنی یہ نہ فرمایا کہ زنا نہ کرو بلکہ فرمایا: ولا تقربوا الزنا زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ لہٰذا وہ تمام راستے جو جنسی خواہش کو ابھارتے ہیں۔ فلمیں' ڈرامے' فحش لٹریچر' مرد و زن کا اختلاط' بے پردگی' نظر بازی' چست و تنگ اور بھڑکیلے لباس ان تمام سے بچا جائے۔

Scanned with CamScanner

ارتکاز دولت سے بھی اسی لیے منع فرمایا گیا کہ اس سے معاشرے میں معاشی بدحالی اور مالی ناہمواری پیدا ہوگی۔ پھر بعض ذرائع سے اجتناب واجب ہے جیسا کہ مذکورہ مثالیں، بعض ذرائع سے بچنا مستحب ہے جیسے اس آدمی سے معاملہ کرنا جس کا اکثر مال حرام ہو۔ بعض سے بچنا مکروہ بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی رخصتوں کو قبول نہ کرنا (عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۶۶) اس قاعدہ (سَدُّ الذَّرَائِعِ اَوْ حَسْمُ مَادَةِ وَسَائِلِ الْفَسَادِ) کی اصل کئی احادیث ہیں ان میں سے ایک یہ ہے: دع ما یریبک الی ما لا یریبک۔ مشکوک چیز کو چھوڑ کر غیر مشکوک کو اپناؤ۔ (رواہ الترمذی، عن حسن بن علی رضی اللہ عنہ)

کوئی حکم فعل کی جہت سے ثابت ہو جاتا ہے جبکہ وہ قول کی نسبت سے ثابت نہیں ہوتا

مطلب یہ کہ کبھی ایک حکم قولاً ثابت نہیں ہوتا مگر فعلاً ثابت ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی نے کسی کو اپنا وکیل بنایا اور پھر وکیل کی عدم موجودگی میں اس کو (زبان سے) معزول کر دیا تو جب تک وکیل کو اپنے معزول ہونے کا علم نہ ہوگا تب تک وہ وکالت سے معزول نہیں ہوگا اور معزول ہونے کے علم سے پہلے وہ جتنا بھی تصرف مامور بہ میں کریگا وہ صحیح ہوگا اور اگر موکل نے بذات خود اس مجلس میں مامور بہ میں تصرف کر دیا تو موکل کے اس فعل سے وکیل معزول ہو جائے گا چاہے اسے معزول ہونے کا علم ہو یا نہ ہو کیونکہ موکل کے بنفسہ تصرف کرنے سے وکیل کیلئے موکل فیہ باقی ہی نہیں رہا جس کے سبب وہ تصرف کرنے سے عاجز آ گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وکیل کی معزولی کا حکم قول سے نہیں بلکہ فعل سے ثابت ہوا ہے۔ اس قاعدے کا نام ہے اَلْاَصْلُ اَنَّهٗ قَدْ یَثْبُتُ مِنْ جِهَةِ الْفِعْلِ مَالَا یَثْبُتُ مِنْ جِهَةِ الْقَوْلِ۔

وہ حقوق جو ورثاء کی طرف منتقل ہوتے ہیں اور جو منتقل نہیں ہوتے

مثلاً خیار شرط کا حق ورثاء کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔ کسی نے قاضی کی عدالت میں شفعہ کا دعویٰ دائر کر دیا اور فیصلہ سے قبل فوت ہو گیا تو اس کا یہ حق ورثاء کی طرف منتقل نہ

ہوگا کیونکہ شفعہ کیلئے شرط ہے کہ سبب شفعہ پر شفیع کی ملکیت بیع کے وقت سے لے کر شفعہ کے ساتھ لینے تک باقی رہے مگر شفیع کی موت کے سبب یہ شرط معدوم ہو جاتی ہے۔ کنز الدقائق میں ہے تبطل الشفعة لموت الشفیع (ص ۴۰۵) علاوہ ازیں وراثت کے حقوق دوسروں کی طرف منتقل ہوتے ہیں ان کی پوری تفصیل کتب فقہ میں دیکھ لیں کہ وراثت کے تین اسباب ہیں زوجیت قرابت اور ولاء کیونکہ بنیادی طور پر اسباب ارث کی دو صورتیں ہیں (۱) جنہیں زائل کرنا ممکن ہے (۲) جنہیں زائل کرنا ممکن نہ ہو۔ نمبر۱ کی مثال زوجیت ہے کہ خاوند مرض الموت سے قبل ہی بیوی کو طلاق دے دے تو یہ سبب ختم ہو جاتا ہے اور بیوی اپنے سابق شوہر کی میراث میں حصہ دار نہیں ہو سکتی۔ نمبر۲ کی پھر دو قسمیں ہیں (۱) جانبین کے لئے وراثت کا استحقاق ثابت ہوگا جیسے خاوند، بیوی، باپ بیٹا، ماں اور اس کی اولاد۔ یہ تمام تعلقات ایسے ہیں جو ختم نہیں ہو سکتے اور طرفین میں سے کسی کی موت سے دوسرے کیلئے وراثت کا حق ثابت ہوتا ہے یہ سبب قرابت کہلاتا ہے۔ (۲) وراثت کا حق جانب واحد سے تو ثابت ہے جبکہ دوسری جانب سے یہ حق ثابت نہیں اس کا نام ولا ہے مثلاً کسی آقا نے اپنے غلام کو آزاد کیا پھر وہ کاروبار کرتا رہا حتیٰ کہ کافی جائیداد کا مالک بن گیا اور مرتے وقت اپنے آزاد کرنے والے کے علاوہ کوئی قریبی یا بعیدی رشتہ دار موجود نہ ہو تو وہ آقا اس کی جائیداد کا وارث ہوتا ہے لیکن اگر آقا فوت ہو جائے تو وہ آزاد ہونے والا اس کا وارث نہیں بن سکتا یعنی یہاں وراثت کا حق ایک جانب سے ہوگا بس یہی صورتیں سبب ارث ہیں اور اس قاعدہ کا نام ہے: مِنَ الْحُقُوْقِ مَا یَنْتَقِلُ اِلَی الْوَارِثِ وَمِنْهَا مَا لَا یَنْتَقِلُ۔

اب آخر میں پچیس قواعد فقہیہ کو صرف ترجمے کے ساتھ لکھ کر اس موضوع کو مکمل کیا جا رہا ہے۔

۱۰۱- مَاثَبَتَ بِیَقِیْنٍ لَا یَرْتَفِعُ اِلَّا بِالْیَقِیْنِ۔ جو بات یقین سے ثابت ہو وہ

یقین ہی کے ذریعے مرتفع ہوتی ہے یعنی یقینی دلیل سے ثابت ہونے والی چیز کا ارتفاع بھی یقینی دلیل سے ہی ہوتا ہے۔

۱۰۲-اَلْاَصْلُ الْعَدَمُ ۔نہ ہونا اصل ہے (اس قاعدے کا تعلق ان اوصاف سے ہے جو کسی چیز کو عارض ہوتے ہیں)۔

۱۰۳-اَلْاَصْلُ الْوُجُوْدُ ۔وجود ہی اصل ہے اس ضابطے کا تعلق کسی چیز کی صفات اصلیہ کے ساتھ ہے۔

۱۰۴-اَلتَّعْزِیْرُ یَثْبُتُ بِالشُّبْهَةِ ۔شبہ بھی تعزیر کیلئے کافی ہے۔والشبھة مایشبھہ بالثابت ولیس بثابت۔شبہ وہ ہوتا ہے جو ثابت نہ ہولیکن ثابت کے مشابہ ہو۔

۱۰۵-مَاحَرُمَ فِعْلُهٗ حَرُمَ طَلَبُهٗ۔جس کام کا کرنا حرام ہے اس کی طلب بھی حرام ہے۔

۱۰۶-لَاعِبْرَةَ بِالظَّنِّ الْبَیِّنِ خَطَاهُ ۔اس گمان کا کوئی اعتبار نہیں جس کا غلط ہونا ظاہر ہو۔

۱۰۷-اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ۔ جنگ (میں دشمن کو) دھوکہ (دیا جاسکتا) ہے۔

۱۰۸-اَلثَّابِتُ بِالْعُرْفِ کَالثَّابِتِ بِالنَّصِّ ۔جو چیز عرف کے ذریعے ثابت ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی چیز نص کے ذریعے ثابت ہو۔

۱۰۹-اَلْعَادَةُ تُجْعَلُ حُکْمًا اِذَا لَمْ یُوْجِدِ التَّصْرِیْحُ بِخِلَافِهٖ ۔عادت و عرف پہ وہاں حکم لگایا جائے گا جہاں نص صریح اس کے مخالف نہ ہو۔

۱۱۰-اَلْبِنَاءُ عَلَی الظَّاهِرِ وَاجِبٌ مَالَمْ یَتَبَیَّنْ خِلَافُهٗ ۔ظاہر پر بنیاد رکھنا واجب ہے جب تک کہ اس کیخلاف ثبوت نہ ہو۔

۱۱۱-مُجَرَّدُ الْخَبَرِ لَا یُصْلِحُ حُجَّةً۔محض خبر دلیل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

۱۱۲-اَلثَّابِتُ بِالْبَیِّنَةِ کَالثَّابِتِ بِالْمُعَایَنَةِ ۔گواہی سے ثابت شدہ امر مشاہدہ سے ثابت شدہ امر کی طرح ہے۔

۱۱۳-اَلْمُعَلَّقُ بِالشَّرْطِ مَعْدُوْمٌ قَبْلَ الشَّرْطِ ۔جو چیز کسی شرط پر معلق ہو وہ شرط کے وجود سے پہلے معدوم سمجھی جائے گی۔

۱۱۴-یَسْقُطُ اِعْتِبَارُ دَلَالَةِ الْحَالِ اِذَا جَآءَ التَّصْرِیْحُ بِخِلَافِهَا ۔دلالت حال کا اعتبار ساقط ہو جاتا ہے جبکہ اس کا مخالف پہلو صراحت کے ساتھ ثابت ہو جائے۔

۱۱۵-یَجِبُ الْعَمَلُ بِالْمَجَازِ اِذَا تَعَذَّرَ الْعَمَلُ بِالْحَقِیْقَةِ ۔مجاز پہ عمل واجب ہو جاتا ہے جبکہ حقیقت پہ عمل متعذر ہو جائے۔

۱۱۶-اَلْکِتَابُ اِلٰی مَنْ نَّاٰی کَالْخِطَابِ بِمَنْ دَنٰی ۔دور والے کے نام خط حکم کے لحاظ سے ایسے ہی ہے جیسے سامنے والے سے خطاب

۱۱۷-اَلْوَلَدُ یَتْبَعُ خَیْرَ الْاَبَوَیْنِ دِیْنًا ۔بچہ اپنے والدین میں سے اس کے تابع سمجھا جائے گا جو دین کے اعتبار سے بہتر ہے۔

۱۱۸-مَنْ فِیْ دَارِ الْحَرْبِ فِیْ حَقِّ مَنْ فِیْ دَارِ الْاِسْلَامِ کَالْمَیِّتِ ۔دارالحرب میں رہنے والا اس شخص کے حق میں جو دارالاسلام میں رہتا ہے میت کی طرح ہے۔

۱۱۹-مَالُ الْمُسْلِمِیْنَ لَایَصِیْرُ غَنِیْمَةً لِّلْمُسْلِمِیْنَ بِحَالٍ۔مسلمانوں کا مال کسی حال میں بھی مسلمانوں کیلئے مال غنیمت نہیں ہوسکتا۔

۱۲۰-شَرْطُ صِحَةِ الصَّدَقَةِ التَّمْلِیْكُ ۔صدقہ واجبہ کے صحیح ہونے کی شرط مالک بنانا ہے۔

۱۲۱-اَلتَّبَرُّعُ فِی الْمَرَضِ وَصِیَّةٌ ۔مرض الموت میں احسان وحسن سلوک [illegible] میں ہے۔

۱۲۲–خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَاطُھَا۔ ہر چیز میں بہتر وہی ہے جو درمیانی ہو۔

۱۲۳–اَلسُّکْرَانُ فِی الْحُکْمِ کَالصَّاحِیْ۔

نشے میں مدہوش حکم کے اعتبار سے باہوش کی طرح ہے۔

۱۲۴–عِنْدَ اِجْتِمَاعِ الْحُقُوْقِ یُبْدَأُ بِالْاَھَمِّ۔

مختلف حقوق جمع ہو جائیں تو جو سب سے اہم ہے اس کو اوّلیت دی جائے گی۔

۱۲۵–لَا یَجُوْزُ تَرْکُ الْوَاجِبِ لِلْاِسْتِحْبَابِ۔ کسی مستحب کی وجہ سے واجب کا ترک کر دینا جائز نہیں ہے۔ (الاشباہ والنظائر۔ شرح السیر الکبیر)

سنن ابی داؤد شریف

کی منتخب احادیث

Scanned with CamScanner

ترتیب

☆ امام ابوداؤد علیہ الرحمۃ ____ ۲۷۵
☆ سنن ابی داؤد ____ ۲۸۳

سنن ابی داؤد شریف کی منتخب احادیث کے حوالہ جات

کِتَابُ الطَّھَارَۃِ ____ ۳۰۰
☆ پیکر شرم وحیا امام الانبیاء علیہ الوف التحیۃ والثناء ____ ۳۰۰
☆ مصائب اٹھ گئے آقا تیرے تشریف لانے سے ____ ۳۰۲
☆ رب کی رحمت سے دوری کے تین کام ____ ۳۰۳
☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کی درازیٔ عمر کی خبر دی ____ ۳۰۴
☆ مسواک کے آداب ____ ۳۰۵
☆ تیر پہ تیر کھاتے رہے مگر نماز نہ توڑی ____ ۳۰۷
☆ مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں ____ ۳۰۸
☆ معراج کی رات کے تین تحائف ____ ۳۰۹
☆ اسلام قبول کرنے پر کفر کی تمام نشانیاں ختم کردینی چاہئیں ____ ۳۱۱
کِتَابُ الصَّلٰوۃِ (نماز کا بیان) ____ ۳۱۱
☆ حضور غوث اعظم کا فرمان ____ ۳۱۲
☆ احکام کے متعلق ضروری اصطلاحات ____ ۳۱۳

☆ کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوکنے والے کو امامت سے معزول کر دیا گیا ____ ۳۱۶

☆ بلایا لامکاں پہ جب خدا نے ____ ۳۱۷

☆ اذان سے پہلے دعا اور اذان کے بعد درود ____ ۳۱۸

☆ نماز باجماعت اور سنت کی اہمیت ____ ۳۱۹

☆ گھر سے وضو کر کے مسجد کی طرف جانے کا ثواب ____ ۳۲۰

☆ کار پاکاں را قیاس از خود مگیر ____ ۳۲۱

☆ سراپا نور مکمل بشر صلی اللہ علیہ وسلم ____ ۳۲۲

☆ نماز کے تشہد میں حضرت ابن عمر نے اضافہ کیا تو کسی نے اعتراض نہ کیا ____ ۳۲۳

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اور صحابی کی اطاعت ____ ۳۲۵

☆ ازواج مطہرات اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں ____ ۳۲۶

☆ اے ربیعہ! مجھ سے مانگ لے ____ ۳۲۷

☆ قرض ادا ہو گیا اور پریشانی دور ہو گئی ____ ۳۲۹

کِتَابُ الزَّکٰوۃِ (زکوٰۃ کا بیان) ____ ۳۳۰

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو دعاؤں سے نوازتے ____ ۳۳۱

☆ مالدار ہونے کے باوجود کون کون صدقہ و زکوٰۃ لے سکتا ہے ____ ۳۳۲

کِتَابُ الْمَنَاسِکِ (ارکان حج کا بیان) ____ ۳۳۴

☆ توکل کیا ہے؟ ____ ۳۳۵

☆ اونٹوں میں حضور علیہ السلام کے ہاتھوں ذبح ہونے کا جذبہ ____ ۳۳۵

☆ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل ____ ۳۳۶

کِتَابُ النِّکَاحِ وَالطَّلَاقِ (نکاح اور طلاق کا بیان) ____ ۳۳۷

☆ حضرت علی کا حضور کے سامنے فیصلہ کرنا اور حضور کا مسکرانا ____ ۳۳۸

کِتَابُ الصَّوْمِ (روزوں کا بیان) ____ ۳۳۹

کِتَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان) ____ ۳۴۰

☆ میرا بیٹا شہید ہوا ہے حیا تو نہیں مری ____ ۳۴۱

☆ قبر انور سے نور کے جلوے ____ ۳۴۲

☆ نجات کا دار و مدار ایمان و عقیدے پر ہے ____ ۳۴۳

☆ عرش سے اونچا ہے ان کے پاؤں کا تلوا بلند ____ ۳۴۵

☆ جانوروں کی مشکل کشائی ____ ۳۴۵

☆ کرنے کے اصل کام ____ ۳۴۷

☆ الوداعی دعا ____ ۳۴۸

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اہل اسلام کی پناہ گاہ ہیں ____ ۳۴۹

☆ اولاد کی محبت ____ ۳۵۰

☆ نہ دولت سے نہ دنیا سے نہ گھر آباد کرنے سے ____ ۳۵۱

کِتَابُ الضَّحَایَا (قربانی کا بیان) ____ ۳۵۲

کِتَابُ الْوَصَایَا (وصیتوں کا بیان) ____ ۳۵۴

کِتَابُ الْفَرَائِضِ (میراث کا بیان) ____ ۳۵۵

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جانوں کے بھی ہم سے زیادہ مالک ہیں ____ ۳۵۶

☆ خراج، غنیمت اور حکمرانی کا بیان ____ ۳۵۷

☆ چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است ____ ۳۵۸

☆ ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں ____ ۳۵۹

☆ صحابہ کرام کی توہین بدبختی کی انتہا ہے ____ ۳۶۰

کِتَابُ الْجَنَائِزِ (جنازے وغیرہ کا بیان) ____ ۳۶۱

☆ بھلا ہمیں ان سے واسطہ کیا...... ____ ۳۶۲

☆ بلند آواز سے ذکر کرنے والے کی مرنے کے بعد عزت و شان ____ ۳۶۳

☆ نماز جنازہ کے فوراً بعد دعا کرنا ____ ۳۶۵

☆ مرنے والے کے لیے دعا کیوں کی جاتی ہے؟ ____ ۳۶۵

Scanned with CamScanner

☆ ایک ذوق کی بات ۔۔۔۔۔ ۳۶۶

☆ چھ ماہ بعد قبر کھودی گئی تو جسم سلامت تھا ۔۔۔۔۔ ۳۶۷

كِتَابُ الْاَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ (قسم اور نذر کا بیان) ۔۔۔۔۔ ۳۶۸

كِتَابُ الْبُيُوْعِ (تجارتوں کا بیان) ۔۔۔۔۔ ۳۶۹

☆ سود سے کوئی نہیں بچ سکے گا ۔۔۔۔۔ ۳۷۱

☆ نیک نیتی کی برکات اور تجارت کا فائدہ ۔۔۔۔۔ ۳۷۲

☆ مزارعت کا مسئلہ ۔۔۔۔۔ ۳۷۳

☆ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ایک انداز ۔۔۔۔۔ ۳۷۴

☆ والدین اور اولاد کا رشتہ ۔۔۔۔۔ ۳۷۵

كِتَابُ الْقَضَاءِ (فیصلوں کا بیان) ۔۔۔۔۔ ۳۷۶

☆ مجتہدین کے لئے اسوۂ حسنہ ۔۔۔۔۔ ۳۷۷

☆ امت کے لئے آسانیاں پیدا کرو ۔۔۔۔۔ ۳۷۷

☆ غلط سفارش، باطل پہ جھگڑا کرنا اور تہمت کا گناہ و وبال ۔۔۔۔۔ ۳۷۸

☆ حضرت خزیمہ کی گواہی دو گواہوں کے برابر ۔۔۔۔۔ ۳۷۸

☆ ''میرے لئے اللہ ہی کافی ہے'' کا نامناسب جگہ پہ استعمال ۔۔۔۔۔ ۳۷۹

كِتَابُ الْعِلْمِ (علم کا بیان) ۔۔۔۔۔ ۳۸۰

☆ علماء حق کی عظمت وشان ۔۔۔۔۔ ۳۸۱

☆ عالم باعمل دوزخ کی آگ سے آزاد ہے ۔۔۔۔۔ ۳۸۳

☆ عالم کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے ۔۔۔۔۔ ۳۸۴

☆ جب عالم اور عابد پل صراط پہ جمع ہوں گے ۔۔۔۔۔ ۳۸۵

كِتَابُ الْاَشْرِبَةِ (پینے کی چیزوں کا بیان) ۔۔۔۔۔ ۳۸۶

كِتَابُ الْاَطْعِمَةِ (کھانے کا بیان) ۔۔۔۔۔ ۳۸۷

☆ ایک محدث اور طفیلی کا عجیب واقعہ ۔۔۔۔۔ ۳۸۸

☆ یہ بھی تو حدیث ہے ۔۔۔۔۔ ۳۸۹

☆ کیا اسلاف کا کھانا تمہارے باپ کے کھانے کی طرح تھا؟ ۔۔۔۔۔ ۳۹۰

☆ سرورِ عالم نبی الانبیاء میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔۔۔ ۳۹۰

☆ جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے مجھے پسند ۔۔۔۔۔ ۳۹۱

☆ خانہ کعبہ کی فضیلت ۔۔۔۔۔ ۳۹۲

☆ علاج معالجہ، کہانت، بدشگونی اور عتق کا بیان ۔۔۔۔۔ ۳۹۳

☆ محمد کی غلامی ہے ''شرط'' آزاد ہونے کی ۔۔۔۔۔ ۳۹۴

☆ قرأت کا بیان ۔۔۔۔۔ ۳۹۵

كِتَابُ اللِّبَاسِ (لباس کا بیان) ۔۔۔۔۔ ۳۹۶

☆ ہدیوں، تحفوں کا تبادلہ ۔۔۔۔۔ ۳۹۶

☆ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوق محبت ۔۔۔۔۔ ۳۹۷

☆ کنگھی کرنے اور انگوٹھی پہننے کا بیان ۔۔۔۔۔ ۳۹۸

كِتَابُ الْفِتَنِ (فتنوں کا بیان) ۔۔۔۔۔ ۴۰۰

كِتَابُ الْمَلَاحِمِ (جنگوں کا بیان) ۔۔۔۔۔ ۴۰۱

كِتَابُ الْحُدُوْدِ (سزاؤں کا بیان) ۔۔۔۔۔ ۴۰۱

كِتَابُ الدِّيَاتِ (دیتوں کا بیان) ۔۔۔۔۔ ۴۰۳

☆ قتل کی تین اقسام ہیں ۔۔۔۔۔ ۴۰۴

كِتَابُ السُّنَّةِ (اتباع سنت کا بیان) ۔۔۔۔۔ ۴۰۵

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سب سے پہلے کون جنت میں جائے گا ۔۔۔۔۔ ۴۰۷

☆ عورت کا ایک فتنہ عظیمہ ۔۔۔۔۔ ۴۰۷

☆ وہ جس کو خدا نے بڑھایا ہے کوئی اور گھٹانا کیا جانے ۔۔۔۔۔ ۴۰۸

☆ آسمانی ملائک اور خیر الخلائق صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔۔۔ ۴۱۰

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام فرشتوں کا امام ۔۔۔۔۔ ۴۱۰

Scanned with CamScanner

☆ فریاد امتی جو کرے حال زار میں ___ ۴۱۱

کِتَابُ الْاَدَب (ادب کا بیان) ___ ۴۱۲

☆ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ___ ۴۱۳

☆ قیام تعظیمی اور اخلاق وسخاوت نبوی ___ ۴۱۴

☆ گر تم ہی نہ سنو گے تو پھر کون سنے گا؟ ___ ۴۱۶

☆ مالک کونین صلی اللہ علیہ وسلم ___ ۴۱۷

☆ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم ___ ۴۱۹

☆ رحمت کا ہے دروازہ کھلا مانگ ارے مانگ ___ ۴۲۰

☆ تین شخصوں کی تعظیم کرنا اللہ ہی کی تعظیم سے ہے ___ ۴۲۲

☆ فقراء کی فضیلت ___ ۴۲۳

☆ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کا ایک انداز ___ ۴۲۴

☆ مسلمان کی عزت وحرمت ___ ۴۲۵

☆ جو مسلمان فوت ہو جائے تو اس کی خوبیاں ہی بیان کرو ___ ۴۲۶

☆ کیا یہ شرک ہے؟ ___ ۴۲۷

☆ شیطان کو ذلیل کرنے کا نسخہ ___ ۴۲۹

☆ بعثت سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وعدہ وفائی ___ ۴۲۹

☆ وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا ___ ۴۳۰

☆ جس کا آنچل نہ دیکھا مہ ومہر نے ___ ۴۳۱

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حق ہے میں ہی بھول گیا ___ ۴۳۲

☆ آندھی اور بادل دیکھ کر محبوب خدا کی کیفیات ___ ۴۳۳

☆ مرغ تو نماز کے لئے جگائے اور...... ___ ۴۳۴

☆ صحابہ کرام کی خوشی کی انتہاء ہوگئی ___ ۴۳۵

☆ اولاد اور والدین ___ ۴۳۶

☆ غلام کو دوگنا ثواب ___ ۴۳۸

☆ روایت حدیث کے بارے میں حضرت عمر کی احتیاط ___ ۴۳۸

☆ اتنی ہی بات پہ جنت مل گئی ___ ۴۴۰

☆ غیر مقلدین کی توجہ کیلئے ایک انوکھا مضمون ___ ۴۴۲

☆ قرآن پاک سے ___ ۴۴۳

☆ اہل علم سے گزارش ___ ۴۴۵

☆ جوتے پہن کر نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو؟ ___ ۴۴۶

☆ علماء نجد سے ایک سوال ___ ۴۴۶

☆ عمامہ شریف کے بارے میں ارشادات وتصریحات ___ ۴۴۷

☆ عمامہ شریف سے شیطان لعین کی نفرت ___ ۴۴۹

☆ اس بارے میں چند مزید مسائل ___ ۴۵۱

☆ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا ___ ۴۵۲

☆ ہر نماز کے لئے الگ وضو کرنا ___ ۴۵۳

☆ کیا تیمم کے ساتھ نماز نہیں ہوتی؟ ___ ۴۵۴

☆ وضو کے بارے میں وضاحت فرمائیں؟ ___ ۴۵۴

☆ علماء غیر مقلدین کے القابات ___ ۴۵۵

☆ غیر مقلدین کو امام اعظم کی بددعا لگ گئی ___ ۴۵۸

☆ پانی کو کوئی شئے ناپاک نہیں کرتی ___ ۴۵۹

☆ آگ والی چیز کو کھا کر وضو کرنا ___ ۴۵۹

☆ عورت کو چھونے سے وضو کا لازم ہونا ___ ۴۶۱

☆ موزوں پہ مسح کرنے کا مسئلہ ___ ۴۶۱

☆ غسل کے بارے میں سوال ___ ۴۶۲

☆ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا مسئلہ ___ ۴۶۳

Scanned with CamScanner

☆ دین ملاں فی سبیل اللہ فساد ____ ۴۶۴

☆ نمازی کے آگے سے گزرنے کا مسئلہ ____ ۴۶۴

☆ انسان کو اشارہ ہی کافی ہے ____ ۴۶۵

☆ اشاروں کی زبان میں غیر مقلدین سے پچاس سوالات ____ ۴۶۶

امام ابوداؤد علیہ الرحمۃ

امام بخاری اور مسلم کے بعد جو امام حدیث سب سے زیادہ مرتبہ اور مقام کے مالک ہیں وہ امام ابوداؤد سجستانی ہیں۔ جس زمانہ میں امام ابوداؤد نے تصنیف و تالیف کا آغاز کیا اس وقت عام طور پر علم حدیث میں جوامع اور مسانید کی تالیف کی جاتی تھیں انہوں نے سب سے پہلے کتاب السنن لکھ کر علم حدیث میں ایک نئی راہ دکھلائی اور اس کے بعد متعدد آئمہ حدیث نے ان کے چراغ سے چراغ جلانے شروع کر دیئے اور فن حدیث میں کتب سنن کا ایک قابل قدر ذخیرہ جمع ہو گیا۔

امام ابوداؤد علم و حکمت میں جس طرح بے مثال تھے اسی طرح عبادت و ریاضت میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ علماء اور فضلاء ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اولیاء کرام ان کی زیارت کے لئے آتے اور حکام وقت ملاقات کے لئے پہروں ان کے دروازے پر کھڑے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پناہ شہرت اور مقبولیت عطا فرمائی تھی وہ جس قدر دین کی خدمت کی لگن رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام اتنا ہی اونچا کر دیا۔

ولادت و سلسلۂ نسب

امام ابوداؤد کے نسب میں اختلاف ہے حافظ ابن حجر عسقلانی نے آپ کا نسب ابوداؤد سلیمان بن الاشعث بن شداد بن عمرو بن عامر بیان کیا ہے۔ بعض لوگوں نے عامر کی جگہ عمران بھی لکھا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عمران جنگ صفین میں حضرت علی کی

رفاقت میں شہید ہوگئے تھے اور ابن واستہ اور آجری نے آپ کا نسب یوں بیان کیا ہے۔ حافظ ابوداؤد سلیمان بن الشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بجستانی۔

(حافظ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۶۹)

امام ابوداؤد ۲۰۲ھ کو بجستانی میں خاندان ازد کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے یہ سال ولادت خود امام ابوداؤد کا بیان کردہ ہے۔

وطن مالوف

اس بات پر مورخین کا اتفاق ہے کہ امام ابوداؤد کا وطن بجستان ہے البتہ بجستان کے تعین میں مؤرخین کا اختلاف ہے ابن خلطان نے بیان کیا کہ بجستانی کی نسبت بجستان کی طرف ہے جو بصرہ کی ایک بستی ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اس پر تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس نسبت کی تحقیق میں ابن خلطان نے مغالطہ کھایا ہے اور ان جیسے شخص سے اس مغالطہ پر حیرت ہے کیونکہ انہیں تاریخ اور تصحیح انساب میں کمال حاصل ہے چنانچہ امام تاج الدین سبکی نے بھی ان کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ ابن خلطان کا وہم ہے اور صحیح یہ ہے کہ بجستانی کی نسبت بجستان کی طرف ہے اور وہ سندھ اور ہرات کے درمیان قندھار سے متصل ایک مشہور ملک ہے جو ہند کے پہلو میں واقع ہے اور بزرگان چشت کا مشہور شہر چشت بھی اسی ملک میں ہے۔............

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی المتوفی ۱۲۳۹ھ، بستان المحدثین ص ۲۸۳)

تحصیل علم حدیث

ابتدائی تعلیم کے بعد امام ابوداؤد نے علم حدیث کی طرف رغبت کی اور اپنے وقت کے مشہور اور جید اساتذہ اور جلیل القدر ائمہ حدیث سے اس علم کو حاصل کیا۔ علم حدیث کی تحصیل کی خاطر انہوں نے متعدد اسلامی شہروں کا سفر کیا خاص طور پر مصر، شام، حجاز، عراق اور خراسان وغیرہ میں کثرت کے ساتھ قیام کر کے علم حدیث حاصل کیا۔

سنن ابوداؤد میں انہوں نے اپنے ایک سفر کا واقعہ لکھا ہے فرماتے ہیں کہ میں

نے مصر میں ایک لمبی ککڑی دیکھی جب اس کی پیائش کی تو وہ تیرہ بالشت نکلی۔ نیز میں نے ایک بہت بڑا ترنج دیکھا جب اس کو کاٹ کر اونٹ پر لادا تو اس کے دونوں حصے بڑے نقاروں کی مانند معلوم ہوتے تھے۔

(الحافظ شمس الدین الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحافظ ج ۲ ص ۵۹۲)

خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ امام ابوداؤد بصرہ میں سکونت رکھتے تھے اور تحصیل علم کے دوران ان گنت مرتبہ بغداد گئے اور وہیں بیٹھ کر انہوں نے اپنی کتاب السنن لکھی۔

امام ابوداؤد نے اپنے بصرہ کے سفر کا ایک واقعہ لکھا کہ میں عثمان موذن سے سماع کے لئے بصرہ گیا جس دن بصرہ پہنچا اسی دن ان کا انتقال ہوگیا۔

(الحافظ ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۷۰)

سادگی

امام ابوداؤد حفظ حدیث، اتقان، روایت اور عبادت و ریاضت میں جس قدر بلند درجہ پر فائز تھے طبیعت کے اعتبار سے اسی قدر سادہ اور منکسر المزاج تھے۔ ان کی سادگی اور بے نفسی کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنی ایک آستین فراخ اور دوسری آستین تنگ رکھا کرتے تھے جب ان سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا ایک آستین کشادہ اس لئے رکھتا ہوں کہ اس میں اپنی کتاب کے کچھ اجزاء رکھ سکوں اور دوسری آستین بلاضرورت کشادہ رکھنا اسراف میں داخل سمجھتا ہوں۔

(الحافظ شمس الدین الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحافظ ج ۲ ص ۱۷۱)

اساتذہ

جن مشاہیر اور اعاظم اساتذہ حدیث سے امام ابوداؤد نے روایت حدیث کی ہے ان کی پوری فہرست تو بے حد طویل ہے۔ چند اسماء یہ ہیں۔ ابوسلمہ بتوزکی، ابوالولید طیالسی، محمد بن کثیر العبدی، مسلم بن ابراہیم، ابوعمر حوضی، ابوتوبہ حلبی، سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی، سعید بن سلیمان واسطی، صفوان بن صالح دمشقی، ابوجعفر نفیلی، احمد،

Scanned with CamScanner

علی، یحییٰ، اسحٰق، قطن بن نسیر یہ اسماء علامہ ابن حجر نے ذکر کئے ہیں۔(الحافظ ابن حجر التوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۶۹) ان کے علاوہ حافظ ذہبی نے ابوعمرو ضریر، قعنبی، عبداللہ بن رجاء، احمد بن یونس اور سلیمان بن حرب کا بھی امام ابوداؤد کے اساتذہ میں تذکرہ کیا ہے۔(امام شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحافظ ج ۲ ص ۵۹۱)

امام ابوداؤد خود اپنے مشائخ کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوعمرو ضریر سے ایک مجلس میں سماع کیا۔ ایک مجلس میں سعدویہ سے سماع کیا اسی طرح عاصم بن علی سے بھی ایک مجلس میں سماع کیا۔ نیز فرماتے ہیں کہ میں عمر بن حفص کے پیچھے ان کے گھر گیا لیکن ان سے کسی چیز کا سماع نہ کرسکا۔ آجری کہتے ہیں کہ امام ابوداؤد نے ابن حمانی، سوید، ابن کاسب، ابن حمید اور ابن وکیع سے کبھی حدیث روایت نہیں کی اور خلال بیان کرتے ہیں کہ امام ابوداؤد نے امام احمد بن حنبل سے بھی ایک حدیث کا سماع کیا تھا اور وہ اس بات پر بے حد فخر کیا کرتے تھے۔

(حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۷۱)

تلامذہ

امام ابوداؤد کے تلامذہ کا حلقہ بھی بے حد وسیع تھا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے آپ کے تلامذہ میں ان حضرات کا ذکر کیا ہے۔ ابوعلی محمد بن عمرو اللولوئی، ابوطیب، احمد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن اشنانی، ابوعمرو احمد بن علی الحسن البصری، ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد اعرابی، ابوبکر محمد بن عبدالرزاق بن داستہ، ابوالحسن علی بن الحسن بن العبد الانصاری، ابوعیسیٰ بن اسحٰق بن موسیٰ بن سعید رملی، وراقہ، ابواسامہ محمد بن عبدالملک بن یزید رواس یہ وہ خوش نصیب حضرات ہیں جنہوں نے امام ابوداؤد سے سنن ابوداؤد کو روایت کیا ہے۔ ان کے علاوہ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن یعقوب البصری ہیں جنہوں نے امام ابوداؤد سے کتاب الرد علی اہل القدر کو روایت کیا ہے اور ابوبکر احمد بن سلیمان النجار ہیں جنہوں نے امام ابوداؤد سے کتاب الناسخ والمنسوخ کو روایت کیا ہے اور حافظ ابوعبید محمد

بن علی بن عثمان آجری ہیں انہوں نے امام ابوداؤد سے کتاب المسائل کو روایت کیا ہے اور اسمٰعیل بن محمد صغار ہیں انہوں نے امام ابوداؤد سے مسند مالک کو روایت کیا ہے۔

ان کے علاوہ امام ابوعبدالرحمٰن نسائی، امام ابوعیسیٰ ترمذی، حرب بن اسماعیل کرمانی، ذکریا ساجی، ابوبکر احمد بن محمد بن ہارون الخلال الحنبلی، عبداللہ بن احمد بن موسیٰ عبدان الاہوزی، ابوبشر محمد بن احمد الدولابی، ابوعوانہ یعقوب بن اسحٰق الاسفرائنی، ابوبکر بن ابی داؤد ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا، ابراہیم بن حمید بن ابراہیم بن یونس عاقولی، ابوحامد بن جعفر اصبہانی، احمد بن معلیٰ بن یزید دمشقی، احمد بن محمد بن یاسین ہروی، حسن بن صاحب الشاشی، حسین بین ادریس انصاری، عبداللہ بن محمد بن عبدالکریم رازی، علی بن عبدالصمد، محمد بن مخلد دوری، محمد بن جعفر بن مستغاض فریابی اور ابوبکر محمد بن یحییٰ صولی (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۷۱) ان کے علاوہ امام ابوعیسیٰ ترمذی صاحب الجامع اور امام ابوعبدالرحمٰن نسائی صاحب السنن کو بھی امام ابوداؤد سے شرف تلمذ حاصل ہے۔

کلمات الثناء

امام ابوداؤد کی علم حدیث میں بے نظیر مہارت اور ان کی عظیم خدمات پر ان کے اساتذہ، معاصرین اور دیگر علماء نے ان کی بے حد تعریف اور تحسین کی ہے۔ نیز ان کی خدا خوفی، پاک دامنی اور عبادت اور ریاضت کی بھی لوگوں نے بے حد قدر کی ہے چنانچہ احمد بن محمد بن یاسین ہروی کہتے ہیں کہ وہ حافظ حدیث تھے اور سند حدیث اور اس کی علل کے ماہر تھے۔ خدا سے بے حد ڈرتے تھے اور بے حد عبادت گزار تھے۔ محمد بن اسحاق صغانی اور ابراہیم حربی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امام ابوداؤد کے لئے علم حدیث اس طرح سہل کر دیا تھا جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو ملائم کر دیا تھا اور موسیٰ بن ہارون کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابوداؤد کو دنیا میں خدمت حدیث کے لئے اور آخرت میں جنت کے لئے پیدا کیا تھا اور ابوحاتم بن حبان نے کہا کہ ابوداؤد علم

حدیث، علم فقہ اور تقویٰ اور خدا خوفی میں دنیا والوں کے امام تھے اور ابوعبداللہ بن مندہ نے کہا ہے کہ جن لوگوں نے احادیث کا اخراج کیا اور حدیث معلول کو غیر معلول اور صواب کو خطا سے متمیز کیا وہ دنیا میں صرف چار شخص تھے۔ امام بخاری، امام مسلم اور ان کے بعد ابوداؤد اور نسائی۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ص ۱۷۲)

حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ امام ابوداؤد عالم باعمل تھے۔ حاکم نے کہا کہ وہ اپنے زمانہ میں تمام اصحاب حدیث کے امام تھے اور بعض آئمہ نے بیان کیا ہے کہ ابوداؤد اپنے خصائل میں امام احمد بن حنبل کے مشابہ تھے اور امام احمد اپنی سیرت میں امام وکیع کے مشابہ تھے اور وکیع، سفیان کے اور سیان، منصور کے مشابہ تھے اور منصور ابراہیم نخعی کے اور ابراہیم نخعی، علقمہ کے مشابہ تھے اور علقمہ، حضرت عبداللہ بن مسعود کے اور حضرت عبداللہ بن مسعود، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور ان مشائخ اور اساتذہ کے واسطوں سے امام ابوداؤد کی سیرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مشابہ تھی۔

(حافظ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ص ۵۲۹)

رجوع خلائق

امام ابوداؤد کے پاس ہر قسم کے لوگ آتے تھے۔ عقیدت مندوں کا ہر وقت ہجوم رہتا تھا۔ تشنگان علوم حدیث دور دور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی علمی پیاس بجھاتے۔ معاصرین علماء آپ کی مجلس میں مختلف علمی موضوعات پر مذاکرات کرتے۔ خدا رسیدہ اور درویش صفت بزرگ آکر آپ کی زیارت کرتے اور بسا اوقات شاہان وقت بھی آکر آپ کے دروازے پر دستک دیا کرتے تھے۔

قاضی ابومحمد احمد بن محمد بن لیث بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مشہور عارف باللہ حضرت سہل بن عبداللہ تستری امام ابوداؤد سے ملاقات کے لئے آئے جب امام ابوداؤد کو معلوم ہوا تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے حضرت سہل کو خوش آمدید کہا۔ حضرت سہل نے کہا اے امام ذرا اپنی وہ مبارک زبان دکھائیں جس سے آپ احادیث

رسول بیان کرتے ہیں تاکہ میں اس مقدس زبان کو بوسہ دوں۔ امام ابوداؤد نے زبان منہ سے باہر نکالی اور حضرت سہل نے اس کو انتہائی عقیدت کے ساتھ بوسہ دیا۔

(حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ص ۱۷۲)

عبداللہ بن محمد سبکی کہتے ہیں کہ مجھ سے امام ابوداؤد کے ایک خادم ابوبکر بن جابر نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ میں امام ابوداؤد کے ساتھ بغداد میں تھا۔ ہم مغرب کی نماز سے فارغ ہوئے تو کسی شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے جا کر دروازہ کھولا تو دروازہ پر امیر ابواحمد موفق کھڑا ہوا تھا میں نے جا کر امام کو خبر دی انہوں نے امیر کو بلالیا اور پوچھا کہ اس وقت کون سی ضرورت امیر کو یہاں لے آئی ہے۔ امیر نے کہا میں تین سوال لے کر آیا ہوں پوچھا کون کون سے؟ امیر نے کہا پہلا سوال یہ ہے کہ آپ یہاں سے بصرہ تشریف لے چلیں اور اس کو اپنا وطن بنالیں تاکہ وہاں زیادہ طلباء آپ سے فیض یاب ہوسکیں۔ آپ نے پوچھا دوسرا سوال کون سا ہے؟ امیر نے کہا دوسری درخواست یہ ہے کہ آپ میری اولاد کے لئے کتاب السنن کی روایت کریں۔ آپ نے اس سے پھر تیسرا سوال پوچھا امیر نے کہا تیسری درخواست یہ ہے کہ میری اولاد کو باقی طلباء سے علیحدہ پڑھائیں کیونکہ خلیفہ کی اولاد کے لئے عام لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر پڑھنا مشکل ہے۔ آپ نے فرمایا تمہاری پہلی دو خواہشیں تو پوری ہوسکتی ہیں لیکن تیسری خواہش پوری نہیں ہوسکتی کیونکہ حصول علم میں عام طلباء اور خلیفہ کی اولاد کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ امام ابوداؤد نے بصرہ میں درس قائم کردیا جہاں پر خلیفہ کے صاحبزادے بھی عام طلباء کے ساتھ بیٹھ کر اکتساب علم کیا کرتے تھے۔

تصانیف

امام ابوداؤد کی زندگی طلب حدیث میں مختلف علاقوں کے سفر اور درس و تدریس کی بے پناہ مشغولیات میں گزری ہے۔ اس کے باوجود مندرجہ ذیل تصانیف آپ کی

Scanned with CamScanner

یادگار ہیں۔

(۱) کتاب السنن (۲) کتاب المراسیل (۳) کتاب المسائل (۴) کتاب الرد علی القدریۃ (۵) کتاب الناسخ والمنسوخ (۶) کتاب التفرد (۷) کتاب فضائل الانصار (۸) مسند مالک بن انس (۹) کتاب الزہد (۱۰) دلائل النبوۃ (۱۱) کتاب الدعاء (۱۲) کتاب بدء الوحی (۱۳) اخبار الخوارج (۱۴) کتاب شریعۃ التفسیر (۱۵) فضائل الاعمال (۱۶) کتاب التفسیر (۱۷) کتاب نظم القرآن (۱۸) کتاب فضائل القرآن (۱۹) کتاب البعث والنشور (۲۰) کتاب شریعۃ المقارئ۔

وصال

تہتر سال کی قابل رشک اور لائق تقلید زندگی گزار کر امام ابوداؤد ۱۶ شوال ۲۷۵ھ کو جمعہ کے دن وصال فرما گئے۔

(حافظ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحافظ ج ۲ ص ۵۹۳)

آپ نے وصیت کی تھی کہ حسین بن مثنیٰ سے آپ کو غسل دلایا جائے اور اگر وہ نہ ہوں تو حماد بن زید کی روایت کے مطابق آپ کو غسل دے دیا جائے چنانچہ آپ کی اس وصیت پر عمل کیا گیا۔

(حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۷۳)

سنن ابی داؤد

سنن ابوداؤد کی تصنیف سے پہلے کتب احادیث میں مسانید اور جوامع کا رواج تھا جس میں سنن اور احکام اخبار اور قصص اور مواعظ اور آداب سب قسم کی احادیث شامل ہوتی تھیں۔ امام ابوداؤد نے سب سے پہلے مجرد سنن میں یہ کتاب تالیف کی۔ جب اس کتاب کو انہوں نے امام احمد بن حنبل پر پیش کیا تو انہوں نے بے حد تحسین کی۔ یحییٰ بن یحییٰ ذکریا ساجی نے کہا اسلام کی بنیاد قرآن کریم اور اس کا ستون سنن ابوداؤد ہے۔ ابن عربی نے کہا کہ دین کے مقدمات کا علم حاصل کرنے کے لئے کتاب اللہ اور سنن ابوداؤد کافی ہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ علم حدیث میں اجتہاد کرنے کے لئے سنن ابوداؤد میں کافی سرمایہ ہے۔

حسن قبول

اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ مقبولیت عطا فرمائی اور تمام طبقات فقہاء میں باوجود اختلاف مذاہب کے یہ کتاب یکساں مقبول رہی ہے۔ مصر، عراق، بلاد مغرب بلکہ مسلمانوں کے ہر علاقہ میں اس کتاب کا درس دیا جاتا ہے۔ حسن بن محمد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ ایک بار انہیں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا جو شخص سنن کا علم حاصل کرنا چاہتا ہو وہ سنن ابوداؤد کا علم حاصل کرے۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ، بستان المحدثین ص ۲۸۷) حضور علیہ السلام کے اس فرمان سے ظاہر ہوا کہ یہ کتاب بارگاہ رسالت میں مقبول ہے اور غالباً اسی سبب سے اس

کتاب کو قبول خاص وعام حاصل ہوا۔

کلمات الثناء

سنن ابوداؤد کی حسن افادیت، جامعیت اور احکام فقہیہ کے ماخذ ہونے کے لحاظ سے اس کو بعد کے علماء اور محققین نے بے حد پسند کیا اور تقریباً ہر دور کے علماء اس کو اپنے تعریفی کلمات سے نوازتے رہے۔ امام حافظ ابوجعفر بن زبیر غرناطی صحاح ستہ کی خصوصیات پر تبصرہ کے ضمن میں لکھتے ہیں۔ احادیث فقہیہ کے حصر واحصاء میں ابوداؤد کو جو خصوصیت حاصل ہے وہ صحاح ستہ کے باقی مصنفین میں سے کسی کو حاصل نہیں۔

(حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، تدریب الراوی ص ۵۶) امام غزالی فرماتے ہیں علم حدیث میں صرف یہی ایک کتاب مجتہد کے لئے کافی ہے۔ (حافظ شمس الدین بخاری، فتح المغیث ص ۲۸) ایک مرتبہ حافظ سعید بن سکن کی خدمت میں طلبہ حدیث کی ایک جماعت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ہمارے سامنے حدیث کی بہت سی کتابیں ہیں، بہتر ہوگا کہ شیخ ہماری رہنمائی کچھ ایسی کتابوں کی طرف کریں جن پر ہم کفایت کرسکیں۔ حافظ ابن سکن نے یہ سن کر کچھ جواب نہیں دیا بلکہ اٹھ کر سیدھے گھر چلے گئے اور کتابوں کے چار بستے لاکر اوپر تلے رکھ دیئے پھر فرمانے لگے ہذا قواعد الاسلام کتاب مسلم وکتاب بخاری وکتاب ابی داؤد وکتاب نسائی۔ (یہ وہ کتابیں ہیں جو اسلام کی بنیاد ہیں۔ کتاب مسلم، کتاب بخاری، کتاب داؤد اور کتاب نسائی۔

(حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی، شروط الائمۃ الستہ ص ۱۶)

ابوسلیمان خطابی لکھتے ہیں امام ابوداؤد کی کتاب السنن بلاریب ایسی نفیس کتاب ہے کہ اس جیسی کتاب علم دین میں آج تک تصنیف نہیں ہوئی اس کتاب کو ہر قسم کے لوگوں نے پسند کیا اور یہ کتاب علماء کے سب فرقوں اور فقہاء کے تمام طبقات میں باوجود اختلاف مذاہب کے حکم مانی جاتی ہے۔ سب لوگ اسی گھاٹ پر آتے ہیں اور یہیں سے سیراب ہوتے ہیں۔ اسی کتاب پر اہل عراق، اہل مصر، بلاد مغرب اور روئے

زمین کے اکثر رہنے والوں کا اعتماد ہے البتہ خراسان میں بہت سے لوگ محمد بن اسماعیل، مسلم بن حجاج اور ان لوگوں کی کتابوں کے پسند کرنے والے ہیں جو جمع صحیح میں ان دونوں حضرات کے تابع اور ان کی شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوں لیکن ابوداؤد کی کتاب ترتیب کے اعتبار سے بہت عمدہ اور فقہ کے لحاظ سے ان سے بہت بڑھی ہوئی ہے۔ (امام ابوسلیمان احمد بن محمد خطابی متوفی ۳۸۸ھ، معالم السنن ج ا ص ۶)

امام نووی فرماتے ہیں جو شخص فقہ میں اشتغال رکھتا ہو اس کو سنن ابوداؤد کا خوب غور سے مطالعہ کرنا چاہئے کیونکہ عام احکام جن احادیث پر موقوف ہیں وہ تمام احادیث اس کتاب میں آگئی ہیں اور امام ابوداؤد نے ان احادیث کو اس طرح تلخیص اور تہذیب کے ساتھ پیش کیا ہے کہ ان سے احکام کو حاصل کرنا سہل ہوگیا ہے۔

اسلوب

امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں احادیث کو جمع کرنے اور ترتیب دینے میں جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ بہت سی خوبیوں اور نکات پر مشتمل ہے چند خوبیاں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں یہ التزام کیا ہے کہ اس میں صرف احکام سے متعلق احادیث لائیں گے چنانچہ اہل مکہ کے نام مکتوب میں انہوں نے خود لکھا ہے ولم اصنف فی الزھد و فضائل الاعمال وغیرھا فھذا اربعة الاف والثمانمائة کلھا فی الاحکام۔ یعنی میں نے زہد اور فضائل اعمال وغیرہا کے اثبات میں روایات جمع نہیں کی ہیں میری اس کتاب میں چار ہزار آٹھ سو احادیث ہیں اور وہ سب احکام سے متعلق ہیں۔

(۲) اس کتاب میں امام ابوداؤد نے اپنے علم کے مطابق زیادہ تر صحیح ترین روایات ذکر کی ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں: فان سألتمونی ان اذکرلکم الاحادیث التی فی کتاب السنن اھی اصح ما عرفت فی الباب

فاعلموا انه كذلك اور جن روایات میں کوئی ضعف یا علت ہو تو امام ابوداؤد اس کو بیان کردیتے ہیں جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

(۳) اگر کوئی حدیث دو صحیح طریقوں سے مروی ہو اور ان میں سے ایک طریقہ کا راوی اسناد میں مقدم ہو (یعنی اس کی سند عالی ہو) اور دوسرے طریقہ کا راوی حفظ میں بڑھا ہوا ہو تو امام ابوداؤد ایسی صورت میں پہلے طریقہ کا ذکر کردیتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ قد روی من وجھین احدھما اقوی اسناد والاخر صاحبه اقدم فی الحفظ۔

(۴) بسا اوقات ایک حدیث کو دو تین سندوں کے ساتھ ذکر کرتے ہیں بشرطیکہ بعض سے متن میں کچھ زیادتی ہو چنانچہ مکتوب میں فرماتے ہیں: واذا اعدت الحدیث فی الباب من وجھین او ثلاثه مع زیادة کلام فیه۔

(۵) بسا اوقات ایک حدیث بہت طویل ہوتی ہے اور اس کو بتمامہ ذکر کردینے سے یہ خوف ہوتا ہے کہ بعض سامعین اس کی غرض کو نہ سمجھ سکیں گے ایسی صورت میں امام ابوداؤد حدیث کا اختصار کردیتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں وربما فیه کلمة زائدة علی الحدیث الطویل لانی لوکتبة بطوله لم یعلم بعض من سمعه ولایفهم موضع الفقه منه فاختصرته لذلك۔

(۶) جن احادیث کی اسانید میں کوئی ضعف ہو یا اور کوئی علت خفیہ ہو اس کو امام ابوداؤد بیان کردیتے ہیں اور جس حدیث کی سند کے بارے میں امام ابوداؤد کوئی کلام نہیں کرتے وہ عام طور پر صالح للعمل ہوتی ہے چنانچہ امام ابوداؤد مکتوب میں فرماتے ہیں۔ مالم اذکر فیه شیئا فهو صالح۔

(۷) اس کتاب میں امام ابوداؤد نے عام طور پر مشہور روایات ذکر کی ہیں۔ انہوں نے شاذ اور غریب روایات اس کتاب میں بہت کم درج کی ہیں۔ لکھتے ہیں: والاحادیث التی وضعتها فی کتاب السنن اکثرها مشاهیر۔

(۸) امام ابوداؤد نے اپنی اس کتاب میں متروک الحدیث راوی سے کوئی

روایت نہیں کی لکھتے ہیں: ولیس فی کتاب السنن الذی صنفته من رجل متروك الحدیث۔

(۹) ایک حدیث اگر متعدد اسانید سے مروی ہو تو بسا اوقات امام ابوداؤد وہ تمام اسانید ایک جگہ ذکر فرما دیتے ہیں۔ مثلاً امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں۔ حدثنا سلیمان بن حرب قال ثنا حماد ح و حدثنا مسدد وقتیبة عن حماد بن زید عن سنان بن ربیعة عن شهر بن حوشب عن ابی امامة ذکر وضوء النبی صلی الله علیه وسلم الحدیث۔

(امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث التونی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۸)

(۱۰) کسی حدیث میں اگر مرفوع یا موقوف کا اختلاف ہو تو اس کا ذکر کردیتے ہیں۔ مثلاً امام ابوداؤد ابوامامہ سے روایت کرتے ہیں۔ قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یمسح الماقین قال وقال الاذنان من الراس قال سلیمان بن حرب یقولها ابوامامة قال قتیبة قال حماد لا ادری اهو من قول النبی صلی الله علیه وسلم او ابی امامة یعنی قصة الاذنین۔

(امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث التونی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۸)

(۱۱) اگر کوئی حدیث معلول ہو تو اس کی خفیہ علت بیان کردیتے ہیں مثلاً باب کراہۃ الکلام عند الخلاء کے تحت انہوں نے ابوسعید خدری سے ایک روایت اس بارے میں ذکر کی ہے اس کے بعد لکھتے ہیں قال ابوداؤد هذا لم یسنده الا عکرمة بن عمار۔ (امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث التونی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۳) یعنی یہ حدیث عام طرق سے مرسلاً مروی ہے صرف عکرمہ بن عمار نے اس کو موصولاً روایت کیا ہے اس لئے یہ حدیث معطل قرار پائی۔

(۱۲) جو روایت منکر ہو اس کی تصریح کردیتے ہیں مثلاً باب الخاتم یکون فیه ذکر اللہ تعالیٰ کے تحت ہمام کی سند سے ایک روایت ذکر کی حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء جانے لگے تو آپ نے انگوٹھی اتاردی اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد امام ابوداؤد لکھتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے اور معروف روایت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنائی اور پھر اس کو پھینک دیا اور بتلایا کہ پہلی روایت میں ہمام کو وہم ہوا ہے۔(امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث المتوفی ۲۷۵ھ،سنن ابوداؤد ص ۴) اب یہ بات الگ ہے کہ محدثین نے اس معروف روایت کو بھی زہری کا وہم قرار دیا ہے اور بتلایا کہ یہ انگوٹھی سونے کی تھی۔

(۱۳) جو روایت ضعیف ہو اس کی بھی تصریح کر دیتے ہیں مثلاً باب کیف التکشف عند الحاجۃ کے تحت ایک حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں قال ابوداؤد رواہ عبدالسلام بن حرب عن الاعمش عن انس بن مالك وهو ضعيف۔

(۱۴) بعض اوقات احادیث کے راویوں کے اسماء، کنٰی اور القاب کی بھی وضاحت کر دیتے ہیں مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں۔ابن ربیعہ کنیتہ ابن ربیعہ۔

(۱۵) امام ابوداؤد نے اپنی اس کتاب میں تکرار سے حتی الامکان گریز کیا ہے اگر کہیں کسی حدیث کو دوبارہ ذکر کرتے بھی ہیں تو اس میں اسناد یا متن حدیث میں کوئی مزید فائدہ پیش نظر ہوتا ہے۔

شرائط

حافظ ابوعبداللہ محمد بن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ امام ابوداؤد نے اپنی کتاب میں احادیث درج کرنے کے لئے یہ شرط مقرر کی ہے کہ وہ احادیث متصل السند اور صحیح ہوں اور وہ احادیث ایسے راویوں سے مروی ہوں جن کے ترک پر اجماع نہ ہوا ہو اور علامہ خطابی لکھتے ہیں کہ ابوداؤد کی کتاب صحیح اور حسن دونوں قسم کی احادیث کی جامع ہے اور ان کی اس کتاب میں احادیث سقیمہ میں سے مقلوب اور مجہول روایات اصلاً نہیں ہیں۔(فخر الحسن، مقدمہ التعلیق المحمود ص ۴)

امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں چونکہ ان احادیث کو جمع کرنے کا قصد کیا ہے جن

سے فقہاء استدلال کرتے ہیں اور جن احادیث کو عام طور پر احکام کا مبنیٰ قرار دیا جاتا ہے اس لئے امام ابوداؤد نے اپنی شرائط میں وسعت رکھی ہے اور اس کتاب میں صحیح اور حسن سے لے کر لین صالح العمل تک احادیث کی گنجائش رکھی ہے۔البتہ اس کتاب میں وہ ایسی کوئی حدیث نہیں لائے جس کے ترک پر لوگوں کا اجماع ہو چکا ہو۔

شیخ ابوبکر حازمی نے تصریح کی ہے کہ امام ابوداؤد راویوں کے پہلے تین طبقوں سے استیعاب کرتے ہیں اور چوتھے طبقہ سے انتخاب کرتے ہیں۔یعنی کامل الضبط والاتقان اور کثیر الملازمۃ مع الشیخ، کامل الضبط والاتقان اور قلیل الملازمۃ اور کثیر الملازمۃ ان تین طبقوں سے امام ابوداؤد استیعاب کرتے ہیں اور ناقص الضبط اور قلیل الملازمۃ کے چوتھے طبقہ سے انتخاب کرتے ہیں۔

چار جامع حدیثیں

امام ابوداؤد خود فرماتے ہیں کہ سنن ابوداؤد میں چار حدیثیں ایسی ہیں جو مرد عاقل کے لئے اس کے دین میں کافی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

(حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۰۴)

(۱) انما الاعمال بالنيات۔

اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

(۲) من حسن اسلام المرء تركه مالا يعنيه۔

کسی شخص کے اچھا مسلمان ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ بے فائدہ کاموں کو چھوڑ دے۔

(۳) لايومن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه۔

کوئی شخص اس وقت تک کامل مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جسے وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(۴) الحلال بين والحرام بين و بينهما مشتبهات فمن اتقى

Scanned with CamScanner

الشبهات استبر الدنيه۔

حلال اور حرام دونوں ظاہر ہیں اور ان کے درمیان کچھ مشتبہات ہیں پس جو شخص مشتبہات سے بچتا رہے اس نے اپنے دین کو محفوظ کرلیا۔

شاہ عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ ان احادیث کے دین میں کفایت کے معنی یہ ہیں کہ ان میں شریعت کے قواعد کلیہ مشہورہ بیان کئے گئے ہیں اور شریعت کے قواعد کلیہ مشہورہ معلوم ہوجانے کے بعد جزئیات مسائل میں کسی مجتہد اور مرشد کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسلئے فقط ان چار احادیث کا جان لینا ہی انسان کی ہدایت کے لئے کافی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ صحت عبادات کے لئے پہلی حدیث کافی ہے اور عمر عزیز کی حفاظت کے لئے دوسری حدیث ضامن ہے اور ہمسائیگان، خویش و اقارب اور دوسرے اہل معاملہ سے حسن سلوک کے لئے تیسری حدیث کفایت کرتی ہے اور اختلاف علماء یا اختلاف دلائل سے جو شکوک پیدا ہوتے ہیں ان کے ازالہ کے لئے چوتھی حدیث کافی ہے گویا مرد عاقل کے لئے یہ چاروں حدیثیں استاذ اور مرشد کا حکم رکھتی ہیں۔

تعداد احادیث

امام ابوداود نے اپنے مکتوب میں بیان کیا ہے کہ ان کی سنن مراسیل سمیت اٹھارہ اجزاء پر مشتمل ہے ایک جزء مراسیل کا ہے اور باقی اجزاء پر دوسری احادیث مشتمل ہیں اور کل احادیث کی تعداد چار ہزار آٹھ سو ہے اور چھ سو مراسیل ہیں۔

امام ابوداؤد کا مکتوب

اہل مکہ نے امام ابوداؤد کو خط لکھ کر سنن احادیث کے بارے میں سوال کیا انہوں نے اس کا جو جواب لکھا وہ یہ ہے۔

”آپ لوگوں نے مجھ سے سنن کی احادیث کے بارے میں سوال کیا ہے کہ میں آپ کو بتاؤں کہ اس میں درج شدہ احادیث کیا میرے نزدیک صحیح ترین احادیث ہیں تو سن لیجئے یہ تمام احادیث ایسی ہی ہیں سوا ان احادیث کے جو دو طریقوں سے مروی ہوں

اور ان میں سے ایک طریقہ علو اسناد کے لحاظ سے فائق ہو اور دوسرا حفظ رواۃ کے اعتبار سے قوی ہو تو ایسی صورت میں پہلے طریقہ سے ہی حدیث کی روایت کردیتا ہوں اور جب میں کسی ایک حدیث کو دو یا تین اسانید سے روایت کرتا ہوں تو اس کی وجہ بعض طرق میں کچھ زیادتی ہوتی ہے اور بسا اوقات میں کسی حدیث کا اس وجہ سے اختصار کردیتا ہوں کہ کہیں اس کی طوالت کی وجہ سے سامعین اس حدیث کی فقہ سے نہ محروم رہ جائیں۔

باقی مراسیل کا جہاں تک تعلق ہے تو پہلے زمانہ میں امام مالک، سفیان ثوری اور امام اوزاعی وغیرہ ان سے استدلال کرتے تھے یہاں تک کہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا زمانہ آیا اور انہوں نے مرسل حدیث پر کلام کرنا شروع کر۔ یا بہرحال جب حدیث متصل نہ ہو تو حدیث مرسل سے استدلال کیا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ متصل کی طرح قوی نہیں ہوتی۔

میں نے اپنی اس سنن میں کسی ایسے شخص کی روایت درج نہیں کی جو متروک الحدیث ہو نیز اگر کوئی منکر حدیث اس مجموعہ میں آگئی ہے تو میں نے اس کا بیان کردیا ہے اسی طرح اگر حدیث میں کوئی اور کمزوری ہو تو میں نے اس کا بھی بیان کردیا ہے اور جس حدیث کے بعد میں نے کچھ نہیں لکھا وہ حدیث صالح للعمل ہوتی ہے سنن میں بعض احادیث بعض سے زیادہ صحیح ہیں۔ آپ کو سند صحیح کے ساتھ حضور علیہ السلام کی جو سنت بھی ملے گی وہ اس کتاب میں موجود ہوگی سوا ان چیزوں کے جو سیرت کے ذیل میں بیان کی جاتی ہیں اور میرے خیال میں قرآن کریم کے بعد لوگوں کے لئے اس کتاب سے زیادہ کسی چیز کا سیکھنا ضروری نہیں ہے اور اس کتاب کو لکھ لینے کے بعد اگر کوئی شخص اور کچھ نہ لکھے تو کوئی حرج نہیں ہے اور جب کوئی شخص اس کتاب کا مطالعہ کرے تب ہی اس کی قدر معلوم ہوگی۔

سفیان ثوری، امام مالک اور امام شافعی کے مسائل کی بنیاد ہی احادیث پر ہے تاہم میں پسند کرتا ہوں کہ اس کتاب کے ساتھ صحابہ کرام کے فتاوی کو بھی لکھ لیا جائے

Scanned with CamScanner

نیز جامع سفیان ثوری کی طرز پر بھی کوئی کتاب نقل کرلی جائے کیونکہ وہ ان تمام جوامع میں سب سے بہتر ہے۔

میں نے اس کتاب میں اکثر احادیث مشہورہ جمع کی ہیں اور ہر وہ شخص جس کے پاس کچھ احادیث لکھی ہوئی ہوں ان میں مشہور احادیث ہوتی ہیں لیکن ان کو متمیز کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے احادیث مشہورہ کی فضیلت یہ ہے کہ وہ قابل استدلال ہوتی ہیں اور غریب اور شاذ روایات اگرچہ امام مالک اور یحییٰ بن سعید جیسے آئمہ ثقات سے مروی ہوں پھر بھی لائق استدلال نہیں ہوتیں اور جو شخص غریب اور مطعون حدیث سے استدلال کرے تو اس استدلال کی وجہ سے وہ شخص خود ساقط الاعتبار ہو جاتا ہے۔ اس کے برخلاف جو حدیث صحیح اور مشہور ہو اس کو کوئی شخص رد نہیں کرسکتا۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ لوگ حدیث غریب کو ناپسند کرتے ہیں اور یزید بن حبیب کہتے ہیں کہ جب تم کسی شخص سے کوئی حدیث سنو تو اس کے توابع تلاش کرو اگر مل جائیں فبہا ورنہ اس حدیث کو چھوڑ دو۔

کتاب السنن میں مراسیل بھی ذکر کی گئی ہیں اور آئمہ حدیث کے نزدیک یہ معروف ہے کہ جب متصل حدیث نہ ملے تو مرسل بھی متصل کے حکم میں ہوتی ہے جیسے عن جابرو الحسن عن ابی هريرة يا عن الحكم عن المقسم عن ابن عباس یہ متصل نہیں ہے اور حکم نے مقسم سے جن چار حدیثوں کا سماع کیا ہے سنن کی روایات ان میں سے نہیں ہیں اور رہی یہ سند ابواسحاق عن الحارث عن علی تو اس میں ابواسحاق نے حارث سے صرف چار حدیثوں کا سماع کیا ہے جن میں سے ایک بھی متصل نہیں ہے اور کتاب السنن میں اس قسم کی احادیث بہت کم ہیں اور حارث کی تو اس میں صرف ایک روایت ہے بعض دفعہ حدیث کی کوئی علت مجھ پر مخفی رہتی ہے ایسی صورت میں کبھی میں اس حدیث کو ذکر کردیتا ہوں اور کبھی نہیں کرتا کیونکہ یہ چیز عام لوگوں کے حق میں نقصان دہ ہے۔

کتاب السنن مراسیل سمیت اٹھارہ اجزا پر مشتمل ہے جن میں سے ایک جز مراسیل کا ہے اور مراسیل میں سے بعض غیر صحیح ہیں اور بعض وہ ہیں جو دوسرے لوگوں کے نزدیک متصل اور صحیح ہیں کتاب السنن کی کل احادیث کی تعداد چار ہزار آٹھ سو ہے بعض احادیث فی نفسہ مرسل ہوتی ہیں اور بعض دوسری اسانید سے متصل معلوم ہوتی ہیں لیکن درحقیقت وہ احادیث معلول ہوتی ہیں۔

میں نے کتاب السنن میں صرف احکام ہی کو تصنیف کیا ہے زہد اور فضائل اعمال سے متعلق احادیث نہیں لایا لہٰذا یہ چار ہزار آٹھ سو احادیث ہیں جو سب احکام سے متعلق ہیں۔ ان کے علاوہ زہد اور فضائل سے متعلق بہت سی احادیث صحیحہ تھیں جن کا میں نے اس کتاب میں اخراج نہیں کیا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔

تساہل

امام ابوداؤد کا سنن ابوداؤد میں ایک عام تساہل یہ ہے کہ وہ حدیث کے متابعات کی کامل تحقیق نہیں کرتے اور محض سرسری نظر سے اس پر تفرد کا حکم لگا دیتے ہیں مثلاً انہوں نے ایک روایت ذکر کی ہے حدثنا عبيدالله بن عمرو بن ميسرة ثنا ابن مهدى ثنا عكرمة ابن عمار عن يحيى بن ابى كثير عن هلال بن عياض قال حدثنى ابوسعيد قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يخرج الرجلان يضربان الغائط عن عورتهما يتحدثان فان الله عز و جل يمقت على ذلك. اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد امام ابوداؤد لکھتے ہیں: هذا لم يسنده الاعكرمة بن عمار. (امام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث المتوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۳) خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوداؤد نے اس روایت پر اس لئے تفرد کا حکم لگایا ہے کہ اس روایت کو صرف عکرمہ بن عمار نے موصولاً بیان کیا ہے حالانکہ امام ابن دقیق العید نے بیان کیا ہے کہ ابان بن یزید نے بھی عکرمہ کی متابعت کرکے اس کو موصولاً بیان کیا ہے۔ (علامہ علاء الدین بن علی بن عثمان المارديني الشہیر بابن الترکمانی المتوفی ۷۴۵ھ، الجوہر النقی

فی ذیل البیہقی ج ا ص ۱۰۰) لہٰذا اس روایت میں عکرمہ کا تفرد نہ رہا۔

اسی طرح ایک اور روایت کے بارے میں امام ابوداؤد نے تفرد کا قول کیا ہے وہ یہ ہے حدثنا نصر بن علی عن ابی علی الحنفی عن همام عن ابن جریج عن الزهری عن انس قال کان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اذا دخل الخلا وضع خاتمه۔ اس حدیث کے بارے میں امام ابوداؤد لکھتے ہیں والوهم فیه من همام ولم یروه الاهمام (امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۱۰۹) اس روایت کے بارے میں امام ابوداؤد ھمام کے تفرد کا قول کرتے ہیں حالانکہ امام دارقطنی نے کتاب العلل میں بیان کیا ہے کہ یحیٰی بن متوکل اور یحیٰی بن خریس نے بھی اس حدیث کی ابن جریج سے روایت کرنے میں ھمام کی متابعت کی ہے۔ لہٰذا اس حدیث کی ابن جریج سے روایت میں تفرد نہ رہا۔ ابن قیم نے یحیٰی بن متوکل پر جرح کی ہے لیکن ابوطیب شمس الحق نے عبداللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل اور علی بن مدینی کی تصریحات سے ثابت کردیا ہے کہ جو شخص مجروح ہے وہ یحیٰی بن متوکل نام کا ایک اور راوی ہے اس کی کنیت ابوعقیل ہے۔ مزی اور امام ذہبی کا بھی یہی قول ہے نیز ایک طویل بحث کے بعد حاکم نے تصریح کردی ہے۔ هما ثقتان (شمس الحق عظیم آبادی، غایت المقصود ج ا ص ۴۱) کہ یہ دونوں ثقہ راوی ہیں اور جبکہ یہ دو ثقہ راوی اس حدیث میں ھمام کی متابعت کرتے ہیں تو اس حدیث کی رایت میں ھمام کا تفرد نہ رہا۔

اسی طرح ایک اور حدیث امام ابوداؤد نے روایت کی ہے حدثنا محمد بن الصباح البزاز ناشریك عن یزید بن ابی زید عن عبدالرحمن بن ابی لیلی عن البراء ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان اذا فتح الصلٰوة رفع یدیه الی قریب من اذنیه ثم لایعود اس روایت کے بعد امام ابوداؤد لکھتے ہیں قال ابوداؤد روی هذا الحدیث هیشم و خالد و ابن ادریس عن یزید لم یذکرو اثم لا یعود یعنی شریک، یزید بن ابی زیاد سے ثم لایعود کی اس روایت میں متفرد ہیں کیونکہ یزید بن ابی زیاد کے دوسرے شاگرد اس حدیث میں ثم لا یعود کے الفاظ کی روایت نہیں کرتے لیکن یہاں بھی حسب سابق امام ابوداؤد نے تساہل سے کام لیا ہے اور تتبع نہیں فرمایا کیونکہ امام ابن عدی نے کامل میں بیان کیا ہے کہ ہیشم، شریک اور ان کے ساتھ ایک جماعت نے یزید بن ابی زیاد سے اس حدیث کی روایت کی ہے اور اس میں ثم لا یعود کے الفاظ موجود ہیں لہٰذا ثم لا یعود کی روایت میں یزید سے شریک کا تفرد نہ رہا۔ نیز خیال رہے کہ ثم لا یعود کی روایت میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے یزید بھی متفرد نہیں ہے کیونکہ امام طحاوی نے بیان کیا ہے کہ عیسیٰ بن عبدالرحمٰن نے بھی اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا ہے رہا امام ابوداؤد کا یہ کہنا کہ ھیشم اور خالد وغیرہ نے اس حدیث کو یزید سے ثم لا یعود کے بغیر روایت کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ممکن ہے کہ یزید نے پہلے اس حدیث کے صرف بعض حصہ کو روایت کیا ہو اور بعد میں مکمل حدیث بیان کی ہو۔ (حافظ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۵ ص ۲۷۳) بہر حال ثم لا یعود کی زیادتی کے ساتھ اس روایت میں نہ یزید سے شریک متفرد ہے اور نہ ابن ابی لیلیٰ سے یزید متفرد ہے اور امام ابوداؤد کا اس روایت کے بارے میں تفرد کا قول کرنا تساہل کے سوا کچھ نہیں۔

شروحات

سنن ابوداؤد کی افادیت اور مقبولیت کے پیش نظر اس کی متعدد شروح تصنیف کی گئی ہیں۔ چند شروح کے اسماء یہ ہیں۔

(۱) معالم السنن

یہ شرح ابوسلیمان احمد بن محمد ابن ابراہیم الخطابی التوفی ۳۸۸ھ کی تصنیف ہے۔ یہ ایک مبسوط شرح ہے۔ حافظ شہاب الدین ابومحمود احمد ابن محمد مقدسی متوفی ۷۶۵ھ نے اس شرح کا خلاصہ لکھا ہے اور اس کا نام عجالۃ العلام من کتاب المعالم لکھا ہے۔

(۲) شرح سنن ابوداؤد

یہ شرح قطب الدین ابوبکر بن احمد الشافعی ۷۵۲ھ کی تالیف ہے اور چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۳) شرح سنن ابوداؤد

یہ شرح حافظ علاؤالدین مغلطائی متوفی ۷۶۲ھ کی تصنیف ہے اور نامکمل ہے۔

(۴) شرح الزوائد علی صحیحین

یہ شرح شیخ سراج الدین عمر بن علی الشافعی المتوفی ۸۰۴ھ کی تالیف ہے۔

(۵) شرح سنن ابوداؤد

یہ شرح ابوزرعہ احمد بن عبدالرحیم عراقی متوفی ۸۲۶ھ کی شرح ہے اور نامکمل ہے۔ یہ شرح بہت مبسوط انداز پر لکھنی شروع کی گئی تھی صرف سجدہ سہو تک کی شرح سات جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۶) شرح سنن ابوداؤد

یہ شرح حافظ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ کی تالیف ہے۔

(۷) مرقاۃ الصعود الی سنن ابی داؤد

یہ شرح حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ کی تصنیف ہے۔

(۸) غایت المقصود

یہ شرح علامہ ابوطیب شمس الحق عظیم آبادی کی ایک مبسوط تالیف ہے جس کا صرف ایک جزو دستیاب ہے۔

مختصرات

سنن ابوداؤد کا اختصار بھی کیا گیا ہے اور اس مختصر کی متعدد شروح لکھی گئی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مختصر سنن ابی داؤد

یہ مختصر زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری المتوفی ۶۵۶ھ کی تالیف ہے علامہ جلال الدین سیوطی نے اس مختصر کی شرح لکھی اور اس کا نام زہر الربی علی المجتبیٰ رکھا۔

(۲) تہذیب السنن

ابن قیم محمد بن ابی بکر الجوزی المتوفی ۷۵۱ھ نے سنن ابوداؤد کی تہذیب کی اور اس کی شرح لکھی جس کا نام تہذیب السنن رکھا۔ (شروح اور مختصرات کی یہ تمام تفصیل حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ کی کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۰۴ تا ۱۰۰۵ سے لی گئی ہے)

Scanned with CamScanner

سنن ابی داؤد شریف کی

منتخب احادیث

کے حوالہ جات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کِتَابُ الطَّهَارَةِ

طہارت اس قدر ضروری ہے کہ نہ صرف یہ کہ اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی بلکہ جان بوجھ کر بغیر طہارت کے نماز ادا کرنے کو علماء نے کفر لکھا ہے کیونکہ ایسا شخص عبادت کی توہین کا مرتکب ہوا ہے۔ نماز کے علاوہ بھی بغیر طہارت کے قرآن مجید کو چھونے تک کی اجازت نہیں ہے۔ لا یمسہ الا المطھرون۔ حدیث شریف میں ہے نماز جنت کی کنجی ہے اور طہارت نماز کی کنجی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن صبح کی نماز پڑھاتے ہوئے مشابہہ لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد ارشاد فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اچھی طرح طہارت نہیں کرتے' انہیں کی وجہ سے امام کو قرأت میں شبہ پڑ جاتا ہے۔ (نسائی) تو جب بغیر طہارت کاملہ کے نماز پڑھنے کا یہ وبال ہے تو بے طہارت نماز پڑھنے کی وہ نحوست کیوں نہ ہو۔ اسی لئے طہارت کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔ (ترمذی) پھر طہارت کی دو قسمیں ہیں صغریٰ جیسے وضو، کبریٰ جیسے غسل۔ جن چیزوں سے صرف وضو لازم ہوتا ہے ان کو حدث اصغر اور جن سے غسل فرض ہو ان کو حدث اکبر کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سنن حدیث کی ہر کتاب کا آغاز طہارت سے ہی فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے کتاب الطہارت کے حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

پیکر شرم وحیا امام الانبیاء علیہ الوف التحیۃ والثناء

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ا[illegible] اللہ علیہ وسلم کی

عادت مبارکہ یہ تھی كَانَ اِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ اَبْعَدَ کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جاتے تو بہت دور چلے جاتے تھے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اتنی دور تشریف لے جاتے حَتّٰى لَا يَرَاهُ اَحَدٌ۔ کسی کو نظر نہ آتے۔ آپ نے اپنی امت کو بھی یہی تلقین فرمائی۔ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَبُوْلَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهٖ۔ جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنے کا ارادہ کرے تو کوئی مناسب جگہ تلاش کر کے پیشاب کرے۔ (حدیث نمبر ۱ تا ۳) ایمانی غیرت کا تقاضا یہی ہے کہ کھلی جگہ ہو تو آبادی سے دور جا کر قضائے حاجت کی جائے تا کہ ستر پوشی برقرار رہے۔ حدیث میں ہے كَانَ اِذَا اَرَادَ حَاجَةً لَا يَرْفَعُ ثَوْبَهٗ حَتّٰى يَدْنُوَ مِنَ الْاَرْضِ۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو جب تک زمین کے قریب نہ ہو جاتے اس وقت تک کپڑا نہ اٹھاتے تھے۔ (حدیث نمبر ۱۴) کیونکہ حیاء کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ (بخاری) ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کو اپنا کر معاشرے میں شرم وحیا کی خوشبو پیدا کریں تا کہ بے شرمی و بے حیائی کی بدبو دور ہو اور یہود و نصاریٰ کی تقلید میں ڈوبا ہوا ماحول جنت نظیر بن جائے اور جنت کی ہوائیں چلنے لگیں۔

مستقل سوچ کا در جا نبی بطحا کھولیں — بند سب در ہیں تو کیا پیار کا رستہ کھولیں
ہر طرف کفر کی افواج نے یورش کردی — آئیے عشق محمد کا...... پھریرا کھولیں
کشتی فکر کی پتوار عقیدت ٹھہرے — حلقہ چشم میں لپٹا ہوا دریا کھولیں
آپ ہی آپ پس خواب ہوں جلوہ آراء — آپ ہی آپ مری آنکھ کا در...... آ، کھولیں
ایک مدت سے اندھیرے میں مسلط ہر سو — عقدہ وقت سے یثرب کا سویرا کھولیں

سحر حالات کا گفتار مداوا ہے یہی
مل کے سب عشق محمد کا صحیفہ کھولیں

ہمارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اس قدر مجسمہ طہارت و نظافت تھے کہ بغیر

وضو سلام کا جواب دینا بھی پسند نہ فرماتے جب تک کم از کم تیمم نہ فرمالیتے۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۱۶-۱۷) ان احادیث سے علماء نے یہ مسئلہ اخذ فرمایا ہے کہ جو حضرات وضو سے پہلے بسم اللہ شریف کا پڑھنا شرط بتاتے ہیں ان کا موقف کمزور ہے جبکہ جمہور نے ان احادیث کو جن میں بسم اللہ شریف کا وضو سے پہلے پڑھنا بیان ہوا ہے نفی کمال پہ محمول کیا ہے اور پھر اگر بسم اللہ شریف وضو سے پہلے شرط ہوتی تو قرآن پاک میں فاغسلوا وجوھکم سے پہلے بسم اللہ شریف کا ضرور ذکر ہوتا لہٰذا وضو سے پہلے تسمیہ سنت یا مستحب ہے جیسا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

مصائب اٹھ گئے آقا تیرے تشریف لانے سے

حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ڈھال لے کر باہر تشریف لائے۔ پھر اس کے ساتھ پردہ کر کے آپ نے بول مبارک فرمایا۔ ہم نے (آپس میں) کہا دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو عورتوں کی طرح پردہ کر کے پیشاب فرماتے ہیں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سن کر فرمایا:

اَلَمْ تَعْلَمُوْا مَا لَقِیَ صَاحِبُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کَانُوْا اِذَا اَصَابَهُمُ الْبَوْلُ قَطَعُوْا مَا اَصَابَهُ الْبَوْلُ مِنْهُمْ فَنَهَاهُمْ فَعُذِّبَ فِیْ قَبْرِهٖ۔ کیا تم جانتے نہیں ہو کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کے ساتھ کیا ہوا تھا جب ان میں سے کسی کو پیشاب لگ جاتا تو اس جگہ کو کاٹ دیتے تھے جہاں پیشاب لگا ہوا ہوتا اس شخص نے ان (لوگوں کو) ایسا کرنے سے روکا تو اس کو قبر میں عذاب دیا گیا (حدیث نمبر ۲۳) اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے پیدا فرما کر ہم سے ان تمام تکالیف کو دور فرما دیا ہے۔ ویضع عنهم اصرهم والاغلل التی کانت علیهم۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احسانات کو یاد کر کے کثرت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے قدموں تک رسائی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ آپ ہی کے صدقے اللہ تعالیٰ نے ہم سے یہ بوجھ اتارا ہے تو جس کا کھائیے اسی کا گائیے۔

شرف حاصل کبھی تو ہوگا اس در تک رسائی کا
کہ میری زندگی تو نام ہے ان کی گدائی کا
جمال سید لولاک کا پرتو کہاں تک ہے
احاطہ کرلیا ہے نور نے ساری خدائی کا
یہاں ہوتے ہیں خم سر بادشاہوں، کجکلاہوں کے
عجب اعجاز ہے سرکار کی فرمانروائی کا
مدینے سے جو لا کر خوشبوئیں تقسیم کرتی ہیں
مجھے کتنا جنوں ہے اس ہوا سے آشنائی کا
مجھے کیا کچھ دیا ہے کیا کہوں ان کی گدائی نے
کوئی اندازہ کرسکتا ہے میری اس کمائی کا
اب اس محشر سے بھی مجھ کو نکالیں یا رسول اللہ
کہ دل میں حشر برپا کر رہا ہے غم جدائی کا
زمانہ تا ابد احساں نہ بھولے گا اس انساں کا
دیا جس نے شعور انسان کو انساں کی بھلائی کا
یہ جعفر کے لئے کتنا بڑا اعزاز ہے آقا
کہ منصب مل گیا ہے آپ کی مدحت سرائی کا

رب کی رحمت سے دوری کے تین کام

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کاموں کو لعنت (رب کی رحمت سے دوری) کے کام قرار دیا۔

(۱) اَلْبَرَازُ فِی الْمَوَارِدِ لوگوں کے اترنے (بیٹھنے) کی جگہ پہ بول و براز کرنا۔

Scanned with CamScanner

(٢) وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ. راستے پہ (قضائے حاجت کرنا) اَلَّذِیْ یَتَخَلّٰی فِیْ طَرِیْقِ النَّاسِ۔

(٣) وَالظِّلِّ. سایہ (کی جگہوں پہ پیشاب پاخانہ کرنا) نمبر ٢٥-٢٦-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوراخ میں پیشاب کرنے کو بھی مکروہ قرار دیا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کَانَ یُقَالُ اِنَّھَا مَسَاکِنُ الْجِنِّ. کہا جاتا ہے کہ وہ جنوں کے رہنے کی جگہ ہے (نمبر ٢٩) ممکن ہے سوراخ میں کیڑے مکوڑے یا کوئی اور موذی جانور، سانپ وغیرہ رہتا ہو اور جنات چونکہ یتشکل باشکال مختلفہ مختلف روپ دھار لیتے ہیں تو ان کی جانب سے پیشاب کرنے والے کو ضرر پہنچنے کا خطرہ ہے۔

شعور آدمیت ناز کر اس ذات پر
تیری عظمت کا باعث ہیں محمد پیارے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ بھی تعلیم ارشاد فرمائی اِذَا شَرِبَ فَلَا یَشْرَبْ نَفَسًا وَّاحِدًا. جب پانی پیو تو ایک ہی سانس میں نہ پیا کرو۔ (نمبر ٣١) کیونکہ بعض اوقات ایک ہی سانس میں پانی پینے سے نقصان بھی ہوسکتا ہے اور انسان کی موت بھی واقع ہوسکتی ہے لہٰذا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت بھری تعلیم کو اپنانے میں ہی ہماری نجات ہے۔ اس حدیث کا پہلا حصہ یہ ہے کہ پیشاب کرتے ہوئے اپنا دایاں ہاتھ شرمگاہ کو نہ لگاؤ اور دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرو۔

چراغ طور بھی روشن تیری کرن سے ہوا
ہے تیرا حسن زمانے کی جلوہ گاہوں میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کی درازئ عمر کی خبر دی

حضرت رویفع رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یَا رُوَیْفَعُ لَعَلَّ الْحَیَاۃَ سَتَطُوْلُ بِکَ بَعْدِیْ فَاَخْبِرِ النَّاسَ اَنَّهٗ مَنْ عَقَدَ لِحْیَتَهٗ اَوْ تَقَلَّدَ

وَتَرًا اَوِ اسْتَنْجٰی بِرَجِیْعِ دَابَّةٍ اَوْ عَظْمٍ فَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ بَرِیْءٌ. اے رویفع! ہوسکتا ہے تیری عمر دراز ہو اور میرے بعد تو زندہ رہے تو لوگوں کو بتا دینا کہ جس نے اپنی داڑھی میں گرہ لگائی (جس طرح کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ جنگ کے دوران گرہ لگاتے) یا گھوڑے کے گلے میں تانت کا حلقہ ڈالا (مختلف مقاصد کے لئے لوگ ایسا کرتے تھے) یا جانور کے گوبر یا ہڈی سے استنجاء کیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔ (نمبر ٣٦) اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لعل کا لفظ ترجی وامید کے لئے نہیں بلکہ یقین کے لئے آتا ہے۔ تو گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رویفع کو بتا دیا کہ تو یقیناً میرے بعد ایک عرصے تک زندہ رہے گا اور میری یہ تعلیمات بعد والوں تک پہنچا دینا۔

پیدا ہمیں خدا کرتا ان کے عہد میں
اے کاش ہم بھی کرتے زیارت حضور کی

استنجاء کرنے کے بعد مٹی پہ ہاتھ رگڑنا تاکہ نجاست کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔ (نمبر ٤٥)

اب اس دور میں اگر صابن وغیرہ سے ہاتھ صاف کر لئے جائیں تو اس سنت پر عمل ہو جائے گا۔

مسواک کے آداب

مسواک کرتے ہوئے مبالغہ کرنا آہ آہ کی آواز نکالنا جیسے کوئی قے کر رہا ہے۔ (نمبر ٤٩) حجۃ اللہ البالغہ میں ہے: ینبغی للانسان ان یبلغ بالسواک اقاصی الفم فیخرج بلاغم الحلق والصدر والاستقصاء فی السواک یذهب القلاع ای داء الفم ویصفی الصوت ویطیب النکهة...... (حاشیہ ١٨، سنن ابی داؤد ص ١٠٧ ایچ ایم سعید کمپنی) مسواک کرنے میں مبالغہ سے کام لینا چاہئے تاکہ منہ کی تمام اطراف کی اچھی طرح صفائی ہو جائے اور حلق وسینہ کی بلغم نکل جائے اس میں منہ کی بیماریوں کا خاتمہ

بھی ہوگا آواز بھی صاف ہوگی اور منہ کی بو بھی ختم ہوگی۔

★ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی مسواک کو دھو کر باری باری کرلیا کرتے تھے۔ (نمبر ۵۲)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں تین مرتبہ اٹھے اور ہر بار مسواک کے ساتھ وضو کیا اور نماز ادا فرمائی۔ (نمبر ۵۸) جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کاشانہ اقدس پر تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام یہ ہوتا کہ مسواک فرماتے (نمبر ۵۱)

★ وضو پر وضو کرنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ مَنْ تَوَضَّاَ عَلٰی طُهْرٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ. (نمبر ۶۳)

★ ایسا آدمی لوگوں کی امامت نہ کرے جو (نماز کے بعد) صرف اپنے لئے دعا کرے (اور اجتماعی دعا نہ کرے) فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ. اگر اس نے ایسا کیا (یعنی اجتماعی دعا نہ کی) تو اس نے لوگوں کے ساتھ خیانت کی۔ (نمبر ۹۱)

★ سر کا مسح نئے پانی سے کیا جائے وَمَسَحَ رَاْسَهٗ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ (نمبر ۱۲۰) (بیان جواز کے لئے) ہاتھوں پہ پہلے سے لگے ہوئے پانی کے ساتھ بھی سر کا مسح فرمایا۔ یعنی نیا پانی نہ لیا (مَسَحَ بِرَاْسِهٖ مِنْ فَضْلِ مَاءٍ كَانَ فِيْ يَدِهٖ (نمبر ۱۳۰)

★ وضو میں منہ دھوتے ہوئے آنکھوں کے کونوں کو ملنا (يَمْسَحُ الْمَاقَيْنِ) (نمبر ۱۳۷)

★ اعضاء وضو کو ایک ایک بار، دو دو بار اور تین تین بار دھونے کی اجازت (دراصل مقصد خوب اچھی طرح پانی کا بہانا ہے) (نمبر ۱۳۵ تا ۱۳۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کی ایک رکعت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ادا فرمائی۔ (نمبر ۱۴۹)

★ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر دین میں رائے کو کوئی دخل

ہوتا تو موزوں کے اوپر والے حصے پہ مسح کرنے کی بجائے نیچے والے حصے پہ مسح کرنا بہتر ہوتا (کیونکہ زمین پہ تو نیچے والا حصہ لگتا ہے) لیکن میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں کے اوپر والے حصے پہ مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ (نمبر ۱۶۲)

★ وضو میں ناخن کے برابر بھی جگہ خشک رہ جائے تو وضو نہ ہوگا۔ (نمبر ۱۷۳)

تیر پہ تیر کھاتے رہے مگر نماز نہ توڑی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع کی طرف گئے تو ایک آدمی (مسلمان) نے کسی مشرک کی بیوی کو مار دیا اس (مشرک) نے قسم اٹھائی کہ اس وقت تک آرام سے نہ بیٹھوں گا جب تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے کسی ایک کا خون نہیں بہالوں گا۔ چنانچہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلے کے پیچھے پیچھے آتا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک منزل پہ اترے تو فرمایا: مَنْ رَجُلٌ يَكْلَؤُنَا. کون ہمارا پہرہ دے گا، ایک مہاجر اور ایک انصاری صحابی نے یہ ذمہ داری قبول کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كُوْنَا بِفَمِ الشِّعْبِ. گھاٹی کے دھانے پہ چلے جاؤ، جب وہ دونوں گھاٹی کے دھانے پہ پہنچ گئے تو مہاجر صحابی لیٹ گیا اور انصاری نماز کے لئے کھڑا ہوگیا۔ ایک شخص آیا اور اس نے پہچان لیا کہ یہی نگرانی کر رہا ہے پس اس نے تیر مارا جو اس صحابی کو لگا لیکن انہوں نے تیر نکالا اور نماز جاری رکھی یہاں تک کہ تین تیر مارے لیکن انصاری صحابی تیر نکالتے رہے اور سجدہ و رکوع کے ساتھ نماز مکمل کی اور اپنے ساتھی کو ساری صورتحال بتائی۔ تیر انداز تو بھاگ گیا لیکن جب مہاجر نے انصاری کا خون دیکھا تو تعجب سے کہا سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلَا اَنْبَهْتَنِيْ اَوَّلَ مَا رَمٰي. آپ نے مجھے پہلے تیر پر ہی کیوں نہ بتا دیا (تاکہ میں آپ کا دفاع کرتا) انہوں نے کہا كُنْتُ فِيْ سُوْرَةٍ اَقْرَؤُهَا فَلَمْ اُحِبَّ اَنْ اَقْطَعَهَا میں ایک سورۃ پڑھ رہا تھا میں نے اچھا نہ سمجھا کہ اس کو درمیان میں چھوڑ دوں (اور اپنا دفاع شروع کردوں) (نمبر ۱۹۸)

اسے صدیوں نہ بھولے گا زمانہ یہ جو حادثہ ہو گیا

مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں

کوئی بے خبر یہ نہ سمجھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ سے بے خبر تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا فرمان ہے میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا (بخاری) اور باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی بھی یہی حالت ہے۔ واقف اسرار حقائق سرمایہ ملت کے نگہبان حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (جو بڑے بڑے حکام کو خط لکھتے ہیں تو یوں مخاطب فرماتے ہیں جیسے آقا اپنے غلام کو یقین نہ آئے تو دیکھ لیجئے مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۵۰ اور ۵۲۔ بنام شیخ فرید بخاری گورنر لاہور) فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے حق میں ریوڑ کے محافظ کی طرح ہوتا ہے جس طرح نگران کا اپنے ریوڑ کی نگرانی سے غافل ہونا مناسب نہیں اسی طرح نبی کا بھی اپنی امت سے نیند میں بھی غافل ہو جانا ان حضرات کی شان کے خلاف ہے اور پروردگار عالم انہیں بوقت خواب بھی امت کے حالات سے بے خبر نہیں ہونے دیتا۔

(سنن ابی داؤد ترجمہ علامہ عبدالحکیم خان اختر شاہ جہانپوری ج ۱ ص ۱۲۵) عظمت رسالت کی یہ باتیں کچھ کلمہ گو نہیں مانتے تو نہ مانیں ایک عیسائی شاعر نے کیا خوب کہہ دیا:

رنگ و نسل کا پرچم پاؤں میں ڈال دیا
بندے کو انسان کا حسن و جمال دیا
کھل نہ سکا جو ارض و سما کی آنکھوں پر
تو نے وہ منظر دامن میں ڈال دیا
صفحۂ شب خالی تھا تیرے ہاتھوں نے
صرف ستارہ لکھا اور اچھال دیا
تیرا سایہ نہیں تھا، لیکن عالم پر
تو نے رحمت رب کا سایہ ڈال دیا

طاق ابد تک منزل منزل صبحوں نے
تیرے نقش قدم کا دیوا بال دیا

(نذیر قیصر)

معراج کی رات کے تین تحائف

حضرت عبداللہ بن عصم بیان فرماتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

كَانَتِ الصَّلٰوةُ خَمْسِيْنَ وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ سَبْعَ مِرَارٍ وَغَسْلُ الْبَوْلِ مِنَ الثَّوْبِ سَبْعَ مِرَارٍ۔

نمازیں پچاس تھیں، غسل جنابت سات دفعہ کیا جاتا اور پیشاب لگنے سے کپڑا سات مرتبہ دھویا جاتا تھا۔

فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُ حَتّٰى جُعِلَتِ الصَّلٰوةُ خَمْسًا وَّالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ مَرَّةً وَغَسْلُ الْبَوْلِ مِنَ الثَّوْبِ مَرَّةً۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم (معراج کی رات) برابر (اپنے رب سے تخفیف کا) سوال کرتے رہے چنانچہ نمازیں پانچ کردی گئیں۔ غسل جنابت ایک مرتبہ کر دیا گیا اور پیشاب لگنے سے کپڑے کو ایک دفعہ دھویا جانا ٹھہرا۔ (۲۴۷)

اے غریبوں کے سہارے السلام — امت بیکس کے پیارے السلام
عرش کی معراج والے السلام — بیکسوں کی لاج والے السلام
اپنے رب سے کیجئے مولا دعا — عرش سے ہو بارش لطف و عطا
ختم ہو دنیا سے ہر ظلم و جفا — رحم فرمائے زمانے پہ خدا

★ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (جب سے میں نے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِّنْ جَنَابَةٍ لَمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ۔

Scanned with CamScanner

جس نے اپنے غسل جنابت میں ایک بال کی جگہ بھی چھوڑی جسے نہ دھویا اسے آگ کا اس اس طرح عذاب دیا جائے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں (یہ فرمان سننے کے بعد) فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي (تین مرتبہ فرمایا) اس وجہ سے میں نے اپنے سر کے ساتھ دشمنی کرلی ہے وَكَانَ يَجُزُّ شَعْرَهُ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے بال کٹا دیا کرتے تھے۔ (نمبر ۲۴۹)

حریم قدس میں ایمان کامل لے کے آیا ہوں
مرادیں لے کے سب آئے ہیں میں دل لے کے آیا ہوں
گدائے عشق ہوں نظرانۂ دل لے کے آیا ہوں
یہی اک چیز تھی لانے کے قابل لے کے آیا ہوں
زہے جذب و کشش یہ ہوش تک باقی نہیں مجھ کو
مجھے دل لے کے آیا ہے کہ میں دل لے کے آیا ہوں

★ حالت حیض میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معاملہ (نمبر ۲۷۰)

★ جب آدمی نے طلوع فجر کے بعد غسل کرلیا تو وہ غسل جمعہ کیلئے کافی ہوگا۔ خواہ وہ جنبی ہی کیوں نہ ہوا ہو۔ (امام ابوداؤد کا فرمان) نمبر ۳۴۲ - جمعہ کے دن غسل کرنا واجب نہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۳۵۳ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے ہاں مسنون و مستحب ہے۔ اس لئے امام ابوداؤد نے باب باندھا الرخصة في ترك الغسل يوم الجمعة جمعہ کے دن غسل نہ کرنے کی اجازت۔ لہٰذا بغیر مجبوری کے غسل ترک نہ کیا جائے تاکہ ثواب میں کمی نہ ہو لیکن محنت مزدوری کرنے والے لوگوں کو جن کے بدن اور کپڑوں سے پسینے وغیرہ کی بدبو آتی ہو ان کو ضرور غسل کرنا چاہئے اور کپڑے بھی تبدیل کرنے چاہئیں تاکہ دوسرے نمازیوں کے لئے اذیت کا سبب نہ بنیں۔

اسلام قبول کرنے پر کفر کی تمام نشانیاں ختم کردینی چاہئیں

اسلام قبول کرتے وقت جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص (قیس بن عاصم) کو بیری کے پتے ڈالے ہوئے پانی سے غسل کرنے کا حکم دیا (نمبر ۳۵۵) وہاں عثیم بن کلیب اپنے والد ماجد سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر مسلمان ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ. اپنے زمانہ کفر کے بال منڈوادو۔

اور یہی فرماتے ہیں کہ ایک اور شخص جو میرے ساتھ ہی حاضر ہوا تھا اس کو بھی آپ نے فرمایا: أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَاخْتَتِنْ. تم بھی زمانہ کفر کے بال منڈوادو اور ختنہ کروالو۔ (نمبر ۳۵۶) معلوم ہوا کہ برائی سے مکمل طور پر کنارہ کش ہونے کے لئے اس برائی کی تمام تر علامات کو ختم کردیا جائے تاکہ دوبارہ اس برائی کی طرف انسان کی توجہ ہی نہ جائے۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی حرمت پہ جن برتنوں میں شراب استعمال کی جاتی تھی ان کو بھی توڑ دینے کا حکم دیا تاکہ اس سے پوری طرح نفرت پیدا ہوجائے۔ بعض لوگ کسی وقتی پریشانی، صدمے یا نصیحت کا اثر لے کر برائی چھوڑنے کا ارادہ کرلیتے ہیں مگر اس برائی کے آثار اپنے گھروں میں باقی رکھتے ہیں اور جب وقتی اثر ختم ہوجاتا ہے تو برائی کا سلسلہ دوبارہ اسی زور و شور سے جاری ہوجاتا ہے۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے میں تھوکا اور پھر اس کو مل دیا۔ (نمبر ۳۸۹)

كِتَابُ الصَّلٰوةِ (نماز کا بیان)

یاد رہے! اخروی کامیابی کا دار و مدار تین چیزوں پر ہے۔ ایمان یعنی عقائد کا درست ہونا لیکن اگر ایک عقیدہ بھی غیر اسلامی اختیار کرلیا تو دولت ایمان سے محرومی ہو

جائے گی چاہے لوگوں کی نگاہ میں وہ قطب الاقطاب بنا پھرے۔ (۲) اعمال صالحہ قرآن مجید میں کئی جگہ پہلے ایمان اور پھر اعمال صالحہ پر جنت کا مژدۂ جانفزا سنایا گیا ہے وبشر الذین امنوا وعملوا الصلحت ان لهم جنت۔ (البقرہ) پھر نیک اعمال میں درجہ بندی کا خیال ضروری ہے یہ نہیں کہ فرائض کی پرواہ نہ کرے اور مستحبات کو فرائض سے بھی اونچا درجہ دیتا رہے جیسا کہ اس دور میں یہ بیماری عام ہے کہ نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ کی طرف کوئی دھیان نہیں اور جائز رسومات کی فرائض کی طرح پابندی کی جاتی ہے۔ اس بارے میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان پیش نظر رہنا چاہئے جو کہ فتوح الغیب کے مقالہ نمبر ۳۸ میں ہے۔

حضور غوث اعظم کا فرمان

ینبغی للمومن ان یشتغل اولا بالفرائض فاذا فرغ منها اشتغل بالسنن ثم یشتغل بالنوافل والفضائل...... ایماندار کے لئے یہی مناسب ہے کہ پہلے فرائض کو ادا کرنے میں مشغول ہو جب ان سے فارغ ہو تو سنتوں کی طرف متوجہ ہو پھر نوافل اور فضیلت والے کام کرے کیونکہ فرائض ادا نہ کر کے سنتوں میں مشغول ہونا حماقت اور روگردانی ہے۔ فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم یقبل منه واهین۔ اگر فرائض کو ادا نہ کرے اور سنن ونوافل میں مشغول ہو جائے تو قبولیت نہ ہوگی بلکہ ذلیل و رسوا ہوگا۔ کیونکہ فرائض و واجبات کی تکمیل کے لئے سنن ونوافل کو رکھا گیا ہے۔ فرائض و واجبات شجر اسلام کے تنے کی حیثیت رکھتے ہیں اور سنن ونوافل ٹہنیاں اور پھل ہیں اگر جڑ اور پتا ہی نہ ہوگا تو ٹہنیاں اور پھل کہاں لگیں گے۔ اس لئے جہاں احادیث میں کسی ایک کام پر نجات کا دار و مدار رکھا گیا ہے وہاں یہ ساری باتیں ملحوظ رکھی جائیں گی مثلاً جہاں فرمایا گیا من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة۔ جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا تو وہاں ان کلمات کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا مراد ہے ورنہ تو تمام عقائد اسلام کی اہمیت

ہی ختم ہو جائے گی۔ پھر تو صرف یہی ایک حدیث ہی کافی تھی پورا قرآن و ذخیرہ احادیث کی کیا ضرورت رہ جائے گی۔ مرزائی سب کچھ کرتے ہیں مگر ختم نبوت کے عقیدے کا انکار کرنے کی وجہ سے پوری امت کے نزدیک کافر و مرتد اسی لئے تو ہیں۔ کتاب الصلوٰۃ کی احادیث کے حوالے شروع کرنے سے پہلے فقہی اعتبار سے اعمال کی درجہ بندی کا ذکر اسی لئے کیا جا رہا ہے کہ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔ کیونکہ ان اصطلاحات کی ضرورت ہر جگہ پڑتی ہے۔ یہ اصطلاحات بہار شریعت سے لی گئی ہیں۔ ص ۵،۶ ج ۲۔

احکام کے متعلق ضروری اصطلاحات

فرض اعتقادی

جو دلیل قطعی سے ثابت ہو (یعنی ایسی دلیل سے جس میں کوئی شبہ نہ ہو) اس کا انکار کرنے والا ائمہ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً کافر ہے اور اگر اس کی فرضیت دین اسلام کا عام خاص پر روشن واضح مسئلہ ہو جب تو اس کے منکر کے کفر پر اجماع قطعی ہے ایسا کہ جو اس منکر کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے اور بہر حال جو کسی فرض اعتقادی کو بلا عذر صحیح شرعی قصداً ایک بار بھی چھوڑے فاسق و مرتکب کبیرہ و مستحق عذاب نار ہے جیسے نماز، رکوع، سجود۔

فرض عملی

وہ جس کا ثبوت تو ایسا قطعی نہ ہو مگر نظر مجتہد میں بحکم دلائل شرعیہ جزم ہے کہ بے اس کے کئے آدمی بری الذمہ نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر وہ کسی عبادت کے اندر فرض ہے تو وہ عبادت بے اس کے باطل و کالعدم ہوگی اس کا بے وجہ انکار فسق و گمراہی ہے ہاں اگر کوئی شخص کہ دلائل شرعیہ میں نظر کا اہل ہے دلیل شرعی سے اس کا انکار کرے تو کر سکتا ہے جیسے آئمہ مجتہدین کے اختلافات کہ ایک امام کسی چیز کو فرض کہتے ہیں اور دوسرے

Scanned with CamScanner

نہیں مثلاً حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح وضو میں فرض ہے اور شافعیہ کے نزدیک ایک بال کا اور مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا۔ حنفیہ کے نزدیک وضو میں بسم اللہ کہنا اور نیت سنت ہے اور حنبلیہ و شافعیہ کے نزدیک فرض اور ان کے سوا اور بہت سی مثالیں ہیں۔ اس فرض عملی میں ہر شخص اس کی پیروی کرے جس کا مقلد ہے اپنے امام کے خلاف بلا ضرورت شرعی دوسرے کی پیروی جائز نہیں۔

واجب اعتقادی

وہ کہ دلیل ظنی سے اس کی ضرورت ثابت ہو۔ فرض عملی و واجب عملی اسی کی دو قسمیں ہیں اور وہ انہیں دو میں منحصر۔

واجب عملی

وہ واجب اعتقادی کہ بے اس کے کئے بھی بری الذمہ ہونے کا احتمال ہو مگر غالب ظن اس کی ضرورت پر ہے اور اگر کسی عبادت میں اس کا بجا لانا درکار ہو تو عبادت بے اس کے ناقص رہے مگر ادا ہو جائے۔ مجتہد دلیل شرعی سے واجب کا انکار کرسکتا ہے اور کسی واجب کا ایک بار بھی قصداً چھوڑنا گناہ صغیرہ ہے اور چند بار ترک کرنا کبیرہ۔

سنت مؤکدہ

وہ جس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ادا کیا ہو۔ البتہ بیان جواز کے واسطے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یا وہ کہ اس کے کرنے کی تاکید فرمائی ہو مگر جانب ترک بالکل مسدود نہ فرمادی ہو اس کا ترک اسات اور کرنا ثواب اور نادراً ترک پر عتاب اور اس کی عادت پر استحقاق عذاب۔

سنت غیر موکدہ

وہ کہ نظر شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کے ترک کو ناپسند رکھے مگر نہ اس حد

تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے عام ازیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مداومت فرمائی یا نہیں اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ عادۃً ہو موجب عتاب نہیں۔

مستحب

وہ کہ نظر شرع میں پسند ہو مگر ترک پر کچھ ناپسندی نہ ہو خواہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کیا یا اس کی ترغیب دی یا علمائے کرام نے پسند فرمایا اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا۔ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہیں۔

مباح

وہ جس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو۔

حرام قطعی

یہ فرض کا مقابل ہے اس کا ایک بار بھی قصداً کرنا گناہ کبیرہ وفسق ہے اور بچنا فرض وثواب۔

مکروہ تحریمی

یہ واجب کا مقابل ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے اگرچہ اس کا کرنا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کا ارتکاب کبیرہ ہے۔

اسات

جس کا کرنا برا ہو اور نادراً کرنے والا مستحق عتاب اور التزام فعل پر استحقاق عذاب یہ سنت موکدہ کے مقابل ہے۔

مکروہ تنزیہی

جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے یہ سنت غیر موکدہ کے مقابل ہے۔

Scanned with CamScanner

خلاف اولیٰ

وہ کہ نہ کرنا بہتر تھا کیا تو کچھ مضائقہ وعتاب نہیں یہ مستحب کا مقابل ہے۔ ان کے بیان میں عبارتیں مختلف ملیں گی مگر یہی عطر تحقیق ہے۔ (وللّٰه الحمد حمدًا كثيرًا مباركًا فيه مباركًا عليه كما يحب ربنا و يرضىٰ)

★ عصران (یا عصرین) صبح ومغرب کی نماز کو کہا گیا ہے۔ (نمبر ۴۲۸)

★ جہاں قبروں کو کھودنے کا ذکر ہے وہاں مشرکین کی قبروں کا بیان ہے۔

فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ.
(نمبر ۴۵۳،۴۵۴)

★ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے یہ الفاظ پڑھنے والا پورا دن شیطان سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. (نمبر ۴۶۶)

کعبہ کی طرف منہ کرکے تھوکنے والے کو امامت سے معزول کردیا گیا

احمد بن صالح بیان فرماتے ہیں: حضرت ابوسہلہ السائب بن خلاد سے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے کہ ایک شخص نے کچھ لوگوں کی امامت کی تو قبلہ کی طرف منہ کرکے تھوک دیا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے پس جب (نماز سے) فراغت ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا يُصَلِّيْ لَكُمْ۔ یہ تمہیں نماز نہ پڑھایا کرے۔ چنانچہ اس کے بعد اس نے لوگوں کو نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس کو منع کردیا اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنایا پھر اس نے اس بات کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّكَ اٰذَيْتَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ہاں تو نے (کعبہ کی طرف منہ کرکے تھوک کر) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی ہے (۴۸۱) جب کعبہ معظمہ کی توہین کرنے والا

قابل امامت نہیں ہے تو کعبہ کے کعبہ، امام الانبیاء والرسل، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا مرتکب ہونے والا کب امامت کے قابل ہوسکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کعبہ کو مخاطب ہوکر فرمایا! اے کعبہ مرد مومن کی شان تجھ سے زیادہ ہے (ابن ماجہ) تو جن کے فیض نبوت سے کائنات کو ایمان کی دولت نصیب ہورہی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی کیا ان کی توہین کرنے والا اس نبی کی امت کا امام ہوسکتا ہے۔ ایں خیال است ومحال است وجنون۔ جن کو خدا نے معراج کی رات اپنی ملاقات وزیارت کے لئے اس قدر اہتمام سے بلایا اور مسجد اقصیٰ میں نبیوں، رسولوں کا اور بیت المعمور میں فرشتوں کی امامت کا منصب عطا فرمایا اور کس شان سے، اس بارے میں چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

بلایا لامکاں پہ جب خدا نے

بلایا لامکاں میں جب خدا نے　　گئے سرکار امت بخشوانے
درود پاک حوریں پڑھ رہی تھیں　　ملک گاتے تھے رحمت کے ترانے
شب معراج مل کر چاند تارے　　بجاتے تھے خوشی کے شادیانے
مرے سرکار کے پیچھے ادا کی　　نماز شوق سارے انبیاء نے
ہوئے جبریل جب سدرہ پہ عاجز　　لگے آقا ہمارے مسکرانے
خدا کو علم ہے یا مصطفیٰ کو!　　کہ وہ لمحات تھے کتنے سہانے
سر "قوسین" تحفہ عاجزی کا　　کیا پیش خدا جب مصطفیٰ نے
کئی صدیاں گئیں معراج کے بعد　　مگر حیران ہیں اب تک زمانے
نبی کا جسم بھی معراج میں تھا
کوئی یفضان مانے یا نہ مانے

★ ایک شخص نے جب پوچھا کہ تم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں تو صحابہ کرام نے اس کو اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کرایا۔ هٰذَا الْاَبْيَضُ الْمُتَّكِئُ۔ یہ

ہیں گورے رنگ والے جو ٹیک لگا کر تشریف فرما ہیں۔ (نمبر ۴۸۶)

★ پہلی اذان حضرت بلال نے پڑھی۔ حضرت عبداللہ بن زید بتاتے گئے اور حضرت بلال اذان پڑھتے گئے۔ (نمبر ۴۹۸) اور اقامت حضرت عبداللہ بن زید نے کہی۔ (نمبر ۵۱۲)

★ حضرت ابومحذورہ کی پیشانی کے بالوں پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا تو انہوں نے (ساری زندگی) نہ وہ بال کٹوائے اور نہ منڈوائے۔ (نمبر ۵۰۰، ۵۰۱)

اذان سے پہلے دعا اور اذان کے بعد درود

★ حضرت بلال اذان سے پہلے انگڑائی لے کر یہ دعا کرتے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَحْمَدُکَ وَاَسْتَعِیْنُکَ عَلٰی قُرَیْشٍ اَنْ یُّقِیْمُوْا دِیْنَکَ۔ اے اللہ میں تیری حمد وثناء بیان کرتا ہوں اور قریش کے مقابلہ میں تیری مدد چاہتا ہوں کہ وہ تیرے دین کو قائم کریں اور یہ دعا ہر اذان سے پہلے کرتے اور ایک صحابیہ سنتی تھیں حالانکہ مینارہ پر یہ دعا ہوتی تھی پھر اذان کہتے۔ (نمبر ۵۱۹)

★ اذان کے بعد درود شریف پڑھنا، دس نیکیاں اور شفاعت واجب۔ (نمبر ۵۲۳)

کس قدر ظلم کی بات ہے کہ امت کو اتنی بڑی سعادت سے روکا جا رہا ہے کہ خبردار اذان سے پہلے یا بعد درود وسلام نہ پڑھا جائے کہیں زمین نہ پھٹ جائے یا آسمان نہ گر جائے ان لوگوں سے بندہ پوچھے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے درود وسلام کے لئے کوئی ٹائم مقرر فرمایا ہے کہ اس وقت کے علاوہ ہرگز درود وسلام نہ پڑھا جائے جب ایسا نہیں ہے تو حضور علیہ السلام کا امتی جب چاہے اپنے محبوب کی بارگاہ میں درود وسلام پڑھے اور دس نیکیوں کا حق دار بن جائے، دس گناہ معاف کرا لے اور دس درجے بلند کروا لے۔ درود وسلام سے روکنا ابوجہل کا مشن تو ہوسکتا ہے ابوبکر صدیق کا نظریہ نہیں ہوسکتا۔

بے یقینی کے دھندلکوں میں ہے امت تیری — آج توکل سے بھی زیادہ ہے ضرورت تیری
قائد قافلہ عظمت و ادراک بشر — ثبت ہے لوح حقیقت پہ صداقت تیری
دل میں بوجہل، زبانوں پہ تیرے ذکر کا نور — قہر نازل نہیں ہوتا یہ ہے رحمت تیری
وجہ تخلیق بساط ہمہ اسباب و علل — زندگی بخش گئی خلق کو خِلقت تیری
تیرے مسلک سے جنہیں کوئی سروکار نہیں — وہ بھی کہتے ہیں کہ ہے دل میں محبت تیری
دعویٰ عشق نہیں، فخر غلامی ہے مجھے — اور غلامی کا تقاضہ ہے اطاعت تیری
حرف حق کب لب اظہار کا محتاج رہا — ہر زمانے سے مسلسل ہے ہدایت تیری
چشم گستاخ نے دیکھا لب و رخسار کا رنگ — اور عقیدت کو نظر آئی فضیلت تیری

سچ کے اظہار کی عاشور کو توفیق ملی
میرے مولا تیرا الطاف، عنایت تری

★ جب موذن اشھدان محمد رسول اللہ کہتا تو حضور فرماتے: اَنا اَنا۔ (نمبر ۵۲۶)

★ وقت سے پہلے دی جانے والی اذان کو دہرایا جائے۔ (نمبر ۵۳۲)

★ ظہر یا عصر کے وقت حضرت ابن عمر تثویب کو بدعت سمجھتے تھے۔ (نمبر ۵۳۸)

نماز باجماعت اور سنت کی اہمیت

★ وَلَوْ تَرَکْتُمْ سُنَّةَ نَبِیِّکُمْ لَکَفَرْتُمْ۔ اگر تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ چھوڑ دیا تو تم نے کفر کیا۔ پوری حدیث اس طرح ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان پانچ نمازوں کی حفاظت کرو جن کے لئے اذان کہی جاتی ہے کیونکہ یہ ہدایت کے راستے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدایت کے راستے واضح فرما دیئے ہیں۔ صحابہ کہتے ہیں ہم نے دیکھا نماز (باجماعت) سے وہی منافق پیچھے رہتا تھا جس کا نفاق واضح تھا۔ ہم نے دیکھا کہ ایک آدمی دو کا سہارا لیکر صف میں آ کر کھڑا ہوتا تم میں سے ایسا کوئی ہے جس کے گھر میں

Scanned with CamScanner

مسجد نہ ہو اور اگر تم اپنے گھروں میں (ہی فرض) نماز پڑھنے لگو گے تو تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ چھوڑ دیا اور اپنے نبی کے طریقے کو چھوڑو گے تو کفر تک پہنچ جاؤ گے۔ (نمبر ۵۵۰) آج کا مسلمان ذرا صحابہ کرام کے دور کے ساتھ موازنہ کرے کہ ان کی نگاہوں میں نماز کی کیا اہمیت تھی اور ہماری حالت کیا ہے

وہ تھے کس منزل میں اور تو کونسی منزل میں ہے
شرم سے گڑ جا اگر احساس تیرے دل میں ہے

گھر سے وضو کر کے مسجد کی طرف جانے کا ثواب

حضرت ابوعبدالرحمٰن نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ مُتَطَهِّرًا اِلٰى صَلٰوةٍ مَّكْتُوبَةٍ فَاَجْرُهٗ كَاَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ وَمَنْ خَرَجَ اِلٰى تَسْبِيحِ الضُّحٰى لَا يَنْصِبُهٗ اِلَّا اِيَّاهُ فَاَجْرُهٗ كَاَجْرِ الْمُعْتَمِرِ۔

جو شخص اپنے گھر سے طہارت کر کے فرض نماز کے لئے نکلا تو اسے حج کے لئے احرام باندھ کر نکلنے والے کی طرح اجر ملے گا اور جو چاشت کی نماز کے لئے نکلے اور کوئی مقصد نہ ہو تو اسے عمرہ کرنے والے کی طرح ثواب ملے گا۔ (مزید فرمایا اور جن دو نمازوں کے درمیان کوئی لغو بات نہ کی گئی ہو تو وہ علیین میں لکھی جاتی ہے)

(نمبر ۵۵۸)

★ سدل ثوب (نماز میں کپڑا لٹکانے) سے منع فرمایا گیا ہے۔ (نمبر ۶۴۳)

★ یہود کی مخالفت کرو کیونکہ وہ جوتوں اور موزوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے۔

(نمبر ۶۵۲)

★ امام کا سترہ مقتدیوں کو کافی ہے۔ (نمبر ۷۰۸)

★ نماز میں صرف ایک مرتبہ ہی رفع یدین کیا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہ کا مجمع عام کے سامنے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھانا (اور ظاہر بات ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کا واقعہ ہے تو اس حدیث سے رفع یدین والی احادیث کو منسوخ مانا جائے گا۔ یہی احناف کی دلیل ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ رفع یدین کرنے والی حدیث منقول نہیں ہے۔ پھر رفع یدین نہ کرنے میں اسکنوا فی الصلوٰۃ پہ عمل ہے جو کہ مطلوب و مقصود ہے۔ (حدیث نمبر ۷۴۸ تا ۷۵۲)

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو ایک بندے نے کہا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے پوچھا کہ یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟ اس آدمی نے عرض کیا میں نے۔ فرمایا: میں نے تیس سے زائد فرشتوں کو لپکتے دیکھا کہ کون انہیں سب سے پہلے لکھتا ہے۔ (نمبر ۷۷۰) معلوم ہوا ہر نئی بات بدعت سیئہ نہیں ہے ورنہ ان کلمات کی تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نہیں دی تھی اور نہ آپ نے یہ فرمایا کہ تو نے اپنی طرف سے یعنی نماز یعنی دین میں اضافہ کر دیا ہے بلکہ آپ نے یہ کلمات سن لئے فرشتوں کو آتے دیکھ لیا، ان کی تعداد بھی معلوم کر لی، ان کے آنے کا مقصد بھی جان لیا اور ان کو دوڑتے ہوئے بھی ملاحظہ فرمایا کہ ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے ہیں اتنے امور پہ توجہ ہوتے ہوئے بھی نماز میں توجہ الی اللہ پوری طرح قائم رہی، بنظر غائر دیکھا جائے تو ہر حدیث سے علوم و کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے نظر آتے ہیں مگر یہ نگاہ قسمت والوں کو نصیب ہوتی ہے۔

مقدر کو مرے بخشی گئی رحمت کی تابانی — مرے حصے میں آئی ہے محمد کی ثنا خوانی
محبت سرور کونین کی جس دل کو حاصل ہو — اسے ہوگی نہ روز حشر کوئی بھی پریشانی
زمانہ تا ابد جھکتا رہے گا انکے قدموں میں — جنہیں حاصل ہوئی ہے والی بطحا کی دربانی

Scanned with CamScanner

عرب کی عظمتیں اللہ اکبر آپ کے دم سے ہوئی صحرا نشینوں کے مقدر میں جہانبانی
نبی کو نور کہنا تو اک ادنیٰ سی عقیدت ہے جہاں ذکر محمد ہو وہ ساری بزم نورانی
کبھی تو کہہ کے مستانہ ظہوری کو بلائینگے کبھی تو کام آجائے گی میری چاک دامانی

★ ایک صحابی نے ساٹھ حج کیے اور جس اونٹ پہ جو حج کیا ہم اس اونٹ کو بھی پہچانتے ہیں کہ کونسا حج کس اونٹ پہ کیا۔ (نمبر ۸۸۷)

★ سورۂ انفال و توبہ کے مضامین میں مشابہت کی وجہ سے بسم اللہ شریف نہ لکھی گئی۔ (نمبر ۷۸۶)

★ صرف سورۃ فاتحہ کو نماز میں ضروری بتانے والے فصاعدا اور فما زاد کو کیوں بھول جاتے ہیں اور پھر یہ بھی تو ہے قال سفین لمن یصلی وحدہ. جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہو۔ (نمبر ۳۱، ۳۰، ۸۱۹)

★ قیامت کے دن فرائض کی کمی نوافل سے پوری کی جائے گی۔ (نمبر ۸۶۴)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لمبی نماز ایک رکعت میں سورۃ بقرہ پڑھنا اور اتنا ہی لمبا رکوع کرنا، دوسری رکعت میں آل عمران پھر نساء اور مائدہ کی تلاوت۔ (نمبر ۸۷۳)

★ دو رکعتوں پہ سابقہ گناہ معاف اور جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (نمبر ۷-۹۰۶)

★ نماز کے دوران آسمان کی طرف دیکھنے کی ممانعت۔ (نمبر ۱۳، ۹۱۲)

★ عورتوں کا نماز میں تصفیح (تالی بجانا) یہ ہے کہ اپنے دائیں ہاتھ کی دو انگلیاں بائیں ہتھیلی پہ ماریں۔ (۹۴۲)

سراپا نور مکمل بشر صلی اللہ علیہ وسلم

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹھ کر نماز (نفل) پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے تو ایک دن حضرت عبداللہ بن

عمرو رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور (حیران ہو کر) اپنا ہاتھ اپنے سر پہ رکھ لیا۔ جس پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَجَلْ وَلٰکِنِّیْ لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ. مسئلہ یہی ہے لیکن میں تمہاری طرح تو نہیں ہوں۔
(نمبر ۹۵۰)

اس پہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جان لو کہ خلق محمدی دوسرے انسانی افراد کی پیدائش کی طرح نہیں بلکہ افراد عالم میں سے کسی بھی فرد کی پیدائش سے مناسبت نہیں رکھتی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم عنصری پیدائش کے باوجود اللہ کے نور سے پیدا ہوئے۔ جیسا کہ آپ نے خود فرمایا: خُلِقْتُ مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ میں خدا کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔ دیگراں را ایں دولت میسر نشدہ است۔ دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں ہے۔ (مکتوبات ۳:۱۰۰)

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

دوسرے مقام پہ حضرت مجدد پاک فرماتے ہیں "حقیقت سے ناواقف لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر سمجھا جس کے باعث وہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کے) منکر ہو گئے جبکہ خوش قسمت لوگوں نے رسالت کے رنگ میں دیکھا، آپکو رحمت عالمیاں جانا، تمام انسانوں سے ممتاز سمجھا تو ایمان جیسی متاع عزیز کے حقدار ہو گئے۔ واز اہل نجات آمدند۔ اور اہل نجات میں سے ہو گئے۔
(مکتوب ۳:۶۴)

راہزن خضر راہ کی قبا چھین کر راہ نما بن گئے دیکھتے دیکھتے

نماز کے تشہد میں حضرت ابن عمر نے اضافہ کیا تو کسی نے اعتراض نہ کیا

حضرت نصر بن علی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے حدیث بیان کی ان سے حضرت شعبہ نے ابی بشر سے، انہوں نے کہا میں نے مجاہد سے سنا کہ حضرت ابن عمر

نے تشہد کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ بیان فرمائے۔ التحیات
للہ الصلوات الطیبات السلام علیك ایها النبی ورحمة اللہ وبرکاته۔
راوی کہتے ہیں قال ابن عمر زدت فیها و برکاته۔ اس میں وبرکاته کا اضافہ
میں نے خود کیا ہے (پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ جاری رکھتے ہوئے فرمایا)
السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین اشهد ان لا الہ الا اللہ۔ پھر حضرت
ابن عمر نے فرمایا زدت فیها وحدہ لا شریك لہ۔ اس میں وحدہ لا شریک لہ کے
الفاظ کا اضافہ میں نے خود کیا ہے۔ (نمبر ۹۷۱)

کسی بھی صحابی یا تابعی نے اس پہ کسی قسم کا اعتراض نہ کیا کہ آپ نے دین (نماز) میں اپنی طرف سے اضافہ کر کے بدعت کا ارتکاب کیا ہے۔ اس سے کم از کم یہ تو معلوم ہوگیا کہ صحابی اور وہابی کے عقیدے میں فرق ضرور ہے۔ اے مسلمانو! سنبھل کے چلو بڑا نازک دور ہے بات بات پہ ایمان کو خراب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

یہ دور کچھ ایسا ہے کہ لاکھوں ڈھب سے
فرعون یہ کہتا ہے کہ میں موسیٰ ہوں

★ تشہد میں انگلی کو حرکت نہ دی جائے۔ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُشِیْرُ بِاِصْبَعِہٖ اِذَا دَعَا وَلَا یُحَرِّکُھَا ۔ (نمبر ۹۸۹)

★ فرائض اور سنن و نوافل کے درمیان وقفہ نہ کرنا اہل کتاب کی ہلاکت کا سبب بنا۔ (نمبر ۱۰۰۷)

★ جو درمیانہ تشہد بھول جائے اور کھڑا (ہونے کے قریب) ہو جائے تو واپس نہ آئے اور سجدۂ سہو کرلے۔ (نمبر ۱۰۳۶)

★ نماز مکمل کرنے کے بعد ہمیشہ دائیں جانب ہی نہ منہ کیا جائے۔ (نمبر ۱۰۴۱)

★ جمعہ کی نماز سے روکنے کے لئے شیاطین اپنے جھنڈے لے کر بازاروں میں پھیل جاتے ہیں تاکہ انہیں کاروبار میں مصروف رکھیں۔ (نمبر ۱۰۵۱)

★ جمعہ کی دوسری اذان (بمعہ اقامت تیسری) کا اضافہ حضرت عثمان نے کیا۔
(نمبر ۱۰۸۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اور صحابی کی اطاعت

حضرت عطاء سے روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز منبر پہ جلوہ گر ہوئے تو فرمایا: اِجْلِسُوْا بیٹھ جاؤ۔ جب یہ ارشاد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سنا تو مسجد کے دروازے پر ہی بیٹھ گئے (حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہ فرمایا تھا) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا تَعَالَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اے عبداللہ بن مسعود تم آگے آجاؤ۔
(نمبر ۱۰۹۱)

اپنے قائد کی محبت کا یہ جذبہ کارکنوں میں پیدا ہو جائے تو کیوں نہ اشارۂ ابرو پہ جان قربان کرنے کو تیار ہو جائیں لیکن قائد کو اپنے کارکنوں سے اس قدر محبت بھی تو ہو جو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں کو عطا فرمائی ہے۔ شکوہ کارکنوں سے نہیں ہے قائدین سے ہے۔

تو ادھر ادھر کی نہ بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے راہزنوں سے غرض نہیں تیری راہبری کا سوال ہے

اب اس دور میں تو حالت یہ ہے کہ الا ماشاء اللہ راہزنوں سے وہ خطرہ نہیں جو کہ راہبروں سے ہے۔ جانے والا سوچتا ہے کہ اگر اتنا نذرانہ نہ دے سکا تو خدا جانے میرا کیا حال ہوگا؟ کیا خوب کہا حبیب جالب نے:

لوگ ڈرتے ہیں دشمنی سے تیری   ہم تیری دوستی سے ڈرتے ہیں

★ خطبہ وتقریر میں احتیاط، ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خطبہ میں کہا جو اطاعت کرے اللہ اور اس کے رسول کی اور جو دونوں کی نافرمانی کرے (یعنی اللہ و رسول کا علیحدہ علیحدہ نام نہ لیا) حضور نے فرمایا: قُمْ اَوِاذْھَبْ بِئْسَ الْخَطِیْبُ

Scanned with CamScanner

آئت. دفع ہوجا تو برا خطیب ہے۔(نمبر۱۰۹۹)

★ خطبہ اور وعظ مختصر ہونا چاہیے۔ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُطِیْلُ الْمَوْعِظَةَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اِنَّمَا ھُنَّ کَلِمَاتٌ یَسِیْرَاتٌ۔

★ خطبے میں امام کے قریب بیٹھنے سے جنت میں پہلے جائے گا۔(نمبر۱۱۰۸)

نور ہی نور عرش پر نور ہی نور فرش پر
میں نے کہا یہ کیا ہے بات اس نے کہا رسول ہیں

★ نماز عید سے پہلے اور بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز نہیں پڑھی۔ (نمبر۱۱۵۹)

ازواجِ مطہرات اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں

حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فلاں زوجہ محترمہ کا انتقال ہوگیا ہے تو آپ فوراً سجدے میں گر گئے۔ ان سے عرض کیا گیا کہ اس وقت سجدہ کرنے کا کیا مطلب؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِذَا رَاَیْتُمْ اٰیَةً فَاسْجُدُوْا۔ جب تم کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرو۔ پھر فرمایا وَاَیُّ اٰیَةٍ اَعْظَمُ مِنْ ذِهَابِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے جانے سے بڑھ کر کون سی بڑی نشانی ہوگی۔ (نمبر۱۱۹۷) اے غافل مسلمان جن کے بارے میں قرآن میں لستن کاحد من النساء کے الفاظ آئے ہیں کہ اے میرے محبوب کی بیویو! دنیا میں کوئی عورت تمہاری عظمت وشان کا مقابلہ نہیں کرسکتی اور جن کے دنیا سے اٹھ جانے کو حضرت ابن عباس جیسے حبر الامۃ عظیم نشانی قرار دے رہے ہیں تیری اور میری کیا حیثیت ہے۔ اپنے کچھ ہونے کا دعویٰ کرتے رہیں جبکہ آخرت میں نبی علیہ السلام کی ازواج پاک تو آپ کے ساتھ جنت میں ہوں گی اور تیرا میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا کبھی اس نکتے پر بھی غور کرکے اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔

تخت والوں کا پتہ دیتے ہیں تختے گور کے
کھوج ملتا ہے یہاں تک بعد ازاں کچھ بھی نہیں
گونجتے تھے جن کی نوبت سے زمین و آسمان
چھپ کھڑے ہیں مقبروں میں بعدازاں کچھ بھی نہیں
چار دن کی زندگی ہے پھر اندھیری رات ہے
تیرا یہ حسن و جمال اے نوجوان کچھ بھی نہیں

★ سفر وحضر میں نماز کی دو دو رکعتیں فرض تھیں پھر سفر میں تو وہی دو قائم رہیں اور حضر میں اضافہ کردیا گیا۔(نمبر۱۱۸۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سواری پہ فرض نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔(نمبر۱۲۳۳) جنہوں نے وتروں کو نوافل میں شمار کیا انہوں نے وتروں کو بھی سواری پہ پڑھنے کا ذکر فرمایا۔

★ مغرب کے فرض کے بعد والی نماز کو گھر کی نماز قرار دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی دوسنتوں میں اتنی لمبی قرأت فرماتے کہ تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے تو آپ پھر بھی نماز ادا فرماتے رہتے۔(نمبر۱۳۰۱،۱۳۰۰)

ان کی دھن، ان کی لگن، ان کی تمنا، ان کی یاد
مختصر سا ہے مگر کافی ہے سامان حیات

اے ربیعہ! مجھ سے مانگ لے

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک رات میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزاری اور آپ کے لئے وضو اور قضائے حاجت کے لئے پانی پیش کیا تو آپ نے (خوش ہوکر فرمایا) سَلْنِیْ مجھ سے مانگ۔ تو میں نے آپ سے جنت میں آپ کی ہمسائیگی مانگی پھر آپ نے فرمایا اس کے علاوہ بھی کچھ مانگنا ہے تو مانگ لے۔ (نمبر۱۳۳۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنے کو شرک کہنے والے سوچیں کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی کو نعوذ باللہ شرک کی دعوت دی ہے

Scanned with CamScanner

اور کیا صحابی نے مافوق الاسباب چیز مانگ کر شرک کا ارتکاب کیا ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر توحید کہاں سے ملے گی؟ اور محدثین نے یہ احادیث لکھ کر کیا امت مسلمہ کو مشرک بنانے کا منصوبہ بنایا ہے۔

فان من جودك الدنيا و ضرتها
ومن علومك علم اللوح والقلم

(امام بوصیری)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلقاً فرمانا کہ مانگ (جو کچھ بھی مانگنا ہے) اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا وآخرت کی ہر نعمت دے سکتے ہیں۔ یوخذ من اطلاقه صلی الله علیه وسلم ان الله تعالى مكنه من اعطاء كل ما اراد من خزائن الحق۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ)

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدر گاہش بیا وھرچہ می خواہی تمنا کن

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی تین رکعتیں ادا فرمائیں۔ (۱۳۵۳)

★ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک ایک مجلس کے اندر سات بار جبریل امین حاضر ہوتے رہے (انزل القران على سبعة احرف حتى بلغ سبعة احرف-۱۴۷۸) مولانا حسن رضا فرماتے ہیں:

بے لقائے یار ان کو چین آجاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

★ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے اجسام (کا کھانا یعنی ان کو نقصان پہنچانے) کو حرام فرما دیا ہے۔ (۱۵۳۱)

★ جو کوئی اپنے بھائی کے پس پشت دعا کرتا ہے تو فرشتے آمین کہتے ہیں اور دعا کرنیوالے کے لئے بھی۔ (نمبر ۱۵۳۴)

★ تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔

(۱) والد کی۔ (۲) مسافر کی اور (۳) مظلوم کی۔ (نمبر ۱۵۳۶)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزوں سے پناہ مانگتے تھے۔ بزدلی، بخل، بُری عمر، امراض قلب اور عذاب قبر سے۔ (نمبر ۱۵۳۹) امتی بھی پناہ مانگے گا تو ضرور، خلاصی ہوگی۔ نہ بھی ہوئی تو یہ چیزیں کچھ نہ بگاڑ سکیں گی۔

عشق کی آگ میں جو بھی جل گیا   نار دوزخ سے وہ گھبراتا نہیں

قرض ادا ہو گیا اور پریشانی دور ہوگئی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور دیکھا کہ وہاں ایک انصاری ابو امامہ بیٹھے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کیا بات ہے میں تمہیں مسجد میں ہی بیٹھے ہوئے دیکھتا ہوں حالانکہ نماز کا وقت نہیں ہوتا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! تفکرات اور قرضوں نے گھیر رکھا ہے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جب تم اسے کرو گے تو تمہارا غم دور ہو جائے گا اور قرض اتر جائے گا۔ پھر آپ نے فرمایا صبح وشام یوں کہا کرو: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

اے اللہ میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں فکر اور غم سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں کمزوری اور سستی سے اور تیری پناہ لیتا ہوں قرض کے غلبے اور لوگوں کے دباؤ (قہر و غضب) سے۔ قَالَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَاَذْھَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ھَمِّیْ وَقَضٰی عَنِّیْ دَیْنِیْ۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری پریشانی دور فرما دی اور قرض ادا کر دیا۔ (نمبر ۱۵۵۵) مدینے والی سرکار کا تصور کر کے آپ کی بتائی ہوئی

Scanned with CamScanner

ہدایات پہ عمل کرنے سے سارے کام ہو جاتے ہیں کیونکہ محبوب خدا کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں۔ لہٰذا ہاتھ اٹھا کر آنسو بہا کر حضور کا واسطہ رب کی بارگاہ میں پیش کر کے دعا کرنے سے قبولیت یقینی ہے۔

بس مدینے میں آنکھ روتی ہے ہاتھ اٹھتے نہیں دعا کے لئے
تم ہو جاتے کہاں صدا کے لئے ہے مدینہ تو ہر گدا کے لئے
یہ ٹھکانہ نہیں ہے غیروں کا دل بنایا ہے مصطفیٰ کے لئے
جانے کب آئیں وہ طبیب میرے مرض بڑھتا ہے یہ دوا کے لئے
مر کے پہنچا ہوں ان کی چوکھٹ پر اب نہ روکو مجھے خدا کے لئے
ہے حسن اس امید پر زندہ جان نکل جائے مصطفیٰ کے لئے

کِتَابُ الزَّکٰوۃِ (زکوٰۃ کا بیان)

★ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا: اَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِیْ نُعِدُّ لِلْبَیْعِ۔ ہم تجارتی مال سے زکوٰۃ ادا کیا کریں۔ (نمبر ۱۵۶۳)

★ لوگوں کو بتدریج اسلام، نماز، زکوٰۃ کی دعوت دی جائے۔ مظلوم کی بددعا اور اللہ کی بارگاہ میں کوئی پردہ نہیں۔ زکوٰۃ (لینے دینے) میں زیادتی کرنے والا اس سے روکنے والے کی طرح ہے۔ (نمبر ۸۷، ۱۵۸۶) زکوٰۃ وصول کرنے والے کو عدل و انصاف سے زکوٰۃ کا مال وصول کرنا چاہئے۔ کمی بیشی کرنے کا وبال اسی پر ہوگا۔ مال کو چھانٹ کر نہ لے بلکہ درمیانی جانور لے اور زکوٰۃ دھندگان کے حق میں دعائے خیر کرے کیونکہ منصف مصدق کی دعا قبول ہوتی ہے اور زکوٰۃ دہندگان بھی مصدق سے ساتھ تعاون کریں اور ایسا کہ اس کا دل موہ لیں تا کہ اس کے دل سے دعائیں نکلیں، اس سے اپنا مال نہ چھپائیں گے کیونکہ اس سے چھپا بھی لیں گے تو اللہ سے تو نہیں چھپا

سکیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مصدق تم پہ ظلم بھی کرے تو بھی اس کو راضی رکھو (تم پہ ظلم کا بدلہ خدا خود اس سے لے گا) (نمبر ۱۵۸۹) آج حکمرانوں کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ بقول اقبال:

خود طلسم قیصر و کسریٰ شکست خود سر تخت ملوکیت نشست
الٰہی پھر مسلمانوں میں پہلی شان پیدا کر صلاح الدین غازی سا کوئی سلطان پیدا کر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو دعاؤں سے نوازتے

ہمارے حکمران لوگوں پہ زیادتیاں بھی کرتے ہیں اور پھر ان پہ طرح طرح کے رعب جما کر اپنی جیبیں بھی بھرتے ہیں ورنہ ان کو کئی قسم کی مشکلات و مقدمات میں پھنسا دیتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا: خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم ان صلوتك سكن۔ پیارے ان سے زکوٰۃ کا مال وصول کر کے ان کو پاک کریں اور ان کے لئے دعا کریں بیشک آپ کی دعا اس کے لئے باعث سکون ہے۔ یقیناً جنت سکون کی جگہ ہے مگر مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ جب کسی غلام کے لئے دعا کی خاطر اٹھتے ہوں گے تو اس سے بڑھ کر سکون اس کو کہاں ملے گا۔ اس موقع پہ کسی نے اپنے ذوق کا اظہار اس طرح کیا ہے

جنت میں لا کے تو نے مجھے چھوڑ دیا ہے رضوان میری جنت تو گلزار مدینہ ہے
آہستہ قدم رکھنا گستاخی نہ ہو جائے یہ فرش نہیں نادان یہ عرش کا زینہ ہے
ہر شے میں محمد کے جلوؤں کی تجلی ہے دنیا یہ انگوٹھی ہے اور طیبہ نگینہ ہے

بات چلی تھی دعا سے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے والد ماجد بیعت رضوان کرنے والوں میں شامل تھے۔ فرماتے ہیں کہ لوگ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں زکوٰۃ پیش کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس طرح دعا سے نوازتے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ فُلَانٍ۔ اے اللہ فلاں کی آل پہ رحمت فرما۔ چنانچہ

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں زکوٰۃ لے کر حاضر ہوئے تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ کے لئے اس طرح دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی۔ اے اللہ ابواوفی کی آل پہ رحمت فرما۔ (نمبر ۱۵۹۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ کے ساتھ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دلوں کو جو خوشی وسکون حاصل ہوتا ہوگا اس کا اندازہ کون کرسکتا ہے جبکہ خود قرآن نے بھی گواہی دے دی۔ ان صلوٰتك سكن لهم۔

نبی کی محفل سجائے رکھنا دیئے دلوں کے جلائے رکھنا
جو راحت دل سکون جاں ہے وہ ذکر ذکر محمدی ہے
وہ گالیاں سن کے دیں دعائیں بروں کو اپنے گلے لگائیں
سراپا لطف وکرم جو ٹھہری وہ میرے آقا کی زندگی ہے

مالدار ہونے کے باوجود کون کون صدقہ وزکوٰۃ لے سکتا ہے

(۱) مجاہد فی سبیل اللہ۔ (۲) والعاملین علیھا۔ (۳) مقروض ہو۔ (۴) مال زکوٰۃ کو اپنے مال سے خریدنے والا۔ (۵) جس کا ہمسایہ غریب ہو اس کے مسکین کو صدقہ دیا اور مسکین نے غنی کو ہدیہ دے دیا۔ (نمبر ۱۶۳۵، عن عطاء ابن یسار رضی اللہ عنہ) شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیسی کیسی آسانیاں رکھی گئی ہیں کہ عام حالات میں یہ لوگ مال زکوٰۃ وخیرات لینے کے حقدار نہیں ہیں مگر جیسے مال غنیمت وقربانی کا گوشت پہلے لوگوں کے لئے حلال نہیں تھا اور اس امت کے لئے حلال ہوگیا اسی طرح بہت سارے احکام میں اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی وجہ سے اس امت کے لئے آسانیاں پیدا فرمادیں چاہے ان کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے۔ مگر انہی لوگوں کے لئے جو دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستہ ہیں۔

نماز عشق کا اک رکن محترم یہ ہے شبیہ سرور کونین روبرو رکھنا
(راجہ رشید محمود)

کیونکہ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ یَّکْفُلُ لِیْ اَنْ لَّا یَسْاَلَ النَّاسَ شَیْئًا وَّاَتَکَفَّلُ لَہٗ بِالْجَنَّۃِ۔ جو مجھے اس بات کا یقین دلائے کہ وہ لوگوں سے سوال نہ کرے گا تو میں اسے جنت کا یقین دلاتا ہوں۔ (نمبر ۱۶۴۳) اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خزانوں کا مالک بنا دیا ہے جسے چاہیں جو چاہیں عطا فرمادیں اور یہی نہیں کہ جو مانگا صرف وہی ملا بلکہ قطرہ مانگے کوئی تو اسے دریا دے دے۔ حضرت ربیعہ بن کعب کی حدیث گزر چکی ہے آپ نے فرمایا جنت تیری ہوگی۔ او غیر ذلك۔ اس کے علاوہ بھی کچھ مانگنا ہے تو مانگ لے۔ دل کی کھڑکی کھلی رہنے دو محبوب کی یاد کا دل میں بسیرا کروایک دن ضرور دستک ہوگی کہ مانگو کیا مانگتے ہو۔

صرف اتنا یاد ہے دستک ہوئی تھی اک بار
زندگی بھر دل کا دروازہ کھلا رہنے دیا

★ سائل گھوڑے پر سوار ہو کر بھی آئے (بشرطیکہ پیشہ ور نہ ہو) تو اس کو اس کا حق دو (نمبر ۱۶۶۵)

★ اللہ تعالیٰ کے نام پہ جنت ہی مانگی جائے۔ (نمبر ۱۶۷۱) آج لوگ بے دھڑک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پہ ایک ایک روپیہ اور اس سے بھی کم چیز کا سوال کرتے ہوئے نہیں شرماتے اور اس طرح اللہ رسول کے نام کی بے وقعتی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اللہ تو پھر اللہ ہے اس کے رسول اکرم کا مقام کون بیان کرسکتا ہے۔

زمین و آسماں جھومے عقیدت کا سلام آیا
زباں میری پہ جب بھی ساقی کوثر کا نام آیا
بن بن کر امام آتے تھے اپنی اپنی امت کے
مگر میرا نبی (ﷺ) بن کر رسولوں کا امام آیا

Scanned with CamScanner

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ملنے والی تھیلی جس میں دو سو دینار تھے دو سال تشہیر کرنے کا حکم دیا (یا تین سال راوی کو شک ہے) پھر فرمایا گنتی یاد رکھنا' مالک آ جائے تو لوٹا دینا ورنہ خود فائدہ اٹھالینا۔ (نمبر ۲-۱۷۰۱)

★ لقطہ (گری پڑی چیز) پہ ایک یا دو معتبر گواہ بنا دیئے جائیں۔ (نمبر ۱۷۰۹) تا کہ بوقت ضرورت واپس کی جا سکے اور حقدار کو اس کا حق کما حقہ مل سکے یہ ہے دین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

وہ نہیں ڈوبتے دریاؤں کی طغیانی میں　　جن کی کشتی ہو محمد کی نگہبانی میں

کِتَابُ الْمَنَاسِكِ (ارکان حج کا بیان)

★ بغیر محرم کے عورت کا سفر کرنا (یا حج پہ جانا) جائز نہیں ہے۔ (نمبر ۱۷۲۳) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی عورتوں کی کس قدر خیر خواہی فرمائی ہے کہ حج جیسی عبادت کو بھی بغیر محرم کے معلق فرما دیا تو ایک مسلمان عورت کو بغیر محرم کے بیرون ممالک کے دورے کرنا اور غیر مردوں کے سامنے کرکٹ کبڈی میں بے پردہ ہو کر کھیلنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ جس عورت کو اپنی آخرت کی ذرہ برابر بھی فکر ہے وہ کبھی ایسی بے ہودہ حرکتوں کا ارتکاب نہیں کرے گی۔ آخرت میں آرام ملے گا تو مغرب کی غلامی سے نہیں بلکہ امام المشرقین والمغربین کے قدموں کی خاک کا سرمہ بنانے میں میسر آئے گا۔ جو لوگ انسانیت کا قتل عام کر کے دنیا میں امن قائم کرنے کی بات کرتے ہیں وہی درحقیقت انسانیت کے دشمن ہیں اور انسانیت کا سچا خیر خواہ کون ہے؟

یہ منظر پیش کرتا ہے میرا مذہب زمانے کو
کہ آقا چل دیئے پیدل سواری پہ غلام آیا
ظہور زندگی میں جب کبھی مشکل پڑی کوئی
بجز حب نبی نہ کوئی جذبہ میرے کام آیا

توکل کیا ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگ حج کرنے جاتے اور زاد راہ (سفر خرچ) ساتھ نہ لے جاتے (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق یہ یمن کے کچھ لوگ تھے) اور کہتے نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ہم خدا پر توکل کرنے والے ہیں (اور وہاں جا کر بھیک مانگتے تھے) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وتزودوا فان خیر الزاد التقوی. زاد راہ ساتھ لے کر جاؤ اور بہترین زاد راہ تقویٰ ہے۔ (نمبر ۱۷۳۰) بتایا گیا کہ جو کام میرے حبیب نے تمہیں بتایا ہے وہی نیکی ہے اور وہی تقویٰ ہے اور حضور علیہ السلام کی تعلیمات سے منحرف ہونا نہ اس میں عزت ہے اور نہ ہی کوئی ثواب ہے۔ ساری عظمتیں اور فضیلتیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھ دی گئی ہیں۔

زمین اونچی زمین سے آسمان کا ہے مقام اونچا
یونہی پھر آسمان سے عرش اعلیٰ کا ہے بام اونچا
یونہی پھر عرش حق سے لامکاں ہے لاکلام اونچا
یونہی پھر لامکاں سے ہے محمد کا مقام لونچا

اونٹوں میں حضور علیہ السلام کے ہاتھوں ذبح ہونے کا جذبہ

★ یوم النحر (دس ذی الحجہ) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نحر (قربانی) کے لئے اونٹ پیش کئے گئے تو ہر اونٹ دوڑ کر آگے آتا کہ حضور پہلے مجھے اپنے ہاتھوں سے ذبح فرمائیں۔ فَطَفِقْنَ يَزْدَلِفْنَ اِلَيْهِ بِاَيَّتِهِنَّ يَبْدَاُ۔ (نمبر ۱۷۶۵) کاش آج کے مسلمان کے دل میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی خاطر کٹ مرنے کا یہی جذبہ پیدا ہو جائے۔ جب جانور حضور علیہ السلام کی اتباع کا جذبہ رکھتے ہیں تو انسان کو تو حکم ہے ان كنتم تحبون الله فاتبعوني اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ یحببکم اللہ. اللہ تمہیں اپنا محبوب بھی بنا لے گا اور تمہارے گناہ بھی

Scanned with CamScanner

معاف فرمادے گا۔ یہ مقام اس کو نصیب ہوتا ہے جو جیتا بھی حضور پاک کی غلامی میں ہے اور مرتا بھی حضور علیہ السلام کی محبت میں ہے۔

جس میں خوشبو ہو ان کی زلفوں کی — میں تڑپتا ہوں اس ہوا کے لئے
بس مدینے میں آنکھ روتی ہے — ہاتھ اٹھتے نہیں دعا کے لئے
مر کے پہنچا ہوں ان کی چوکھٹ پر — اب نہ روکو مجھے خدا کے لئے
مر ہی جاتا میں ہجر میں صائم — جی رہا ہوں تیری ثناء کے لئے

★ قربانی کے جانور کی کھال قصاب کو بطور اجرت نہ دی جائے۔ (نمبر ۱۷۶۹)

★ یوم حج ہی حج اکبر ہے (چاہے جمعہ کو ہو یا کسی اور دن) (نمبر ۴۶-۱۹۳۵)

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جو سلام بھیجے مگر اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے اور میں خود اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (۲۰۴۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرشی غلام بھی ہر وقت اپنے آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں سلام نیاز پیش کرنے میں مصروف رہتے ہیں اور آپ کے عرشی غلام ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام ہر آن درود وسلام کے پھول نچھاور کرتے رہتے ہیں اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا اور آپ اپنے ہر غلام کو اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں یہی تو حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

شعائیں نور کی پھوٹیں گی تیرے سینے سے
ملا کے دیکھ ذرا سلسلہ مدینے سے

دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَصَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ. (۲۰۴۲) اور مجھ پہ درود بھیجتے رہنا کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے خواہ تم کہیں بھی ہو۔

تیرا آستان جو نہ مل سکا تیری راہ گزر کی زمین سہی
ہمیں سجدہ کرنے سے غرض ہے جو وہاں نہیں تو یہیں سہی

كِتَابُ النِّكَاحِ وَالطَّلَاقُ

(نکاح اور طلاق کا بیان)

★ چار باتوں کی وجہ سے عورت کے ساتھ نکاح کیا جاتا ہے۔ مال، حسن و جمال، حسب ونسب اور دین اور جو دین داری کی وجہ سے نکاح کرتا ہے وہی کامیاب ہوتا ہے۔ (۲۰۴۷)

★ جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں وہ دودھ (رضاعت) سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ (نمبر ۲۰۵۵)

★ پھوپھی، بھتیجی اور خالہ بھانجی کا ایک ہی وقت میں ایک شخص کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا۔ (نمبر ۲۰۶۶)

★ جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کو (چھپ کر) دیکھنے کی اجازت (نمبر ۲۰۸۲)

★ دو ولیوں نے یکے بعد دیگرے ایک (نابالغہ) عورت کا نکاح کر دیا تو پہلے کا کیا ہوا نکاح منعقد ہو جائے گا اسی طرح بیع کا معاملہ بھی ہے۔ (نمبر ۲۰۸۸)

★ شب زفاف بیوی کے پاس جانے سے پہلے اس کو کچھ دینا۔
(نمبر ۲۶-۲۱۲۵)

★ آنکھوں، ہاتھوں، پاؤں، زبان اور منہ کا زنا۔ (نمبر ۵۳-۲۱۵۲) کانوں کا زنا۔ (نمبر ۲۱۵۴)

★ جس نے عورت کو اس کے خاوند سے یا غلام کو اس کے آقا سے بدظن کیا وہ ہم

Scanned with CamScanner

میں سے نہیں ہے۔ لَیْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَاَةً عَلٰی زَوْجِھَا اَوْ عَبْدًا عَلٰی سَیِّدِہٖ (نمبر۲۱۵۷)

★ بیوی کو بہن کہنا منع ہے مگر اس سے طلاق نہیں ہوتی۔ (نمبر ۱۱-۲۲۱۰)

★ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو حضرت سارہ کو اپنی بہن کہا وہ ظالم بادشاہ کے ظلم سے بچنے کے لئے (الضرورات تبیح المحظورات) (نمبر۲۳۱۲)

★ بلا وجہ خاوند سے طلاق مانگنے والی پہ جنت کی خوشبو بھی حرام ہو جاتی ہے۔ (نمبر۲۲۳۶)

★ میاں بیوی اکٹھے مسلمان ہو جائیں تو ان کا سابقہ نکاح ہی برقرار ہے۔ (نمبر ۳۹-۲۲۳۸) لیکن عورت نے اگر کہیں اور نکاح نہیں کیا اگرچہ دونوں دارالسلام میں رہیں یا دارالکفر میں یا ایک دارالاسلام میں اور دوسرا دارالکفر میں تو بھی نکاح قائم ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب کو ان کے خاوند ابوالعاص کے ساتھ بھیج دیا اور دوبارہ نکاح نہ کیا حالانکہ وہ ایک مدت (چھ سال) کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ (نمبر۲۲۴۰)

حضرت علی کا حضور کے سامنے فیصلہ کرنا اور حضور کا مسکرانا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک آدمی نے یمن سے آ کر کہا: حضرت علی کے سامنے تین آدمیوں کے بارے میں جھگڑا پیش ہوا جنہوں نے ایک ہی طہر میں کسی عورت سے صحبت کی۔ حضرت علی نے ان میں سے دو کو کہا بخوشی لڑکا تیسرے کو دے دو مگر وہ دونوں چیخ چلائے یعنی نہ مانے پھر باقی دو کو بھی اسی طرح فرمایا وہ بھی نہ مانے تو فرمایا: تم جھگڑے والے برابر کے شریک ہو۔ لہٰذا میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالتا ہوں جس کے نام قرعہ نکلا بچہ اسی کا ہوگا اور وہ اپنے ساتھیوں کو دو تہائی دیت ادا کرے گا۔ پس ایسا ہی کیا جس کے نام قرعہ نکلا لڑکا اس کو دے دیا۔ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ اَضْرَاسُهُ اَوْ نَوَاجِذُهٗ. حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر مسکرائے کہ داڑھیں مبارک نظر آنے لگیں۔ (نمبر ۷۰-۲۲۶۹)

★ دور جاہلیت کے نکاح کی چار قسموں کا ذکر (مذکور حدیث میں بھی انہی میں سے کسی قسم کا ذکر ہے) (نمبر۲۲۷۳) ورنہ تو قانون ہے اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ. بچہ بستر (نکاح) والے کا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہیں۔ (نمبر۲۲۷۳)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ کو طلاق دے کر پھر رجوع فرما لیا۔ (نمبر۲۳۸۳)

★ حضرت فاطمہ بنت قیس کو ان کے خاوند نے تین طلاقیں دیں طَلَّقَهَا ثَلَاثًا۔ (نمبر۲۳۸۸)

★ حلالہ کا بیان: لَا تَحِلُّ لِلْاَوَّلِ حَتّٰی تَذُوْقَ عُسَيْلَةَ الْاٰخَرِ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا. (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقہ ثلثہ کو فرمایا) وہ پہلے کے لئے حلال نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ دوسرے کا ذائقہ نہ چکھ لے اور دوسرا اس کا ذائقہ نہ چکھ لے۔ (نمبر۲۳۰۹)

كِتَابُ الصَّوْمِ (روزوں کا بیان)

★ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزَالُ الدِّيْنُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِاَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى يُؤَخِّرُوْنَ. (نمبر۲۳۵۳)

دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ (افطار) میں دیر کیا کرتے تھے۔

★ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی مبارک کو مٹھی میں پکڑتے اور جو مٹھی

Scanned with CamScanner

سے زائد ہوتی اس کو کاٹ دیتے تھے۔(نمبر ۲۳۵۷)

★ روزے کی حالت میں ناک میں پانی ڈالتے ہوئے مبالغہ نہ کیا جائے۔ (نمبر ۲۳۶۶)

اسی طرح روزہ دار کلی کرتے ہوئے غسل کرتے وقت غرارہ بھی نہ کرے گا۔

★ روزہ دار سرمہ لگا سکتا ہے۔اِنَّهٗ كَانَ يَكْحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ۔(۲۳۷۸)

★ بوڑھے کو روزے کی حالت میں بیوی سے میل جول (مباشرت) کی اجازت دی اور جوان کو منع فرمادیا۔(نمبر ۲۳۸۶)

★ اپنے آپ کو تہمت کے مقامات سے بچاؤ کیونکہ شیطان کسی کے دل میں کسی کے بارے میں بھی کسی قسم کا وسوسہ پیدا کرسکتا ہے۔اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَجْرِيْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ۔ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا ہے۔ (نمبر ۲۴۷۰) یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رات کے وقت کسی کام کے لئے حاضر ہوئیں، کچھ باتیں کیں اور پھر واپس جانے لگیں تو دو انصاری صحابی گزرے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روک کر فرمایا یہ صفیہ بنت حی (میری بیوی) ہے تاکہ تمہیں کوئی غلط فہمی نہ رہے۔

كِتَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)

★ فَاِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا زَانَهٗ وَلَا نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا شَانَهٗ نرمی سے کام سنور جاتا ہے اور سختی سے بگڑ جاتا ہے۔(نمبر ۲۴۷۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا ایک گروہ ہمیشہ دین کے دشمنوں کے ساتھ لڑتا رہے گا اور غالب رہے گا یہاں تک کہ آخری گروہ دجال کے ساتھ لڑے گا۔

(نمبر ۲۴۸۴)

★ اِنَّ سِيَاحَةَ اُمَّتِيْ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ۔ میری امت کی سیر و سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔(نمبر ۲۴۸۶)

★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے ارشاد فرمایا: قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ جہاد سے واپسی جہاد ہی کی طرح ہے۔(نمبر ۲۴۸۷) یعنی اس سے مراد جہاد سے بھاگنا نہیں ہے یہ تو بڑا سخت گناہ ہے بلکہ فتح کے بعد واپسی یا کسی عذر کی وجہ سے واپسی مراد ہے یا پھر بار بار پلٹ کر حملہ کرنا مراد ہے۔

میرا بیٹا شہید ہوا ہے حیا تو نہیں مری

ڈرتا ہوں خرد والے گناہ گار نہ کہہ دیں   میں سر کو جھکاتا نہیں جھکتی ہے جبیں آپ

حضرت عبدالخبیر بن ثابت بن قیس کے والد گرامی سے ان کے والد محترم نے فرمایا کہ ایک عورت جس کو ام خلاد کہا جاتا تھا نقاب اوڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی (اور اپنے بیٹے کے متعلق پوچھنے آئی جو جنگ میں شہید ہوگیا تھا) صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا: حضور سے بات کررہی ہے تو نقاب اٹھا کے بات کرتو اس عورت نے جو جواب دیا (وہ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے کہا)

اَنْ اُرْزَاَ اِبْنِيْ فَلَمْ اُرْزَاَ حَيَائِيْ۔ میرا بیٹا مرا ہے میری حیا تو نہیں مری۔

ہم کو نسبت ہے محمد سے نہیں دنیا کا خوف
ہم سے ٹکرائی تو گردش کو بھی چکر آئے گا
جو محمد کے نہیں نظریں جھکا کر جائیں گے
مدح خوان مصطفیٰ تو سر اٹھا کر جائے گا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہ حوصلہ، صبر اور برداشت دیکھ کر ارشاد فرمایا: اِبْنُكِ لَهٗ اَجْرُ شَهِيْدَيْنِ۔ (دوسروں کو ایک ایک لیکن تیرے بیٹے کو دو شہیدوں کا ثواب ہے) قَالَتْ وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ عرض کیا حضور وہ کس وجہ سے؟ فرمایا لِاَنَّهٗ قَتَلَهٗ اَهْلُ الْكِتَابِ۔ کیونکہ اس کو اہل کتاب نے شہید کیا ہے۔(نمبر ۲۴۸۸)

Scanned with CamScanner

مجھے تو صرف اتنا ہی یقین ہے　　میرا تو بس یہی ایمان و دیں ہے
اگر تم مقصد عالم نہیں ہو　　تو پھر کچھ مقصد عالم نہیں ہے

★ جہاد چھوڑ دینا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ۔(نمبر۲۵۱۲)

★ کفر کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اسلحہ بنانے کی فضیلت، تیر بنانے والا، پھینکنے والا اور پکڑانے والا تینوں جنتی ہیں۔(نمبر۲۵۱۳)

★ شہید اپنے گھر والوں میں سے ستر افراد کی شفاعت کرے گا۔(نمبر۲۵۳۳)

قبر انور سے نور کے جلوے

عجب زلف داری عجب روئے گلگوں　　گہہ صبح خنداں گہہ تیرہ شامے
اے شاہ خوباں عالی مقامے　　نگاہ کن جانبے ایں غلامے

حضرت محمد بن عمرو الرازی، سلمہ بن الفضل، محمد بن اسحاق، یزید بن رومان اور عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِیُّ کُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهٗ لَا یَزَالُ یُرٰی عَلٰی قَبْرِهٖ نُوْرٌ۔

جب نجاشی (شاہ حبشہ) کا وصال ہوا تو ہم کہا کرتے تھے کہ ان کی قبر پر ہمیشہ نور پھوٹتا رہتا ہے۔

نجاشی حالانکہ باقاعدہ صحابی نہیں ہیں تو جب ان کی قبر کی نورانیت کا یہ حال ہے تو پھر اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کی مبارک قبروں کے بارے میں فلا اقسم بمواقع النجوم فرمائے اور اس کی تفسیر میں مفسرین لکھیں کہ اس سے مراد صحابہ کرام کی قبریں ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصحابی کالنجوم۔ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں پھر اس پر کیا اعتراض ہے یہ وہ خوش نصیب ہیں کہ جس طرف رخ کیا اسلام کا نور پھیلتا گیا اور کفر کا اندھیرا چھٹتا گیا اور اپنے آقا علیہ السلام کے اشارۂ ابرو پہ اپنی جانیں قربان کرتے گئے۔

رخ سے نقاب ناز اٹھاتے جدھر گئے　　لاکھوں کے دل گئے تو ہزاروں کے سر گئے
کس کس ادائے ناز سے پلٹا نقاب حسن　　اک اک ادائے ناز پہ لاکھوں ہی مر گئے

نجات کا دارومدار ایمان وعقیدے پر ہے

طالب پاک نبی کے طالب　　صدا محبت والے لوگ

ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عمرو بن قیس زمانہ جاہلیت میں سود لیا کرتے تھے۔ انہوں نے سود کی وصولی سے پہلے مسلمان ہونا پسند نہ کیا یہاں تک کہ اسے وصول کرلیا۔ احد کے دن حاضر ہوئے...... لڑے اور شہید ہوگئے۔ فَمَاتَ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَا صَلّٰی لِلّٰهِ صَلٰوةً۔ (نہ کوئی نماز پڑھنے کا موقع ملا نہ کوئی اور نیک کام کرنے کا) ان سے پوچھا گیا کیا کافروں سے ناراض ہوکر جنگ میں شامل ہوئے ہو یا اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرتے ہوئے فرمایا: بَلْ غَضَبًا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے غضب سے ڈرتے ہوئے۔ یعنی خدا اور رسول کی رضا کے لئے جان قربان کررہا ہوں۔(نمبر۲۵۳۷)

میرے لب پہ ذکر نبی وہ حبیب میرا حبیب ہے
میں بیمار عشق رسول ہوں وہ حبیب میرا طبیب ہے

معلوم ہوا! نیک اعمال ایمان کی تقویت اور بلندی درجات کے حصول کے لئے ضروری ہیں مگر انہی پر بھروسہ کرکے عقیدے وایمان کی پرواہ نہ کرنا دخول جنت کے لئے کافی نہیں ہے جبکہ سینکڑوں حج ونمازیں تو محبوب خدا کی ایک بے ادبی پہ ضائع ہو جاتی ہیں۔ ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔(الحجرات) لہٰذا دل میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن کرو پھر اعمال صالحہ کا فائدہ اٹھاؤ ورنہ ایک نئی مصیبت میں پھنس جاؤ گے

آنکھوں میں بس کے دل میں سما کے چلے گئے
اور آرزوئے دید بڑھا کے چلے گئے

Scanned with CamScanner

آئے تھے دل کی پیاس بجھانے کے واسطے
اک اور آگ دل میں لگا کے چلے گئے

اور پھر مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا بات کرتے ہو بھلا کوئی حد ہے ان کے عروج کی۔ جہاں تمام نبیوں کے مقامات کی انتہا ہوتی ہے وہاں مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی ابتداء ہوتی ہے۔ یہاں تو ابوالانبیاء بھی عرض کررہے ہیں "ابنی صورۃ وابی معنی"۔

ابتداء کیا انتہاء کیا دونوں عالم دور ہیں
سرحد آدم سے آگے ہے مقام مصطفیٰ

اپنے ہر پروگرام کو باعث ثواب اور اجتماع میں جانے پہ انچاس کروڑ نیکیوں کی بات کرنے والو اور ذکر مصطفیٰ، میلاد مصطفیٰ کی بابرکت محافل کو بدعت کہنے والو! کیا یہی تقاضا ہے کلمہ پڑھنے کا اور اسی نیکی سے لوگوں کو بچانے کے لئے دنیا بھر میں کلمہ پڑھاتے پھر رہے ہو۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔ نجات چاہتے ہو تو یہ عقیدہ اپناؤ۔

آسمانوں پہ کیوں آتے ہیں نظر یہ ستارے اس طرح
قدسیوں میں تو کہیں محفل میلاد نہ ہو
یہ تمنا ہے قیامت میں سب کچھ بھولوں
نام احمد کے سوا کچھ بھی مجھے یاد نہ ہو

اب تو ان لوگوں کی بدبختی یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اپنے بڑوں کی منقبتیں بڑے اہتمام سے پڑھتے ہیں۔ جہادی ترانے بڑے زور وشور سے سناتے ہیں اور جن (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں پورا قرآن نازل ہوا ان کے بارے میں قد جاء کم من اللہ۔ کا ترجمہ بھی یوں کردیا جائے نور والا آیا ہے نور لے کر آیا ہے۔ حالانکہ حضور نور ہیں اس آیت کی روشنی میں بالاتفاق اور قرآن بھی نور تو اس میں بھی ان حضرات کو شرک نظر آتا ہے۔ اگر ماتم کرنا جائز ہوتا تو ان کی عقل کا ضرور ماتم کیا جاتا۔ صرف یہی

عرض کروں گا:

میری زندگی پہ نہ مسکرا مجھے زندگی کا الم نہیں
تیرے غم سے ہو جسے واسطہ وہ خزاں بہار سے کم نہیں

عرش سے اونچا ہے ان کے پاؤں کا تلوا بلند

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک اونٹ کے پاس سے ہوا تو بھوک کی وجہ سے اس کی کمر پیٹ کے ساتھ لگی ہوئی تھی (آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم جانور پہ بھی یہ زیادتی برداشت نہ کرسکے اور آپ کے قدم انور رک گئے اور فرمایا: اِتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوْهَا صَالِحَةً وَكُلُوْهَا صَالِحَةً۔ ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو ان پہ اچھی طرح سواری کیا کرو اور اچھی طرح کھلایا کرو۔ (نمبر ۲۵۴۸) کیوں نہ کہا جائے۔

تیز جاتا ہے سوار برق سے ان کا کمند   عرش اعظم سے ہے انکے پاؤں کا تلوا بلند

جانوروں پہ ظلم نہ برداشت کرنے والے محبوب کی امت پہ جب ہر طرف آج دنیا میں ظلم وستم ہو رہا ہے اور پوری دنیا کے کافر گاجر مولی کی طرح امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاٹ رہے ہیں خدا ہی جانتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پہ کیا گزر رہی ہوگی؟ حضور جیسا رحیم وکریم آقا جس کو مل جائے پھر وہ غیروں کی طرف دیکھے تو اپنی قسمت کا ماتم کرے۔

جس سے تو بات کرے یا تیرا چہرہ دیکھے   پھر اسے شہر نظر آئے نہ قریہ دیکھے

جانوروں کی مشکل کشائی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اونٹ نے آنسو بہا کر اپنی تکلیف کا اظہار کیا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر پر دست شفقت پھیر کر اس کے مالک کو بلا کر فرمایا: اَفَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهِيْمَةِ الَّتِيْ مَلَّكَكَ اللّٰهُ اِيَّاهَا فَاِنَّهٗ شَكَا اِلَيَّ اَنَّكَ تُجِيْعُهٗ وَتُدْئِبُهٗ۔ تم اس بے زبان جانور کے بارے میں اللہ سے

Scanned with CamScanner

نہیں ڈرتے جس کا اللہ نے تمہیں مالک بنایا ہے اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور کام زیادہ لیتے ہو۔ (نمبر ۲۵۴۹) جب جانور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مشکل کشا سمجھ کر اپنی حاجات آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں تو انسان کو کیا ہوگیا ہے جو اس عقیدے کو شرک کہہ رہا ہے یقیناً ہمارے آقا یہاں بھی ساری کائنات کی مشکلیں حل فرماتے ہیں اور قبر و حشر میں بھی۔ جب قبر و حشر میں سرکار کی زیارت ہوگی تو سارے مسائل خود ہی حل ہو جائیں گے۔ پھر حضور پاک کا دیوانہ فرشتوں سے بھی عرض کرے گا۔

آج پوری ہوئی دل کی حسرت ۔۔ کیوں نہ جی بھر کے کرلوں زیارت
قبر میں اے فرشتو نہ آنا ۔۔ میرے سرکار آئے ہوئے ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے کسی منزل پر پڑاؤ کرنا ہوتا تھا تو پہلے اونٹوں سے کجاوے اتارتے تھے پھر نماز ادا کرتے تھے (تاکہ جانوروں کو اتنی دیر بھی بلاوجہ تکلیف نہ اٹھانی پڑے) (۲۵۵۱) حضور پاک کی رحمت کے یہ واقعات کا سن کر دوسرے لوگ بھی اپنی جماعتوں کے سامنے بیان کریں تاکہ جہاں عقیدۂ توحید مضبوط ہو وہاں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رافت و رحمت کے بارے میں بھی پتہ چلے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے مہربان ہیں تو خدا کی مہربانی کا کون اندازہ کرسکتا ہے؟ اور زبان اور نگاہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پہ درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔ اور اس تصور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے تو عرض کریں۔

ترس رہی ہیں تیری دید کو جو مدت سے
وہ بے قرار نگاہیں سلام کہتی ہیں

★ لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيْهَا جَرَسٌ (رحمت کے) فرشتے ان لوگوں کے ساتھ نہیں رہتے جن کے درمیان گھنٹی ہو۔ (نمبر ۲۵۵۴) گھنٹی کے اندر

شیطان کا باجا ہے۔ (۲۵۵۶)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سیاہ، سفید اور زرد رنگ کا جھنڈا (لہٰذا کسی مخصوص رنگ کا جھنڈا ضروری نہیں ہے) (نمبر ۹۳-۹۲-۲۵۹۱)

کرنے کے اصل کام

وہ کام جو کرنے والے ہیں ان کو چھوڑ کر ہم نے آج ان چیزوں کو موضوع بحث بنالیا ہے کہ آپ کے عمامہ شریف کا رنگ کیا تھا، جھنڈے کا رنگ کیسا تھا، یہ نہیں دیکھتے کہ آپ نے اسلام کے لئے کیا کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ اس بات کو ضرور پیش نظر رکھتے ہیں کہ حلوہ کھانا سنت ہے لیکن پتھر کھانے کی سنت، لہولہان ہونے کی سنت، پیٹ پر پتھر باندھنے کی سنت کو بھول جاتے ہیں۔ اگر اصل مقصد سامنے نہ ہو تو خالی رنگوں پہ مناظرے کرنے سے کیا فائدہ؟

امروز قدر گوہر و خارا برابر است ۔۔ باد سموم و باد مسیحا برابر است
چوں درمشام اہل جہاں نیست امتیاز ۔۔ سرگین گاؤ و عنبر سارا برابر است

کسی رنگ کا جھنڈا ہاتھ میں پکڑو اور پوری دنیا پہ چھا جاؤ اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈنکے بجا کر یہود و نصاریٰ کے زور کو توڑ کر اسلام کا بول بالا کردو اور دنیا بھر میں جو مسلمان مظلومیت کی زندگی گزار رہے ہیں ان کو ظلم سے نجات دلا دو اور دشمنان اسلام کو بتا دو۔

مر کے بھی میکدے سے ہم باہر نہ جائیں گے
مے کش ہماری خاک کے ساغر بنائیں گے

کیونکہ

جو ان کی بزم ناز میں آئے نہیں گئے ۔۔ جو چل دیے تو پھر وہ بلائے نہیں گئے

ضعیف، کمزور، مظلوم اور لاچار لوگوں کی پرواہ نہ کرنا اور خود ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی گزارنا یہ اسوہ حسنہ نہیں ہے کیونکہ ان کی خبر گیری نہیں کرو گے تو خدا کی رحمت تم سے

Scanned with CamScanner

بھی روٹھ جائے گی۔ حدیث میں ہے اَبْغُوْنِیْ الضُّعَفَاءَ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِکُمْ. مجھے ضعیف وکمزور لوگوں میں تلاش کرو تمہیں انہی کی وجہ سے روزی دی جاتی ہے اور مدد کئے جاتے ہو۔ (نمبر۲۵۹۴)

غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کو اپناؤ گے تو پھر یہ کہنے میں یقیناً حق بجانب ہوگے۔

میرا کیا کرسکے گی حشر میں بلا — ناز ہے آپ پہ یا حبیب خدا
آپ کا نام لیتے ہی بیڑا میرا — ڈوبتے ڈوبتے ہی سنور جائے گا

الوداعی دعا

★ اعزہ واقرباء کو الوداع کہتے وقت کی دعا: اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ. میں نے تمہارا دین، امانت اور اعمال کے انجام کو اللہ کے سپرد کیا۔ (زیادہ افراد ہوں تو) دینکم ، امانتکم و عملکم کہا جائے۔ (نمبر۱-۲۶۰۰)

خدا تعالیٰ ہمیں رسمی ومروجہ کاموں کے ساتھ ساتھ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بموقع بموقع کی جانے والی دعاؤں کی برکات سمجھنے کی اور ان کو پڑھنے کی بھی توفیق دے کم از کم یہ تو ہے کہ یہ وہ بابرکات کلمات ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے ادا ہوئے ہیں۔ آج ہم مدینہ شریف جاتے ہیں تو احد پہاڑ کو تکتے ہیں کہ چلو ہر چیز بدل گئی ہے مگر پہاڑ تو وہی ہے جس پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں پڑی ہیں تو جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ پڑی وہاں ہماری بھی نگاہ پڑھ جائے گی تو ہوسکتا ہے نجات ہوجائے اور یہ تو وہ الفاظ ہیں جو من وعن سرکار کی زبان اقدس سے ادا ہوئے۔ زندگی کے ان لمحوں کو غنیمت جانو اور آج ہی سے تہیہ کرلو کیونکہ:

ہر روز حسینوں کا دیدار نہیں ہوتا
محبوب کا جلوہ ہے ہر بار نہیں ہوتا

نیۃ المومن خیر من عملہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے۔ آج ہی نیت ہوجائے تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی دعائیں بھی یاد ہونی شروع ہوجائیں اور مدینہ شریف کی حاضری کا بھی انتظام ہوجائے۔

اے موت ابھی ٹھہر مجھے ہے جینے کی تمنا — باقی ہے میرے دل میں مدینے کی تمنا
تربت پہ میری عطر گلابی نہ چھڑکنا — دل میں میرے آقا کے پسینے کی تمنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اہل اسلام کی پناہ گاہ ہیں

کچھ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مہم میں روانہ فرمایا ان میں سے کچھ واپس آگئے اور سمجھے کہ ہم بھاگنے والوں میں سے ہیں چنانچہ ہم مدینہ طیبہ حاضر ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جاکر توبہ کرتے ہیں ہم نماز فجر سے پہلے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انتظار میں بیٹھ گئے جب آپ تشریف لائے تو ہم نے ماجرا عرض کیا کہ "ہم تو فرار ہونے والوں میں ہیں" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا: لَا بَلْ اَنْتُمُ الْعَکَّارُوْنَ. نہیں بلکہ تم جہاد کرنے والے ہو۔ صحابہ کرام کہتے ہیں ہم (خوشی سے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوگئے۔ فَقَبَّلْنَا یَدَہٗ. ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کو بوسہ دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَا فِئَۃُ الْمُسْلِمِیْنَ. میں تو مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوں۔ (نمبر۲۶۴۷)

آہوں کے سہارے جیتے ہیں اشکوں پہ گزارا کرتے ہیں
ہر وقت عشق کی مستی میں آقا کو پکارا کرتے ہیں

★ ایک عورت کو یقین تھا کہ مجھے قتل کردیا جائے گا پھر بھی ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہورہی تھی۔ (نمبر۲۶۷۱)

Scanned with CamScanner

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کافروں کو جو آپ کو اور آپ کے صحابہ کو قتل کرنے کے ارادے سے آئے تھے (ان پہ قابو پاکر) معاف کر دیا۔ (نمبر ۲۶۸۸)

تیور بدل گئے تو زمیں کانپنے لگی
ابرو کے اک اشارے سے محشر بپا ہوا

اولاد کی محبت

★ حضرت ابوالعاص (داماد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت زینب (بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہما کا جہیز میں دیا ہوا ہار اپنے فدیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا دَقَّ لَهَا رِقَّةً شَدِيْدَةً۔ فرط غم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بھر آیا اور لوگوں سے پوچھا اگر تم مناسب سمجھو تو ابوالعاص کو بغیر فدیہ لئے چھوڑ دیا جائے چنانچہ سب نے اجازت دے دی۔ (نمبر ۳۶۹۱)

ان کا درد کہاں تک پہنچا قلب وجگر اور جاں تک پہنچا
ساری دنیا کعبے پہنچی میں کعبے کی جاں تک پہنچا

★ صلح حدیبیہ کے موقع پہ جب عروہ بن مسعود (قریش کے ترجمان) نے بات کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگایا تو حضرت مغیرہ نے اس کے ہاتھ پہ تلوار کا دستہ مارا اور فرمایا: اَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَتِهٖ اپنا ناپاک ہاتھ میرے پاک نبی کی داڑھی مبارک سے دور رکھ۔ (نمبر ۲۷۶۵) کیونکہ تو نجس ہے اور میرے نبی کے بال مبارک تو وہ ہیں کہ:

جس چمن وچ یار میرے جا کے زلفاں کھولیاں
لے چلی باد صبا خوشبو کی بھر بھر جھولیاں

★ کعب بن اشرف گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح ٹھکانے لگایا گیا۔ کعب چونکہ بااثر یہودی تاجر اور بہت مالدار تھا اور اس کا اپنا قلعہ بھی تھا قریش مکہ کی اور یہودیوں کے قبیلے بنو قریظہ اور بنو نضیر کی مسلمانوں کے خلاف بدخواہی پہ آمادہ

رہتا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واصل فی النار کرنے والے صحابی حضرت محمد بن سلمہ کو ایسی بات کرنے کی اجازت بھی دے دی جو بظاہر اس کی حمایت میں جاتی تھی تاکہ کسی طرح اس کو پھنسا کر مارا جاسکے چنانچہ اس کا عبرتناک انجام حدیث (نمبر ۲۷۶۸) میں پڑھئے اور سمجھ کر پڑھئے۔ کیونکہ بے سمجھے پڑھنے میں ذہن میں کوئی الجھن پیدا ہوسکتی ہے۔ ویسے بھی کہتے ہیں:

سمجھ کو سمجھو، سمجھ کے سمجھو، سمجھ سمجھنا بھی اک سمجھ ہے
سمجھ کو گر تو بھی نہ سمجھا، میری سمجھ میں تو ناسمجھ ہے

نہ دولت سے نہ دنیا سے نہ گھر آباد کرنے سے

★ فرض نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھنا تین سو اوقیہ (بارہ ہزار درہم) کی کمائی سے بہتر ہے۔ (۲۷۸۵) کاش خدا تعالیٰ ہمیں دنیوی دولت اکٹھی کرنے کے ساتھ ساتھ دین و آخرت کا سرمایہ جمع کرنے کی بھی توفیق دے کہیں ایسا نہ ہو کہ زندگی کی شام ہو جائے اور ہم صرف چند گز کفن کا لباس لے کر قبر میں پہنچ جائیں۔ محبت الٰہی میں مست ہو کر عبادت کرنے میں جو لطف ہے وہ دنیا کے جام و مینا میں کہاں ہوسکتا ہے۔

ساقی پلا دے جام ہن تے شام ہوگئی
دے دے کے دے نام ہن تے شام ہوگئی

ہم تو وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کے مقصد کو بھی بھول چکے ہیں اور کل من علیها فان، کل شیء هالك کے بارے میں سمجھتے ہیں کہ یہ آیات شاید ہمارے بارے میں اتری ہی نہیں۔

ایسی یادوں میں گھرے ہیں جن سے کچھ حاصل نہیں
اور کتنا وقت ان یادوں میں کھونا ہے ابھی

(منیر نیازی)

دنیا کی رنگینیوں میں کھو جانا اور اپنے رب کو بھی بھلا بیٹھنا یہ کیا عقلمندی کی بات

Scanned with CamScanner

ہے؟ دنیا جتنی بھی حسین وجمیل اور دلفریب ہے اس کی جنت کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے؟ مچھر کے پر کے برابر اور ہاں جنت میں کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر بنائی گئی۔ اس پر میر تقی میر کی ایک ظریفانہ رباعی سن لیں کہ جب وہ کسی یورپی ملک میں پراگندہ حالت میں ایک مشاعرہ میں شامل ہوا تو اہل مجلس جو نہ جانتے تھے وہ اس کو ہنس ہنس کے دیکھ رہے تھے اور جب تعارف چاہا تو میر صاحب نے فرمایا:

کیا بود و باش پوچھو ہو یورپ کے ساکنو
ہم کو غریب جان کے ہنس ہنس پکار کے
دلی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب
ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے

کیا یورپ اور کیا دنیا کی دولت جس کی طرف اب دیندار لوگ بھی حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور ساری زندگی دولت کمانے کے لئے بیرون ممالک گزار دیتے ہیں۔ الامان الحفیظ۔ حضرت میاں محمد صاحب فرماتے ہیں:

تنے حرف طمع دے یارو تنے ای نکتیوں خالی
خالی نال پیاوا میرا میں وی رہ گیا خالی

کِتَابُ الضَّحَایَا (قربانی کا بیان)

★ قربانی کی استطاعت نہ رکھنے والا، بال کٹائے، ناخن اترائے، مونچھیں پست کرائے اور موئے زیر ناف صاف کرلے تو یہی اس کی قربانی ہے۔ (نمبر ۲۷۸۹)

★ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بارے میں ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان کو دو دنبوں کی قربانی کرتے ہوئے دیکھا اور عرض کیا ما ھذا؟ یہ کیا ہے؟ یعنی قربانی تو ایک لازم ہے آپ دو کیوں کررہے ہیں تو انہوں نے فرمایا: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ

عَنْہُ فَاَنَا اُضَحِّیَ عَنْہُ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میری طرف سے بھی قربانی کرنا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پہ عمل کررہا ہوں۔
(نمبر ۲۷۹۰)

رمز ہستی، راز فطرت سر ذات و کائنات
ہر خبر پائی تلاش مصطفیٰ کرتے ہوئے

عام لوگوں کو فوت ہونے کے بعد جو ایصال ثواب کیا جاتا ہے وہ تو ان کی نیکیوں میں اضافہ کے لئے، اخروی نجات کے لئے، گناہوں کی معافی کے لئے کیا جاتا ہے مگر محبوبان بارگاہِ خداوندی کی بارگاہوں میں ایصال ثواب ان کی ذوات قدسیہ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کے لئے کیا جاتا ہے کیوں کہ وہ تو ایصال ثواب کے حاجت مند نہیں ہوتے۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان کے بعد جب تم میرے لئے مقام محمود و وسیلہ کی دعا کرو گے تو تم پہ میری شفاعت واجب ہوجائے گی تو اصل میں ۔ نام اپنا ان کے ذکر سے چمکا رہے ہیں ہم:

لوگ چمکاتے چلے جائیں گے اپنے روز و شب
اسوۂ سرکار سے کسب ضیاء کرتے ہوئے

★ اونٹ کی قربانی بھی سات آدمیوں کی طرف سے ہوگی۔
(نمبر ۹-۸-۲۸۰۷)

★ عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔
(نمبر ۳۶-۳۸۳۴)

مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ ایک ایک دنبہ سے کیا۔ (نمبر ۲۸۴۱) لہٰذا ہر طرح جائز ہوا۔

★ حضرت سفیان نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میرے خیال میں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت ہے۔ مَنْ سَکَنَ الْبَادِیَۃَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّیْدَ غَفَلَ

وَمَنْ اَتَى السُّلْطَانَ افْتُتِنَ۔ (نمبر ۲۸۵۹)
جنگل (یا دیہات) میں رہنے والے کا دل سخت ہو جاتا ہے شکار کا پیچھا کرنے والا غافل ہو جاتا ہے اور جو بادشاہ کے پاس حاضری دے وہ فتنے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

كِتَابُ الْوَصَايَا (وصیتوں کا بیان)

★ اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ انہیں تنگدست چھوڑا جائے اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اہل وعیال پر خرچہ کرنا بھی ثواب کا کام ہے۔ (نمبر ۲۸۶۴)

★ زندگی میں ایک درہم صدقہ کرنا موت کے وقت ایک سو درہم صدقہ کرنے سے افضل ہے۔ (نمبر ۲۸۶۶)

★ وصیت کرتے ہوئے ورثاء کو نقصان پہنچانا ساٹھ سال کی عبادت کو ضائع کر دیتا ہے اور اس کے لئے دوزخ واجب ہو جاتی ہے۔ (نمبر ۲۸۶۷)

★ اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے۔ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ۔ وارث کے لئے وصیت (کی ضرورت) نہیں۔ (نمبر ۲۸۷۰)

★ احتلام کے بعد یتیمی ختم ہے اور دن بھر خاموش رہنا کوئی روزہ نہیں ہے۔
(نمبر ۲۸۷۳)

★ اگر مرنے والا مسلمان ہو پھر تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرو یا صدقہ کرو یا حج کرو تو اس کو ضرور ثواب پہنچے گا۔ (نمبر ۲۸۸۳) مرنے والے کے ورثاء کو جو اپنے پیارے کی وفات کا صدمہ پہنچا اس صدمہ کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لئے اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر کتنی مہربانی فرمائی کہ ہم اس کو ایصال ثواب کرتے رہیں اور ہمارے دل کو تسلی ہوتی رہے کہ اس کو فائدہ پہنچ رہا ہے پھر ایسے محبوب

کی بارگاہ ناز میں کیوں نہ ہر وقت عقیدت کے پھول نچھاور کرتے رہیں اور جسم سے نہیں تو دل سے آپ کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت حاصل کرتے رہیں۔

بارگاہ پاک میں پہنچیں ثناء کرتے ہوئے
مدعا اپنا حضور مصطفیٰ کرتے ہوئے
کوئی آنے جانے والا ہر گھڑی نظروں میں تھا
کھوتے یوں نظارۂ غارِ حرا کرتے ہوئے
تھام کر دامن کو ان کے بے محابا رو دیا
میں کہ گھبراتا تھا ان کا سامنا کرتے ہوئے

(حفیظ تائب)

كِتَابُ الْفَرَائِضِ (میراث کا بیان)

★ علم (دراصل) تین ہیں باقی زائد ہیں۔ (۱) محکمہ آیات کا علم۔ (۲) قائم کرنے والی سنتوں کا علم۔ (۳) میراث کے حصوں کا علم از روئے انصاف۔
(نمبر ۲۸۸۵)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا (بچا ہوا) پانی چھڑکا تو بے ہوش ہوش میں آ گیا۔ (نمبر ۲۸۸۶)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غسالے میں اللہ تعالیٰ نے یہ برکت رکھی ہے تو آپ کے طریقوں میں کتنی برکت ہوگی کاش کہ مسلمان اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو اپنا کر ہوش مندی کی زندگی گزاریں اور آخرت کی کامیابیاں حاصل کر لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع خدا کی محبوبیت کی علامت ہے فاتبعونی یحببکم اللہ اور آپ کا بولنا خدا کا بولنا وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحیٌ یوحٰی وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے مگر وہ جو ان کی طرف وحی کی جاتی ہے۔

Scanned with CamScanner

یہ کیا اعجاز ہے اے کملی والے　　خدا لہجے میں تیرے بولتا ہے

★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ جب اپنی بیماری کی وجہ سے زندگی سے مایوس ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یَا جَابِرُ لَا اَرَاكَ مَيِّتًا مِّنْ وَّجَعِكَ هٰذَا۔

اے جابر! میں نہیں دیکھتا کہ تم اس بیماری میں فوت ہو جاؤ گے۔ (نمبر ۲۸۸۷)

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

اس موقع پہ آیت کلالہ کا نزول ہوا۔ سوال حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا فتویٰ خدا نے خود دیا۔

یستفتونك قل اللہ یفتیکم فی الکلالة۔

اللہ اللہ ان کی زبان کا رتبہ　　عرش سے فرش نشینوں کو سلام آتا ہے

سلٰم علیکم طبتم فادخلوھا خلدین۔ فسلٰم لك من اصحب الیمین

جا کے طیبہ کی فضاؤں میں محسوس ہوا
آسماں بھی تیرے کوچے کی زمیں ہوتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جانوں کے بھی ہم سے زیادہ مالک ہیں

نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم تاجدار عرب وعجم احمد مجتبیٰ حضرت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

اَنَا اَوْلٰی بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ۔ (نمبر ۲۹۰۱)

میں ہر مسلمان کا اسکی جان سے بھی زیادہ مالک ہوں لہٰذا جو قرضہ یا اولاد چھوڑ کر مرے تو وہ میری ذمہ داری ہے اور جو مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے اور میں اس کا والی وارث ہوں جس کا کوئی وارث نہ ہو۔

اہل علم میں سے بالخصوص امام قاضی عیاض نے شفا شریف میں، امام احمد خطیب قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں نقلاً وتذکیراً بیان فرمایا، امام شہاب الدین خفاجی مصری

نے نسیم الریاض میں اور علامہ محمد عبدالباقی زرقانی نے شرح مواہب میں شرحاً وتفسیراً بیان کیا۔

من لم یر ولایة الرسول علیه السلام فی جمیع احواله ولم یر نفسه فی ملكه لا یذوق حلاوة لسنة.

جو شخص ہر حال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں نہ جانے وہ آپ کی سنت کی حلاوت کو نہ چکھ سکے گا۔

دل تو کیا سرکار دو عالم کے حضور
بارہا جاں سے گزرنے کا مقام آیا ہے

خراج، غنیمت اور حکمرانی کا بیان

★ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عہدہ طلب کیا ان کو نہ عطا فرمایا اور ابن ام مکتوم (نابینا صحابی) کو دو مرتبہ مدینہ شریف میں اپنا نائب بنایا۔
(نمبر ۳۱-۲۹۳۰)

★ اچھا وزیر وہ ہے جو حکمران کا خیر خواہ ہو وہ بھولے تو اس کو یاد دلائے اور برا وہ ہے جو اس کے برعکس ہو۔ (نمبر ۲۹۳۲) اس حدیث شریف میں شرعی حکمرانی کے ایسے عمدہ اصول بیان فرمائے گئے ہیں کہ جو لالچ ومفاد پرستی سے بالاتر ہو کر حکومت کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں ان کو یہ حدیث ہر وقت پیش نظر رکھنی چاہئے۔ دو جہاں کے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی کامیابیوں کے لئے ہر قسم کی ہدایت سے نواز دیا ہے۔ اب جس کے دل میں آئے پائے وہ روشنی۔

کملی والے آقا دو جگ کے سہارے ہیں
والی ہیں وہ امت کے اللہ کے پیارے ہیں

★ جہاد نہ کرنے، زکوٰۃ نہ دینے پر ایک وفد کے ساتھ رضامندی ظاہر فرمادی مگر نماز کی معافی نہ دی اور فرمایا: لَاخَيْرَ فِيْ دِيْنٍ لَيْسَ فِيْهِ رُكُوْعٌ۔ جس دین میں رکوع

Scanned with CamScanner

(نماز، خدا کی بارگاہ میں جھکنا) نہیں اس دین میں کوئی خیر نہیں۔(نمبر ۳۰۲۶)

★ نجران کے عیسائیوں سے اس شرط پر صلح فرمائی کہ ان کا کوئی گرجا نہ گرایا جائے گا نہ ان کے کسی پادری کو نکالا جائے گا اور نہ ان کے دین میں مداخلت کی جائے گی جبکہ وہ کوئی نئی بات نہ نکالیں اور سود نہ کھائیں۔(نمبر ۳۰۴۱)

بیٹھا ہوں اس درخت کے سائے میں اس لئے
اک زلف مہرباں تھی اسی چھاؤں کی طرح

چہ بے خبر زمقام محمد عربی است

حلال وحرام کا اختیار اللہ اور اس کے رسول دونوں کو ہے۔(نمبر ۳۰۵۰) قرآن حکیم میں ہے ویحل لھم الطیب ویحرم علیھم الخبئث۔ مسلم شریف کی ایک حدیث (نمبر ۴۷۳) میں گزرا کہ ایک خارجی (یزید الفقیر) نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما پہ اعتراض جڑ دیا کہ آپ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو دوزخ سے نکالیں گے حالانکہ قرآن فرماتا ہے کلما ارادوا ان یخرجوا منھا اعیدوا فیھا۔ (غور کرو جابر بن عبداللہ کو قرآن سمجھا رہا ہے) انہوں نے فرمایا فھل سمعت بمقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو نے محمد رسول اللہ کے مقام (محمود) کے بارے میں نہیں سنا۔ چہ بے خبرز مقام محمد عربی است۔ آج کل بھی اسی ذہنیت کے لوگ قرآن فہمی کی بات کر کے بڑے بڑوں کو غلط ثابت کرنے کی کوشش میں ہیں۔ جن اولیاء کی وجہ سے دین پھیلا وہ نعوذ باللہ سب بے دین تھے اور آج ان کو پتہ چلا ہے دین کیا ہے شریعت کیا ہے اور عقیدۂ توحید کیا ہے۔ ان ابلیسی توحید والوں کو کیا کہا جائے سوائے اس کے کہ ۔ یہ حکمت اپنی گھر رکھئے ہمیں بیمار رہنے دیں۔ اور صاحب اختیار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے بارے میں اس کے سوا کیا کہوں:

وہ رفعت خیال وہ حسن بیاں نہیں — جو کچھ کہا حضور کے شایان شاں نہیں
پہچانے جو مقام رسالت رموز عشق — وہ دل نہیں، وہ آنکھ نہیں، وہ زباں نہیں

پاس ادب ہے شرط متاع ہنر کے ساتھ — یہ کوچہ حبیب ہے، کوئے بتاں نہیں
سرکار دو جہاں سا کوئی کائنات میں — مشفق نہیں، رفیق نہیں، مہرباں نہیں
کردار وہ، کہ اپنے پرائے امیں کہیں — محسن وہ، جس سے دشمن جاں بدگماں نہیں
عفو و عطاء، نمود و نمائش سے بے نیاز — جود و سخا میں مصلحت اندیشاں نہیں
اتنے سکڑ گئے ہیں محبت کے فاصلے — اب میرے اور ان کے کوئی درمیاں نہیں

اعظم گزر رہی ہے کس آسودگی کے ساتھ
سایہ ہے ان کا سر پہ مرے آسماں نہیں

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کے ساتھ قرضہ کے سلسلہ میں بدکلامی کرنے والے کا سارا قرضہ اتار دیا اور حضرت بلال خوش ہو گئے۔(نمبر ۳۰۵۵)

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

★ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درختوں کا علاقہ عطا فرمادیا۔(نمبر ۳۰۶۹) اس حدیث کا حوالہ لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ میں نے ایک بدزبان شیعہ ذاکر کی زبان سے خود بھری مجلس میں زمانہ طالب علمی میں سنا کہ وہ بکواس کر رہا تھا "ہم سے صحابہ کے بارے میں بات نہ کیا کرو ورنہ تمہیں بتائیں گے کہ کس کے باپ کا نام کیا ہے اور کس کے باپ کا نام کیا ہے اور حضرت زبیر کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا جس کے باپ کا پتہ ہی نہیں اس کا باپ پوری عوام کو بنا دیا یعنی حضرت زبیر بن عوام۔ وہ بد بخت کیا جانے کہ حضرت زبیر حواری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی سگی ہمشیرہ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کے صاحبزادے ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں نوعمری میں اسلام قبول کیا تمام غزوات میں شریک ہو کر داد شجاعت وصول کی۔ راہ خدا میں سب سے پہلے تلوار اٹھائی۔ جنگ جمل میں حضرت عائشہ کے ساتھ تھے، میدان کارزار گرم ہوا تو حضرت علی نے انہیں

مصروف پیکار دیکھ کر بلایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان سنایا بس فرمانِ اقدس سننے کی دیر تھی کہ جنگ سے ہاتھ اٹھالیا اور مدینہ شریف کی طرف روانہ ہو گئے اور راستے ہی میں عبداللہ بن جرموز یا عمیرہ بن جرموز نے وادی سباع میں دھوکے سے شہید کر دیا۔

صحابہ کرام کی توہین بدبختی کی انتہا ہے

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی صحابی کے بارے میں بدکلامی کرنے والا بدبخت ہے۔ پھر ایسے عظیم الشان صحابی کے بارے میں ایسی گندی بات کرنا یہ سلسلہ کہاں تک جائے گا۔ یقیناً ایسے بدکلام کو دوزخ تک لے جائے گا۔ حبیب جالب نے تو شاید کس مقصد کے تحت کہا تھا مگر ایسے بدزبانوں کی بدزبانی یاد آتی ہے تو یہ نظم اس موقع پر بے جا نہیں لگتی ہے۔ بیکسوں غریبوں کی جگہ صحابہ کا لفظ پڑھ لیں اور امیروں متکبروں کی جگہ ایسے بدزبان ذاکروں اور جگ ہنسائی کی جگہ ان کی مجلسوں میں جو بدزبانی ہوتی ہے اور اس کو سن کر واہ واہ کی آوازیں اٹھائی جاتی ہیں وہ مراد لے لیں۔

ہوئی ظلم کی انتہاء کملی والے
بچا کملی والے، بچا کملی والے
غریبوں کی عزت کھلونا بنی ہے — ازل سے امیروں کی گردن تنی ہے
کرن کوئی چھوتی نہیں بیکسوں کو — جہاں روشنی ہے وہیں روشنی ہے
نئے چاند سورج اگا، کملی والے
بچا کملی والے، بچا کملی والے
یہی ایک فیصد ہیں گھیرے خدائی — انہی کی بدولت ہے ہر جگ ہنسائی
ترے نام پر نفرتیں بانٹتے ہیں — دہائی محبت کے رہبر دہائی
نشاں ان کے شر کا مٹا کملی والے
بچا کملی والے، بچا کملی والے

تجھی کو ہر اک زخم اپنا دکھاؤں — کسی مقتدر کا نہ احساں اٹھاؤں
مددگار تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا — مدد کے لئے میں تجھی کو بلاؤں
یہی آئی دل سے صدا کملی والے
بچا کملی والے، بچا کملی والے

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم ثمود کے ایک شخص کی قبر کے اندر کے حالات دیکھ لئے اور ہزاروں سال بعد یہ بھی بتا دیا کہ اسکی قبر کھودو گے تو تمہیں سونے کی سلاخ بھی ملے گی۔ (نمبر ۳۰۸۸)

اور کوئی غیب تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

کِتَابُ الْجَنَائِزِ (جنازے وغیرہ کا بیان)

★ مومن بیمار ہونے کے بعد جب شفا پاتا ہے تو اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور آئندہ کے لئے نصیحت اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَصَابَهُ السَّقَمُ ثُمَّ اَعْفَاهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَانَ كَفَّارَةً لِّمَا مَضٰى مِنْ ذُنُوْبِهٖ وَمَوْعِظَةً لَّهٗ فِيْمَا يَسْتَقْبِلُ ...... اور منافق...... اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کتنا پیار فرماتا ہے۔ (نمبر ۳۰۸۹) اور اس پیار کا مکمل ظہور اس وقت ہوگا کہ

حشر میں جب آقا کی سواری آئے گی
ان کے صدقے میں رحمت نکالی جائے گی

★ جیسے آگ سے سونے چاندی کا میل کچیل دور ہو جاتا ہے اسی طرح بیماری سے گناہوں کی میل اتر جاتی ہے فَاِنَّ مَرَضَ الْمُسْلِمِ...... (نمبر ۳۰۹۲)

★ شہادت اگرچہ بہت بڑا اعزاز ہے لیکن کسی عزیز کی شہادت پہ غمگین ہونا تقاضائے فطرت ہے۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضور

صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بوسہ دے رہے تھے اور رو رہے تھے۔ (نمبر ۳۱۶۳) اور جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان (حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر اور عبداللہ بن رواحہ) کی شہادت پر غم کا اظہار فرمایا: یُعْرَفُ فِیْ وَجْھِہِ الْحُزْنُ۔ (۳۱۲۲) لہٰذا نام نہاد جہادی تنظیموں کا لوگوں کے بچوں کو مروا کر جشن و خوشیاں منانا کس کھاتے میں جائے گا شاید اس لئے کہ ان کے شہید چند ماہ بعد بخیر و عافیت اپنے اپنے گھروں کو واپس آجاتے ہیں۔ ایسی شہادت پہ خوشیاں منائی جاسکتی ہیں قاری حفیظ بے چارہ قسمت کا مارا اب تک رو رہا ہے کہ حافظ سعید نے میرے بیگناہ بچے کو مروا دیا۔

شیخ دوزخ سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے
ہم تو صورت ہی تیری دیکھ کے ڈر جاتے ہیں

بھلا ہمیں ان سے واسطہ کیا۔۔۔

مگر حضرت امیر حمزہ عم المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کا منظر سامنے ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہوں اگر مجھے اپنی پھوپھی صفیہ کی اذیت کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو اسی طرح چھوڑ دیتا۔ (نمبر ۳۱۳۶) اب ہم آج کل کے نام نہاد لیڈران کے کردار کو دیکھیں یا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنائیں۔

یہ زائران حریم مغرب لاکھ رہبر بنیں ہمارے
بھلا ہمیں ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے نا آشنا رہے ہیں

★ حضرت عائشہ صدیقہ افسوس فرماتی تھیں کہ کاش وہ بات جو مجھے بعد میں یاد آئی وہ پہلے یاد آجاتی اور ہم (ازواج مطہرات) خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیتیں (کیونکہ خاوند کی وفات کے بعد بیوی اس کے جسم کو ہاتھ بھی لگا سکتی ہے غسل بھی دے سکتی ہے لیکن بیوی کے مرنے کے بعد خاوند اس کے جسم کو چھو بھی نہیں سکتا اور غسل بھی نہیں دے سکتا) (نمبر ۳۱۴۱)

★ کفن میں مبالغہ کرنے سے منع فرمایا گیا: فَاِنَّہٗ یَسْلُبُہٗ سَلْبًا سَرِیْعًا۔ کیونکہ آخر کار وہ جلد ہی خراب ہو جائے گا (تو فضول خرچی کرنے کی کیا ضرورت ہے لہٰذا گدے چادریں بچھانے سے پرہیز کیا جائے) (نمبر ۳۱۵۴)

★ بہترین قربانی سینگوں والے دنبے کی ہے۔
خَیْرُ الْاُضْحِیَۃِ الْکَبْشُ الْاَقْرَنُ۔ (نمبر ۳۱۵۶)

★ غیر مقلدین کو چاہئے کہ میت کو کندھا دینے پر وضو کیا کریں کیونکہ حدیث میں ہے وَمَنْ حَمَلَہٗ فَلْیَتَوَضَّأْ۔ (نمبر ۳۱۶۱) اسی طرح کی الزامی باتیں کتاب کے آخر میں لکھی جائیں گی تاکہ صرف اونچی آمین، رفع یدین وغیرہ پر سارا زور لگانے والے ان باتوں کی طرف بھی توجہ کریں۔

بلند آواز سے ذکر کرنے والے کی مرنے کے بعد عزت وشان

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں (یا احتیاط کے پیش نظر فرماتے ہیں) سمعت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے فرمایا: لوگوں نے قبرستان میں روشنی دیکھی تو وہاں گئے کیا دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر تشریف فرما ہیں اور فرما رہے ہیں نَاوِلُوْنِیْ صَاحِبَکُمْ۔ اپنا ساتھی (مرنے والا) مجھے پکڑاؤ (تاکہ میں خود اپنے ہاتھوں سے اسے قبر میں اتاروں) جب تحقیق کی گئی کہ اس کو اتنا بڑا اعزاز کیوں عطا کیا جا رہا ہے تو معلوم ہوا کہ فَاِذَا ھُوَ الرَّجُلُ الَّذِیْ کَانَ یَرْفَعُ صَوْتَہٗ بِالذِّکْرِ۔ یہ دنیا میں بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتا تھا۔
(نمبر ۳۱۶۴)

بہت سارے علماء ذکر خفی کو افضل کہتے ہیں کیونکہ اس میں ریا کاری نہیں ہوتی لیکن اونچی آواز سے ذکر کرنے والے کو اللہ کے نبی کی بارگاہ سے یہ اعزاز نصیب ہے۔ لہٰذا ہر کوئی اپنے ذوق کے مطابق ذکر کرتا رہے مگر دوسرے پر تنقید نہ کرنی

Scanned with CamScanner

چاہئے۔ بلند آوازوں سے ذکر کرنے والے کو کسی نے جب ریا کار کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ریا کار نہیں بلکہ آواہ آہ وزاری کرنے والا ہے۔ (مسند احمد) جس کو الف ب بھی نہیں آتی وہ بھی اپنے آپ کو سو فیصد صحیح اور دوسرے کو کم از کم ننانوے فیصد غلط سمجھتا ہے۔

کہاں مارا ہے لاکر آدمیت کی تمنا نے
یہاں تو منصفوں کے فیصلے قاتل بدلتے ہیں

مگر ایسوں کو جواباً کہا جاسکتا ہے کہ:

اتنی بدخویاں نہیں اچھی ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں
کوئی پوچھے تو مدعا کیا ہے

اور مدعا اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ جب مریں گے تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رحمت والے نورانی ہاتھوں سے ہمیں قبر میں اتاریں گے۔

راہزنوں اور راہبروں کو غور سے پہچان کر
مولوی جی منصفی کرنا خدا کو مان کر

★ جس کی نماز جنازہ میں تین صفیں ہوں اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (نمبر ۳۱۶۶) اور چالیس مخلص مسلمان بھی نماز جنازہ میں شامل ہو جائیں تو ان کی سفارش قبول ہوگی۔ (نمبر ۳۱۷۰)

★ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کا عمل منسوخ ہوگیا۔ (نمبر ۳۱۷۵)

★ نبی علیہ السلام کی شان یہ نہیں ہے کہ وہ (کسی کو قتل کرانے کے لئے) اشارے سے کام لیں۔ قتل ہونے والا قتل سے بچ گیا اور اس کو اسلام کی دولت نصیب ہوگئی۔ (نمبر ۳۱۹۴)

اِنَّہٗ لَیْسَ لِنَبِیٍّ اَنْ یُّوْمِضَ۔ (حدیث کے آخری الفاظ)

★ عورت کا جنازہ پڑھاتے ہوئے میت کے درمیان میں کھڑے ہونا اور چار

تکبیر نماز جنازہ کی حدیث۔ (نمبر ۹۶-۳۱۹۵)

نماز جنازہ کے فوراً بعد دعا کرنا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَہُ الدُّعَاءَ۔ جب تم میت پہ نماز (جنازہ) پڑھ چکو تو پھر خالصتاً اس کے لئے دعا کرو۔ (نمبر ۳۱۹۹) کیونکہ پہلی دعا تو سب کے لئے ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا...... نہ کہ خالصتاً میت کے لئے۔ پھر فاتعقیب کے لئے ہے کہ نماز جنازہ کے فوراً بعد دعا کیا کرو۔ بعض لوگ بڑے دھڑلے سے کہہ دیتے ہیں جی نماز جنازہ خود دعا ہے تو دعا کے بعد دعا کرنے کا کیا مطلب؟ اس کا ایک جواب تو حدیث میں آگیا کہ نماز جنازہ کی دعا خالص میت کے لئے نہیں ہوتی بلکہ سب کے لئے ہوتی ہے جب کہ حدیث میں خالص میت کے لئے دعا کا حکم ہے اور دوسرا جواب الزامی ہے جو یہ ہے کہ کیا دعا کے بعد دعا کی جائے تو وہ بددعا ہو جاتی ہے؟

ہم بدلنا چاہتے تھے نظم میخانہ تمام　آپ نے بدلا ہے لیکن صرف میخانے کا نام

مرنے والے کے لیے دعا کیوں کی جاتی ہے؟

ہاں یہ مسئلہ ہے کہ نماز جنازہ کے بعد صفوں کو توڑ کر دعا کرنی چاہئے اسی جگہ کھڑے ہو کر نہ کی جائے تاکہ نماز جنازہ میں زیادتی کا شبہ پیدا نہ ہو۔ (الجامع الصغیر ج ۲ ص ۵۳۳) پھر دعا تو عبادت کی جان اور مغز ہے اس سے روکنا کس قدر بدبختی ہے۔ حدیث میں ہے لیس شیء اکرم علی اللہ تعالٰی من الدعا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۹۵) اللہ کی بارگاہ میں دعا سے بڑھ کر عزت والی کوئی چیز نہیں ہے اور قرآن مجید میں ہر وقت دعا کا حکم ہے اور قبولیت کی بشارت بھی ہے۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ (البقرہ: ۱۸۶) اور پھر مرنے کے بعد سوائے دعا کے انسان کا مرنے والے کے ساتھ

Scanned with CamScanner

تعلق ہی کیا رہ جاتا ہے تو کیا دعا اس لئے نہ کی جائے کہ کہیں بخشا نہ جائے؟ الدعا یرد البلاء (الجامع الصغیر ص ۲۵۹) دعا مصیبت کو ٹال دیتی ہے اور اس سے بڑھ کر کیا مصیبت ہوگی کہ انسان دنیا سے جا رہا ہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ایمان کی پونجی سے محروم ہو کر چلا جائے اس لئے اہل اسلام دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کو ایمان کی سلامتی کے ساتھ دنیا سے لے جانا اور خدا کا حکم بھی ہے ادعونی استجب لکم (الغافر) تم مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ میرے بندے مجھ سے دعا کریں (مشکوٰۃ ص ۱۹۵) بلکہ جو دعا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۹۵)

نگاہ غور سے دیکھو تو عقدہ صاف کھل جائے
وفا کے بھیس میں بیٹھا ہے کوئی بے وفا ہو کر

★ نماز جنازہ کے اندر مانگی جانے والی دعا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا ...... (نمبر ۳۲۰۱)

★ مردے کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔ (نمبر ۳۲۰۷)
کَسْرُ عَظْمِ الْمَیِّتِ کَکَسْرِہٖ حَیًّا۔

ایک ذوق کی بات

ہم نے بخاری و مسلم کی کئی احادیث میں تصور شیخ کے عنوان سے یہ بات لکھی ہے کہ کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی حالت میں مثلاً مسواک کرتے ہوئے دیکھا تو سالوں بعد بیان کرتے ہوئے فرمایا گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کر رہے ہیں۔ یہاں ایک حوالہ ان چار صحابہ کرام کے بارے میں ہے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر انور میں اتارا تھا راوی کہتے ہیں کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْھِمْ اَرْبَعَۃً گویا میں ان چاروں کو اب بھی دیکھ رہا ہوں (کہ کس طرح آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں اتار رہے ہیں) (نمبر ۳۲۱۰) گویا کہ یہ صحابہ کرام

کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت کی دلیل ہے اور دنیا و آخرت کی سربلندی کا راز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت میں ہی پوشیدہ ہے۔ (فاتبعونی یحببکم اللہ) مگر امیر کارواں ہی اس ذوق کا نہ ہو تو جماعت تو بھاڑ میں جائے گی۔

رہ منزل میں سب گم ہیں مگر افسوس تو یہ ہے
کہ امیر کارواں ہیں انہی گم کردہ راہوں میں

★ قبر میں مردے کو پاؤں کی طرف سے بھی داخل کیا جا سکتا ہے۔ (نمبر ۳۳۱۱) اس بارے میں اختلاف آئمہ دیکھئے (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۰۳ حاشیہ نمبر ۵)

(ابوطالب کے بارے میں اعلیٰ حضرت کے رسالہ شرح المطالب فی مبحث ابی طالب میں تین آیات، پندرہ احادیث اور دس صحابہ کرام و تابعین کے ایک سو پچاس اقوال جمع فرمائے ہیں کہ وہ ایمان نہیں لائے تھے (حدیث نمبر ۳۳۱۴) کے تحت علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری کی تحقیق)

★ قبر پر نہ بیٹھو، نہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو، نہ جوتے پہن کر قبروں کے درمیان چلو۔ (نمبر ۲۹-۳۲۲۸)

★ سماع موتی کے بارے میں حدیث کہ مردہ لوٹنے والوں کے جوتوں کی آواز بھی سنتا ہے۔ (نمبر ۳۲۳۱) اس مسئلہ پہ اعلیٰ حضرت کا رسالہ حیات الموات فی بیان سماع الاموات دیکھئے جس میں پوری وضاحت کے ساتھ اس مسئلہ کو واضح فرمایا گیا ہے جس کو پڑھ کر آپ یقین کر لیں گے کہ:

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

چھ ماہ بعد قبر کھودی گئی تو جسم سلامت تھا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد کو ایک اور آدمی کے ساتھ دفن کیا گیا تھا اور میرے دل میں ایک تمنا کروٹیں لے رہی تھی (کہ میں ان

Scanned with CamScanner

کو علیحدہ دفن کروں چنانچہ)

فَاَخْرَجْتُہٗ بَعْدَ سِتَّۃِ اَشْہُرٍ فَمَا اَنْکَرْتُ مِنْہُ شَیْئًا اِلَّا شُعَیْرَاتٍ کُنَّ فِیْ لِحْیَتِہٖ مِمَّا یَلِی الْاَرْضَ ۔ پس میں نے سوائے داڑھی مبارک کے چند بالوں کے جو زمین کے ساتھ لگے ہوئے تھے اور کوئی تبدیلی نہ پائی۔ (نمبر ۳۲۳۲) کیا خیال ہے ان بدبختوں کے بارے میں جو انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مقدسہ کے بارے میں اس قدر گندہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس کو بیان کرنے سے بھی شرم آتی ہے اس حدیث نے ان کے اس نظریہ کی خوب حجامت کردی ہے۔

کل تک حجام سب کا مونڈتا پھرتا تھا سر
آج اس کوچے میں اس کی بھی حجامت ہوگئی

کِتَابُ الْاَیْمَانِ وَالنُّذُوْرِ (قسم اور نذر کا بیان)

★ جو مغلوب ہو کر دیدہ دانستہ جھوٹی قسم کھائے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ (نمبر ۳۲۴۲)

★ جھوٹی قسم کا وبال سن کر دعویٰ واپس لے لیا اور زمین مدمقابل کو دے دی۔ (نمبر ۳۲۴۴)

★ منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھوٹی قسم اٹھانے کا گناہ عظیم اگرچہ تر مسواک کی ہو۔ (نمبر ۳۲۴۶)

★ جو قسم اٹھائے کہ میں اسلام سے دور ہوں تو وہ دور ہوگیا۔ (نمبر ۳۲۵۸)

★ کسی دوسرے کو قسم نہ دی جائے کہ تجھے قسم ہے یہ کام کر۔ (نمبر ۳۲۶۷)

★ نذر کسی شے کو ٹالتی تو نہیں مگر اس سے بخیل کا مال نکل آتا ہے۔ (جو اس نے ویسے نہیں نکالنا تھا) (نمبر ۳۲۸۷)

★ گناہ کی قسم توڑنے پر بھی کفارہ ہے۔ (نمبر ۸۱-۳۲۹۰)

★ بیت المقدس میں نفل پڑھنے کی نذر مانی ہے تو جہاں چاہے پڑھ لے۔ (نمبر ۶-۳۳۰۵)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پہ دف بجانے کی نذر ماننے والی کو نذر پوری کرنے کی اجازت دی۔ (نمبر ۳۳۱۲)

★ نذر اسی شے کی مانی جائے گی جو اپنی مِلک میں ہو ورنہ اس کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے۔ (نمبر ۳۳۱۶) النذر فی مالا یملک.

★ ان شاء اللہ کہنے سے عمل کرنا لازم نہیں ہوتا۔ (نمبر ۳۳۳۲)

کِتَابُ الْبُیُوْعِ (تجارتوں کا بیان)

تجارت چونکہ بڑا مقدس پیشہ ہے جس کا تعلق مال بڑھانے سے ہوتا ہے اس لئے اس میں حدود و قیود کو متعین کیا گیا ہے اور پھر لین دین میں غلط بیانی کے خدشات بھی ہوتے ہیں اس لئے صدقہ و خیرات کرنے کا حکم دے کر مال کی محبت کو دل سے کم کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ لہٰذا جہاں دنیوی زندگی کے تحفظ کے لئے اپنا مال بینکوں اور مختلف سکیموں میں استعمال کیا جاتا ہے وہاں اخروی زندگی کو سنوارنے کے لئے بھی راہ خدا میں خرچ کرکے اس کو توشہ آخرت بنایا جائے۔ اسی کو قرآن نے مال کو بڑھنا قرار دیا ہے کہ سود لینے سے مال گھٹتا ہے اور زکوٰۃ دینے سے مال میں اضافہ ہوتا ہے۔

مال کی کثرت اگر منظور ہے خیرات کر
ایک کے دنیا میں دس، عقبیٰ میں ستر دیکھ لے

وہ خلاق عالم جس کی قدرت کاملہ کا ادراک انسانی طاقت سے باہر ہے، عرش سے فرش تک جدھر نظر کیجئے اسی کی قدرت جلوہ گر ہے۔ حیوانات و نباتات و جمادات اور تمام مخلوقات اسی کی مظہر ہیں۔ اس نے اپنی مخلوقات میں انسان کے سر پر تاج کرامت و عزت رکھا اور اس کو مدنی الطبع بنایا کہ زندگی بسر کرنے میں یہ اپنے بنی نوع

Scanned with CamScanner

کا محتاج ہے کیونکہ انسانی ضروریات اتنی زائد اور ان کی تحصیل میں اتنی دشواریاں ہیں کہ ہر شخص اگر اپنی تمام ضروریات کا تنہا متکفل ہونا چاہے تو غالباً عاجز ہو کر بیٹھ رہے گا اور اپنی زندگی کے ایام خوبی کے ساتھ گزار نہ سکے گا۔ لہٰذا اس حکیم مطلق نے انسانی جماعت کو مختلف شعبوں اور متعدد قسموں پر منقسم فرمایا کہ ہر ایک جماعت ایک ایک کام انجام دے اور سب کے مجموعہ سے ضروریات پوری ہوں۔ مثلاً کوئی کھیتی کرتا ہے، کوئی کپڑا بنتا ہے، کوئی دوسری دست کاری کرتا ہے۔ جس طرح کھیتی کرنے والوں کو کپڑے کی ضرورت ہے، کپڑا بننے والوں کو غلہ کی حاجت ہے، نہ یہ اس سے مستغنی نہ وہ اس سے بے نیاز، بلکہ ہر ایک کو دوسرے کی طرف احتیاج۔ لہٰذا یہ ضرورت پیدا ہوئی کہ اس کی چیز اس کے پاس جائے اور اس کی اس کے پاس آئے تاکہ سب کی حاجتیں پوری ہوں اور کاموں میں دشواریاں نہ ہوں۔ یہاں سے معاملات کا سلسلہ شروع ہوا۔ بیع وغیرہ ہر قسم کے معاملات وجود میں آئے۔

اسلام چونکہ مکمل دین ہے اور انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر اس کا حکم نافذ ہے، جہاں عبادات کے طریقے بتاتا ہے معاملات کے متعلق بھی پوری روشنی ڈالتا ہے تاکہ زندگی کا کوئی شعبہ تشنہ باقی نہ رہے۔ اور مسلمان کسی عمل میں اسلام کے سوا دوسرے کا محتاج نہ رہے۔ جس طرح عبادات میں بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز، اسی طرح تحصیل مال کی بھی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز۔ اور حلال روزی کی تحصیل اس پر موقوف کہ جائز و ناجائز کو پہچانے اور جائز طریقے پر عمل کرے ناجائز سے دور بھاگے۔ (بہارِ شریعت)

قرآن مجید میں ناجائز طور پر مال حاصل کرنے کی سخت ممانعت آئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بها الی الحکام لتأکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون۔ (۲-۱۸۸) آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق مت کھاؤ اور حکام کے پاس اس کے معاملہ کو اس لئے نہ لے جاؤ کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ کے ساتھ جانتے ہوئے کھا جاؤ اور فرماتا

ہے: یاایھا الذین امنوا لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم۔ (۴-۲۹)

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ ہاں اگر باہمی رضامندی سے تجارت ہو تو حرج نہیں۔

سود سے کوئی نہیں بچ سکے گا

★ ایک زمانہ ضرور آئے گا کہ کوئی بھی سود کھانے سے نہ بچ سکے گا۔ فَاِنْ لَّمْ یَاْکُلْهُ اَصَابَهٗ مِنْ بُخَارِهٖ۔ اگر کھائے گا نہیں تو اس کا بخار اسے ضرور پہنچے گا۔ (نمبر ۳۳۳۱) قال ابو عیسیٰ اصابه من غبارہ۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے آج بہت سے لوگ جو بظاہر متقی و پرہیزگار دکھائی دیتے ہیں کسی نہ کسی طریقے اور کسی نہ کسی نام سے اس بیماری میں ملوث ہو چکے ہیں جبکہ حدیث میں اس کے کھانے والے، کھلانے والے، گواہی دینے والے اور لکھنے والے پہ لعنت فرمائی گئی ہے۔ (نمبر ۳۳۳۳) پھر ہماری پرہیزگاری کے کیا معنی؟ شاید اس لعنت کی وجہ سے اتنی عبادات و دعاؤں کے باوجود مسلمان ذلت و رسوائی کی دلدل سے نہیں نکل رہے اور رحمت خداوندی سے محروم ہیں۔

(با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام)

وہ راہنما کہ دھوم تھی حضرت کے زہد کی
میں کیا بتاؤں رات کو مجھے کس جگہ ملا

★ قرضہ کی ادائیگی کے ساتھ مزید کچھ دے دینا (جبکہ بغیر کسی مطالبہ و شرط کے اپنی طرف سے ہو) تو اجازت ہے (اور یہ سود کے زمرے میں نہیں آتا۔ نمبر ۴۷-۳۳۴۶) جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر سے قرضہ لیا تو فرماتے ہیں فَقَضَانِیْ وَزَادَنِیْ۔ قرضہ بھی ادا فرما دیا اور مزید بھی عطا کیا۔

گدائے شاہ عرب ہوں فقیر راہ نہیں
فقیر وہ ہوں کہ نظروں میں بادشاہ نہیں

Scanned with CamScanner

نیک نیتی کی برکات اور تجارت کا فائدہ

حضرت عروہ بن ابی الجعد فرماتے ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دینار عطا فرمایا۔ بکری یا قربانی کا جانور خریدنے کے لئے چنانچہ انہوں نے اس دینار کی دو بکریاں خرید لیں اور پھر ایک بکری ایک دینار کی بیچ دی اور دینار اور بکری لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کی تجارت میں برکت پیدا فرما۔ عروہ فرماتے ہیں: فَكَانَ لَوِ اشْتَرَى تُرَابًا لَرَبِحَ فِيهِ. پھر وہ مٹی بھی خریدتے تو اس سے بھی نفع حاصل ہوتا تھا۔ (نمبر ۳۳۸۴) معلوم ہوا جہاں تجارت میں مہارت منافع کا سبب بنتی ہے وہاں محبوبان خدا کی دعاؤں سے بھی برکات نصیب ہوتی ہیں بلکہ اس سے کہیں زیادہ یہی وجہ ہے کہ آج ان چیزوں سے محرومی دولتوں کے انبار کے باوجود ہمارے لئے وبال جان بنی ہوئی ہے۔ پھر ہم مال کے حقوق بھی تو ادا نہیں کرتے کیا خوب کہا رئیس امروہی نے۔

اس قدر خوف زدہ ہوں ڈکیتی سے رئیس
ڈاک آتی ہے تو ڈاکے کا گماں ہوتا ہے

اس سے اگلی حدیث حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی اس سے ملتی جلتی ہے مگر اس میں یہ ہے کہ انہوں نے ایک دینار کی ایک بکری خریدی پھر اس کو دو دینار کی بیچ کر پھر ایک دینار کی اور خرید لی اور دینار و بکری لے حاضر خدمت ہو گئے۔ (۳۳۸۷) کیا بابرکت دور تھا کہ تجارت میں اس قدر ایمانداری برتی جاتی تھی جس کے نتیجے میں اتنی برکات حاصل ہوتی تھیں' آج روزانہ اخبارات میں اشتہارات آتے ہیں مشتری ہوشیار باش اور تصویر دیکھنے سے کئی بڑے حاجی نمازی بھی دکھائی دیتے ہیں' مسلمان تو بہرحال ہوتے ہی ہیں خدا جانے کتنا عرصہ بے ایمانی کرنے کے بعد پردہ فاش ہوتا ہے تو اگلی پچھلی کسر نکل جاتی ہے اور ساری زندگی کی عزت برباد ہو جاتی ہے جو پھر دوبارہ ہاتھ نہیں آتی۔

بڑی ہمت سے ہر اک ڈالتا ان پر رہا پردہ
مگر پردوں سے حضرت کا تو سارا کھل گیا پردہ

مزارعت کا مسئلہ

★ مزارعت سے بہتر ہے کہ زمین ٹھیکے پر دے دی جائے يَمْنَحُ اَحَدُكُمْ اَرْضَهُ خَيْرٌ مِنْ اَنْ يَّاْخُذَ عَلَيْهَا خَرَاجًا مَّعْلُوْمًا ۔ (نمبر ۳۳۸۹) اس کے بعد اگلی دو احادیث ہیں کہ اس سے جھگڑے کا خطرہ ہوتا ہے۔ (نمبر ۹۱-۳۳۹۰) بہت ساری ایسی احادیث کی بنا پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مزارعت کو ناجائز فرمایا ہے مگر باقی تمام آئمہ کرام نے دیگر کئی دلائل، عوام کی سہولت وضرورت کی بنا پر جائز فرمایا ہے اور اسی پہ فتویٰ ہے (جواز پر) آج بعض بدنصیب لوگ انہی آئمہ کے بارے میں بدگمانیاں بلکہ بدزبانیاں کرتے ہیں جنہوں نے امت کی سہولت کی خاطر ساری زندگیاں قرآن وسنت میں عوام الناس کی سہولت کے لئے مسائل اخذ کرنے میں کھپا دی ہیں۔

کیا کہیں راز ان کی الفت کے
کانٹوں سے ہیں گھرے چاروں طرف سے پھول

مگر ہزار مخالفتوں کے باوجود تب سے اب تک اور اب سے قیامت تک اہل حق اپنا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے اور امت کے فائدے کے لئے کام کرتے رہیں گے کیونکہ ان کی ساری محنتیں خوشنودئ باری تعالیٰ اور رضائے مصطفیٰ کے لئے ہیں۔

مشہور واقعہ ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ایک رات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر مہمان ٹھہرے تو امام شافعی شاگرد ہو کر ساری رات نوافل پڑھتے رہے اور امام محمد لیٹے رہے اور صبح کی نماز کے لئے وضو بھی نہ کیا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ تو ساری رات امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قرآن پاک سے مسائل کا استنباط کرتے رہے ہیں اور مسائل بھی کتنے؟ ایک ہزار۔ امام شافعی اپنی سوچ پہ شرمندہ ہوئے کہ میں تو اپنا ہی

Scanned with CamScanner

فائدہ کرتا رہا اور میرے استاد پوری امت کا فائدہ سوچتے رہے۔

(خلاصۂ روح البیان ج ۵ ص ۱۴۰)

لوگ ملتے نہیں طبیعت کے پھر بھی کہنا پڑتا ہے کیا خوش مزاج ہے

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ایک انداز

حضرت بُہیسہ نامی ایک عورت اپنے والد سے روایت فرماتی ہیں کہ انہوں نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کے اندر اپنا منہ داخل کر کے بوسہ لیں اور آپ کے جسم اقدس کے ساتھ لپٹیں) چنانچہ جب اجازت مل گئی تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر ایک مسئلہ پوچھا کہ حضور! وہ کون سی چیز ہے جس کا روکنا حلال نہیں ہے؟ فرمایا نمک۔ پھر انہوں نے یہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جامع جواب عطا فرمایا:

اَنْ تَفْعَلَ الْخَیْرَ خَیْرٌ لَّکَ. اگر تو نیکی کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ (نمبر ۳۴۵۶) مسئلہ پوچھنے سے پہلے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوق محبت اس دور کے کس طبقے کی ترجمانی کر رہا ہے۔

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے غلاموں کے ساتھ کس قدر محبت فرمایا کرتے تھے۔ آج کے انسان کو کیا ہوگیا ہے کہ ایسے عاشقانہ مزاج والوں پر بدعت وشرک کے فتوے داغتے نہیں تھکتے۔ یہ تو مذہبی طبقہ کہلاتا ہے دوسری طرف بابو طبقہ کتوں بلوں سے جن کی قیمت وصول کرنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔ (۸۱-۳۴۷۹) ان سے اتنی محبت اور خدمت کرتے ہیں کہ والدین کو بھی پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ قیامت کی نشانی اور انسانیت کا جنازہ نکالنے والی بات نہیں تو اور کیا ہے جبکہ دعویٰ اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا کرتے ہیں کہ جن کے بارے میں یوں کہتے نہیں تھکتے:

فردوس میں رسول ہمارا نہ جائے گا
جب تک ہر ایک امتی بخشا نہ جائے گا
خالی رسول پاک کا وعدہ نہ جائے گا
دوزخ میں میں تو کیا میرا سایہ نہ جائے گا
کیونکہ رسول پاک سے دیکھا نہ جائے گا

والدین اور اولاد کا رشتہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اولاد کی کمائی کو والدین کی کمائی قرار دیا ہے بلکہ فرمایا: وَوَلَدِہٖ مِنْ کَسْبِہٖ. خود اولاد بھی والدین کی کمائی ہے۔ (نمبر ۳۵۲۸) دوسری حدیث میں فرمایا: وَلَدُ الرَّجُلِ مِنْ کَسْبِہٖ وَمِنْ اَطْیَبِ کَسْبِہٖ فَکُلُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ. (نمبر ۳۵۲۹) آدمی کا بیٹا اس کی کمائی ہے بلکہ بہترین کمائی ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا: اَنْتَ وَمَا لُکَ لِوَالِدِکَ. تو اور تیرا مال تیرے والد ہی کا ہے۔ (۳۵۳۰) تو اولاد اگر جانوروں کے ساتھ اس قدر محبت کرے اور ان پہ اپنا مال بے دریغ استعمال کرے اور والدین کو جانوروں کا درجہ بھی نہ دے تو وہ کس منہ سے امام الانبیاء کا امتی کہلانے کی حق دار ہے۔ جس رسول کے لئے اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر نعمت بنائی جب وہ فرمائیں سب کچھ تیرے والدین کا ہے پھر بھی ہم والدین سے یہ رویہ اپنائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی ہی ہے کہ انہوں نے ہمیں اپنا امتی بنایا ہوا ہے۔ ہم جس طرح جانوروں کو سنبھالنے کے لئے ملازم رکھیں اسی طرح والدین کی نگہداشت کے لئے بھی ملازم رکھیں تو یہ مقدس رشتہ کس زمرے میں جائے گا۔ وہ خون جگر کے ساتھ اپنی اولاد کو پالیں اور ہم ان کی اولاد ہو کر ان کے لئے ملازم رکھتے پھریں اور ان کی خدمت کو سعادت سمجھ کر یہ فریضہ سرانجام نہ دیں تو تف ہے ہماری زندگی پر اور افسوس ہے ہماری کمائی پر جو اتنی انتظار کر کے ہمیں دعائیں مانگ کر اللہ سے حاصل کریں اور ہم ان کے بڑھاپے کے وقت ان کے مرنے کے لئے سورۃ

Scanned with CamScanner

یٰسین کی تلاوت کرائیں۔ الامان الحفیظ۔

سزاوار کرم ہوں امتی ہونے کے ناطے سے
وگرنہ نامۂ اعمال میں کچھ بھی نہیں

★ سفارش کے بدلے تحفے کو سود کا بڑا دروازہ قرار دیا گیا۔ (نمبر ۳۵۴۱)

کِتَابُ الْقَضَاءِ (فیصلوں کا بیان)

قاضی یا جج ہونا بہت بڑی ذمہ داری ہے اور ان کی ذرا سی غلطی سے بڑے نقصان کا احتمال ہے لہٰذا اسی شخص کو ہی یہ منصب سونپا جائے جو ورع و تقویٰ کے اعلیٰ مقام پہ فائز ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نازک ذمہ داری کا احساس دلاتے ہوئے فرمایا: جس کو قاضی بنایا گیا اس کو بغیر چھری کے ذبح کیا گیا۔ (نمبر ۳۵۷۱) ایک مقام پہ فرمایا قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک جنتی، جس نے حق کو پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا اور دو جہنمی ایک وہ جس نے حق پہچاننے کے باوجود فیصلہ کرنے میں زیادتی کی اور دوسرا وہ جس نے جہالت کی بنا پر لوگوں میں فیصلے کئے۔ (نمبر ۳۵۷۳) انہی ارشادات کی وجہ سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جیسے علم و عمل کے امام نے بڑی بڑی تکالیف تو برداشت کر لیں لیکن قاضی بننا منظور نہ فرمایا۔ آج لوگ ان عہدوں کے لئے نااہل ہونے کے باوجود کس طرح مارے مارے پھرتے ہیں اور تنقید اس امام پہ کرتے ہیں جو امام الائمہ بھی ہے اور سراج الامہ بھی۔ حالانکہ حدیث میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے جو عہدہ طلب کرے ہم اس کو ہرگز عہدہ نہ دیں گے۔ لَنْ نَسْتَعْمِلَ اَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلٰی عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَہٗ (نمبر ۳۵۷۹)

★ عامل کے لئے سوئی کے دھاگے کے برابر یا اس سے بھی کم کوئی چیز چھپانا خیانت ہے۔ یہ ارشاد سن کر فوراً ایک عامل کھڑا ہو گیا اور عرض کیا حضور! اِقْبَلْ عَنِّیْ عَمَلَکَ (یہ ذمہ داری مجھ سے واپس لے لیجئے) (نمبر ۳۵۸۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے حضرت علی کو کوئی بھی فیصلہ کرنے میں کبھی کسی قسم کی دقت نہ ہوئی مَا شَکَکْتُ فِیْ قَضَاءٍ بَعْدُ۔ (نمبر ۳۵۸۳)

مجتہدین کے لئے اسوۂ حسنہ

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (آئمہ مجتہدین کو راہنمائی دیتے ہوئے) فرمایا اس بارے میں مجھ پہ کوئی حکم نازل نہیں ہوا اِنِّیْ اِنَّمَا اَقْضِیْ بَیْنَکُمْ بِرَاْیِیْ میں اپنی رائے سے تمہارے درمیان فیصلہ فرما رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا جب دو شخص میراث اور پرانی چیزوں کے بارے میں جھگڑا لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ (نمبر ۳۵۸۵) اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے درست ہی درست ہے۔ لِاَنَّ اللّٰہَ کَانَ یُرِیْہِ کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ دکھا دیتا ہے۔ (قرآن پاک میں ہے لتحکم بین الناس بما اراك الله۔ النساء) ظن اور گمان (یا غلطی کا امکان) دوسروں کی طرف سے ہے کما قال عمر بن الخطاب علی المنبر۔ (نمبر ۳۵۸۶)

★ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دلائل کی ترتیب اولاً کتاب اللہ، ثانیاً سنت رسول اللہ، ثالثاً اجماع اور قیاس۔ (نمبر ۳۵۹۲)

امت کے لئے آسانیاں پیدا کرو

اس سلسلہ میں احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو امت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی آسانیاں پیدا فرمائی ہیں جن کو متعصب قسم کے لوگوں نے الٹا مشکلات میں تبدیل کر دیا ہے اور یہ امت پہ کس قدر ظلم ہے کہ اللہ بھی فرمائے: یرید اللہ بکم الیسر۔ حضور بھی فرمائیں۔ الدین یسر، یسروا ولا تعسروا اور یہ لوگ آئمہ مجتہدین کی صدیوں پہ محیط محنت شاقہ کو خدا اور رسول کی مخالفت قرار دے کر امت کو ایک نئی مصیبت میں مبتلا کر دیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں ان لوگوں کی نحوست سے دور رکھے اور اس نبی رحمت کے دامن کے ساتھ پختہ وابستگی کی توفیق دے جن کے دامن رحمت کی

Scanned with CamScanner

چھاؤں میں محسنین امت نے زندگی گزاری ہے اور جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کائنات میں جلوہ گری سے پہلے ہی ان کی روح مقدس سے ارواح انبیاء علیہم السلام علم کی دولت سے مالا مال ہوتے رہے۔

ابھی مٹی نہ گھنکی تھی ابھی پانی نہ برسا تھا
مگر بزم عناصر میں تیرے آنے کا چرچا تھا

کاش ہوتی رہے معراج نظر کو
کاش آنکھوں میں رہے گنبد خضریٰ تیرا

بعد محشر بھی نہ آئے گا جس کو تابِ زوال
ایسی شان بے نہایت آپ کو بخشی گئی

غلط سفارش، باطل پہ جھگڑا کرنا اور تہمت کا گناہ و وبال

حضرت یحییٰ بن راشد فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے انتظار میں بیٹھے تھے تو وہ ہمارے پاس تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ فرمانے لگے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس نے اللہ تعالیٰ کی حدوں میں سے کسی حد کو روکنے کی سفارش کی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے ضد بازی کی اور جو جان بوجھ کر باطل کی حمایت میں جھگڑا وہ ہمیشہ خدا کے غضب میں رہے گا یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے اور جس نے کسی مومن کے متعلق ایسی بات کی جو اس میں نہ ہو اَسْکَنَہُ اللّٰہُ رَدْغَۃَ الْخَبَالِ حَتّٰی یَخْرُجَ مِمَّا قَالَ تو وہ دوزخیوں کی گندگی میں رہے گا یہاں تک کہ اپنی بات سے توبہ کرلے۔ (نمبر ۳۵۹۷)

★ سفر میں مسلمان گواہ نہ ملے تو ذمی کی گواہی پہ فیصلہ کرنا۔ (نمبر ۳۶۰۵)

حضرت خزیمہ کی گواہی دو گواہوں کے برابر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو کے برابر قرار دیا۔ ایمان افروز واقعہ حدیث نمبر ۳۶۰۷ میں ملاحظہ فرمائیں اس پہ مواہب الدنیہ میں

امام احمد خطیب قسطلانی المتوفی ۹۲۳ھ لکھتے ہیں من خصائصه صلی الله علیه وسلم انه کان یخص من شاء بما شاء من الاحکام۔ اور اس کی شرح میں امام زرقانی نے لکھا من الاحکام وغیرہ۔ اسی موضوع پہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا باب اختصاصه صلی الله علیه وسلم بانه یخص من شاء بما شاء من الاحکام۔ ان تمام عبادات کا حاصل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تشریعی امور میں یہ اختیار عطا فرمایا ہے کہ جس کے لئے جو حکم چاہیں خاص فرما دیں اور جس کو چاہیں اس حکم سے مستثنیٰ فرما دیں۔ اس طرح کے بیسوں واقعات کتب احادیث میں موجود ہیں بہرحال اس حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ فَجَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَھَادَۃَ خُزَیْمَۃَ بِشَھَادَۃِ رَجُلَیْنِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ کی گواہی کو دو بندوں کے برابر قرار دیا (حالانکہ ہر جگہ دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے فاستشهدوا شهیدین من رجالکم۔ (القرآن)

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود

''میرے لئے اللہ ہی کافی ہے'' کا نامناسب جگہ پہ استعمال

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ فرمایا تو جس کے خلاف فیصلہ ہوا جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو اس نے کہا۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ۔ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَلُوْمُ عَلَی الْعَجْزِ وَلٰکِنْ عَلَیْکَ بِالْکَیْسِ فَاِذَا غَلَبَ عَلَیْکَ اَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔ (نمبر ۳۶۲۷)

اللہ تعالیٰ مجبور بن بیٹھنے والے کی ملامت فرماتا ہے کیونکہ تمہارے لئے ہوشیاری لازم ہے۔ جب کسی معاملہ میں بے بس ہو جاؤ تو یہ الفاظ کہو حسبی الله ونعم

Scanned with CamScanner

الوکیل مطلب یہ کہ اب جبکہ تیرے خلاف فیصلہ ہو چکا ہے تو تو اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتا ہے۔ مزا تو تب تھا کہ میرے پاس آنے سے پہلے ہی معاملہ اللہ پہ چھوڑ دیتا۔

آج بھی بہت سارے لوگ ان الفاظ کا استعمال غیر مناسب جگہ پہ کرتے ہیں اور لوگوں کو کافر و مشرک بناتے پھرتے ہیں اس مسئلہ پہ دیکھئے ہماری کتاب ''مسئلہ توحید و شرک''۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں اپنا وکیل مقرر فرمایا ہوا تھا فَقَالَ اِذَا اَتَیْتَ وَکِیْلِیْ...... (نمبر ۳۶۳۲)

★ راستے کے بارے میں جھگڑا ہو جائے تو سات ہاتھ (ذراع) رکھو۔

(۳۶۳۳)

تازہ خواہی داشتن گرد اغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را
چوں سرمہ رازی را از دیدہ فروشستم
تقدیر امم دیدم پنہاں بہ کتاب اندر

کِتَابُ الْعِلْم (علم کا بیان)

ایک حدیث لینے کے لئے مدینہ شریف سے دمشق تک کا سفر کرنا۔ جس میں ہے علم حاصل کرنے والوں کے پاؤں تلے فرشتوں کا پر بچھانا اور زمین و آسمان کی ہر چیز کا عالم کے لئے دعا کرنا یہاں تک کہ مچھلیاں پانی میں بھی عالم کے لئے دعا کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی ستاروں پر۔

وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ (نمبر ۳۶۴۱)

★ جب حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کتابت حدیث سے بعض لوگوں کے کہنے کی وجہ سے رک گئے کہ تم ہر بات لکھ لیتے ہو حالانکہ کبھی حضور ناراضگی میں ہوتے

ہیں کبھی رضامندی میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دہن اقدس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

اُکْتُبْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا یَخْرُجُ مِنْہُ اِلَّا حَقٌّ۔

(میں جس بھی حالت میں بولوں) تم لکھتے رہا کرو خدا کی قسم اس (منہ) سے جو کچھ بھی نکلتا ہے حق ہی نکلتا ہے۔

اے تیری آواز آواز خدا　　اور خاموشی تیری راز خدا

★ بعض صحابہ احتیاط کی بنا پر زیادہ احادیث نہ بیان کیا کرتے تھے۔ (من کذب علی متعمداً) اور بعض نے اس ڈر سے کچھ لکھی ہوئی احادیث مٹا بھی دیں۔

(نمبر ۴۸-۳۶۴۷)

★ بعض صحابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ابوشاہ (یمنی) کو میری حدیث (بلکہ پورا خطبہ) لکھ کر دو۔ (نمبر ۳۶۴۹)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث سننے والوں، یاد رکھنے والوں اور آگے پہنچانے والوں کو دعا سے نوازا۔ (نضر اللہ امرءً......) (نمبر ۳۶۶۰)

★ بات صحیح ہو چاہے بنی اسرائیل کی طرف سے ہو تو بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ساری ساری رات بیان فرماتے رہتے۔

(نمبر ۶۳-۳۶۶۲)

★ دنیا کے لئے علم حاصل کرنے والا جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔

(نمبر ۳۶۶۴)

★ صحابہ کرام کے دور میں محفل قرأت (نمبر ۳۶۶۶)

علماء حق کی عظمت وشان

ترمذی شریف کی احادیث آپ نے ملاحظہ فرمائیں علاوہ ازیں قرآنی آیات کے اندر کئی مقامات پہ علماء حق کی عظمت وشان کو واضح فرمایا گیا ہے۔ (انما یخشی

Scanned with CamScanner

اللہ من عبادہ العلماء۔ یرفع اللہ الذین امنوا. کونوا ربانین بما کنتم تعلمون الکتب۔ وغیرہ) اس کے علاوہ دیگر کتب میں علم کی فضیلت پر احادیث مبارکہ میں سے چند کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

★ طلب العلم فریضة علی کل مسلم۔ (مشکوٰۃ ص ۳۴-ابن ماجہ ص ۲۰)

علم (دین) حاصل کرنا ہر مسلمان پہ فرض ہے۔

★ افضل العبادۃ طلب العلم۔

(کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق علامہ عبدالرؤف مناوی ج ۱ ص ۳۵)

علم دین حاصل کرنا تمام عبادات میں سے افضل عبادت ہے۔

★ افضل الصدقة ان یتعلم المرء المسلم علما ثم یعلمه اخاه المسلم۔ (جامع صغیر ص ۱۸۰)

تمام صدقات میں سے افضل صدقہ کسی مسلمان بھائی کو علم سکھانا ہے جو وہ آگے سکھائے

★ من وقر علماء وقر ربه۔ (کنوز الحقائق ج ۲ ص ۱۲۱)

جس نے عالم کی عزت کی اس نے رب کی عزت کی۔

★ العالم سلطان اللہ فی الارض فمن وقع فیه فقد هلك

(کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۳۴)

عالم زمین میں اللہ تعالیٰ کی دلیل ہے جو اس کی توہین کرے گا رسوا ہوگا۔

★ من طلب العلم مشی فی ریاض الجنة (کنوز ج ۱ ص ۱۱۱)

جس نے علم سیکھا وہ باغات جنت کی سیر کو نکل پڑا۔

★ اذا جاء الموت لطالب العلم وهو علی هذه الحالة مات وهو شهید (الجامع الصغیر ج ۱ ص ۳۹)

جو علم پڑھتے ہوئے فوت ہوگیا وہ شہید ہوگیا۔

★ من طلب العلم تکفل اللہ له برزقه (کنوز ج ۱ ص ۱۱۱)

علم دین حاصل کرنے والے کے رزق کا خود اللہ تعالیٰ ذمہ دار ہوتا ہے۔

من زار بیت المقدس محتسبا اعطاه اللہ ثواب الف شهید وحرم اللہ جسده علی النار ومن زار عالما فکانما زار بیت المقدس (روح البیان ج ۱ ص ۱۰۲)

جس نے ثواب کی نیت سے بیت المقدس کی زیارت کی۔ اللہ تعالیٰ اسے ہزار شہیدوں کا درجہ عطا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کا جسم دوزخ کی آگ پر حرام کر دے گا اور جس نے (باعمل صحیح العقیدہ سنی) عالم کی زیارت کی تو گویا اس نے بیت المقدس کی زیارت کی۔

جلوس ساعة عند العالم احب الی اللہ من عبادة الف سنة

(درۃ الناصحین ص ۳۴)

عالم کے پاس ایک گھڑی بیٹھنا اللہ تعالیٰ کو ہزار سال کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے۔

★ طالب العلم بین الجهال کالحی بین الاموات۔

(الجامع الصغیر ج ۱ ص ۳۲۴)

طالب علم جاہلوں کے درمیان ایسے ہے جیسے زندہ مردوں کے درمیان۔

عالم باعمل دوزخ کی آگ سے آزاد ہے

تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۱۰۲ پر علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

من اراد ان ینظر الی عتقاء اللہ من النار فلینظر الی المتعلمین فو الذی نفس محمد صلی اللہ تعالی علیه وآله وسلم بیده ما من متعلم یختلف ای یذهب ویجیء الی باب العالم الا یکتب اللہ له بکل قدم عبادة سنة ویبنی له بکل

Scanned with CamScanner

قدم مدینة فی الجنة ویمشی علی الارض والارض تستغفر له ویمسی مغفورا له.

جس شخص کا ارادہ ہو کہ ان لوگوں کو دیکھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ سے آزاد کردیا ہے تو اسے چاہئے کہ علم دین سیکھنے والوں کو دیکھ لے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ جو کوئی طالب علم عالم دین کے دروازے پر بار بار جاتا ہے یعنی جاتا اور آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر قدم کے بدلے ایک سال کی عبادت لکھ دیتا ہے اور ہر قدم کے بدلے اس کے لئے جنت میں ایک شہر بناتا ہے اور طالب علم زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کی بخشش کی دعا کرتی ہے اور وہ اس حال میں شام کرتا ہے کہ بخشا ہوا ہوتا ہے۔

عالم کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے

اسی طرح روح البیان ج اص ۱۰۲ پر ہے۔

النظر الی وجه الوالد عبادة والنظر الی الکعبة المکرمة عبادة والنظر الی المصحف عبادة والنظر الی وجه العالم عبادة من زار عالما فکانما زارنی ومن صافح عالما فکانما صافحنی ومن جالس عالما فکانما جالسنی ومن جالسنی فی الدنیا اجلسه الله معی یوم القیامة.

والد کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ کعبہ مکرمہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ قرآن پاک کو دیکھنا عبادت ہے اور عالم دین کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے (فیضان سنت میں حدیث شریف اس طرح منقول ہے اور عالم کے چہرے پر نگاہ کرنا تمام عبادتوں کی اصل ہے) جس نے عالم کی زیارت کی تو گویا اس نے میری زیارت کی، جس نے عالم سے مصافحہ کیا گویا اس

نے مجھ سے مصافحہ کیا اور جو عالم کے پاس بیٹھا تو گویا وہ میرے پاس بیٹھا اور جو دنیا میں میرے پاس بیٹھا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن میرے پاس بٹھائے گا۔

جب عالم اور عابد پل صراط پہ جمع ہوں گے

الجامع الصغیر ج اص ۲۷ پر ہے۔

اذا اجتمع العالم والعابد علی الصراط قیل للعابد ادخل الجنة وتنعم بعبادتك وقیل للعالم قف هنا فاشفع لمن احببت فانك لا تشفع لاحد الا شفعت فقام مقام الانبیاء (علیهم الصلٰوة والسلام)

جب عالم اور عابد پل صراط پر اکٹھے ہوں گے، عابد سے کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جا اور جو تو عبادت کرتا تھا اس کے بدلے ناز ونعم کی زندگی بسر کر اور عالم سے کہا جائے گا اس جگہ ٹھہر جا جس سے تجھے محبت تھی اس کی شفاعت کر یقیناً تو جس کی بھی سفارش کرے گا قبول ہوگی پھر وہ عالم انبیاء کرام علیہم السلام کے مقامات پہ کھڑا ہوگا۔

درۃ الناصحین ص ۲۴ پہ ہے۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ علماء وفقہاء سے بھاگیں گے (کہ کہیں مسائل بتا کر ہم پر پابندیاں نہ لگا دیں) تو اللہ تعالیٰ ان کو تین بلاؤں میں مبتلا فرمادے گا۔

(۱) یرفع البرکة من کسبهم. ان کی کمائی سے برکت اٹھالی جائے گی۔

(۲) یسلط الله علیهم سلطانا ظالما. ان پر ظالم بادشاہ مسلط کردیئے جائیں گے۔

(۳) یخرجون من الدنیا بغیر ایمان. دنیا سے بے ایمان ہو کر جائیں گے۔

Scanned with CamScanner

اسی کتاب کے ص ۲۳ پہ بعض حکماء کا قول لکھا ہوا ہے ''علم کے تین حروف ہیں۔ عین کو علیین سے کلا ان کتب الا برار لفی علیین. وما ادراك ما علیون، کتب مرقوم یشهده المقربون. لام کو لطف (مہربانی) سے اور میم کو ملک سے لیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے علم والے کو علیین میں پہنچا کر اس پہ لطف وکرم کیا جائے گا اور مخلوق پہ اس کو (مالک) بادشاہ بنا دیا جائے گا۔ (از رشد الایمان بتصرف یسیر۔ یاد رہے ہر جگہ عالم سے مراد عالم باعمل، صحیح العقیدہ یعنی سنی عالم دین ہی مراد ہے)

کِتَابُ الْاَشْرِبَةِ (پینے کی چیزوں کا بیان)

★ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خواہش پر شراب کے بارے میں قرآن مجید کی تین آیات کا نزول۔ اس دور میں پانچ چیزوں سے شراب بنائی جاتی تھی۔ انگور، شہد، گندم اور جو۔ (نمبر ۷۰-۳۶۶۹)

★ شراب کی حرمت سے پہلے حضرت علی نے شراب پی کر نماز مغرب پڑھائی اور سورۃ کافرون میں خلط ملط کر دیا جس پہ یہ آیت نازل ہوئی:

لاتقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری (نمبر ۳۶۷۱)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ والی چیز سے منع فرمایا۔ (نمبر ۳۶۷۷)

یعنی اتنی استعمال کی جائے کہ نشہ دے اسی صورت میں اسے خمر (لغوی) کہا گیا ہے ورنہ مطلقاً خمر انگوری شراب کو کہا جاتا ہے۔

★ لوگ شراب کا نام بدل کر شراب پئیں گے۔ (نمبر ۳۶۸۸)

★ قبروں کی زیارت سے منع فرمانا اور پھر اجازت عطا کرنا۔ (نمبر ۳۶۹۸)

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات میں سے ہے کہ بعض کاموں کو (وحی خفی کے ذریعے) حلال وحرام فرما دیں قرآن مجید میں آپ کے اس اختیار کا یوں ذکر فرمایا گیا یحل لهم الطیبات ویحرم علیهم الخبائث لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے اس منصب کا انکار کرنا کھلی گمراہی ہے۔

★ شراب کے برتنوں کو استعمال کرنے سے منع فرمایا پھر اجازت عطا فرمائی۔ (نمبر ۳۶۹۹)

★ سَاقِی الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ شُرْبًا. لوگوں کو پلانے والا خود سب سے آخر میں پیتا ہے۔ (نمبر ۳۷۲۵)

★ جس کے گھر میں کھانا کھایا اس کو یوں دعا دینا: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ. اے اللہ جو تو نے انہیں رزق دیا اس میں برکت ڈال اور ان کی مغفرت فرما اور ان پہ رحم کر۔ (نمبر ۳۷۲۹)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھنی ہوئی گوہ کو دیکھ کر نفرت سے تھوکا۔ (۳۷۳۰-۹۳)

★ شیطان بند دروازے، برتن اور مشک کو نہیں کھولتا۔ (نمبر ۳۷۳۱)

کِتَابُ الْاَطْعِمَةِ (کھانے کا بیان)

★ ولیمہ کی دعوت کو ضرور قبول کیا جائے۔ (بشرطیکہ وہاں خلاف شرع کوئی کام نہ ہو) چاہے تو کھائے چاہے تو نہ کھائے، روزہ دار ہے تو دعا ہی کر دے۔ (نمبر ۳۸-۳۷-۳۷۳۶)

اور اگر بلا وجہ نہ جائے گا تو فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ. اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے اور (طفیلی) جو بن بلائے دعوت پہ چلا جائے دَخَلَ سَارِقًا وَّ خَرَجَ مُغِیْرًا. وہ چور بن کر گیا اور ڈاکو بن کر واپس آیا۔ (نمبر ۳۷۴۱) اس حدیث کے تحت بعض کتب میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہوا ہے آپ بھی پڑھیں اور محظوظ ہوں۔

Scanned with CamScanner

ایک محدث اور طفیلی کا عجیب واقعہ

مشہور محدث ''ابوعمرو'' بیان فرماتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک طفیلی رہتا تھا۔ میں جہاں بھی دعوت ولیمہ میں جاتا یہ شخص نہایت بہترین پوشاک پہن کر میرے ساتھ چل پڑتا۔ میرا خاص آدمی سمجھ کر لوگ اس کا بے حد احترام واکرام کرتے تھے۔

اتفاق سے ایک دن بصرہ کے گورنر ''جعفر بن قاسم ہاشمی'' کے یہاں ختنہ کی تقریب میں میری دعوت تھی۔ جیسے ہی گورنر کا قاصد مجھے بلانے کے لئے آیا یہ طفیلی صاحب نہایت نفیس لباس پہن کر میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ اس دن مجھے بڑا غصہ آیا اور میں نے عزم کرلیا کہ آج اس کو ذلیل کردوں تاکہ کسی طرح اس سے میرا پیچھا چھوٹ جائے۔ چنانچہ جب دسترخوان لگ گیا اور تمام علماء ومشائخ اور اکابر بصرہ تناول فرمانے لگے تو میں نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث پڑھ دی کہ حدثنی درستة بن زیاد عن ابان بن طارق عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دخل دار قوم بغیر اذنهم فاكل طعامهم دخل سارقا و خرج مغيرا۔

یعنی جو شخص بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہوا اور ان کا کھانا کھالیا تو وہ چور بن کر داخل ہوا اور ڈاکو بن کر نکلا۔ یہ حدیث سن کر طفیلی ایک دم غصہ سے برہم ہوگیا اور مجھ پر بگڑ کر کہنے لگا اے ابوعمرو! خدا کی قسم تم نے یہ حدیث صرف مجھے رسوا کرنے کے لئے پڑھی ہے جس کا ایک راوی ''درسہ بن زیاد'' ضعیف ہے اور ایک راوی ''ابان بن طارق'' متروک ہے اور پھر یہ حدیث اجماع مسلمین کے بھی خلاف ہے کیونکہ کسی امام کا بھی یہ مذہب نہیں کہ بغیر دعوت اور بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہو کر اس کے مہمانوں کے ساتھ کھانا کھا لینے والے کو چور قرار دے کر اس کا ہاتھ کاٹا جائے یا اس کو ڈاکو کی سزا دی جائے۔

یہ بھی تو حدیث ہے

اے ابوعمرو! آخر تم کو اس وقت یہ حدیث کیوں نہیں یاد آئی؟

حدثنا ابوعاصم عن ابن جريج عن الزبير عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طعام الواحد يكفي الاثنين وطعام الاثنين يكفي الاربعة و طعام الاربعة يكفي الثمانية.

یعنی ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کو اور دو آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کو اور چار آدمیوں کا آٹھ آدمیوں کو کافی ہوتا ہے۔ اس حدیث کا متن اور سند بالکل صحیح ہے۔

ابوعمرو فرماتے ہیں کہ اس طفیلی نے اپنی حاضر جوابی اور چرب زبانی سے مجھے حیران اور لاجواب کردیا۔ جب ہم گورنر کے محل سے روانہ ہوئے تو وہ میرے پیچھے پیچھے چلنے کی بجائے مجھ سے دور دور سڑک کی دوسری جانب چلنے لگا اور مجھے سنا سنا کر بار بار وہ یہ شعر پڑھتا رہا۔

ومن ظن ممن يلاقي الحرب   بان لا يصاب فقد ظن عجزا

یعنی جو شخص یہ خیال کر کے جنگ میں کود پڑے کہ مجھے چوٹ نہیں لگے گی تو اس کا یہ گمان بہت بڑی کم عقلی کی بات ہے۔ (ثمرات الاوراق ج ۱ ص ۱۵۵)

اس حکایت سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگلے مسلمانوں میں علم حدیث کا اس قدر چرچا اور ذوق تھا کہ معمولی کلاس کے مسلمان بھی سینکڑوں احادیث زبانی یاد رکھتے تھے اور معانی حدیث پر انہیں اس قدر عبور حاصل ہوتا تھا کہ وہ برمحل احادیث کو پڑھ کر اس سے اپنے مدعا پر استدلال بھی کرتے تھے اور راویوں کے جرح و تعدیل کا بھی انہیں ملکہ حاصل رہتا تھا۔ مگر افسوس! کہ آج وہ دن آگئے کہ عوام تو عوام بعض علماء کرام بھی علم حدیث کے اس نورانی ذوق سے محروم نظر آتے ہیں۔

★ ریاکاری اور دکھاوے کی دعوتوں میں جانے سے روکا گیا۔ (نمبر ۳۷۵۴)

Scanned with CamScanner

★ منقش پردے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر میں (دعوت دینے کے باوجود) داخل نہ ہوئے۔ (نمبر ۳۷۵۵)

★ بھوک شدید ہو، کھانا کھائے بغیر نماز میں توجہ نہ جمتی ہو تو پہلے کھانا کھاؤ بعد میں نماز پڑھو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسی حالت میں اقامت وقرأت کی آواز سنتے رہتے اور کھانا کھاتے رہتے۔ (نمبر ۳۷۵۷) اگر ایسی صورت نہیں تو حکم ہے لَا تُؤَخَّرُ الصَّلٰوۃُ لِطَعَامٍ وَّلَا لِغَیْرِہٖ. کھانے یا کسی اور کام کے لئے نماز کو موخر نہ کیا جائے۔ (نمبر ۳۷۵۸)

کیا اسلاف کا کھانا تمہارے باپ کے کھانے کی طرح تھا؟

حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت کے دوران میں اپنے والد گرامی کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں موجود تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کے بیٹے عباد نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ وہ (لوگ یا ابن عمر) نماز سے پہلے رات کا کھانا شروع کردیتے تھے تو اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا:

وَیْحَکَ مَا کَانَ عَشَاءُ ھُمْ اَتَرَاہُ کَانَ مِثْلَ عَشَاءِ اَبِیْکَ

تجھ پر افسوس ہے ان (اسلاف) کا رات کا کھانا کیا ہوتا کیا تو سمجھتا ہے کہ ان کا کھانا تمہارے باپ کی طرح ہوتا ہوگا۔ (نمبر ۳۷۵۹) اس سے کوئی طعن مقصود نہ تھا بلکہ دور اول کی مفلسی اور غریبی کو بیان کرنا مقصود تھا کہ اس دور میں تو ایک دو کھجوریں یا دو گھونٹ دودھ یا اسی طرح کی کوئی چیز رات کا کھانا ہوتا تھا۔

ہمیں کرنی ہے شاہنشاہ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہوگئے تو رحمت پروردگار اپنی

سرورِ عالم نبی الانبیاء میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی دیکھئے کہ کبھی دو آدمی بھی آپ کے پیچھے نہیں

چلتے دیکھے گئے۔ (نمبر ۳۷۷۱)

یعنی انه من غاية التواضع لا يتقدم اصحابه في المشي و حاصل الحديث انه لم يكن على طريق الملوك والجبابرة في الاكل والمشي۔ حاشیہ نمبر ۵ سنن ابی داؤد ص ۱۷۳ ج ۲) مگر اس دور کے دوسرے دنیا دار طبقے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طریقہ حسنہ کو بھلا چکے ہیں تو دیندار یعنی دینی راہنما، علماء و مشائخ وغیرہ ہر وقت نہیں تو کبھی کبھی تو اس سنت کو بھی زندہ کرنے کی کوشش کرلیا کریں اور من تمسك بسنتي عند فساد امتي فله اجر مائة شهيد۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰) سو شہیدوں کا ثواب حاصل کرلیا کریں بشرطیکہ ہدیوں اور نذرانوں کے علاوہ ثواب کی بھی ان کی نگاہوں میں کوئی قدر و قیمت ہو۔

سرور عالم، نبی الانبیاء میرے رسول — اولین وآخریں کے پیشوا میرے رسول
صدر بزم انبیاء مولائے کل فخر رسل — محرم اسرار حق، شان خدا میرے رسول
مہبط لولاک، سیار فلک، عرش آستاں — صاحب معراج و مصداق دنا میرے رسول
منصب شان رسالت میں لقب ختم رسل — منزل محبوبیت ہیں مصطفیٰ میرے رسول
اعظمی مومن ہوں، رب العلمین میرے خدا — رحمۃ للعالمین صلی علی میرے رسول

جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے مجھے پسند

حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان دونوں سے دو مختلف مواقع کی احادیث مروی ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سالن کے برتن سے کدو شریف کو تلاش کرکر کے تناول فرمارہے تھے۔ بس اسی دن سے ہم سالن میں کدو شریف کو پسند کرنے لگے۔
(نمبر ۳۷۸۲-۸۳)

یہی محبت کا تقاضا ہے کہ عاشق صادق اپنی پسند کو اپنے محبوب کی پسند پہ قربان کردیتا ہے اور پھر یہ اپنی ساری عمر کا معمول بنالیتا ہے۔

Scanned with CamScanner

ان عاشقوں کا میں ہوں ادنیٰ نیاز مند
جن کو میرے محبوب کی ہے ہر ادا پسند

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔(نمبر ۳۷۹۵،۳۸۰۶)

★ خرگوش حلال ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول نہ فرمایا اور اس کی وجہ بیان فرمادی کہ اَنَّھَا تَحِیْضُ۔(نمبر ۳۷۹۲) اسے حیض آتا ہے۔

★ جو مچھلی تیر کر پانی پہ آجائے (مردہ) اس کا کھانا ممنوع ہے۔(نمبر ۳۸۱۵)

★ بعض جائز چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول نہ فرمائیں اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی فَاِنِّیْ اُنَاجِیْ مَنْ لَّا تُنَاجِیْ میں اس سے سرگوشی کرتا ہوں جس سے تم نہیں کرسکتے۔(نمبر ۳۸۳۳)

خانہ کعبہ کی فضیلت

حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور (راوی کا بیان ہے) میرے خیال میں مرفوعاً فرمایا (کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے)

مَنْ تَفَلَ تُجَاہَ الْکَعْبَۃِ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَتَفْلُہٗ بَیْنَ عَیْنَیْہِ ......

جس نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکا تو قیامت کے دن دونوں آنکھوں کے درمیان اس تھوک کو لے کر آئے گا۔(نمبر ۳۸۳۴)

سارے جہانوں کے پروردگار کی عبادت جس کی طرف منہ کر کے کی جاتی ہے اس کی ہی تعظیم نہ کی تو یہ کیسی عبادت ہے؟ خدا تعالیٰ ہمیں عبادت کے ساتھ اپنے محبوب کی غلامی میں ہر عزت والی شے کی عزت کرنے کی بھی توفیق دے۔ اسی حدیث کا اگلا جملہ ہے کہ جو (کچا) لہسن کھائے وہ ہماری اس مسجد کے قریب بھی نہ آئے جب تک کہ اس کے منہ سے بدبو ختم نہ ہو۔ اس لئے کثرت کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم

دیا گیا) اللہ پاک ہمیں اس طرح کے (بظاہر معمولی کاموں سے) بچ کر آخرت کی ذلت و رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ النبی الکریم الامین۔

اے مرے معبود حق اے کردگار — سارے عالم کا تو ہے پروردگار
فضل سے تیرے ہی اے رب کریم — گلشن ہستی کی ہے ساری بہار
کردیا مجھ کو غلام مصطفیٰ — ہوگیا میں دوجہاں کا تاجدار
بخش دے یا رب خطائیں سب مری — تو ہے غفار، اور میں عصیاں شعار
تیری رحمت پر بھروسہ ہے مجھے — فضل کا تیرے ہوں میں امیدوار
خاک پائے مصطفیٰ ہے اعظمی — حشر میں یا رب نہ ہو یہ شرمسار

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کی روٹی کا ٹکڑا کھجور کے ساتھ کھایا اور فرمایا: ھٰذِہٖ اِدَامُ ھٰذِہٖ۔ یہ اس کا سالن ہے۔(۳۸۳۰)

★ صحابہ کرام روزانہ ایک کھجور اور بیری کے تر پتے کھا کر جہاد کرتے رہے۔ (نمبر ۳۸۴۰)

★ انگلیاں چاٹنے یا چٹانے کے بعد ہاتھوں کو کپڑے سے پونچھا جائے۔ (نمبر ۳۸۴۷)

علاج معالجہ، کہانت، بدشگونی اور عتق کا بیان

★ صحابہ کرام علیہم الرضوان جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتے تو اس قدر احترام سے بے حرکت ہو کر بیٹھتے کَاَنَّمَا عَلٰی رُؤُسِہِمُ الطَّیْرُ۔ گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔(نمبر ۳۸۵۵)

★ پچھنے لگوانے سے عقل جاتی رہی لہٰذا کسی ماہر سے ہی پچھنے لگوائے جائیں۔ (نمبر ۳۸۵۹)

★ نجومیوں کے علم کو جادو قرار دیا گیا۔(نمبر ۲۹۰۵)

Scanned with CamScanner

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ بدشگونی کو شرک قرار دیا۔ (نمبر ۳۹۱۰)

★ مکاتب اپنا زر کتابت اگر ادا نہ کرے تو جس عورت کا مکاتب ہے وہ اس سے پردہ کرے کیونکہ ساری رقم ادا کرنے تک وہ غلام ہی رہے گا۔ (نمبر ۳۸-۳۹۲۷) اسی بناء پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عورت کو اپنے مکاتب سے پردہ کرنا چاہئے جبکہ اس کے پاس اتنا مال ہو کہ بدل کتابت ادا کر سکے کیونکہ اس صورت میں مکاتب مثل آزاد کے ہے۔

★ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک گمان کہ حضرت جویریہ کے حسن و جمال کی وجہ سے کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر نظر نہ پڑ جائے۔ كَرِهْتُ مَكَانَهَا وَعَرَفْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَرٰى مِنْهَا مِثْلَ الَّذِىْ رَاَيْتُ. (نمبر ۳۹۳۱)

محمد کی غلامی ہے ''شرط'' آزاد ہونے کی

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام کو اس شرط پہ آزاد کیا کہ تم زندگی بھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہو گے اس نے عرض کیا۔

وَاِنْ لَمْ تَشْتَرِطِىْ عَلَىَّ مَا فَارَقْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عِشْتُ.

اگر آپ یہ شرط نہ بھی لگاتیں تو میں تب بھی ساری زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں رہتا۔ (نمبر ۳۹۳۲)

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

★ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل کہ غلام کا ایک حصہ نہیں بلکہ پورا ہی آزاد ہوگا۔ (نمبر ۳۸-۳۹۳۷) اس کی مثال یہ ہے کہ ایک غلام تین اشخاص کا مشترک ہے ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو باقی دونوں کو اختیار ہے اگر آزاد کرنے والا مالدار ہے تو

اس سے اپنے اپنے حصے کی قیمت وصول کریں یا پھر غلام سے اپنے اپنے حصے کی محنت کروالیں یا پھر وہ بھی پہلے کی طرح آزاد کر دیں۔ امام شافعی واحمد کا اس میں اختلاف ہے۔ وہ فرماتے ہیں جتنا آزاد کیا گیا اتنا ہی ہوگا باقیوں کا حصہ آزاد نہ ہوگا اور نہ ہی قیمت کا مطالبہ کر سکتے ہیں تاہم ہر دو حدیث کے آخری الفاظ کہ غلام سے اس کی حیثیت کے مطابق مشقت کروانے پہ سب کا اتفاق ہے۔ باقی رہی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث عُتِقَ مِنْهُ مَا عُتِقَ کہ جتنا آزاد کیا گیا اتنا ہو جائے گا یہ جملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث (نمبر ۴۳-۳۹۴۱) میں حضرت نافع سے ہے۔

قرأت کا بیان

★ غزوۂ بدر میں گم ہونے والی سرخ چادر کے بارے میں بعض لوگوں کا گمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لی ہوگی اس موقع پہ یہ آیت نازل ہوئی۔ وما کان لنبی ان یغل۔ (نمبر ۳۹۷۱)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم الانساب میں مہارت کہ مُلک و ملکہ سبا کے بارے میں وجہ تسمیہ ان کے جد اعلیٰ اور اولاد واوطان کے بارے میں بتا دیا (یہ عورت وہی ہے جس کا ذکر سورۃ نمل میں ہے (بلقیس) جو بعد میں حضرت سلیمان علیہ السلام پر ایمان لا کر آپ کی زوجیت میں آئی۔ (نمبر ۳۹۸۸)

★ سب سے زیادہ عظمت والی آیت ''آیۃ الکرسی'' ہے۔ (نمبر ۴۰۰۳)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ران کو عورت (یعنی چھپانے کی چیز قرار دیا) فرمایا: اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ تو جانتا نہیں کہ ران چھپانے کی چیز ہے۔ (نمبر ۴۰۱۴)

Scanned with CamScanner

کِتَابُ اللِّبَاسِ (لباس کا بیان)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عربی کے علاوہ حبشہ کی زبان بھی جانتے تھے۔ (۴۰۲۴) (سناہ حبشہ کی زبان میں عمدہ چیز کو کہتے ہیں) اور صرف حبشی زبان کیا جب آدم علیہ السلام کو ہر زبان سکھا دی گئی تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سی زبان چھپا کر رکھی ہوگی۔ مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کی آستین پہنچوں (گٹوں) تک ہوتی تھی۔
(نمبر ۴۰۲۷)

★ متکبرانہ لباس کے بدلے آگ اور ذلت کا لباس پہنایا جائے گا۔
(نمبر ۴۰۲۹)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس میں صحابہ کرام کا لباس ایسا ہوتا کہ بارش ہوتی تو اس سے بھیڑ بکریوں کی سی بو آتی۔ (نمبر ۴۰۳۳)

ہدیوں، تحفوں کا تبادلہ

شاہ ذی یزن نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کپڑوں کا ایک جوڑا تحفۃً بھیجا جو اس نے پینتیس اونٹ یا اونٹنیوں کے بدلے میں خریدا تھا اور آپ نے قبول فرمالیا۔ (نمبر ۴۰۳۴) اور جواب میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہایت قیمتی جوڑا بھیجا تاکہ اس کے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ یہ صرف لینے والے ہی ہیں۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ تو اللہ کے خزانوں میں ہیں۔

آسماں خوان زمین خوان زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

مسند ارشاد پہ فائز ہونے والوں کے لئے اس میں بڑا قیمتی درس ہے کہ اپنے آپ کو صرف لینے کی عادت ہی نہ ڈالو جو عقیدت کی بنا پر آپ کے پاس حاضر ہو کر

جیبیں خالی کرتے ہیں ان کی جیب میں کچھ ڈالا بھی کرو تاکہ شمع رسالت کے پروانوں پر دنیا کی محبت یا منت کش ہونے کا دھبہ نہ آئے۔ بلکہ تحائف و نذرانوں کی روح بھی یہی ہے کہ ہر کوئی دینے والا تو نہیں ہوتا لہٰذا دینے والوں سے لیتے جاؤ اور حقداروں کو دیتے جاؤ۔ توخذ من اغنیاء ھم و ترد الی فقراء ھم۔ امیروں سے لو غریبوں کو دو مگر ہماری حالت تو یہ ہے کہ:

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سبز چادریں اوڑھ رکھی تھیں، سیاہ چادر بھی اوڑھی۔ (۴۰۷۴-۴۰۶۵-۴۳۰۶)

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوق محبت

★ جو کپڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا صحابی رضی اللہ عنہ نے اس کو جلا دیا (حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جلانے کا حکم نہ دیا تھا بلکہ بعد میں) فرمایا: اَفَلَا کَسَوْتَهَا بَعْضَ اَهْلِكَ فَاِنَّهٗ لَا بَاْسَ بِهٖ لِلنِّسَآءِ گھر میں کسی عورت کو پہنا دیا جاتا عورتوں کے لئے تو (ایسا کپڑا پہننے میں) کوئی حرج نہیں۔ (نمبر ۴۰۶۶-۶۸) یہ سرخ کپڑے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے لئے سرخ کپڑے (نہ سرخ ہو نہ گلابی ہو اس کو مضرجہ کہتے ہیں) پسند نہ تھے۔ (۴۰۶۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ چادر استعمال فرمائی۔ (نمبر ۴۰۷۲) (وضاحت کے لئے دیکھئے حاشیہ نمبر ۵ سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۰۷)

★ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عمامہ شریف باندھا، ایک شملہ سینہ پر لٹکایا اور دوسرا پشت پر۔ (نمبر ۴۰۷۹)

★ (کسی مجبوری کی وجہ سے) گریبان کھلا رکھنا (نمبر ۴۰۸۳)

★ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو (بوجہ مجبوری) ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی اجازت۔ (نمبر ۴۰۸۵)

Scanned with CamScanner

★ اپنے آپ کو خوبصورت بنانا تکبر نہیں بلکہ تکبر تو یہ ہے مَنْ بَطَرَ الْحَقَّ وَغَمطَ النَّاسَ حق کو مٹانا اور لوگوں کو ذلیل کرنا۔ (نمبر ۴۰۹۲)

★ چادر کو آگے سے لٹکانا اور پیچھے سے اٹھائے رکھنا (جیسا کہ سادہ دیہاتی لوگ کرتے ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا کیا ہے۔ (نمبر ۴۰۹۶)

★ خاتون جنت کے پاس ایک ہی چادر تھی سر ڈھانپتیں تو پاؤں ننگے ہو جاتے پاؤں چھپاتیں تو سر ننگا ہو جاتا۔ (نمبر ۴۱۰۶)

★ حضرت مقدام بن معدی کرب نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لاجواب کر دیا۔ (نمبر ۴۱۳۱)

کنگھی کرنے اور انگوٹھی پہننے کا بیان

★ مصر کے حاکم حضرت فضالہ بن عبید کے بال بکھرے ہوئے تھے اور ننگے پاؤں پھر رہے تھے پوچھا گیا تو فرمایا: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنَا اَنْ نَحْتَفِيَ اَحْيَانًا۔ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کبھی ننگے پاؤں بھی رہا کرو۔ (نمبر ۴۱۶۰) کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا فرمان ہے: اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيْمَانِ۔ سادہ وضع میں رہنا ایمان کا حصہ ہے۔ (نمبر ۴۱۶۱)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سُکّہ نامی خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ (۴۱۶۲) (فی القاموس بالضم طيب يتخذ من الرامك مدقوقا معجونا بالماء ويعرك ويمسح بالدهن الخيري لئلا يلصق بالاناء۔ (حاشیہ نمبر ۸ ابی داؤد ج ۲ ص ۲۱۷)

★ حضرت ابن مسعود کا استدلال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی پہ لعنت کرنا اللہ ہی کا لعنت کرنا ہے اور استدلال اس آیت سے تھا۔ وما اتكم الرسول فخذوه ومانهكم عنه فانتهوا۔ (نمبر ۴۱۶۹)

★ جنبی جب تک وضو نہ کرلے اس کے پاس (رحمت کے) فرشتے نہیں

آتے۔ (نمبر ۴۱۸۵)

★ جن بالوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ لگایا ساری زندگی ان کو (بطور تبرک) نہ کاٹا گیا۔ (نمبر ۴۱۹۶)

★ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک ہی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی تو لوگوں نے بھی بنوالیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دی تو لوگوں نے بھی پھینک دیں۔ (نمبر ۴۲۲۱) انگوٹھی پہننا کوئی بھی ناجائز نہیں کہتا لیکن اس طرح کی احادیث پڑھ سن کر عام قاری شش و پنج میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ کیا کریں کیا نہ کریں اس لئے انہی احادیث کو معمول یہ بنایا جائے جن کو فقہاء نے قبول کیا ہے۔ اس طرح کی چند مثالیں اس کتاب کے آخر میں دی جائیں گی ان شاء اللہ۔ جس سے فقہ اور فقہاء کی ضرورت کا احساس ہر شخص کے دل میں پیدا ہوگا۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی لوہے کی تھی جس پہ چاندی کا ملمع تھا۔ (نمبر ۴۲۲۴) جبکہ اس سے پہلی حدیث میں ہے انگوٹھی چاندی کی ہو اور پورے مثقال کی نہ ہو۔ (ساڑھے چار ماشہ سے کم) پیتل کی انگوٹھی سے بتوں کی بدبو اور لوہے کی انگوٹھی دوزخیوں کا زیور۔ (نمبر ۴۲۲۳)

★ اِنَّ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانٌ۔ حضرت عمر نے ایک عورت کے پاؤں میں گھنگرو دیکھے اور کاٹ کر فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ (نمبر ۴۲۳۰) لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ جَرَسٌ۔ (نمبر ۴۲۳۱)

★ امام ابوداؤد نے سونے سے دانت بندھوانے کا باب باندھا ما جاء في ربط سنان بالذهب۔ حالانکہ پورے باب میں اس پہ کوئی حدیث نہیں ہے۔ خدا جانے امام ابوداؤد کا یہ قیاس واجتہاد غیر مقلدین کس طرح برداشت کرتے ہوں گے۔

(کتاب الخاتم ج ۲ ص ۳۳۵)

Scanned with CamScanner

★ بچوں کو بھی سونا نہ پہنایا جائے۔(نمبر ۴۲۳۶)

کِتَابُ الْفِتَن (فتنوں کا بیان)

★ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں قیامت تک رونما ہونے والے تمام حالات و واقعات، فتنوں اور ان کے سرغنوں کا، ان کے باپ داداؤں کا، ان کے قبیلوں کا بلکہ ان کی تعداد بھی بتادی۔(نمبر ۴۳-۴۱-۴۲۴۰)

★ فرمایا میری امت کے کچھ قبائل بتوں کی پوجا کریں گے (جہاں شرک نہ کرنے کا ذکر ہے وہاں مجموعی طور پر یہ مراد ہے کہ ساری امت مشرک نہ ہوگی۔ لَاتَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ وَاَنْ لَّا یَظْهَرَ اَهْلُ الْبَاطِلِ عَلٰی اَهْلِ الْحَقِّ وَاَنْ لَّا تَجْتَمِعُوْا عَلٰی ضَلَالَةٍ (نمبر ۴۲۵۲) سے بھی یہی مراد ہے۔ یتقارب الزمان. زمان قریب ہوجائے گا۔(نمبر ۴۲۵۵)

★ فتنہ کے دور میں زبان چلانا تلوار چلانے سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے (کیونکہ ایسے وقت میں چند الفاظ حالات کو خراب سے خراب تر کر کے فتنہ کی آگ کو مزید بھڑکا دیتے ہیں) (نمبر ۴۳۶۴)

★ حضرت امام مہدی چوڑی پیشانی اور اونچی ناک والے ہوں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھردیں گے جس طرح پہلے ظلم سے بھری ہوئی تھی اور وہ سات سال حکومت فرمائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نام ہوں گے اور ان کے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے ہم نام ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل اور حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہوں گے۔ یعنی امام حسن کی اولاد سے۔ ان کا اخلاق بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھے گا۔

(کتاب المہدی کا خلاصہ)

کِتَابُ الْمَلَاحِم (جنگوں کا بیان)

★ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے بعد ایک ایسا شخص (مجدد) پیدا فرمائے گا جو دین کی درستگی فرمائے گا۔(۴۲۹۱)

★ اہل اسلام پہ اقوام عالم ایسے ٹوٹ پڑیں گی جیسے بھوکے لوگ کھانے سے بھرے ہوئے پیالے پہ حالانکہ مسلمان اس وقت کثیر ہوں گے مگر بزدلی کی وجہ سے سمندر کی جھاگ اور خس وخاشاک کی طرح ہوں گے۔(نمبر ۴۲۹۷)

ہاں دکھا دے یا الٰہی پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

★ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کون ہے جو مسجد عشار میں "میرے لئے" دو یا چار رکعات پڑھے اور اس کا ثواب مجھے پہنچائے۔(نمبر ۴۳۰۸) کسی نے نہ کہا نماز تو اللہ کے لئے پڑھی جاتی ہے اور آپ فرماتے ہیں: اَنْ یُّصَلِّیَ لِیْ. میرے لئے نماز پڑھے معلوم ہوا یہ عقیدہ بعد کی ایجاد ہے۔

★ بروں کو برائیوں سے نہ روکنے سے بے گناہ بھی عذاب کی زد میں آجاتے ہیں۔(نمبر ۴۳۳۹) واتقوا فتنة لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصة (القرآن)

★ ظالم بادشاہ کے سامنے انصاف کی بات کرنا افضل جہاد ہے۔(نمبر ۴۳۴۴)

یا الٰہی رحم کن بر ما ہمہ   عفو کن جملہ گناہ با ہمہ

کِتَابُ الْحُدُوْد (سزاؤں کا بیان)

★ حضرت علی نے اپنی خطا تسلیم فرمائی اور ابن عباس کو شاباش دے کر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔(نمبر ۴۳۵۱)

Scanned with CamScanner

★ اسلام سے پھر جانے والے کو بیس روز کی مہلت دی گئی یعنی اس کو تبلیغ کی جاتی رہی۔ (نمبر ۴۳۵۶)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا پھر حضرت عثمان کی سفارش پہ پناہ عطا فرمادی۔ (نمبر ۴۵۵۸) اسی طرح حضرت عباس کے ساتھ چمٹ جانے والے نشئی کو معاف کردیا۔ (نمبر ۴۴۷۶)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنیوالی کو بذات خود (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر) قتل کردیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون رائیگاں فرمادیا۔ (نمبر ۶۲-۴۳۶۱)

★ حدود کے علاوہ باعزت لوگوں سے درگزر کیا کرو۔ اَقِیْلُوْا ذَوِی الْھَیْئَاتِ عَثَرَاتِھِمْ اِلَّا الْحُدُوْد (نمبر ۴۳۷۵) عدالت میں معاملہ پہنچ جائے تو معافی نہیں۔ (نمبر ۴۳۷۶)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے کی برکت سے سزا ٹل گئی۔ (نمبر ۴۴۶۸-۴۳۸۱)

★ مار پیٹ کر اقرار جرم کروالینا سراسر ظلم وزیادتی ہے۔ (نمبر ۴۳۸۲)

★ بلوغ کی ایک علامت موئے زیر ناف بھی ہیں۔ (نمبر ۵-۴۴۰۴) اگرچہ معتبر اور مفتی بہ قول مرد کو احتلام، عورت کو حیض یا پھر پندرہ سال کی عمر ہوجائے۔

★ چور کا ہاتھ کاٹ کر (برائے عبرت) اس کی گردن کے ساتھ لٹکانا۔ (نمبر ۴۴۱۱)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز کی (سنگسار کرنے کے بعد) تعریف تو فرمائی مگر (خود) ان کی نماز جنازہ میں شامل نہ ہوئے۔ (نمبر ۴۴۳۰) شاید اس سے فقہاء نے یہ مسئلہ اخذ فرمایا ہے کہ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ تو پڑھی جائے گی لیکن دینی اعتبار سے زیادہ معزز لوگ حاکم اسلام قاضی اسلام وغیرہ نہ پڑھائیں تاکہ

لوگوں کو عبرت ہو کہ یہ اتنا قبیح فعل ہے کہ کئی عظیم الشان لوگوں کی دعاؤں سے محروم کردیتا ہے۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز کا منہ بھی سونگھا (کہ کہیں نشے میں تو اقرار جرم نہیں کررہا) (نمبر ۴۴۳۳) اس سے پتہ چلتا ہے کہ جرم کو ثابت کرنے کے لئے کس قدر چھان بین کرنی پڑتی ہے چہ جائیکہ پولیس والے چھترول کرکے زبردستی اقرار کروالیں۔

★ ضرورت کی بنا پر حیلہ کرنے کی اجازت خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی۔ (نمبر ۴۴۷۲) اَنْ یَّاخُذُوْا لَهٗ مِائَةَ شِمْرَاخٍ فَیَضْرِبُوْهُ بِهَا ضَرْبَةً وَّاحِدَةً

کِتَابُ الدِّیَاتِ (دیتوں کا بیان)

★ یہودیوں کے بنی نضیر اور بنی قریظہ قبیلے بھی اپنے فیصلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کروایا کرتے تھے۔ (نمبر ۴۴۹۴) ہائے افسوس کہ آج ہم مسلمان ہوکر اپنے فیصلے خدا کے قرآن کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ سے کروا رہے ہیں۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون۔

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار فرمانے پر مقتول کے ولی نے قاتل کو معاف کردیا۔ (نمبر ۴۵۰۱-۴۴۹۹)

وہ زباں ہے جس کا بیاں نہیں

★ بھنی ہوئی بکری کی دستی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتادیا کہ میرے اندر زہر ہے۔ اَخْبَرَتْنِیْ ھٰذِہٖ فِیْ یَدِیْ الذِّرَاعُ۔ (نمبر ۴۵۱۰)

یہ علم غیب ہے کہ رسول کریم (ﷺ) نے
خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

★ قتل کسی نے کیا دیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے ادا کر دی۔
(نمبر۴۵۲۴)

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

قتل کی تین اقسام ہیں

(۱) قتل عمد کہ جو آلہ جارحہ سے کیا جائے۔ (۲) قتل خطا شبہ عمد کہ جو آلہ جارحہ سے قتل نہیں کیا لیکن معلوم قتل عمد کی طرح ہوتا ہے۔ (۳) قتل خطا یعنی مذکورہ دونوں اقسام کے علاوہ باقی سب قتل خطا میں شامل ہیں۔ مذکورہ تینوں اقسام کی تعریفوں اور تعین میں آئمہ کے درمیان اختلاف ہے۔ مذکورہ تینوں اقسام کی دیت یوں ادا کی جاتی ہے۔

قتل خطا

کی دیت میں بالاتفاق پانچ قسم کے اونٹ ادا کئے جاتے ہیں یعنی بیس ایک سالہ اونٹنیاں بیس دو سالہ اونٹنیاں بیس تین سالہ اونٹنیاں اور بیس چار سالہ اونٹنیاں ادا کرنا واجب ہوتا ہے۔

قتل خطا شبہ عمد

میں امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک دیت کے سو اونٹوں میں چار قسم کے جانور ادا کرنا واجب ہے یعنی پچیس ایک سالہ اونٹنیاں، پچیس دو سالہ اونٹنیاں پچیس تین سالہ اونٹنیاں اور پچیس چار سالہ اونٹنیاں۔ جبکہ امام محمد اور امام شافعی کے نزدیک تین قسم کے جانور دینے واجب ہوتے ہیں۔ یعنی تیس چار سالہ اونٹنیاں، تیس تین سالہ اونٹنیاں اور چالیس ایسی اونٹنیاں جو سب حاملہ ہوں۔

قتل عمد

کی دیت بھی وہی ہے جو قتل خطا شبہ عمد کی ہے جبکہ مقتول کے وارث رضا مند

ہوں ورنہ قصاص ہے۔ یہ دیت اس صورت میں ہے جبکہ اونٹوں کی شکل میں ادا کی جائے نقدی کی شکل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مطابق امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایک ہزار دینار یا دس ہزار درہم جبکہ امام شافعی کے نزدیک بارہ ہزار درہم۔ گائے بھینسوں کی صورت میں ادا کریں تو دو سو گائیں، بکریوں کی صورت میں ادا کی جائے تو ایک ہزار بکریاں اور کپڑوں کی صورت میں ادا کی جائے تو دو سو جوڑے کپڑے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کِتَابُ السُّنَّةِ (اتباع سنت کا بیان)

★ تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَةً میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے۔ (نمبر۴۵۹۶) غنیۃ الطالبین میں ہے واما الفرقة الناجية فهي اهل السنة والجماعة نجات پانے والا فرقہ اہل سنت و جماعت ہے (ج ۱ ص ۳۰۹ مطبوعہ کراچی) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی لکھا اور اہل سنت کے ناجیہ ہونے کی دلیل بھی بیان فرمائی۔ (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۴۱ - ۱۴۰) امامذہب و اعتقاد ایشاں قدیم است وطریقہ ایشاں اتباع احادیث نبوی و اقتداء بآثار اسلف وحمل نصوص بر ظاہر است و محدثین اصحاب ستہ وغیرہا از کتب مشہورہ معتمدہ کہ معنی و مدار احکام اسلام بر آنہا افتادہ و آئمہ فقہائے ارباب مذاہب اربعہ وغیرہم از انہا کہ در طبقہ ایشاں بردہ اند۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مکتوبات دفتر اول مکتوب ۴۹ میں اہل سنت کو ہی فرقہ ناجیہ قرار دیا ہے۔

★ اہل ہوا و بدعت کے سلام کا جواب نہ دینے کی رخصت (نمبر۴۶۰۱)

★ شیطان عالم (یعنی حکمت والے) شخص کے ذریعے بھی لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ پہلے وہ قرآن پڑھتا ہے جب کوئی اس کی بات نہیں مانتا حتی ابتدع لهم غیرہ پھر ساتھ کوئی نیا شوشہ چھوڑتا ہے۔ (نمبر۴۶۱۱) یقین نہ آئے تو دیکھ لو ہندوستان

Scanned with CamScanner

کے چند علماء نے بھی انگریزی حکومت کے اشاروں پہ عظمت رسالت کے بارے میں چند ایسی زہریلی باتیں کیں کہ پوری امت میں انتشار پیدا ہوگیا اور اس سلسلہ میں حقانیت یہی ہے کہ:

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجیے

★ امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ میرا آسمان سے گر پڑنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ یوں کہوں اَلْاَمْرُ بِیَدِیْ یہ معاملہ میرے اختیار میں ہے۔ (نمبر ۴۶۱۷)

یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا کہ قرہ بن خالد فرمایا کرتے تھے یَا فِتْیَانُ لَا تَغْلِبُوْا عَلَی الْحَسَنِ فَاِنَّهٗ کَانَ رَاْیُهُ السُّنَّةَ وَالصَّوَابَ۔ (نمبر ۴۶۲۳) اے لڑکو! حسن بصری کے متعلق مبالغہ نہ کرنا کیونکہ ان کی رائے سنت وصواب ہے۔

★ حضرت سفیان فرمایا کرتے تھے پانچویں خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں۔
(نمبر ۴۶۳۱)

★ حجاج کو قابل گردن زدنی سمجھنے کے باوجود بھی لوگ اس کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے (ایک تو فاسق عمل ہونے کی وجہ سے اور دوسرا تا کہ امت میں انتشار پیدا نہ ہو۔ نمبر ۴۶۴۲) حالانکہ صحابہ کی شان یہ ہے کہ اگر ان کے چہرے پر گرد بھی پڑ جائے تو ان کو اتنا ثواب ملے گا جتنا کہ دوسروں کو ساری زندگی کی نیکیوں پر بھی نہ ملے گا خواہ ان کی عمر نوح علیہ السلام کے برابر ہو۔ (نمبر ۴۶۵۰)

خود جو نہ تھے راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

★ بیعت رضوان والوں میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا۔

(نمبر ۴۶۵۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سب سے پہلے کون جنت میں جائے گا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ میرے پاس جبریل امین حاضر ہوئے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہوگی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وَدِدْتُّ اَنِّیْ کُنْتُ مَعَكَ حَتّٰی اَنْظُرَ اِلَیْهِ کاش میں آپ کے ساتھ ہوتا تا کہ وہ دروازہ دیکھتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَمَا اَنَّكَ یَا اَبَابَكْرٍ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ۔

اے ابوبکر! میری امت میں تو سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔ (نمبر ۴۶۵۲)

عورت کا ایک فتنہ عظیمہ

★ عورتیں خود ناقصات العقل والدین ہوتی ہیں لیکن بڑے بڑوں (کی عقل خراب کر کے ان) کو بے سمجھ بنادیتی ہیں۔ (نمبر ۴۶۷۹)

آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان حقیقت بن کر سامنے آرہا ہے ہمارے مشاہدے میں ہے کہ نسلی صحیح العقیدہ مردوں کی عورتیں بدعقیدہ مبلغات کے دروس میں شامل ہوکر اپنے خاوندوں کے عقیدوں کو خراب کر رہی ہیں۔ یہ ان عورتوں کا کمال تو ہو نہیں سکتا کیونکہ وہ تو ناقصات العقل ہیں بلکہ ان مردوں کی ناسمجھی ہوسکتی ہے یا پھر میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی دلیل ہوسکتی ہے۔ اس موقع پر میرا دل چاہ رہا ہے کہ الروض الفائق فی المواعظ والدقائق (جو کہ علامہ شعیب خریفیش المتوفی ۸۱۰ جن کی حکایات کے حوالوں سے تبلیغی جماعت کا تبلیغی نصاب بھرا پڑا ہے) سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عربی درود وسلام بمعہ اردو ترجمہ پیش کروں تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ انہوں نے صرف حکایات ہی نہیں لکھیں بلکہ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان بھی بڑے اچھوتے انداز میں بیان فرمائی ہے۔ یہ کتاب حال ہی میں دعوت

Scanned with CamScanner

اسلامی کے شعبہ المدینۃ العلمیہ نے شائع کی ہے اور اس کے صفحہ نمبر ۳۸-۳۹ پر یہ اشعار بمعہ ترجمہ موجود ہیں۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جھوم کر اور تصور ہی تصور میں مدینہ پاک کی گلیوں میں گھوم کر سبز گنبد کی سنہری جالیوں کا منظر دل کی نگاہوں کے سامنے رکھ کر پڑھیے اور اصل عنوان ذہن میں رکھ کر پڑھیے کہ ان ناقصات العقل والدین کی بات مانی جائے یا چھ صدیاں پہلے کے بزرگوں کے عقائد کو اپنایا جائے اور ان تمام بزرگوں کی تعلیمات ھٰذہ کے حقیقی ترجمان امام احمد رضا خان کی پاک زبان میں کہا جائے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجیے

وہ جس کو خدا نے بڑھایا ہے کوئی اور گھٹانا کیا جانے

اَللّٰہُ زَادَ مُحَمَّدًا تَکْرِیْمًا　　حَبَاہُ فَضْلًا مِّنْ لَّدُنْہُ عَظِیْمًا
وَاَخْتَارَہٗ فِی الْمُرْسَلِیْنَ کَرِیْمًا　　ذَا رَاْفَۃٍ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

یَا اُمَّۃَ الْهَادِیْ خُصِصْتُمْ بِالْوَفَا　　بَیْنَ الْوَرٰی وَالصِّدْقِ اَیْضًا وَالصَّفَا
صَلُّوْا عَلَی النَّبِیِ الْهَادِیْ الْمُصْطَفٰی　　فَاللّٰہُ قَدْ صَلّٰی عَلَیْہِ قَدِیْمًا
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

فَمَتٰی اَرَی الْحَادِیْ یُبَشِّرُ بِاللِّقَا　　وَیَضُمُّنَا بَابَ الْمُحَصَّبِ وَالنَّقَا
وَاَرٰی ضَرِیْحَ الْمُصْطَفٰی قَدْ اَشْرَقَا　　مَوْلٰی رَحِیْمًا لَا یَزَالُ حَلِیْمًا
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

ثُمَّ الرِّضَا عَنْ اٰلِہِ الْکُرَمَاءِ　　وَکَذَاکَ عَنْ اَصْحَابِہِ الْخُلَفَاءِ
فَهُمُوْ هُمُوْ دِیْنِیْ وَ عَقْدُ وِلَائِیْ　　قَوْمًا تَرَاهُمْ فِی الْمَعَادِ نُجُوْمًا
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

ترجمہ

(۱) اللہ عز وجل نے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت بڑھائی اور اپنی طرف سے فضل عظیم فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام رسولوں میں کرم والا بنایا۔ یہ مومنین کے ساتھ مہربان اور رحیم ہیں، پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۲) اے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! تمہیں تمام مخلوق میں سے وفا اور صدق وصفا کے ساتھ خاص کیا گیا ہے پس تم ہدایت دینے والی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھو، کیونکہ اللہ عز وجل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود بھیجتا ہے لہٰذا تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۳) میں کب حبیب خدا عز وجل کے دیدار کی خوشخبری دینے والے سوار کو پاؤں گا جو ہمیں باب محصب اور ریت کے ٹیلوں کی جانب لے جائے گا اور میں مزار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرلوں گا جس کو رحیم وحلیم مولیٰ نے منور فرما دیا ہے۔ پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۴) پھر اللہ عز وجل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کریم آل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین صحابہ کرام علیہم الرضوان سے راضی ہو، وہ میرا دین اور میری محبت کی گرہ ہیں، وہ ایسے لوگ ہیں کہ تم انہیں بروز قیامت ستاروں کی طرح دیکھو گے۔ پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

★ حضور علیہ السلام سے مشرکین کے فوت شدہ بچوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا کَانُوْا عَامِلِیْنَ۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ کیا کرنے والے تھے۔ (نمبر ۴۷۱۱)

★ حاملین عرش میں سے ایک فرشتے کے کان کی لو اور کندھے کے درمیان کا فاصلہ سات سو برس کی مسافت ہے۔ (نمبر ۴۷۲۷)

آسمانی ملائک اور خیر الخلائق صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مسروق نے جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:

إِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمَاءِ لِلسَّمَاءِ صَلْصَلَةً كَجَرِّ السِّلْسِلَةِ عَلَى الصَّفَا فَيُصْعَقُونَ فَلَا يَزَالُونَ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ جِبْرِيلُ حَتّٰى إِذَا جَاءَهُمْ جِبْرِيلُ فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالَ فَيَقُولُونَ يَا جِبْرِيلُ مَاذَا قَالَ رَبُّكَ فَيَقُولُ الْحَقَّ فَيَقُولُونَ الْحَقَّ الْحَقَّ۔

جب اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے کلام فرماتا ہے تو اسے ایک آسمان والے دوسرے آسمان والوں سے یوں سنتے ہیں جیسے صاف پتھر پہ زنجیر کی آواز پھر وہ بے ہوش ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام ان کے پاس آتے ہیں تو وہ ہوش میں آجاتے ہیں اور پوچھتے ہیں اے جبریل! آپ کے رب نے کیا فرمایا ہے؟ جبریل علیہ السلام فرماتے ہیں حق فرمایا ہے پھر وہ سارے حق حق کہنے لگتے ہیں۔ (نمبر ۴۷۳۸) فرشتے ایک وحی کی آواز سن کر بے ہوش ہو جاتے ہیں قربان اس قلب اطہر پر جس پر پورا تیس پارے قرآن نازل ہوا۔ فانه نزله علی قلبك البقرہ۔ نزل به الروح الامين علی قلبك لتكون من المنذرين۔ (الشعراء) یہ دل بھی کیا دل ہوگا اس کے بارے میں پوری حقیقت تو خدا ہی جانتا ہے لیکن امام اہل سنت نے ایک اشارہ فرمایا ہے اس سے کچھ نہ کچھ سمجھ میں آجائے گا۔

دل سمجھ سے وراء ہے مگر یوں کہوں
غنچۂ راز وحدت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام فرشتوں کا امام

اور جہاں تک فرشتوں کی بات ہے تو اگرچہ ان کی شان بہت بلند و بالا ہے لایعصون اللہ ما امرهم ویفعلون ما یؤمرون لیکن شرح الصدور ص ۲۳ پر

ایک واقعہ لکھا ہے جو یہاں ذکر کر دینا بہت ہی مناسب رہے گا اور وہ یہ ہے کہ

حفص بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے امام المحدثین ابوزرعہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ پہلے آسمان پہ فرشتوں کو نماز پڑھا رہے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ اے ابوزرعہ! کون سی عبادت کے صلہ میں آپ کو یہ اعزاز و اکرام ملا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں اور ہر حدیث میں عن النبی کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہے اور تم جانتے ہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ جو مسلمان ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ یہ درود شریف کی برکت ہے کہ خداوند عالم نے مجھے فرشتوں کا امام بنا دیا ہے۔

تیری درگاہ کے فقیروں کا ذکر ہوتا ہے بادشاہوں میں

اس واقعہ سے جہاں امام ابوزرعہ کی کرامت کا حال معلوم ہوتا ہے ساتھ ہی یہ مسئلہ بھی سامنے آیا کہ جس طرح زبان سے درود شریف پڑھنے کا بے شمار اجر و ثواب ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ درود شریف لکھنے کا بھی اتنا ہی ثواب و اجر ہے۔ جو لوگ حضور اقدس کے نام نامی کے ساتھ پورا درود شریف نہیں لکھتے بلکہ صرف "م" یا "صلعم" لکھتے ہیں وہ نہ صرف اس اجر سے محروم رہتے ہیں بلکہ گنہگار بھی ہوتے ہیں۔ خداوند کریم اس عادت بد سے بچائے۔ (آمین)

یا رسول اللہ سلام علیک — یا حبیب اللہ سلام علیک
انت شمس الضحی انت بدر الدجی — انت نور الهدی انت کهف الوری
یا نبی الهدی سلام علیک — یا شفیع الوری سلام علیک

فریاد امتی جو کرے حال زار میں

تین مقامات پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا (لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں ان تین مقامات پر مل سکتا ہوں) (۱) میزان کے پاس جب تک یہ

Scanned with CamScanner

معلوم نہ ہو کہ اس کی نیکیاں ہلکی ہیں یا زیادہ (۲) نامۂ اعمال کے وقت جب کہا جائے گا نامۂ اعمال پڑھو جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کس طرف سے ملے گا دائیں ہاتھ میں یا بائیں میں یا پیچھے سے (۳) پل صراط کے پاس جب کہ وہ دوزخ کی پشت پہ رکھا جائے گا۔ (نمبر ۴۷۵۵)

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

★ جب تک حکمران نماز پڑھتے رہیں ان سے قتال نہ کرو (یہ کم از کم شرط ہے یہ بھی ہمارے حکمرانوں میں نہیں پائی جارہی فیاء للعجب) (نمبر ۴۷۶۰)

★ جو امت میں پھوٹ ڈالے تو اسے مار ڈالو خواہ وہ کوئی ہو۔ (نمبر ۴۷۶۳)

★ خارجیوں کی علامات۔ گفتار کے اچھے اور کردار کے برے ہوں گے۔ قرآن پڑھیں گے لیکن حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ (باب الخوارج وقتال الخوارج۔ نمبر ۴۸۵۸ تا ۴۷۷۰) نجات کا دار و مدار حسن عمل کے ساتھ حسن عقیدہ پر بھی ہے۔ قرآن، نماز اور دیگر عبادات کے ساتھ گستاخیاں بھی ہوتی رہیں اور پھر نجات کی امید؟ ایں خیال است و محال است و جنوں۔ حضرت بلھے شاہ نے کیا خوب کہا:

نہ میں بھتی رب رب کیتی نہ تسبا کھڑکایا
شاہ عنایت نے نظر چا کیتی انجے چا بخشایا

کِتَابُ الْاَدَبِ (ادب کا بیان)

کتاب الادب میں نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم تاجدار عرب وعجم احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلم و اخلاق کا، عادات و اطوار کا اور صفات و کمالات کا ذکر خیر ہوگا۔ یاد رکھنا دربار رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم (جس کی مشک و عنبر سے بھی بڑھ کر خوشبودار باتوں کا حسین تذکرہ آپ پڑھ رہے ہیں) وہ بارگاہ ہے کہ جب محبوب

سبحانی قطب ربانی شہباز لامکانی، قندیل نورانی، شیر یزدانی، غوث صمدانی (۵۱۷ھ) مدینہ شریف مواجہہ شریف میں حاضر ہوتے ہیں تو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ان اشعار کے ساتھ نذرانۂ محبت پیش کر رہے ہیں۔ بمعہ ترجمہ فارسی اشعار پڑھ لیجئے تا کہ دل کے بند دریچے مزید کھل جائیں اور جنت کی پر کیف فضائیں اور معطر و معنبر ہوائیں آپ کے دلوں کی دنیا کو آباد کرتی رہیں۔ چنانچہ پیر پیراں میر میراں دستگیر جہاں یوں عرض گزار ہیں اور کیوں عرض گزار ہیں اس لئے کہ وہ اس مقام کے حامل ہو کر بھی آج کل کے خشک عبادت گزاروں کی طرح گھمنڈ میں آنے والے نہ تھے بلکہ اتنے مرتبے و مقام کے حامل ہو کر بھی کسی کے دامن کے ساتھ وابستہ رہنے کو ضروری سمجھتے تھے۔ یہاں پہلے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی بات سن لیں کہ چکی چل رہی تھی اور آٹا پس کر باہر آرہا تھا تو آپ یہ منظر دیکھ کر رونے لگے کہ جب دو پتھروں میں کوئی دانا سلامت نہیں رہ رہا تو خدا کے عذاب کی چکی چلے گی تو کیا کوئی سلامت رہے گا چنانچہ چکی چلانے والے سے اس طرح مکالمہ ہوا۔

چکی چلدی ویکھ کے فرید نے دتا رو
دوپڑاں وچ آکے ثابت رہیا نہ کو

تو چکی چلانے والی نے ایک پڑ (پتھر) اٹھایا اور جو دانے کلی کے ساتھ سلامت بچے ہوئے تھے وہ دکھائے اور عرض کیا۔

سن فقیرا رب دیا ذرا کن دلے دے کھول
ایہہ تک لے بچ گئے نی جہڑے بیٹھے کلی دے کول

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

اے قصر رسالت از تو معمور   منشور لطافت از تو مشہور

اے شہنشاہ کونین آپ کی تشریف آوری سے قصر رسالت معمور ہو گیا اور لطافت کا منشور آپ کی وجہ سے مشہور ہوا۔

روشن زوجود تست کونین   اے ظاہر و باطنت ہمہ نور

حضور آپ کے وجود گرامی سے یہ دونوں جہاں روشن ہیں۔ آپ کا ظاہر و باطن سب نور ہی نور ہے۔

ہرکس بہ جہاں گنہ گار ست   گشتہ بہ شفاعت تو مغفور

اس جہاں میں ہر شخص گنہگار ہے آپ کی شفاعت سے خطاکاروں کی خطائیں بخشی جائیں گی۔

اے سید انبیاء و مرسل   وے سرور اولیائے مستور

اے سید انبیاء آپ رسولوں کے سردار ہیں اور جو اولیاء اللہ مستور ہیں ان کے بھی آپ ہادی اور رہنما ہیں۔

معراج تو تابہ قاب قوسین   جبریل برہ بماند از دور

سرکار آپ کو قاب قوسین تک شرف معراج حاصل ہوا۔ آپ اس مقام تک تشریف لے گئے جہاں جبریل بھی راستہ میں رہ گئے۔

(ماخوذ از ماہنامہ رضائے مصطفیٰ اپریل ۲۰۰۹ء)

صَلُّوْا عَلَى الْهَادِي الْبَشِيْرِ مُحَمَّدٍ
تَحَظَّوْا مِنَ الرَّحْمٰنِ بِالْغُفْرَانِ
فَاللّٰهُ قَدْ اَثْنٰى عَلَيْهِ مُصَرِّحًا
فِيْ مُحْكَمِ الْاٰيَاتِ وَالْقُرْاٰنِ

(الروض الفائق)

قیام تعظیمی اور اخلاق وسخاوت نبوی

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں تشریف فرما رہتے، ہم سے باتیں فرماتے جب گھر جانے کے لئے کھڑے ہوتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی

زوجہ محترمہ کے گھر میں داخل ہو جاتے ایک دن اسی طرح ہی گفتگو ہوتی رہی جب آپ کھڑے ہوئے تو ایک اعرابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں چادر ڈالی اور اتنا کھینچا کہ چادر کھردری ہونے کی وجہ سے گردن مبارک سرخ ہوگئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے تو اعرابی نے آپ سے کہا:

اِحْمِلْ لِيْ عَلٰى بَعِيْرَيَّ هٰذَيْنِ فَاِنَّكَ لَا تَحْمِلُ لِيْ مِنْ مَالِكَ وَلَا مِنْ مَالِ اَبِيْكَ۔ میرے ان دونوں اونٹوں کو سامان سے لاد دیں کیونکہ آپ نے مجھے کوئی اپنے یا اپنے باپ کے مال سے نہیں دینا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں جب تک تجھ سے (تیری بداخلاقی کا) بدلہ نہ لوں گا تجھے مال نہیں دوں گا چنانچہ اعرابی اپنی بات دہراتا رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا فرمان دہراتے رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بلا کر فرمایا:

اِحْمِلْ لَهٗ عَلٰى بَعِيْرَيْهِ هٰذَيْنِ عَلٰى بَعِيْرٍ شَعِيْرًا وَّعَلَى الْاٰخَرِ تَمْرًا۔

اس کے دونوں اونٹوں کو لاد دو ایک پر جو اور دوسرے پر کھجوریں پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اِنْصَرِفُوْا عَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ۔ جاؤ اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ۔

(نمبر ۴۷۷۵)

صَلُّوْا عَلٰى خَيْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدٍ   اِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَيْهِ نُوْرٌ يَّعْقِدُ
مَنْ كَانَ صَلّٰى قَاعِدًا يَّغْفِرُ لَهٗ   قَبْلَ الْقِيَامِ وَلِلْمَتَابِ يُجَدِّدُ
وَكَذٰلِكَ اِنْ صَلّٰى عَلَيْهِ قَائِمًا   يَغْفِرُ لَهٗ قَبْلَ الْقُعُوْدِ وَ يُرْشَدُ

(الروض الفائق)

★ غصے کو پی جانے والے کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اختیار دے گا۔ مِنْ اَیِّ الْحُوْرِ الْعِيْنِ شَاءَ۔ جس حور کو چاہے پسند کرلے۔ (نمبر ۴۷۷۶)

★ جو اللہ کے لئے کسی کا نکاح کروائے تَوَجَّهُ اللّٰهُ تَاجَ الْمَلِكِ۔ اللہ تعالیٰ اس

Scanned with CamScanner

کوشاہی تاج پہنائے گا۔ (نمبر ۴۷۷۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ذاتی انتقام نہ لیا، نہ کسی خادم یا عورت کو پیٹا ہمیشہ درگزر کرنے کا حکم دیا۔ (نمبر ۴۷۸۵،۸۶،۸۷)

★ اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ کَرِیْمٌ وَّالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِیْمٌ. مومن بھولا بھالا اور سخی ہوتا ہے اور فاسق و فاجر دھوکہ باز اور بخیل ہوتا ہے۔ (نمبر ۴۷۹۰)

گر تم ہی نہ سنو گے تو پھر کون سنے گا؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اس نے اپنا منہ (بات کرنے کے لئے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک کے ساتھ لگایا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک پیچھے ہٹا لیا ہو یہاں تک کہ وہ آدمی خود ہی (بات مکمل کر کے) سر ہٹا لیتا اور میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک (جلدی سے) ہٹا لیا ہو۔ حَتّٰی یَکُوْنَ الرَّجُلُ ھُوَ الَّذِیْ یَدَعُ یَدَہٗ. یہاں تک کہ وہ شخص خود ہی اپنا ہاتھ ہٹا لیتا۔ (نمبر ۴۷۹۴) دنیا کی وہ کون سی خوبی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں کامل، مکمل اور اکمل طور پر نہ رکھی ہو۔ صاحب الروض الفائق نے کیا خوب کہا:

وَھُوَ الَّذِیْ قَدْ حَازَ کُلَّ الْکَمَالِ   وَخُصَّ بِالْفَضْلِ وَحُسْنِ الْمَقَالِ
وَھُوَ الَّذِیْ قَدْ جَآءَنَا رَحْمَۃً   مُفَرِّقًا بَیْنَ الْھُدٰی وَالضَّلَالِ
مُحَمَّدُ نِ الْمَبْعُوْثُ مِنْ ھَاشِمٍ   اَفْضَلُ مَنْ حَازَ جَمِیْعَ الْخِصَالِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ طُوْلَ الْمَدٰی   مَا عَطَّرَ الْکَوْنَ نَسِیْمُ الشِّمَالِ

ترجمہ

(۱) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ ہستی ہیں، جو ہر کمال کی جامع ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فضل و کمال اور عمدہ کلام کے ساتھ خاص ہیں۔

(۲) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت و گمراہی کے درمیان فرق کرتے ہوئے ہمارے پاس رحمت بن کر تشریف لائے۔

(۳) حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (قبیلہ) بنو ہاشم سے مبعوث ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں جنہوں نے تمام اچھی عادات کو جمع فرما لیا۔

(۴) اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عرصۂ دراز تک رحمت نازل فرمائے جب تک کہ شمال کی خوشگوار ہوا کائنات کو معطر کرتی رہے۔

★ مومن حسن اخلاق کے ذریعے صائم النہار اور قائم اللیل کا درجہ پا لیتا ہے۔ (نمبر ۴۷۹۸)

مالک کونین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا زَعِیْمٌ بِبَیْتٍ فِیْ رَبَضِ الْجَنَّۃِ لِمَنْ تَرَکَ الْمِرَاءَ وَاِنْ کَانَ مُحِقًّا وَّبِبَیْتٍ فِیْ وَسَطِ الْجَنَّۃِ لِمَنْ تَرَکَ الْکَذِبَ وَاِنْ کَانَ مَازِحًا وَّبِبَیْتٍ فِیْ اَعْلَی الْجَنَّۃِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَہٗ (نمبر ۴۸۰۰)

جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے میں اس کے لئے جنت میں ایک مکان کا ضامن ہوں۔ جو جھوٹ کو چھوڑ دے میں اس کے لئے جنت کے وسط میں ایک مکان کی ضمانت دیتا ہوں اگرچہ جھوٹ ہنسی مذاق میں ہی بولتا ہو اور جو اپنے اخلاق اچھے کر لے اس کے لئے جنت کے اعلیٰ درجہ میں (مکان کی ضمانت دیتا ہوں)

جنت میں مکان کی ضمانت ہر کوئی نہیں دے سکتا ہے بلکہ وہی دے سکتے ہیں جو خدا کی خدائی کے مالک، اللہ کے خلیفہ اعظم، خدا کی رحمتوں کے خزانوں کے قاسم ہوں۔ لہٰذا طالب رحمت کو اس رحمۃ للعالمین کی بارگاہ میں رحمت کی بھیک مانگتے رہنا چاہئے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کو اپنی بارگاہ میں بٹھا کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم

Scanned with CamScanner

ایسی ایسی عظیم بشارتیں عطا فرماتے رہے ہیں۔ یہاں پھر الشیخ شعیب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الروض الفائق سے چند عربی اشعار بمعہ ترجمہ لکھنے پہ مجبور ہو گیا ہوں۔

هَنِيئًا لِعَيْنٍ قَدْ رَأَتْ نُورَ أَحْمَدَ ‏ وَفَازَتْ جِهَارًا مِّنْهُ بِالْحُسْنِ وَالرُّؤْيَا
وَقَدْ أَسْعَدَ الرَّحْمٰنُ عَبْدًا دَعَا لَهُ ‏ فَأَضْحٰى سَعِيْدًا فِي الْمَمَاتِ وَفِي الْمَحْيَا
وَبَدَّلَ دِيْنَ الشِّرْكِ بِالنُّوْرِ وَالْهُدٰى ‏ بَلَغَ مَا يَهْوٰى مِنَ الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا
وَفَازَ بِرُؤْيَا الْمُصْطَفٰى سَيِّدِ الْوَرٰى ‏ نَبِيٌّ حَبَاهُ اللّٰهُ بِالرُّتْبَةِ الْعُلْيَا
عَلَيْهِ صَلَاةُ اللّٰهِ مَا طَافَ طَائِفٌ ‏ بِمَكَّةَ بَيْتِ اللّٰهِ قَصْدًا أَتٰى سَعْيًا
صَلَاةٌ شَذَاهَا عِطْرُ الْكَوْنِ جَهْرَةً ‏ فَمَنْ قَاسَهَا بِالْمِسْكِ يَوْمًا فَمَا اسْتَحْيَا

ترجمہ

(۱) مبارک ہو اس آنکھ کو جس نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ دیکھا اور خواب میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سرمدی (یعنی دائمی حسن) کو بلا حجاب دیکھنے میں کامیاب ہوگئی۔

(۲) رحمٰن عزوجل نے اس بندے کو نیک بخت کیا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا کی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھا) تو وہ زندگی اور موت میں سعادت مند ہوگیا۔

(۳) اور اس نے شرک والے دین کو نور ہدایت سے بدل لیا اور دین و دنیا کی بلندیوں کو پالیا۔

(۴) اور وہ مخلوق کے سردار مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی بدولت کامیاب ہوگیا جو ایسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے بغیر کسی بدلے کے بلند و بالا مرتبہ عطا فرمایا۔

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ عزوجل کی رحمتیں نازل ہوتی رہیں جب تک مکہ مکرمہ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّ تَكْرِيْمًا میں طواف کرنے والے بیت اللہ شریف کے

طواف کا قصد کرتے رہیں۔

(۶) درود پاک کی خوشبو واضح طور پر کائنات کا عطر ہے، تو جس نے کسی دن کستوری کے ساتھ اس کا موازنہ کیا تو کیا اس کو شرم نہ آئی۔

سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عاجزی کے طور پر فرمایا (جب صحابہ کرام نے عرض کیا) اَنْتَ سَيِّدُنَا۔ آپ ہمارے سید (سردار) ہیں تو آپ نے فرمایا: اَلسَّيِّدُ اللّٰهُ۔ سید اللہ ہی ہے۔ (ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا انا سید ولد ادم یوم القیمۃ۔ قرآن مجید میں یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ نے خود فرمایا: سیدا و حصورا ونبیا من الصالحین۔ پھر حضور کے بارے میں کیوں نہ کہا جائے:

سید و سرور محمد نور جہاں
مہتر و بہتر شفیع مجرماں

اس کے بعد حدیث میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا:

وَاَفْضَلُنَا فَضْلًا وَّاَعْظَمُنَا طَوْلًا۔ آپ ہم میں خوبیوں کے لحاظ سے افضل اور درجے کے اعتبار سے اعلیٰ ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا:

قُوْلُوْا بِقَوْلِكُمْ اَوْ بَعْضِ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ۔ اپنی باتیں (یا فرمایا کوئی اور بات کرو) کہیں شیطان تمہیں اپنا مزدور نہ بنا لے۔ (اس کا یہی مطلب ہے کہ آپ کا فرمان عالی شان عاجزی کی وجہ سے تھا) (نمبر ۴۸۰۷) لہٰذا شیطان کے چیلے بن کر ایسے الفاظ کا سہارا لے کر اور ان کی غلط تاویلات کر کے اپنے ایمان کو ضائع ہونے سے بچاؤ اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے خدا کی بارگاہ میں یوں دعا گو رہو۔

محمد کے قدموں پہ قربان ہو کے
خدایا مریں ہم مسلمان ہو کے

Scanned with CamScanner

؎ عمر ہو میری بسر حمد خدا میں ماجد
نام ہو میرا محمد کے ثنا خوانوں میں

★ جو نرمی سے محروم رہا وہ بھلائی سے محروم رہا۔ (نمبر ۴۸۰۹)

★ کسی کے لئے دعا کرنا اور اس کی تعریف کرنا بھی اس کے ثواب میں شامل ہونا ہے۔ (نمبر ۴۸۱۳)

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا کہ جب مہاجرین نے عرض کیا: حضور انصار تو سارا ثواب لے گئے تب آپ نے فرمایا: لَا مَا دَعَوْتُمُ اللّٰهَ لَهُمْ وَاَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی تعریف کرنے اور ان کے لئے دعا کرنے سے بندہ ان کے ثواب میں شامل ہو جاتا ہے تو جو محبوب خدا کی تعریف میں رطب اللسان رہے اور آپ کی ذات بابرکات پر کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھتا رہے وہ کس قدر ثواب کا حق دار ہوگا اس پر بھی الروض الفائق سے ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

رحمت کا ہے دروازہ کھلا مانگ ارے مانگ

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”میرا ایک گناہ گار پڑوسی تھا، نشہ کی وجہ سے اسے صبح و شام کا علم نہ ہوتا، میں اسے وعظ و نصیحت کرتا لیکن وہ قبول نہ کرتا، توبہ کی ترغیب دیتا مگر وہ توبہ نہ کرتا، اس کے انتقال کے بعد میں نے اس کو خواب میں بلند مقام پر فائز دیکھا، اس پر جنت کے اعزاز و اکرام کا لباس تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا: ”کس کام کے سبب تو نے یہ مقام و مرتبہ پایا؟“ تو اس نے جواب دیا: ”میں ایک دن محفل ذکر میں حاضر ہوا تو میں نے ایک محدث (یعنی حدیث بیان کرنے والے) کو کہتے ہوئے سنا کہ ”جس شخص نے حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم پر بلند آواز سے درود پاک پڑھا اس کے لئے جنت لازم ہوگئی“۔ پھر انہوں نے پیارے پیارے آقا مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر باآواز بلند درود پاک پڑھا،

میں نے بھی ان کے ساتھ بلند آواز سے درود پاک پڑھا اور دیگر لوگوں نے بھی اپنی آوازوں کو بلند کیا تو اسی دن ہم سب کو بخش دیا گیا۔ مغفرت کا میرا یہ حصہ اللہ عزوجل نے مجھے اس نعمت (یعنی درود پاک کے پڑھنے) کی برکت سے عطا کیا ہے“۔

يَا فَوْزَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ يَحْوِى الْاَمَانِىْ بِالنَّعِيْمِ السَّرْمَدِىْ
اِنْ شِئْتَ بَعْدَ الضَّلَالَةِ تَهْتَدِىْ صَلِّ عَلَى الْهَادِى النَّبِىِّ مُحَمَّدِ
يَا قَوْمَنَا صَلُّوْا عَلَيْهِ لِتَظْفَرُوْا بِالْبِشْرِ وَالْعَيْشِ الْهَنِىِّ الْاَرْغَدِ
وَيَخُصَّكُمْ رَبُّ الْاَنَامِ بِفَضْلِهٖ وَالْفَوْزِ بِالْجَنَّاتِ يَوْمَ الْمَوْعِدِ
صَلّٰى عَلَيْهِ اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ مَالَاحَ فِى الْاٰفَاقِ نَجْمُ الْفَرْقَدِ

ترجمہ

(۱) کامیاب وہ ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھا اس لئے کہ وہ ہمیشہ رہنے والی نعمت کی جگہ (یعنی جنت) میں خواہشات جمع کرتا ہے۔

(۲) اگر تو گمراہی کے بعد ہدایت حاصل کرنا چاہے تو ہدایت دینے والے نبی حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھ۔

(۳) اے لوگو! درود پاک پڑھو تاکہ کشادہ روئی اور آرام دہ مبارک زندگی پا کر کامیابی حاصل کرلو۔

(۴) اور تاکہ تمہیں رب الانام عزوجل بروز قیامت اپنے فضل اور جنت (کو حاصل کرنے) کی کامیابی کے ساتھ خاص کردے۔

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ عزوجل درود پاک بھیجے جب تک آسمان کے کناروں میں فرقد (یعنی قطبی) ستارہ چمکتا رہے۔

؎ زباں تا بود در دہاں جائے گیر
ثنائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بود دل پذیر

★ دوست بناؤ تو مومن کو کھانا کھلاؤ تو پرہیزگار کو۔

Scanned with CamScanner

لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِيٌّ۔ (نمبر ۴۸۳۱)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے ہوئے کتنی ہی مرتبہ آسمان کی طرف دیکھتے۔ (۴۸۳۷)

★ جو گفتگو اللہ تعالیٰ کی حمد سے نہ شروع کی جائے وہ لنڈی (بے برکتی، ادھوری، نامکمل) ہوتی ہے۔ (نمبر ۴۸۴۱) اس حدیث میں اجزم کا لفظ ہے اور اگلی حدیث میں ہے کَالْیَدِ الْجَذْمَاءِ کٹے ہوئے ہاتھ کی طرح۔ (نمبر ۴۸۴۱)

تین شخصوں کی تعظیم کرنا اللہ ہی کی تعظیم سے ہے

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخصوں کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا حصہ ہے۔

(۱) ذِی الشَّیْبَةِ الْمُسْلِمِ۔ بوڑھا مسلمان۔

(۲) حَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَیْرِ الْغَالِیْ فِیْهِ وَالْجَافِیْ عَنْهُ۔ قرآن پاک کے عالم کی جو اس میں کمی بیشی یا تجاوز نہ کرتا ہو۔

(۳) ذِی السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ۔ انصاف کرنے والا بادشاہ۔ (نمبر ۴۸۴۳)

قرآن مجید کی خدمت کرنے والے فقراء جنہوں نے دوسرے طبقوں کی طرح (جو چند گھنٹے دفتروں میں کرسیوں پر بیٹھ کر چائے بسکٹ کھا پی کر لاکھوں روپیہ ماہانہ اپنے گھروں میں جمع کر لیتے ہیں) کبھی جلوس نہیں نکالے کہ ہماری تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا جائے بلکہ صبر و شکر کر کے مسجدوں کی صفوں پہ بیٹھ کر قرآن کی تعلیم دیتے رہتے ہیں ان کا ذکر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں سے بھی پہلے فرمایا ہے اور ان کو جو اخروی مقام و مرتبہ عطا کیا ہے یہ سب قرآن مجید کی برکت ہے انہی درویشوں کے بارے میں اس مقام پہ چند اشعار الروض الانف کے صفحہ ۲۳ اور ۳۳ پر پڑھیے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کو یاد کر کے قرآن پاک کے ساتھ اور زیادہ محبت کیجئے کیونکہ:

ہادی نہ ملے گا تمہیں قرآن سے بڑھ کر
دولت نہ ملے گی تمہیں ایمان سے بڑھ کر

فقراء کی فضیلت

اے حضور کی امت کے فقراء! تمہیں مبارک ہو کہ حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے فقراء کے گروہ! صبر کرو یہاں تک کہ تم حوض (کوثر) پر مجھ سے ملو اور بے شک تم سب سے پہلے میرے پاس آؤ گے''۔

(فضائل الصحابہ لابن حنبل، الحدیث ۴۴۹، الجزء ۲، ص ۸۰۵، ''یا معشر الفقراء'')

پس پاک ہے وہ ذات جس نے تمہیں خوشی و مسرت اور کمال عطا فرمایا: تم سے محبت کی اور تمہیں فقر اختیار کرنے کی ترغیب دی اور نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان عالیشان کے ساتھ تمہیں اس کے مانگنے کا حکم فرمایا کہ ''میری امت کے فقراء، امیروں سے نصف دن پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور وہ (نصف دن) پانچ سو سال کا ہوگا، وہ کھائیں گے، پئیں گے، نعمتیں لوٹیں گے اور لوگ حساب کے غم میں ہوں گے''۔

(المسند الامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرة الحدیث ۱۰۸۳۵، ج ۳، ص ۶۰۵)

(جامع الترمذی، ابواب الزهد، باب ماجاء ان فقراء، الخ۔ الحدیث ۲۳۵۴، ص ۱۸۸۸)

پاک ہے وہ ذات جس نے فقراء کے مقام کو بلند کیا۔ ان کے ذکر کو عام کیا، صبر عطا کیا، ان کے لئے اجر و ثواب دگنا کر دیا اور کیا ہی اچھا کلام ہے جو ان کے غلام حریفیش رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی شان میں کہا ہے:

هُمُ الْفُقَرَآءُ اَهْلُ اللّٰهِ حَقًّا وَقَدْ جَازُوْا بِضِيْقِ الْفَقْرِ فَخْرًا
هُمُ الْفُقَرَآءُ قَدْ صَبَرُوْا وَاُوْذُوْا فَعَوَّضَهُمْ بِذَاكَ الصَّبْرِ اَجْرًا
هُمُ الْفُقَرَاءُ وَالسَّادَاتِ حَقًّا وَمِنْهُمْ تَكْتَسِي الْاَكْوَانُ عِطْرًا

هُمُ الْفُقَرَآءُ عَنْهُمْ فَارَ وَذِكْرًا وَحَدَثَ عَنْهُمُوْ سِرًّا وَّ جَهْرًا
فَكَمْ صَبَرُوْا عَلٰى ضَيْمِ اللَّيَالِيْ فَعَوَّضَهُمْ بِذَاكَ الْكَسْرِ جَبْرًا
وَقَدْ زَارُوا الْحَبِيْبَ وَ شَاهَدُوْهُ وَقَدْ سَجَدُوْا لَهٗ حَمْدًا وَّ شُكْرًا

ترجمہ

(۱) یقیناً فقراء ہی اللہ والے ہیں، تحقیق فقر کی تنگی کے بدلے انہوں نے فخر (یعنی بلند مقام) کو پالیا۔

(۲) انہوں نے صبر کیا اور اذیتیں جھیلیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس صبر پر اجر عطا فرمایا۔

(۳) یہی لوگ حقیقی فقراء اور سردار ہیں اور انہی کی بدولت کائنات خوشبو میں لپٹی ہوئی ہے۔

(۴) یہی فقراء ہیں کہ جن سے خوشبو پھیلی اور یہ لوگ سراً و جہراً (یعنی آہستہ اور بلند آواز سے) ذکر الٰہی عز و جل میں مشغول رہتے ہیں۔

(۵) کتنی ہی بار انہوں نے زمانے کی سختیوں پر صبر کیا لہٰذا اللہ عز و جل نے اس صبر کے عوض ان کو درستی عطا فرمادی۔

(۶) انہوں نے اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ اور دیدار کیا اور اس کی حمد اور شکر بجا لاتے ہوئے اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوگئے۔

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کا ایک انداز

حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرفصا کی حالت میں (گھٹنے کھڑے کر کے اور ہاتھوں سے حلقہ بنا کر جیسے کوئی بڑی ہی عاجزی اور انکساری کے ساتھ بیٹھتا ہے) تشریف فرما تھے، فرماتی ہیں:

فَلَمَّا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخْتَشِعَ (وَقَالَ مُوْسَى الْمُتَخَشِّعَ فِى الْجِلْسَةِ) اُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ۔ (نمبر ۴۸۴۷)

پس جب مَیں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں تشریف فرما دیکھا تو میرے اوپر رعب طاری ہوگیا۔

مطلب یہ کہ جن کی بارگاہ میں جبریل امین علیہ السلام بھی دو زانوں ہو کر بیٹھیں وہ خود کس قدر عاجزی و انکساری کے ساتھ تشریف فرما ہیں بلکہ یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا:

جبریل امین رہ گئے راہ میں عرش اعلیٰ پہ پہنچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

★ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے: لَا يُبَلِّغُنِىْ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِىْ عَنْ اَحَدٍ شَيْئًا فَاِنِّىْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْكُمْ وَاَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ۔ میرا کوئی صحابی کسی دوسرے کی شکایت مجھ تک نہ پہنچائے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے صاف سینہ لے کر جاؤں۔ (نمبر ۴۸۵۹)

★ اپنی بیوی کا راز فاش کرنا سب سے بڑی خیانت ہوگی۔ (نمبر ۴۸۷۰)

★ معراج کی رات غیبت کرنے والوں کا تانبے کے ناخنوں کے ساتھ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچنا۔ (نمبر ۴۸۷۸)

مسلمان کی عزت و حرمت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو کسی مسلمان کو ایسی جگہ ذلیل کرے جہاں اس کی عزت کی جاتی ہو تا کہ اس کی عزت میں کمی آئے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی جگہ رسوا فرمائے گا جہاں اس کو اللہ کی مدد درکار ہوگی اور جو کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اس کی عزت کو کم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہو حالانکہ وہاں اس کی عزت ہوتی ہے تو ایسے شخص کی اللہ تعالیٰ ایسی جگہ مدد فرمائے گا جہاں اس کو خدا کی مدد درکار رہو گی۔

(نمبر ۴۸۸۴)

★ ایک حدیث میں ہے کسی کے بھید کو چھپانا زندہ درگور کی ہوئی لڑکی کو دوبارہ زندہ کرنے کی طرح ہے۔ (نمبر ۴۸۹۱)

حدیث میں ذلیل کرنے اور عزت کرنے کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ قدرت کے باوجود اس کی عزت کا دفاع نہ کرے چاہے قول سے چاہے فعل سے کوئی اس کی توہین کرے تو اس کو روکے کوئی اس کی غیبت کرے تو اس کو منع کرے۔ (ص ۳۱۳ ج ۲ حاشیہ نمبر ۱۲) یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ الْاَمِیْرَ اِذَا ابْتَغٰی الرِّیْبَةَ فِی النَّاسِ اَفْسَدَھُمْ ۔ حاکم جب گمان اور اندازے سے لوگوں کے درمیان (فیصلے کرنے) میں لگ جائے گا تو ان کو تباہ کردے گا۔ (نمبر ۴۸۸۹) قرآن مجید میں ہے: وَلَا تَجَسَّسُوْا۔ اور حدیث میں ہے: نُھِیْنَا عَنِ التَّجَسُّسِ۔ ہمیں کسی کی ٹوہ میں رہنے سے منع فرمایا گیا۔ ہاں کوئی بات ظاہر ہو تو اس پہ مواخذہ ہونا بھی لازم ہے ورنہ معاشرہ میں خرابیاں پیدا ہوں گی اور زمین میں فساد کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ چاہے وہ فساد دین کے نام پہ ہو یا دنیا کے نام پہ۔ آج کل روزانہ سینکڑوں لوگ جو سوات، مالاکنڈ اور دیگر علاقوں میں دین کے نام پر مارے اور مروائے جا رہے ہیں ان کا حساب کون دے گا۔

جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے
کیا حساب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

مسلمان تو اس پر تبصرہ اپنے اپنے ذہن کے مطابق کر ہی رہے ہیں لیکن عالم کفر کی حالت یہ ہے کہ:

خندہ زن کفر ہے احساس تجھے ہے کہ نہیں

جو مسلمان فوت ہو جائے تو اس کی خوبیاں ہی بیان کرو

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

اِذَا مَاتَ صَاحِبُکُمْ فَدَعُوْہُ وَلَا تَقَعُوْا فِیْہِ۔ (نمبر ۴۸۹۹)

جب تمہارا کوئی ساتھی فوت ہو جائے تو اس کو نظر انداز کرو، اس کی برائی نہ کیا کرو

اس سے اگلی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ وَکُفُّوْا عَنْ مَّسَاوِیْھِمْ (نمبر ۴۹۰۰)

اپنے مردوں کی خوبیاں بیان کرو اور ان کی برائیوں سے زبان کو روکے رکھو۔ کیونکہ جب وہ اپنے رب کی بارگاہ میں پہنچ چکا ہے تو وہ جانے اور اس کا پروردگار جانے ہاں اس کی نیکیوں کا چرچا کر سکتے ہو لیکن اگر وہ بدعقیدہ یا گمراہ ہو کر مرا ہے تو اس کی بدعقیدگی اور گمراہی کو ضرور بیان کیا جائے گا بلکہ اس میں زندہ ہونے یا مرنے کی بھی کوئی پابندی نہیں ہے۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

★ کسی (گناہ گار) مسلمان کو یہ کہنا کہ خدا کی قسم اللہ تجھے نہیں بخشے گا یا تجھے جنت میں داخل نہ کرے گا یہ ایسی بات ہے جس سے کہنے والے کی دنیا و آخرت برباد ہو جاتی ہے۔ (نمبر ۴۹۰۱)

★ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ایک آدمی سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔

(نمبر ۴۹۱۶)

کیا یہ شرک ہے؟

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفرا فرماتی ہیں کہ میری شادی کی اگلی صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھ گئے کچھ لڑکیاں دف بجا کر غزوۂ بدر میں شہید ہونے والے اپنے بزرگوں کے کارناموں کے اشعار پڑھنے لگیں اور ان میں سے ایک بچی نے یہ الفاظ کہے: وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ۔ اور ہم میں ایسے نبی تشریف فرما ہیں جو کل کے بارے میں بھی جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ

Scanned with CamScanner

الفاظ سن کر فرمایا: دَعِیْ هٰذَا وَقُوْلِی الَّذِیْ کُنْتِ تَقُوْلِیْنَ۔ اس کو چھوڑ اور وہ کہہ جو پہلے کہہ رہی تھی۔ (نمبر۴۹۲۲)

یقیناً یہ اشعار کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے ہی لکھے ہوئے ہوں گے اور یہ مصرعہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ما فی غد کا علم بیان ہوا اس سے صحابہ کرام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عقیدہ بھی معلوم ہو گیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدے کو شرک قرار نہ دیا کہ یہ تو علوم خمسہ سے ہے جو اللہ ہی جانتا ہے نہ ہی یہ مصرعہ پڑھنے والی کو کہا کہ تو شرکیہ بات کر رہی ہے اور نہ ہی یہ فرمایا کہ جس نے میرے بارے میں یہ الفاظ لکھے ہیں اس کو کہو کہ تو نے شرک کیا ہے۔ لہٰذا اس سے توبہ کر۔ آج کے مولوی کو تو اس بات کا پتہ چل گیا کہ شرکیہ بات ہے۔ مگر شرک کی جڑیں کاٹنے والے نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مسئلہ معلوم نہ ہو سکا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے اہم مسئلہ پہ خاموش رہ سکتے تھے؟ باقی رہا کہ یہ الفاظ پڑھنے سے روکا کیوں؟ تو اس وجہ سے کہ جو موضوع چل رہا ہے اسی کو بیان کرتے رہو اور اس موقع پہ اس نازک موضوع کو چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ورنہ اسی بدر میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن پہلے نشان لگا کر بتا دیا تھا کہ کل فلاں یہاں مرے گا اور فلاں یہاں مرے گا اور جس کے بارے میں آپ نے جہاں نشان لگایا وہ اگلے دن وہیں پہ مرا۔ پھر یہ شرک کس طرح ہو سکتا ہے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب — اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

★ حضرت ابن عمر کا گانے کی آواز سن کر کانوں میں انگلیاں ڈالنا اور راستے سے ہٹ جانا۔ (نمبر۴۹۳۴)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کا مخنث جو ہاتھوں پاؤں پہ مہندی لگاتا کہ عورتوں سے مشابہت پیدا کرے اس کو شہر بدر کر دیا گیا اور قتل کرنے سے منع فرمایا کیونکہ نمازی تھا۔ (نمبر ۴۹۲۸)

★ قیامت کے دن باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔ (نمبر۴۹۴۸)

★ اپنے آپ کو شہنشاہ کہلانا قیامت کو سب سے برا ہونے کی نشانی ہے۔ (نمبر۴۹۶۱)

★ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایسی بات کہو کہ جس کو وہ سچی جانے اور تم اس میں جھوٹے ہو۔ (نمبر۴۹۷۱)

شیطان کو ذلیل کرنے کا نسخہ

حضرت ابوالملیح سے روایت ہے انہوں نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پہ بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کی سواری پھسلی تو میں نے کہا: تَعِسَ الشَّیْطَانُ۔ شیطان کا بیڑا غرق ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَقُلْ تَعِسَ الشَّیْطَانُ۔ یوں نہ کہو کہ شیطان کا ستیاناس ہو کیونکہ جب تم اس طرح کہو گے تو وہ (خوشی سے) پھول کر اتنا بڑا ہو جائے گا جتنا مکان ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میری قوت کو مان لیا گیا ہے بلکہ (ایسی بات ہو تو) تو کہا کرو "بِسْمِ اللّٰهِ فَاِنَّکَ اِذَا قُلْتَ ذٰلِکَ تَصَاغَرَ حَتّٰی یَکُوْنَ مَثَلَ الذُّبَابِ۔ جب تو یہ کہے گا تو وہ سکڑ کر مکھی جتنا ہو جائے گا۔ (نمبر۴۹۸۳)

ذکر ان کا چھیڑیے ہر بات میں — چھیڑنا شیطان کا عادت کیجئے

★ جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولے اس کیلئے خرابی ہے۔ (نمبر۴۹۹۰)

★ حسن ظن حسن عبادت سے ہے۔ (نمبر۴۹۹۳)

بعثت سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وعدہ وفائی

حضرت عبداللہ بن ابوالحمساء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اعلان نبوت سے پہلے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز خریدی اور اس کی قیمت میری طرف باقی رہ گئی تھی میں نے عرض کیا (ٹھہریے) میں اسی جگہ آپ کو (باقی رقم) لا کر دیتا ہوں۔ چنانچہ میں بھول گیا اور مجھے تین دن بعد (اپنا وعدہ) یاد آیا جب میں اس

Scanned with CamScanner

جگہ حاضر ہوا تو فاذا ھو فی مکانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی مقام پہ تشریف فرما ہیں اور مجھے صرف یہ فرمایا:

یَافَتٰی لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَیَّ اَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ اَنْتَظِرُكَ۔ (نمبر ۴۹۹۶)

اے جوان تو نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے میں تین دن سے یہیں پر تیری انتظار کر رہا ہوں۔

سارے اونچوں سے اونچا سمجھے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

★ چرب زبان اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ (نمبر ۵۰۰۵)

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُمِرْتُ اَنْ اَتَجَوَّزَ فِی الْقَوْلِ فَاِنَّ الْجَوَازَ هُوَ خَیْرٌ۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ متوسط اور اعتدال والا کلام کروں کیونکہ اعتدال ہی بھلائی ہے (نمبر ۵۰۰۸) اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا ہے:

جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے
ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام
ان کی باتوں کی لذت پہ بے حد درود
ان کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام
ان کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود
ان کی دل کش بلاغت پہ لاکھوں سلام

★ جس کو قرآن مجید اور ذکر الٰہی کی بھی فرصت نہ ملے وہ شاعر قابل مذمت ہے۔ (نمبر ۵۰۰۹)

حَتّٰی یَشْغَلَهٗ عَنِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِ اللّٰهِ۔ ورنہ وَاِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً۔ (نمبر ۵۰۱۰)

★ قرب قیامت لوگوں کے خواب (اکثر) سچے ہوں گے۔ (نمبر ۵۰۱۹)

★ یہودی لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس امید پہ چھینک لیتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یَرْحَمُكَ اللّٰهُ فرمائیں گے لیکن آپ فرماتے یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ۔ (نمبر ۵۰۳۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو اٹھ کر قضائے حاجت فرمائی پھر ہاتھ منہ دھو کر سوئے۔ (نمبر ۵۰۴۳)

★ كَانَ فِرَاشُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِمَّا یُوْضَعُ الْاِنْسَانُ فِیْ قَبْرِهٖ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک تقریباً اسی طرح کا ہوتا جیسے بندے کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے۔ (نمبر ۵۰۴۴)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ (ثلث مرات) اے اللہ مجھے عذاب سے بچانا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔ (نمبر ۵۰۴۵)

★ وظیفے میں نبی کی بجائے رسول کا لفظ بولنے پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کی اصلاح فرمائی کہ نبی کا لفظ ہی بولا جائے۔ (نمبر ۵۰۴۶)

★ سونے سے پہلے اور بعد ذکر الٰہی نہ کرنے والے کو قیامت کے دن حسرت ہوگی۔ (نمبر ۵۰۵۹)

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ ومہر نے

★ خاتون جنت رضی اللہ عنہا چکی پیستی تھیں حتی کہ ہاتھوں پہ نشان پڑ گئے، مشکیزے میں پانی بھر کر لاتیں یہاں تک کہ گردن پہ نشان پڑ گئے، گھر میں جھاڑو دیتیں کہ کپڑے گرد وغبار سے اٹ جاتے اور ہانڈی پکایا کرتیں کہ کپڑے سیاہ ہو جاتے اور جب لونڈی غلام کا سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح فاطمہ بتا دی۔ (معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی کے صرف دینی واخروی فوائد ہی نہیں بلکہ دنیوی فوائد وبرکات بھی ہیں)

Scanned with CamScanner

(نمبر ۵۰۶۳) حضرت علی فرماتے ہیں جب سے ہم نے اس تسبیح کی فضیلت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی (غلام لونڈی بھول گئے) مگر یہ تسبیح بغیر کسی ناغے کے پڑھی صرف جنگ صفین کی رات (زیادہ مصروفیت کی وجہ سے) آخری رات یاد آئی تو میں نے اسی وقت پڑھ لی۔ (نمبر ۵۰۶۴) یاد رہے تسبیح فاطمہ کا ذکر رات کو سوتے وقت بھی آیا ہے اور ہر نماز کے بعد بھی۔ سبحان اللہ، الحمد للہ، ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ۔

اس بتول جگر پارۂ مصطفیٰ حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
سیدہ زاہدہ طیبہ طاہرہ جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حق ہے میں ہی بھول گیا

حضرت ابان حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو صبح وشام تین تین مرتبہ مندرجہ ذیل الفاظ پڑھ لے اس پہ ناگہانی مصیبت نہ آئے گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے جس کے ساتھ کوئی شے نقصان نہیں پہنچا سکتی نہ زمین میں نہ آسمان میں وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

چنانچہ حضرت عثمان کے صاحبزادے ابان کو فالج کا اٹیک ہوگیا تو جس شخص نے ان سے یہ حدیث سنی تھی وہ (حیران ہوکر ان کی طرف دیکھنے لگا) مطلب یہ تھا کہ آپ نے ہی تو یہ حدیث بیان کی تھی پھر آپ پر ناگہانی آفت کیسے آگئی۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ میری طرف کیوں غور سے دیکھ رہا ہے۔ فرمایا میری طرف کیوں دیکھ رہے ہو فَوَاللّٰهِ مَا كَذَبْتُ عَلٰى عُثْمَانَ وَلَا كَذَبَ عُثْمَانُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اللہ کی قسم! نہ میں نے حضرت عثمان پہ جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی حضرت عثمان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کی نسبت کی ہے (پوچھا پھر فالج کیوں ہوگیا

آپ تو ضرور یہ دعا پڑھتے ہوں گے) فرمایا: وَلٰکِنَّ الْیَوْمَ الَّذِیْ اَصَابَنِیْ فِیْهِ مَا اَصَابَنِیْ غَضِبْتُ فَنَسِیْتُ اَنْ اَقُوْلَهَا۔ بات یہ ہے کہ آج میں غصہ کی حالت میں تھا تو یہ دعا پڑھنا بھول گیا (اس لئے یہ عارضہ لاحق ہوگیا) (نمبر ۵۰۸۸) غور فرمائیں صحابہ کرام ہر بات میں سے کس طرح کمی کی نسبت اپنی طرف کر لیتے تھے اور فضیلت کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتے تھے بلکہ ہر بات سے اپنے آقا کی فضیلت بیان کر کے لوگوں کو یہ عقیدہ عطا فرما دیتے تھے کیونکہ ان کا اپنا عقیدہ یہ تھا کہ:

آپ کی مدحت نگاری کا ہنر اچھا لگا — موسم نعت نبی شام و سحر اچھا لگا
سبز گنبد پہ نظر صل علی ورد زباں — دیکھنا یوں روضۂ خیر البشر اچھا لگا
ان کے دامن کی ہوا نے سرخوشی بخشی مجھے — اس بھری دنیا سے ہونا بے خبر اچھا لگا
ذکر اوصاف نبی کرنا ہے عین زندگی — چشمۂ آب بقا پیش نظر اچھا لگا
فیض ہے ان کا اندھیروں سے چھڑا لائے مجھے — قریۂ جاں میں اجالوں کا سفر اچھا لگا
ملت بیضا کا غم تازہ رہا ان کے حضور — اشک خوں بہنا مجھے اے چشم تر اچھا لگا
خامۂ مژگاں سے لکھا اسم پیغمبر حسن — روشنائی کے لئے خون جگر اچھا لگا

آندھی اور بادل دیکھ کر محبوب خدا کی کیفیات

★ آندھی اور بادل دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام چھوڑ دیتے چاہے نماز میں ہی کیوں نہ ہوں (اور ہماری طرح انجوائے کرنے کی بجائے اللہ سے ڈرتے ہوئے کئی قسم کی دعائیں کرتے ان میں سے ایک یہ دعا ہے) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا۔ اے اللہ میں اس کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور اگر رحمت کی بارش برس پڑتی تو عرض کرتے: اَللّٰهُمَّ صَیِّبًا هَنِیْئًا۔ اے اللہ سیراب کر رچتا بچتا۔

(نمبر ۹۹-۵۰۹۸)

ایک مرتبہ بارش میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے اتار دیئے (یعنی قمیض کے بٹن کھول کر سینہ اقدس ظاہر فرمایا) بارش آپ کے جسم انور پر پڑی تو صحابہ

Scanned with CamScanner

کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا حضور! لِمَ صَنَعْتَ ھٰذَا۔ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: لِاَنَّهٗ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِرَبِّهٖ۔ اس لئے کہ یہ (بارش ابھی ابھی) اپنے رب کے پاس سے آرہی ہے۔ (نمبر ۵۱۰۰)

سبحان اللہ رحمت رب کے پاس سے آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر خوش ہوں اور مجھ جیسا گناہ گار رحمۃ للعالمین کے قدموں میں پہنچ جائے تو زہے نصیب۔ خدا کرے کہ وہ دن جلد آئے:

کبھی وہ کوچہ و بازار دیکھیں — مدینے کے در و دیوار دیکھیں
جو یارو ہو کبھی قسمت ہماری — دیار احمد مختار (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھیں
وہ شہر مصطفیٰ...... ارماں ہمارا — اگر دیکھیں تو پھر سو بار دیکھیں
مدینے کے گلی کوچوں میں گھومیں — جمال مصطفیٰ ضوبار دیکھیں
کھلی آنکھوں سے نظارہ کریں ہم — گلستان...... دشت و در کہسار دیکھیں
زیارت گنبد خضریٰ کریں ہم — حرم کے خوشنما مینار دیکھیں
کبھی مہر و مہ و انجم کو شاہا — تری دہلیز پر ضوبار دیکھیں
مدینے میں بسر وہ زیست عاقل — وہاں کے روز و شب انوار دیکھیں

مرغ تو نماز کے لئے جگائے اور......

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ مرغ کو برا نہ کہو اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ فَاِنَّهٗ يُوْقِظُ لِلصَّلٰوةِ بے شک وہ نماز کے لئے (لوگوں کو) جگاتا ہے۔ (نمبر ۵۱۰۱)

مرغ تو سارے لوگوں کو نماز کے لئے جگائے اور جو انسان ہو کر مسلمان ہو کر خود ہی نماز کے لئے نہ جاگے اور اپنے گھر والوں کو بھی نہ جگائے اس کو پھر کیا کہا جائے کیا یہی اشرف المخلوقات ہونے کا تقاضا ہے؟ حالانکہ جب مرغ دوسروں کو نماز کے لئے جگاتا ہے تو خود بھی اپنے حال کے مطابق نماز ادا کرتا ہوگا کیونکہ یسبح للہ ما فی

السموات وما فی الارض۔ کل قد علم صلاتہ و تسبیحہ۔ نماز بندے کو مولیٰ سے ملاتی ہے۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش پر ان کے کان میں نماز کی طرح خود اذان پڑھی۔ (نمبر ۵۱۰۵)

★ وسوسوں کا آنا ایمان کی علامت ہے اور وسوسوں کے علاج کا وظیفہ۔ (نمبر ۱۱-۵۱۱۰)

★ اقرباء کی مدافعت کرنے والا بہتر ہے جبکہ قصور پر نہ ہوں کیونکہ عصبیت یہ ہے کہ کسی (رشتہ دار) کی ظلم پہ مدد کی جائے۔ (نمبر ۲۰-۵۱۱۹)

★ ایک بندہ ایک قوم سے محبت کرتا ہے لیکن ان جیسے (نیک) عمل نہیں کرسکتا تو حضرت ابوذر کے اس سوال پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَاِنَّكَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ۔ تم اس کے ساتھ ہی ہوگے جس کے ساتھ محبت رکھتے ہو۔ انہوں نے دوبارہ سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا۔ (نمبر ۵۱۲۶)

ہر ذرہ تیرا دیوانہ ہے ہر دل تیرا کاشانہ ہے
ہر شمع تیری پروانہ ہے اے شمع ہدایت کیا کہنا

صحابہ کرام کی خوشی کی انتہاء ہوگئی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کسی بات پر اتنا خوش ہوتے نہ دیکھا جتنا اس بات پہ خوش ہوئے کہ جب ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ: اَلرَّجُلُ يُحِبُّ الرَّجُلَ عَلَى الْعَمَلِ مِنَ الْخَيْرِ يَعْمَلُ بِهٖ وَلَا يَعْمَلُ بِمِثْلِهٖ۔ ایک آدمی دوسرے سے اس کے نیک کاموں کی وجہ سے محبت کرتا ہے لیکن اس طرح کا نیک عمل نہیں کرسکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔ (نمبر ۵۱۲۷)

Scanned with CamScanner

لہٰذا ہمیں اللہ تعالیٰ کے ہر پیارے بندے سے محبت کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ان سے محبت فرماتا ہے اور ان سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے مناصب کو تسلیم کیا جائے اور اللہ تعالیٰ نے حکم بھی تو دیا ہے وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔ ولی نبی نما اور نبی خدا نما ہوتا ہے۔ ولی کی صفات نبی کی صفات کا اور نبی کی صفات خدا کی صفات کا ذہن میں تصور جماتی ہیں۔

بزمِ آخر کا شمع فروزاں ہوا
نورِ اوّل کا جلوہ ہمارا نبی ﷺ

اولاد اور والدین

★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے باپ نے ان سے فرمایا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا کہ کیا کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طَلِّقْهَا۔ طلاق دے دو۔ (نمبر ۵۱۳۸) باپ کے کہنے پر بیوی کو چھوڑنے کا حکم دیا جارہا ہے اور اب ہماری حالت یہ ہوگئی ہے کہ ہزاروں لوگ بیوی کے کہنے پر والدین کو چھوڑ دیتے ہیں۔ رب اور رسول کی رضا بیوی کی رضا میں نہیں بلکہ والدین کی رضا میں ہے۔ اگر دین کے ساتھ ہماری وابستگی کا یہی عالم رہا تو ایمان، اسلام اور قرآن کی باتیں صرف رسمی ہوں گی۔

رہ گئی رسم اذاں روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وفات کے بعد بھی والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی چار صورتیں ہیں: (۱) ان کے لئے دعا و استغفار کرنا۔ (۲) ان کے عہد کو پورا کرنا۔ (۳) اس رشتے کو جوڑنا جو ان کی وجہ سے جڑتا تھا۔ (۴) ان کے دوستوں (پیاروں) کی تعظیم کرنا۔ (نمبر ۵۱۴۳) بلکہ اس آخری بات کو سب سے بڑی نیکی قرار دیا گیا ہے۔ اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْمَرْءِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ بَعْدَ اَنْ يُّوَلِّيَ (نمبر ۵۱۴۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رضاعی والدین کو اپنی چادر پہ بٹھا لیا اور اپنے رضاعی بھائی کے لئے کھڑے ہوگئے اور انہیں اپنے سامنے بٹھا لیا۔ (نمبر ۵۱۴۵) اس سے جہاں قیامِ تعظیمی کا مسئلہ حل ہوا وہاں یہ بھی معلوم ہوگیا کہ بڑا اگر چھوٹے کے لئے یہی معاملہ کرے تو یہ اس کی عزت افزائی کی نشانی ہے اور ازدیاد محبت کی علامت ہے۔

وہ قیام جو منع ہے وہ وہ ہے کہ بندہ خود چاہے کہ لوگ میری تعظیم کے لئے کھڑے ہوں جیسا کہ ابن عامر حضرت معاویہ کے لئے کھڑے ہوئے تو انہوں نے فرمایا بیٹھ جاؤ کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔
(نمبر ۵۲۲۹)

جو یہ پسند کرے کہ لوگ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوں یا کھڑے رہیں وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ کو بنا لے (کیونکہ ایسا شخص متکبر ہے اور اس کے لئے قیام عموماً جبری ہوتا ہے نہ کہ تعظیمی) اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو اپنے تشریف لانے پہ کھڑے ہونے سے منع فرمایا: لَا تَقُوْمُوْا كَمَا تَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ ...... (نمبر ۵۲۳۰) امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ضعیف و مضطرب الاسناد قرار دیا ہے کیونکہ اس کی سند میں ابوالعنبس راوی مجہول ہے لہٰذا اس حدیث سے قیامِ تعظیمی کی ممانعت پہ استدلال درست نہیں۔ (مرقاۃ الصعود للسیوطی عن الطبرانی)

★ تین بیٹیوں کی پرورش کرنے والے، ان کو ادب سکھانے والے، ان کی شادی کرنے والے اور ان سے اچھا سلوک کرنے والے کے لئے جنت واجب ہے۔
(نمبر ۵۱۴۷)

★ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو بھی اسی طرح کا لباس پہناتے جیسا خود پہنتے۔ (نمبر ۵۸-۵۱۵۷)

★ خادم سے ستر بار روزانہ درگزر کرنے کا حکم۔ (نمبر ۵۱۶۴)

Scanned with CamScanner

غلام کو دوگنا ثواب

حضرت نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا نَصَحَ لِسَیِّدِهٖ وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ فَلَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَیْنِ۔

غلام جب اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی اچھے طریقے سے کرے تو اس کے لئے دوہرا ثواب ہے۔ (نمبر ۵۱۶۹)

اگرچہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت اور اسلام کی برکت سے اب ظاہری غلامی کا دور تو نہیں رہا لیکن رہی خیر خواہی تو یہ قیامت تک رہے گی کیونکہ دین سراپا خیر خواہی کا نام ہے لہٰذا کوئی مزدور آجر سے' ماتحت افسر سے حکمران رعیت کی اور رعایا حکمرانوں کی خیر خواہی کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی احسن طریقے سے کرے تو ان کے لئے دوگنا ثواب ہے۔

روایت حدیث کے بارے میں حضرت عمر کی احتیاط

★ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرنے پر گواہ طلب کیا۔ (نمبر ۵۱۸۱) اور فرمایا: اِنِّیْ لَمْ اَتَّهِمْكَ وَلٰكِنَّ الْحَدِیْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَدِیْدٌ (نمبر ۵۱۸۳) میں آپ کو جھوٹا نہیں کہتا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرنے کا معاملہ بڑا نازک ہے۔ اگلی روایت میں ہے کہ میں تجھ پہ تہمت نہیں لگاتا۔ وَلٰكِنْ خَشِیْتُ اَنْ یَّتَقَوَّلَ النَّاسُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

لیکن ڈرتا ہوں کہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف باتوں کو (بلا تحقیق) منسوب کرنے لگیں۔ (نمبر ۵۱۸۴) لہٰذا حضرت عمر کے بارے میں جو یہ آتا ہے کہ وہ حدیث لکھنے سے منع کرتے تھے یا درے مارتے تھے اسکو اسی تناظر میں دیکھا جائے گا اور پھر اس لئے بھی تاکہ قرآن وحدیث میں اختلاط نہ ہو جائے کیونکہ قرآن پاک بعد

میں علیحدہ یکجا لکھا گیا اور اس کے مختلف نسخے مختلف شہروں میں بھیجے گئے اس کے بعد کتابت حدیث میں کوئی خدشہ نہ رہا۔

★ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سلامتی کی دعا (السلام علیک) لینے کے لئے آہستہ سے سلام کا جواب دینا (تاکہ تین بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم السلام علیکم فرمائیں) (نمبر ۵۱۸۵)

جس کو غم جہاں میں بھی یاد رہے غم بے کساں
میری طرف سے ہمنشیں جا کے اسے سلام دے

★ صحابی نے کاشانہ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ (نمبر ۵۲۰۱)

★ مصافحہ کرنے والے جدا ہونے سے پہلے بخش دیئے جاتے ہیں۔

(نمبر ۵۲۱۲)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب سے معانقہ فرمایا:
وَقَبَّلَ مَا بَیْنَ عَیْنَیْهِ اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ (نمبر ۵۳۲۰)

★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بوسی کرنا۔ (نمبر ۵۲۳۲)

★ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زارع کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں چومنا۔ (نمبر ۵۲۲۵)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے تو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما (نے خوش ہو کر) کہا: اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہنستا ہوا رکھے۔ (نمبر ۵۲۳۴)

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

★ بیری کا درخت کاٹنے سے منع فرمایا گیا اور اس پہ وعید کہ اللہ تعالیٰ اسے سر

کے بل دوزخ میں ڈالے گا۔ (نمبر ۴۱-۵۲۳۹)

قیل سدرۃ الحرم او المدینۃ تفصیل دیکھئے (ص ۳۵۵، ج ۲ حاشیہ نمبر ۴)

اتنی ہی بات پہ جنت مل گئی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نَزَعَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ غُصْنَ شَوْكٍ عَنِ الطَّرِيْقِ اِمَّا كَانَ فِيْ شَجَرَةٍ فَقَطَعَهُ وَاَلْقَاهُ وَاِمَّا كَانَ مَوْضُوْعًا فَاَمَاطَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا فَاَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ. ایک بندے نے قطعاً کوئی نیکی نہ کی تھی سوائے ایک کانٹے دار ٹہنی کو راستے سے ہٹانے کے خواہ اسے درخت سے کاٹ کر کسی نے ڈال دیا تھا یا کسی اور طرح (راستے میں) پڑی ہوئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس کام کی قدر کی اور اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ (نمبر ۵۲۴۵)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِسْتَغْفِرُوْا لِصَاحِبِكُمْ اپنے (مرحوم) بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ (نمبر ۵۲۵۷)

★ گرگٹ کو ایک ہی ضرب میں مارنے پہ ستر نیکیاں ملتی ہیں۔ (نمبر ۵۲۶۴)

★ چار جانوروں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔ چیونٹی کو (جلا کر) شہد کی مکھی، ہدہد اور چڑیا کو (نمبر ۵۲۶۷)

★ عورت کے ختنے کا ذکر (امام ابوداؤد کے ہاں اس حدیث کی سند قوی نہیں)

(نمبر ۵۲۷۱)

★ جب عورتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے کے درمیان میں چلنے سے منع فرمایا تو ہر عورت دیوار کے اتنا ساتھ ہو کر چلنے لگی کہ اس کا کپڑا دیوار کے ساتھ اٹک جاتا تھا۔ (نمبر ۵۲۷۳)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ مرد دو عورتوں

کے درمیان چلے۔ (نمبر ۵۲۷۳)

★ ابوداؤد شریف کی آخری حدیث یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يُؤْذِيْنِيْ ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ. انسان زمانے کو گالی دے کر مجھے اذیت پہنچاتا ہے۔ وَاَنَا الدَّهْرُ بِيَدِيَ الْاَمْرُ اُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ. حالانکہ زمانہ تو میں ہوں، اختیار میرا ہے اور رات دن کو میں خود بدلتا ہوں۔ (نمبر ۵۲۷۴) اہل عرب کی عادت تھی کہ جب ان پہ کوئی تکلیف آتی تو زمانے کو برا کہتے کیونکہ ان کا اعتقاد تھا کہ زمانہ ہی فاعل حقیقی ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انا الدھر. یعنی انا الذی احل لھم ذلك لا الدھر۔ میں زمانہ ہوں یعنی ان پہ مصائب میں خود نازل کرتا ہوں نہ کہ زمانہ۔ ولیس المراد ان الدھر اسم من اسماء اللہ تعالیٰ۔ یہ مراد نہیں کہ دھر اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

غیر مقلدین کی توجہ کیلئے ایک انوکھا مضمون

زمانہ طالب علمی میں ایک شوق تھا کہ جو دلیل بھی مسلک حقہ کے بارے میں ملتی چاہے وہ نقلی ہو یا عقلی پورے حوالے کے ساتھ ہو یا نہ ہو اس کو لکھ لیا کرتا تھا بعض باتیں اساتذہ کرام کی زبانی سن کر لکھ لیتا۔ غیر مقلدین حضرات جن کا دعویٰ ہے کہ صرف وہی حدیث پہ عمل کرنے والے ہیں اس موضوع پہ اگر چہ بہت ساری کتابیں علماء نے لکھی ہیں مگر میرے پاس بھی ان نام نہاد اہل حدیث حضرات کے لئے چند اشارات ہیں جو کہ آج سے پچیس سال پہلے درس مشکوٰۃ کے دوران کچھ ابواب سے اپنے اساتذہ کرام سے سنے اور ان کو چند صفحات پہ محفوظ کر لیا چونکہ الزامی جوابات کے لئے اس طرح کے دلائل کام آجاتے ہیں لہٰذا اس ارادے سے انہیں لکھا جا رہا ہے کہ وہ جو اکثر مواقع پہ حدیث کے چند الفاظ پڑھ کر سادہ لوح اہل سنت کو مرعوب کر لیتے ہیں اور اہل سنت چونکہ مودب ہوتے ہیں لہٰذا حدیث کا نام آجائے تو سر تسلیم خم کر لیتے ہیں حالانکہ احادیث تو ہر طرح کی مل جاتی ہیں لیکن ہم ان احادیث پہ عامل ہیں جن پر امت کی اکثریت نے عمل کیا اور فقہاء و مجتہدین نے ان سے مسائل کا استنباط کیا۔ (بہتر تو یہ تھا کہ یہ مضمون مصباح المشکوٰۃ یعنی اپنی کتاب جس میں مشکوٰۃ شریف کی منتخب احادیث کو جمع کیا گیا ہے اس میں لکھا جاتا کیونکہ یہ تمام احادیث مشکوٰۃ شریف میں ہی ہیں اگر چہ ہر حدیث کا اصل ماخذ لکھ دیا گیا ہے لیکن چونکہ ترمذی شریف کی منتخب احادیث کے آخر میں اصول فقہ کے حوالے سے ایک مضمون لکھا گیا ہے تو میں نے سوچا کہ اس

سے ملتا جلتا مضمون ابوداؤد شریف کی منتخب احادیث کے آخر میں بھی ہو جائے کیونکہ دونوں کتب کی منتخب احادیث کو ایک ہی جلد میں شائع کیا جا رہا ہے اور نام بھی ایک ہی رکھا گیا ہے۔ ''راہ ہدایت'' جو کہ فقہاء کرام ہی کی راہ ہے اور یہ صرف احادیث میں ہی نہیں قرآن پاک کی کئی آیات کا بھی ظاہری معنیٰ مراد نہیں لیا جا سکتا ورنہ بہت ساری خرابیاں پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

قرآن پاک سے

مثلاً قرآن مجید کی آیات میں صم بکم عمی فھم لا یرجعون۔ صم بکم عمی فھم لا یعقلون۔ ان میں بالاتفاق بہرے، گونگے اور اندھے سے حقیقتاً بہرے، گونگے اور اندھے مراد نہیں بلکہ سنتے بولتے اور دیکھتے تھے لیکن جب اللہ رسول کی بات نہ سنتے تھے تو ان کو بہرہ قرار دیا گیا جب خدا اور رسول کے حکم کے مطابق نہ بولتے تھے تو ان کو گونگا فرمایا گیا اور جو کچھ اللہ اور رسول ان کو دکھانا چاہتے تھے جب وہ کچھ نہیں دیکھتے تھے تو انہیں اندھا قرار دیا گیا بلکہ ایک قدم اس سے بھی آگے چلیے کہ سننے سے مراد صرف سننا نہیں بلکہ وہ سننا ہے جو ماننے والا سننا ہو۔ جس طرح ایک بندہ آپ کی بات کو سن تو رہا ہے مگر مانتا نہیں ہے تو آپ اس کو کہتے ہیں تو سنتا نہیں یا تو نے میری بات کو سنا ہی نہیں ہے اسی طرح بڑے فصیح و بلیغ ہونے کے باوجود ان کو گونگا قرار دیا گیا۔ کوئی اگر انکار کرے اس حقیقت کا تو اس کو قرآن سے ہی جواب دو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ومن کان فی ھٰذہ اعمٰی فھو فی الاخرۃ اعمٰی۔ جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا تو کیا غیر مقلدین اس قاعدے کو تسلیم کریں گے کہ کوئی جتنا بھی نیک پرہیزگار ہو مگر نابینا ہو تو وہ آخرت میں بھی نابینا ہی رہے گا حالانکہ حدیث میں تو آتا ہے کہ جس کی دنیا میں آنکھیں (کریمتیہ) نہ ہوں اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ صرف اس نعمت کے دنیا میں نہ ملنے پر اس کو جنت عطا فرمائے گا اسی طرح قرآن مجید کی ایک آیت ہے انك لا تسمع الموتٰی۔ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور یہ ان حضرات کا

مردوں کے نہ سننے کے بارے میں بڑا مرغوب موضوع ہے۔ جس پر بڑی بڑی کتابیں لکھی جاتی ہیں اور مناظرے ہوتے ہیں اور اس جوش میں پھر اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا اور اللہ والوں کے کمالات کا بھی انکار کردیتے ہیں حالانکہ یہاں مردوں سے مراد دل کے مردے یعنی کافر ہیں کیونکہ اسی آیت کے آخر میں ہے اذا ولوا مدبرین (النحل:۸۰) جب وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں۔ بندہ پوچھے وہ کس قبرستان کے مردے ہیں جو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں اور پھر واضح حدیث صحیح بخاری میں ہے کہ مردہ کو جب دفن کیا جاتا ہے تو وہ دفن کرکے واپس آنے والوں کے جوتوں کی آہٹ کو بھی سنتا ہے (انہ لیسمع قرع نعالھم) حالانکہ ہوسکتا ہے خود جنہوں نے جوتے پہنے ہوئے ہیں وہ اپنے جوتوں کی آہٹ کو نہ سن سکتے ہوں۔ پھر صحیح مسلم کی حدیث میں موسیٰ علیہ السلام کا معراج کی رات قبر میں کھڑے ہوکر صلوٰۃ پڑھنا، اس کا کون انکار کرسکتا ہے بہرحال قرآن پاک سے بھی اس موضوع پہ کئی اور مثالیں بھی پیش کی جاسکتی ہیں لیکن ہم اس وقت چند احادیث کے ذریعے ان حضرات کی خدمت میں سراپا سوال ہیں کہ ان پر تم کیسے عمل کرتے ہو یا ان کی کیا تاویل کرتے ہو اور تم چونکہ قرآن وسنت کے علاوہ کسی دلیل کو نہیں مانتے تو فقہاء ومحدثین کی راہنمائی کے بغیر پھر تمہارا کیسے کام چلتا ہے؟ یہ میرا ایک عاجزانہ سوال ہے جس کا جواب آپ حضرات نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ قرآن و حدیث سے دینا ہے کیونکہ آپ حضرات تو جب اپنے تاؤ میں آتے ہیں تو جمعہ کی اذان ثانی اور تین طلاق کے مسائل پہ حضرت عمر اور حضرت عثمان کو بھی نہیں چھوڑتے اور برملا کہہ دیتے ہو کہ شریعت حضور کی ہے یا عمر وعثمان کی۔ حالانکہ حضور نے ہی تو فرمایا ہے: علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین۔ اپنی سنت کے ساتھ صرف واؤ سے خلفاء راشدین کی سنت کا ذکر فرمایا ہے کیا عمر وعثمان خلفاء راشدین نہیں یا مھدیین نہیں (نعوذ باللہ) یہاں ثم کا لفظ بھی نہیں ہے کہ آپ اس طرح کی بات کریں کہ ماشاء اللہ وشاء فلاں کہنا منع ہے بلکہ ثم ماشاء فلاں (یہ چونکہ اشارات ہیں اس

لئے ہر بات کی پوری وضاحت نہیں کررہا ورنہ تو یہ موضوع خود ایک کتاب بن جائے گا اہل علم حضرات ان اشارات کو جانتے جائیں گے اور عوام الناس کے لئے اس سے پہلے بہت کچھ لکھ چکا ہوں) بتانا صرف یہ ہے کہ:

یوں نہ نکلیں آپ برچھا تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

اہل علم سے گزارش

اہل علم سے گزارش ہے کہ چونکہ یہ صدری نسخے ہیں اور الزامی باتیں ہیں اس لئے اگر کسی جگہ کمزوری نظر آئے تو میری علمی کمزوری سمجھیں اور میرے اساتذہ کی طرف اس کو منسوب نہ کریں۔ بہت سارے حوالوں کی بھی پوری نشاندہی نہیں کرسکا لیکن الحمدللہ! ہر بات کسی نہ کسی معتبر کتاب سے ضرور مل جائے گی۔ اگر اس موضوع پہ تحقیق شروع ہوجائے گی تو اگلا کام رہ جائے گا یا موخر ہوجائے گا یوں سمجھیں کہ یہ عنوان صرف تفنن طبع کے لئے اس مجموعہ کے آخر میں لکھ رہا ہوں۔ چونکہ ترمذی شریف کے آخر میں اصول فقہ کے بارے میں کچھ لکھا گیا ہے لہٰذا ابوداؤد شریف کے آخر میں اس نعمت کے منکرین کے بارے میں لکھ دیا ہے۔ ذٰلک بانھم قوم لا یفقھون۔ اور نیت صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو فقہاء کرام کی محنت کا مذاق اڑانے کی بجائے ان سے ہدایت لینے کی اور ان کا شکریہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ اگرچہ ان میں اکثر احادیث آپ میرے سابقہ مجموعہ ہائے احادیث میں پڑھ چکے ہیں لیکن بار دگر انہیں میں سے چند کا ذکر کر رہا ہوں، ان کو فائدہ ہو یا نہ ہو کم از کم اپنے لوگ تو ان کی چالبازیوں سے بچ جائیں گے۔ ورنہ واللہ لا یھدی القوم الظالمین۔ مقصد یہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات اپنی اپنی مساجد میں خاص طور پر وہ روایات جو فقہ حنفی کی تائید میں نہیں ہیں بڑے زور وشور سے ان کا پرچار کرتے ہیں۔ مثلاً فجر کے فرضوں کے فوراً بعد سنتوں کی ادائیگی، مغرب کے فرائض سے پہلے دو نفل پڑھنا۔ پچھلے دنوں ایک مسجد میں اعلان ہوا کہ بارش ہو رہی

Scanned with CamScanner

ہے لہٰذا اپنے اپنے گھر میں نماز ادا کرلو۔ نابالغ بچہ امامت کرواسکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔
سوال یہ ہے کہ مندرجہ ذیل روایات جو کہ صحیح کتب میں موجود ہیں ان پہ عمل کیوں نہیں کیا جاتا اوران کا پرچار نہ کرنے کی کیا وجہ ہے صرف فقہ حنفی سے عداوت وبغض؟

جوتے پہن کر نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو؟

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خالفوا الیہود فانہم لا یصلون فی نعالھم. وخفافھم۔
(رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ ص ۷۳ باب الستر)

یہودیوں کی مخالفت کرو پس بے شک وہ جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے۔ کیا غیر مقلدین حضرات اس حدیث پہ عمل کرکے یہودیوں کی مخالفت کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم (جو آپ نے امر کے صیغے سے دیا) پہ عامل ہیں یا ان پہ صرف احناف کی مخالفت کا بھوت ہی سوار ہے جبکہ اس سے اگلی حدیث میں وضاحت بھی ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور (تمام) صحابہ کرام جوتا پہن کر نماز ادا فرماتے۔ لہٰذا قالینوں، صفوں اور دریوں کے خراب ہونے کا بہانہ بنا کر ان احادیث پہ عمل نہ کرنا کہاں تک درست ہے اور بزعم خویش اہل حدیث (غیر مقلدین) علماء اس بارے میں کیا فتویٰ ارشاد فرماتے ہیں؟

علماء نجد سے ایک سوال

اس کے اوپر والی حدیث میں ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن السدل فی الصلوٰۃ (رواہ الترمذی وابوداؤد) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سدل ثوب یعنی کپڑا لٹکا کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ فقہ حنفی میں نماز میں سدل ثوب فی الصلوٰۃ مکروہ تحریمی ہے اور وہ یہ ہے ان یجعل ثوبہ علی راسہ وکتفہ ثم یرسل اطرافہ فی جوانبہ (ہدایہ) کپڑے کو سر اور کندھے پر اس

طرح رکھنا کہ اس کے اطراف آپس میں ملے ہوئے نہ ہوں۔ حج وعمرہ پہ جانے والے تمام لوگ کھلی آنکھوں سے دیکھ کر آتے ہیں کہ ان کے عوام تو عوام آئمہ بھی سرخ رنگ کے رومال اس طرح سر پہ ڈالتے ہیں کہ کنارے جدا جدا رہتے ہیں صرف یہی نہیں بلکہ نماز میں بار بار دونوں ہاتھ کھول کر (عمل کثیر کے ذریعے) ان کناروں سے کھیلتے بھی ہیں اس موقع پر علامہ اقبال کا شعر یاد آجاتا ہے:

ایسے امام سے گزر ایسی نماز سے گزر

اور پھر یہی حضرات جب حرم شریف کے برآمدوں میں درس دیتے ہیں تو بڑے دھڑلے سے کہتے ہیں ابوحنیفہ یوں کہتے ہیں شافعی یوں کہتے ہیں فلاں نے یوں کہا لیکن شیخ (ابن عبدالوہاب) کا اس بارے میں یہ موقف ہے جو کہ قرآن وسنت کے عین مطابق ہے۔ کاش اس کے بعد امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی پیش کردیا جائے لیکن جب فوقیت شیخ کے فرمان کو ہی دینی ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کیوں بیان کیا جائے؟ کیا کیا مسئلہ بیان کیا جائے آج سعودی عرب کے علماء میں سے کوئی بھی عمامہ شریف باندھ کر نماز نہیں پڑھتا تا خاص طور پر حرمین شریفین کے آئمہ میں سے۔ کیا اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد نہیں ہے۔ اس بارے میں ہمارے علماء (جنھیں یہ لوگ سنت کا تارک بدعتی اور خدا جانے کیا کیا کہتے ہیں) جو کچھ لکھا ہے اس میں سے کچھ آپ بھی پڑھ لیں اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرلیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود وسلام بھی پیش کریں اور علماء ربانیین علماء حق کو دعائیں بھی دیں جنھوں نے ہر مسئلہ پہ حضور علیہ السلام کی امت کی خوب راہنمائی فرمائی ہے۔

عمامہ شریف کے بارے میں ارشادات وتصریحات

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اعتمو اتزدادو احلما والعمائم تیجان العرب. (ابن عدی بیہقی)

عمامہ باندھو تمہارا حلم (یعنی حوصلہ اور صبر) زیادہ ہوگا اور عمامے عرب کے تاج

ہیں۔ (شعب الایمان، ج ۵، ص ۱۷۶)

العمائم وقار المومن وعز العرب فاذا وضعت العرب عمائمها وضعت عزها۔ (دیلمی الفردوس، ج ۳، ص ۸۸)

عمامے مسلمان کا وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب عرب عمامے اتار دیں گے، اپنی عزت اتار دیں گے۔

فرق ما بيننا و بين المشركين العمائم على القلانس۔
(کنز العمال ج ۸، ص ۱۸، ابوداؤد ج ۲، ص ۲۰۸، ترمذی، مشکوۃ ص ۳۷۴)

ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔

علامہ مناوی التیسیر شرح الجامع الصغیر میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

فالمسلمون يلبسون القلنسوة وفوقها العمامة اما لبس القلنسوة وحدها فزى المشركين فالعمامه سنة۔

مسلمان ٹوپیاں پہن کر اوپر سے عمامہ باندھتے ہیں (عمامے سے نفرت کی بنا پر) تنہا ٹوپی پہننا کافروں کی وضع ہے تو عمامہ سنت ہے۔ (تیسیر شرح جامع صغیر، ج ۲، ص ۲۶۹)

صرف پگڑی باندھنا کہ نیچے ٹوپی نہ ہو یہ بھی اسلامی طریقہ نہیں ہے۔

لا تزال امتى على الفطرة ما لبسو العمائم على القلانس۔
(دیلمی الفردوس، ج ۵، ص ۹۳، کنز العمال ج ۸، ص ۱۹)

میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

هكذا تيجان الملئكة (ابن شاذان کنز العمال، ج ۱۵، ص ۴۸۳)

فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔

عليكم بالعمائم فانها سيماء الملئكة وارخوالها خلف ظهوركم۔
(المعجم الکبیر للطبرانی، ج ۱۲، ص ۳۸۳، کنز العمال، ج ۸، ص ۱۸، مشکوۃ ص ۳۷۷، الخصائص الکبریٰ ج ۳، ص ۲۰۹)

عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اور ان کے شملے پس پشت چھوڑ دو۔

ان الله عزوجل و ملئكة يصلون على اصحاب العمائم يوم الجمعة
(مجمع الزوائد ج ۲، ص ۱۷۶، معجم کبیر، طبرانی)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

الصلوٰة فى العمامة تعدل بعشر الاف۔ (دیلمی الفردوس، ج ۲، ص ۴۰۹)

عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔

ركعتان بعمامة خير من سبعين ركعة بلا عمامة۔
(مسند الفردوس، ج ۲، ص ۲۶۵)

عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔

العمامة على القلنسوة فصل ما بيننا و بين المشركين يعطى بكل كورة يدورها على راسه نورا۔ (کنز العمال، ج ۱۵، ص ۳۰۵)

ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے۔ ہر پیچ کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اس پر روز قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔

عمامہ شریف سے شیطان لعین کی نفرت

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: میں اپنے والد ماجد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حضور حاضر ہوا اور وہ عمامہ باندھ رہے تھے۔ جب باندھ چکے میری طرف التفات کر کے فرمایا: اتحب العمامة تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو۔ میں نے عرض کی: کیوں نہیں، فرمایا: احبها تكرم ولا يراك الشيطن الا ولى۔ اسے دوست رکھو عزت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا۔

سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول صلوٰة تطوع او فريضة بعمامة تعدل خمسا و عشرين صلاة بلا

عمامة و جمعة بعمامة تعدل سبعين جمعة بلا عمامة۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عمامہ کے ساتھ ایک نماز نفل ہو خواہ فرض بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ کے ستر جمعہ کے برابر ہے۔

ای بنی اعتم فان الملئکة یشھدون یوم الجمعة معتمین فیسلمون علی اھل العمائم حتی تغیب الشمس۔

پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے فرزند عمامہ باندھا کر کیونکہ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھ کر آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ باندھنے والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔

(اسی مفہوم کے لئے دیکھئے کنز العمال، ج ۸، ص ۱۸، لسان المیزان، ج ۳، ص ۲۴۴، ابن عساکر، دیلمی، ج ۳، ص ۷۷، فتاویٰ رضویہ ص ۷۹، ج ۳)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ شریف کے بارے میں کیا خوب کہا ہے:

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

اور عمامہ شریف کے شملہ کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:

پشت پر ڈھلکا سر انور سے شملہ نور کا
دیکھیں موسیٰ طور سے اترا صحیفہ نور کا

عمامہ شریف کے آداب کے سلسلہ میں فتاویٰ رضویہ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

عمامہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت متواترہ ہے جس کا تواتر یقیناً سرحد ضروریات دین تک پہنچتا ہے۔ لہٰذا علماء کرام نے عمامہ تو عمامہ ارسال عذبہ یعنی

شملہ چھوڑنا جو اس کی فرع اور سنت غیر موکدہ ہے اس کے ساتھ استہزاء کو کفر ٹھہرایا۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۶)

عمامہ شریف کھڑے ہو کر باندھا جائے، پیچ سیدھی جانب ہوں، سات ہاتھ سے چھوٹا اور بارہ ہاتھ سے بڑا نہ ہو۔ (فتاویٰ رضویہ بحوالہ فیضان سنت، ص ۴۳۷)

اس بارے میں چند مزید مسائل

★ حضرت امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

کان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یامر بستر الراس بالعمامة او القلنسوة وینھی عن کشف الراس فی الصلٰوة (کشف الغمہ، ج ۱، ص ۸۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں عمامہ یا ٹوپی سے سر ڈھانپنے کا حکم فرمایا کرتے تھے اور نماز میں ننگا سر کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

(ٹوپی کے اوپر) رومال اگر بڑا ہو کہ اتنے پیچ آسکیں جو سر کو چھپالیں (کم از کم تین) تو وہ عمامہ ہو گیا اور چھوٹا رومال جس سے صرف ایک دو پیچ آسکیں لپیٹنا مکروہ ہے اور بغیر ٹوپی کے عمامہ بھی نہ چاہئے نہ کہ رومال، حدیث میں ہے:

فرق ما بیننا و بین المشرکین العمائم علی القلانس

ہم میں اور مشرکوں میں ایک فرق یہ ہے کہ ہمارے عمامے ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔

واللہ تعالی اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۴۱۸)

★ ابونعیم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لاینظر اللہ الی قوم لا یجعلون عمائمھم تحت ردائھم یعنی فی الصلٰوة۔ (الفردوس، ج ۵، ص ۱۴۶)

اللہ تعالیٰ اس قوم کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا جو نماز میں اپنے عمامے اپنی چادروں کے نیچے نہیں کرتے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۴۱۸)

Scanned with CamScanner

★ اعتجار یعنی پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھا مکروہ ہے۔

(مراقی الفلاح ص ۱۹۲، ردالمحتار، ج ۱ ص ۴۸۲، بہار شریعت ج ۳ ص ۸۵)

(شیعہ کتب میں بھی یہی لکھا ہے حالانکہ شیعہ ذاکر اعتجار کے ساتھ ہی پگڑی باندھتے ہیں۔)

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ باندھتے تھے۔ (فروع کافی، ج ۲ ص ۳۹)

(۲) غزوہ بدر میں فرشتے سفید عمامے باندھے ہوئے تھے۔

(فروع کافی، ج ۲ ص ۳۹)

ایک کپڑے میں نماز پڑھنا

بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے کہ حضرت عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی ثوب واحد مشتملا بہ فی بیت ام سلمہ رضی اللہ عنہا واضعا طرفیہ علی عاتقیہ۔ (مشکوٰۃ باب الستر کی پہلی حدیث)

میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کپڑے میں لپٹ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کپڑے کے دونوں کنارے آپ کے مبارک کندھوں پر تھے تو کیا کبھی کوئی ایسا اشتہار کسی نے چھپایا ہے؟ یا کسی مسجد میں کبھی اعلان ہوا ہے کہ اتنی معتبر حدیث ہے لہٰذا آج اس پر عمل کرتے ہوئے ہر نمازی تمام کپڑے اتار کر صرف ایک ہی چادر میں آئے اور اس سنت کو زندہ کر کے سو شہیدوں کا ثواب پالے۔ اگر فقہ کو ماننے والے اپنے فقہاء کی تصریحات پہ عمل کر کے احادیث کے تارک ہیں تو کم از کم اہل حدیث کہلانے والے تو یہ ظلم نہ کریں لیکن وہ شاید اس بات کو نہیں جانتے کہ جو فقہ کی دولت سے محروم ہے اس کے سینے میں حدیث و سنت کا نور نہیں

آسکتا کیونکہ فقہ اسی کو ملتی ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرمالیتا ہے۔ من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین۔ یہی ایک کپڑے میں نماز پڑھنے والی حدیث صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۷۳)

ہر نماز کے لئے الگ وضو کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتوضا لکل صلوٰۃ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے نیا وضو فرماتے تھے۔ اس حدیث کے اگلے الفاظ ہیں۔ وکان احدنا یکفیہ الوضوء مالم یحدث۔ ہم میں سے ہر ایک ایک وضو کے ساتھ کئی نمازیں پڑھنے کو کافی سمجھتا تھا۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷) کبھی کسی نے حضرت انس پہ فتویٰ نہیں لگایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے الگ وضو فرماتے تھے تو آپ کون ہوتے ہیں ایسی بات کرنے والے۔ آج ہمیں کہا جاتا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام نہیں کیا تو آپ کیوں کرتے ہیں یہ تو بدعت ہے تو جب حضور نے ایک کام کیا اور صحابی کہتے ہیں ہم اس کام کے بغیر بھی کام چلا لیا کرتے تھے تو یہ کس زمرے میں آتا ہے اگر کوئی کہے کہ اس سے اگلی حدیث کے اندر ہی اس سوال کا جواب موجود ہے تو اس سے گزارش ہے کہ اسی طرح جو روایات آپ فقہ حنفی کے خلاف پیش فرماتے ہیں ان کا جواب بھی احادیث میں موجود ہے خدا توفیق دے تو تعصب کی عینک اتار کر شرح معانی الاثار (طحاوی) کا مطالعہ ہی کر لیجئے۔

یاد رہے کہ کئی احادیث میں اذا توضأ وضوء الصلوٰۃ کا ذکر آتا ہے کہ جب نماز کا وضو فرماتے تو اس سے فقہاء نے مسئلہ اخذ کیا کہ جن احادیث میں کوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنے کا ذکر ہے مثلاً چکنائی والی چیز یا اونٹ کا گوشت اس سے مراد فقط ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہوگا کیونکہ اگر وضو کا ایک ہی معنی ہوتا تو یہ فرمانے کی ضرورت نہ تھی اذا توضا وضو الصلوٰۃ (عن ابی رافع مشکوٰۃ باب سنن الوضوء کی آخری حدیث)

Scanned with CamScanner

کیا تیمم کے ساتھ نماز نہیں ہوتی؟

اس مسئلہ پہ کتنے ہی مناظرے ہوئے کتابیں لکھی گئیں کہ لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں۔ اس کے بیسیوں جوابات علماء نے دیئے ہیں لیکن میں موضوع کی مناسبت سے ہی عرض کروں گا کہ یہ بھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا صلوٰۃ لمن لا وضوء لہ. جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں (مشکوٰۃ ص ۴۶) تو کیا جس نے تیمم کر کے نماز پڑھی اس کی نماز اس حدیث کے الفاظ کے مطابق ہوئی یا نہ ہوئی۔ حالانکہ اس نے وضو تو نہیں کیا۔ اسی طرح لا وضو لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۴۶) اور لا صلوٰۃ الا فاتحۃ الکتاب کا جو معنی فقہاء کرام نے بیان فرمایا ہے وہی صحیح ہے تاکہ قرآن مجید پہ بھی عمل ہو جائے اور حدیث پاک کا مفہوم بھی قائم و دائم رہے۔ ایسے اختلافات اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت قرار دو گے تو معاملہ بہت دور چلا جائے گا اور کسی کا ایمان بھی سلامت نہ رہے گا کیا صحابہ کرام میں یہ اختلافات نہیں تھے؟ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا الاذنان من الراس (ابن ماجہ، ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۴۶ آخری حدیث) مگر حضرت حماد کہتے ہیں لا ادری الاذنان من الراس من قول ابی امامۃ ام من قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں جانتا کہ یہ قول کہ کان سر کا حصہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے یا ابی امامہ کا اپنا۔ اب یہ فیصلہ اگر فقہاء کرام کا تسلیم نہیں ہے تو اہل حدیث حضرات ہی فرمادیں اور ساتھ دلیل بھی قرآن وسنت کی ہونی چاہئے۔

وضو کے بارے میں وضاحت فرمائیں؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

توضأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرۃ مرۃ لم یزد علی ھذا.

(رواہ البخاری، مشکوٰۃ ص ۴۶ پہلی حدیث) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو میں صرف ایک ایک

مرتبہ اعضاء کو دھویا اس پہ کچھ اضافہ نہ فرمایا۔ کیا ایک سے زائد مرتبہ اعضاء وضو کو دھونا بخاری شریف کی اس حدیث کے خلاف کہہ کر کوئی فتویٰ جڑا جائے گا جس طرح کہ اس سے کم معتبر احادیث چھوڑ کر بہت معتبر اور کئی صحابہ کرام سے مروی احادیث کی بنا پر جب احناف کوئی موقف اختیار کرتے ہیں تو آپ ضرور کوئی نہ کوئی فتویٰ جڑتے ہیں یا کم از کم امام اعظم جیسی ہستی کا نام بھی اتنے روکھے انداز سے لیتے ہیں کہ جس طرح وہ بالکل عام سے آدمی ہوں اور جب اپنے بڑوں کا نام آئے تو میں کیا کیا لکھوں کہ تم کیا کیا لکھتے ہو۔ اس بارے میں صرف ایک ہی کتاب سے چند مشاہیر کے القابات دیکھ لیں پھر خود ہی فیصلہ کرلیں کہ کیا یہی انصاف ہے؟ مثلاً

علماء غیر مقلدین کے القابات

(۱) بدیع الزماں راشد صاحب کے القابات عطاء اللہ ثاقب صاحب نے یہ لکھے ہیں۔ ناصر السنۃ النبویہ، ناصر العقیدۃ السلفیہ، قامع البدعۃ، المجاہد لا علاء کلمۃ اللہ، الصلب فی السنۃ، الملازم للعبادہ، العالم الفاضل، المحدث الفقیہ رئیس المحققین العلامہ الشیخ السید بدیع الدین الشاہ السندی الراشدی۔ (ہدایۃ المستفید ترجمہ فتح المجید شرح کتاب التوحید ج اص ۳۴) یاد رہے پہلے دو القاب میں ناصر کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا معنی ہے "مددگار" اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو مددگار ماننا ان حضرات کے ہاں شرک ہے بلکہ باقاعدہ اس موضوع پہ کانفرنسیں ہوتی ہیں "مددگار صرف اللہ ہے" اور سٹیکرز چھپتے ہیں یا اللہ مدد باقی سب شرک و بدعت۔ اس بارے میں ہماری کتاب مسئلہ توحید و شرک کا مطالعہ فرمائیں۔

(۲) شیخ الکل، امام المتقین، سید المحدثین، تاج فقہاء، علم العلماء، جامع العلوم النقلیہ والعقلیہ، ناصر السنہ النبویہ، عمدۃ العالمین، زبدۃ الکاملین، حجۃ اللہ علی الخلق مجدد القرن، الامام، المحدث الفقیہ الاصولی الشیخ شیخنا السید نذیر حسین (بدیع الدین شاہ راشدی ہدایۃ المستفید ترجمہ فتح الحمید ج اص ۱۰۰) یہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب ہیں دنیا میں

Scanned with CamScanner

کبھی کسی ڈپٹی صاحب کے اتنے القابات نہ دیکھے سنے ہوں گے ان کو بھی راشدی صاحب نے ''ناصر'' مانا ہے ہاں یہ تو ناصر ہو سکتے ہیں کیونکہ ڈپٹی جو تھے اور جب ان حضرات کو کوئی مشکل پیش آتی ہے تو گورنمنٹ کے افسران سے مدد لینا ان کا پرانا وطیرہ ہے جو امریکہ جیسے حرامی کی مدد عراق کے خلاف لے سکتے ہیں وہ شیخ الکل ڈپٹی صاحب کی مدد کے قائل ہو جائیں تو کیا قباحت ہے۔ محمد علی جناح کو قائداعظم کہہ دیں (اگرچہ سیاسی طور پر ہی سہی) تو فوراً کہیں گے کہ قائداعظم تو محمد رسول اللہ ہیں تو کیا امام المتقین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نہیں۔ یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء والرسل بھی ہیں امام المتقین بھی ہیں۔ (آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا، پڑھتا جا شرماتا جا)

(۳) رئیس المفسرین، شیخ المحدثین، امام المناظرین، ابن تیمیہ زماں، شوکانی دوراں، سردار اہل حدیث فی الہند، الشیخ، الامام المتقی، التقی العامل، الورع الکامل، محب السنۃ، محسود اہل البدعۃ، بقیہ السلف، عمدۃ الخلف، مجدد القرن ابوالوفاء ثناء اللہ بن محمد خضر الکشمیر الاصل ثم الامرتسری (ایضاً ص ۱۰۳)

یہ ہیں قاضی ثناء اللہ امرتسری صاحب اگر یہی القابات ہم قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو دیں جو کہ ان کی طرح برائے نام قاضی نہیں بلکہ حقیقتاً قاضی بلکہ قاضی القضاۃ ہیں تو خدا جانے یہ لوگ ہم پہ کیا کیا فتوے لگا دیں۔

(۴) نواب معلّٰی القاب، مرجع العلماء، عمدۃ الحکماء، منبع الفیوض الرحمانیہ، ناشر السنۃ النبویہ، المحدث الفقیہ العلامہ السید صدیق بن حسن بن علی الحسینی البخاری القنوجی البوفالی (ایضاً) نواب صاحب کو القابات کچھ کم ملے ہیں شاید انہوں نے اپنی نوابی کا اظہار پوری طرح نہ فرمایا ہوگا۔ ورنہ ڈپٹی صاحب جتنے القاب تو ملنے چاہئیں تھے۔ (بہر حال! جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے)

(۵) شیخنا العلامہ، المحدث، استاد العلماء، افضل الفضلاء، الصابر، الصائم، الشیخ

الحافظ عبداللہ بن روشن دین امرو بری الامرتسری لاہور (ایضاً) یہ روپڑی صاحب ہیں جن کو ''الروبری'' لکھا ہے کہیں اپنے لئے یہ لفظ سن کر حضرت رو نہ پڑے ہوں کہ مجھے کیا سے کیا بنا دیا ہے لیکن نہیں اتنا تو جانتے ہی ہوں گے کہ روپڑی کو عربی میں روبری ہی کہتے ہیں (تو یہ ان کے پانچ اکابر کے القابات ہیں جنہیں ان کے پنجتن کہہ لیں لیکن آگے کچھ نہ کہیں کہ کہیں شرک نہ ہو جائے کہ اللہ بھی پاک اور یہ بھی پاک)

بات وضو کی چل رہی تھی تو درمیان میں یہ ''جملے معترضے'' کچھ لمبے ہی ہو گئے۔

الغرض حدیث میں دو دو بار اعضاء وضو کا دھونا بھی آیا ہے، تین تین بار بھی۔ (مشکوٰۃ ص ۴۶، بحوالہ بخاری، مسلم) ایک اعرابی کے سوال پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ دھونے کے بعد فرمایا فمن زاد ھذا فقد اساء و تعدی و ظلم۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷، بحوالہ نسائی، ابن ماجہ و روی ابوداؤد معناہ) جو اس سے زائد کرے اس نے برا کیا، زیادتی کی، ظلم کیا۔ حضرت عبداللہ بن زید نے دو دو مرتبہ بیان کر کے فرمایا ہو نور علیٰ نور جبکہ حضرت عثمان نے تین تین بار دھونا بیان کر کے فرمایا (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے) یہ میرا اور پہلے نبیوں کا اور ابراہیم علیہ السلام کا وضو ہے۔ بات کو یہاں ختم کرتے ہیں کہ جب دو مرتبہ دھونا نور علیٰ نور ہے تو تین مرتبہ دھونا کیا ہے؟ یقیناً نور علیٰ نور علیٰ نور ہوا جبکہ یہ حضرات تو ایک بار بھی اللہ کے رسول کو نور کہنے کے روادار نہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک کو تین دفعہ کیسے نور کہیں گے؟

اور جب اس امام کی بات ہوتی ہے جس کی شان میں امام مالک و شافعی و ابن مبارک جیسے رطب اللسان ہیں (مناقب امام اعظم پہ ہماری کتاب دو عظیم راہنما ابوحنیفہ اور رضا کا مطالعہ فرمائیں) تو کس قدر غلیظ زبان استعمال کرتے ہیں کہ ہم اس کو دہرانا بھی مناسب نہیں سمجھتے اس پر حکیم فیض عالم کی کتاب اختلاف امت کا المیہ ص ۳۷-۳۸ پڑھ لیں۔ اور امام صاحب کے بارے میں ان کی اُس قدر غلیظ زبان سے ان کے اپنے بھی تنگ ہیں اور امام صاحب کی شان میں گستاخی کو اپنے لئے روحانی بدعا

Scanned with CamScanner

اور باعث نحوست سمجھتے ہیں چنانچہ ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

غیر مقلدین کو امام اعظم کی بددعا لگ گئی

مشہور مورخ اسحاق بھٹی، داؤ غزنوی صاحب غیر مقلدین کے نامور عالم کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ جماعت اہلحدیث کی تنظیم سے متعلق گفتگو شروع ہوئی، بڑے دردناک لہجے میں فرمایا: مولوی اسحاق۔ ''جماعت اہلحدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بددعا لے کر بیٹھ گئی ہے۔ ہر شخص ابوحنیفہ، ابوحنیفہ کہہ رہا ہے۔ کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ کہہ دیتا ہے۔ پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ اگر کوئی بڑا احسان کرے تو وہ سترہ حدیثوں کا عالم گردانتا ہے جولوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یکجہتی کیونکر پیدا ہوسکتی ہے۔ یا غریبة العلم انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ''

ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا: ''دوسرے لوگوں کی یہ شکایت کہ اہلحدیث حضرات آئمہ اربعہ کی توہین کرتے ہیں، بلاوجہ نہیں ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقہ میں عوام اسی گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں اور آئمہ اربعہ کے اقوال کا تذکرہ حقارت کے ساتھ بھی کر جاتے ہیں۔ یہ رجحان سخت گمراہ کن اور خطرناک ہے اور ہمیں سختی سے اس کو روکنے کی کوشش کرنی چاہئے''۔ (ص ۱۳۶/۸۷)

مشہور مورخ پروفیسر اسلم نے لکھا ''ہمارے علاقے کا ایک بھنگی چند سال ہوئے خاکروبوں میں بھرتی ہو کر سعودی عرب چلا گیا، وہاں قیام کے دوران وہ مشرف بہ اسلام ہوا اور اس نے مسلک اہل حدیث اختیار کرلیا۔ اس نے حج بھی کیا اور اب واپس آچکا ہے۔ میں بھی اس سے مل چکا ہوں۔ وہ اکثر لاؤڈ سپیکر پر اعلان کیا کرتا ہے کہ ابوحنیفہ کو میرے سامنے لاؤ میں اسے نماز کا طریقہ بتاؤں پھر وہ یہ آیت پڑھتا ہے

فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ یقیناً ایک بھنگی سے اس طرح کی باتوں کی ہی امید رکھی جاسکتی ہے۔ ابوحنیفہ کا مقام بھنگی کیا جانے۔

رہے نہ اہل بصیرت تو بے خرد چمکے   فروغ نفس ہوا عقل کے زوال کے بعد

پانی کو کوئی شئے ناپاک نہیں کرتی

حضرت حکم بن عمرو فرماتے ہیں: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يتوضأ الرجل بفضل طهور المراة (مشکوٰۃ ص ۵۰، رواہ ابوداؤد وابن ماجہ والترمذی وزاد بسورها وقال هذا حديث حسن صحيح) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا مرد کے لئے ممنوع قرار دیا۔ حمید الحمیری تابعی فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں چار سال رہنے والے اور وہ بھی ابوہریرہ کی طرح (یعنی ہر وقت رہنے والے) صحابی سے میں نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ عورت بندے کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے اور بندہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۰، بحوالہ ابوداؤد، نسائی) حالانکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل جنابت کرنے والی زوجہ محترمہ کے بچے ہوئے پانی سے وضو فرمایا اور جب انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حالت جنابت میں تھی تو آپ نے فرمایا: ان الماء لا يجنب۔ پانی جنبی نہیں ہوتا۔ (رواہ الترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۴۹) جبکہ ایک حدیث میں فرمایا: ان الماء طهور لا ينجسه شئي۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ ص ۵۱) پانی پاک ہی رہتا ہے کوئی شے اس کو ناپاک کرہی نہیں سکتی۔ لہٰذا فقہاء کرام کی مخلصانہ کوششوں کا مذاق اڑانے والوں کو چاہئے کہ آدھا گلاس پانی اور آدھا گلاس...... ملا کر بے دھڑک پی لیا کریں اور بعد میں یہ نعرہ لگائیں کہ ہم نے حدیث پہ عمل کیا ہے۔ (استغفر اللہ العظیم)

آگ والی چیز کو کھا کر وضو کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا توضؤا مما مست النار۔ جس شے کو آگ نے چھولیا (اس کو

Scanned with CamScanner

استعمال کرنے کے بعد) وضو کرو۔ (مسلم) جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اکل کتف شاۃ ثم صلی ولم یتوضا۔ (متفق علیہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا کندھا (دستی کو) کھایا اور پھر آپ نے بغیر وضو کئے نماز ادا فرمائی (تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھنی ہوئی دستی کھائی تھی یا کچی ہی کھالی تھی) حضرت ابورافع فرماتے ہیں کنت اسوی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطن الشاہ ثم صلی ولم یتوضا۔ (مسلم) حضرت انس، حضرت ابی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم نے گوشت روٹی کھائی اور وضو نہ کیا اور جب حضرت انس نے پوچھا کہ تم نے وضو کیوں نہیں کیا تو دونوں نے یہی جواب دیا کہ ان پاک چیزوں کو کھانے سے وضو کریں۔ حالانکہ لم یتوضا منہ من ھو خیر منک۔ (مشکوٰۃ ص ۴۰ و ۴۱ رواہ احمد) اسی طرح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھنے ہوئے گوشت کی جانب رکھی فاکل منہ ثم قام الی الصلوٰۃ ولم یتوضا۔ آپ نے اس سے کھایا اور پھر بغیر وضو کئے کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی۔ (رواہ احمد، مشکوٰۃ ص ۴۱) یہ حوالے طحاوی، موطا امام محمد یا مسند امام احمد یا کسی اور حنفی محدث کی کتابوں کے نہیں ہیں بلکہ ان کتب کے ہیں جن کو غیر مقلدین حضرات تسلیم کرتے ہیں تو ان مسائل کو بھی قبول کرنا ہوگا اور قرآن وسنت کے مطابق بغیر اجتہاد وقیاس کے ان کی تاویل کرنی ہوگی بلکہ تاویل کی ضرورت کیا ہے جب اہل حدیث ہیں تو عمل کر کے دکھائیں ہم اہل سنت ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت پر عمل کر سکتے ہیں کیونکہ سنت ہوتی ہی عمل کے لئے ہے لہٰذا اہل حدیث بھی وہی ہونا چاہئے کہ جو ہر حدیث پہ عمل کرے۔ میں یہاں معجزات والی احادیث نہیں لکھ رہا کہ جن پہ عمل نہ ہو سکے بلکہ اعمال والی احادیث ہی لکھ رہا ہوں۔

اب جس کے دل میں آئے پائے وہ روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سر بام رکھ دیا

عورت کو چھونے سے وضو کا لازم ہونا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں قبلۃ الرجل امراتہ وجسہا بیدہ من الملامسۃ ومن قبل امراتہ وجسہا بیدہ فعلیہ الوضو۔ بندے کا اپنی عورت کو چومنا اور اپنے ہاتھ سے چھونا ملامست سے ہے (یعنی قرآن پاک میں جو اولمستم النساء آتا ہے جس سے وضو یا غسل فرض ہو جاتا ہے اسی طرح) جو اپنی عورت کا بوسہ لے یا اس کو ہاتھ سے چھوئے تو اس پہ وضو کرنا لازم ہے اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ من قبلۃ الرجل امراتہ الوضو۔ (مشکوٰۃ ص ۴۱ آخری دو احادیث) خود حضرت عمر فرمایا کرتے تھے ان القبلۃ من اللمس فتوضأ وامنہا۔ عورت کا بوسہ لمس سے ہے اس سے وضو لازم ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲-۴۱) لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقبل بعض ازوجہ ثم یصلی ولا یتوضا۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۴۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج کا بوسہ لیتے مگر بغیر وضو کئے نماز ادا کرتے۔ کیا فرماتے ہیں مفتیان اہل حدیث کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور وہ بھی حضرت عمر، ابن عمر اور ابن مسعود جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے خلاف فتویٰ دیتے تھے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

موزوں پہ مسح کرنے کا مسئلہ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کروایا اور جب معاملہ پاؤں تک پہنچا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موزے اتارنے کی طرف بڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے موزے اتارنے سے روک دیا اور فرمایا میں نے انہیں پاؤں دھو کر پہنا ہے (لہٰذا اتارنے کی ضرورت نہیں ہے) فمسح علیہما۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

Scanned with CamScanner

دونوں موزوں کے اوپر مسح کیا۔ (رواہ مسلم) اسی طرح تمام روایات میں موزوں کے اوپر مسح کرنے کا ذکر ہے جبکہ اسی راوی سے اسی غزوۂ تبوک کے موقع کی روایت ہے فمسح اعلی الخف واسفله. حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں کے اوپر بھی مسح فرمایا اور نیچے بھی۔ (مشکوٰۃ ص ۵۴) قطع نظر اس کے کہ محدثین نے اس حدیث کو لیس بصحیح یا ضعیف فرمایا لیکن آپ حضرات جب ان محدثین کے استاذوں اور دادا استاذوں کی بات ماننے (تقلید) کو شرک کہتے ہیں تو آپ کو چاہیئے کہ اپنے لوگوں (مقلدین) کو یہ تلقین کریں کہ یہ کام بھی سنت ہے اور اس پر بھی عمل کیا کرو۔ جب حدیث کی بات ہوگی تو پھر حدیث ہی کی بات کریں نہ کہ کسی راوی یا محدث کی۔ اور اگر آپ راویان حدیث کی تصریحات سے جواب دینے کا حق رکھتے ہیں تو ہم امام ابوحنیفہ کی تصریحات کو کیوں نہیں اپنا سکتے اور یہ شرک کے زمرے میں کیوں آجاتا ہے۔

نہ صدمے تم ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

غسل کے بارے میں سوال

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اذا جلس احدکم بین شعبها الاربع ثم جهدها فقد وجب الغسل وان لم ینزل. (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۴۷) جب تم میں سے کوئی چار گھاٹیوں کے درمیان بیٹھے پھر کوشش کرے تو انزال نہ بھی ہو تو غسل واجب ہے۔ سوال یہ ہے کہ حدیث میں جلس کا لفظ ہے تو اگر کوئی کھڑا ہو کر یہ عمل کرے تو کیا غسل واجب نہیں ہوگا اور اگر آپ اس سے جماع مراد لے سکتے ہیں تو ہم جب قرأت خلف الامام میں قرأت حکمی مراد لیتے ہیں تو وہ کیوں ناجائز ہو جاتا ہے اور آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث اذا جاوز الختان الختان وجب الغسل. (مشکوٰۃ ص ۸۴) کا معنی حکمی کس بنا پر کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ انما الماء من الماء حضرت ابن عباس

کے مطابق احتلام کے بارے میں ہے اور باقی حضرات فرماتے ہیں یہ اول اسلام میں رخصت تھی ثم نهی عنها (رواہ الترمذی وابوداؤد ومشکوٰۃ ص ۴۹) اگر محی السنہ نے کہا ہے هذا منسوخ تو ان کی بات تو معتبر ہو جائے اور امام الائمہ اگر کسی حکم کے منسوخ ہونے کی بات کریں تو وہاں آپ کیوں سیخ پا ہو جاتے ہیں۔

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا مسئلہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: یا عمر لاتبل قائما. اے عمر کھڑے ہو کر پیشاب نہ کر۔ حضرت عمر فرماتے ہیں: فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ. اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ اسی حدیث کے آخر میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۴۳) اگر آپ کہیں کہ آخر میں قیل کان لعذر کہا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل عذر کی وجہ سے تھا تو یہاں تو قیل بھی قابل قبول ہے اور جب فقہاء و مجتہدین قال فرماتے ہیں تو ان کا قال: آپ کو کیوں اچھا نہیں لگتا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں جو تمہیں یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے فلا تصدقوہ تو ہرگز اس کی تصدیق نہ کرنا۔ ما کان یبول الا قاعدا. حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہمیشہ بیٹھ کر ہی بول فرمایا ہے۔ (ترمذی، نسائی، مشکوٰۃ ص ۴۳) اس طرح کی روایات جب عام بندہ پڑھے گا تو ضرور شش و پنج میں مبتلا ہوگا اور اگر غیر مسلم ایسی باتیں پڑھے گا تو اس کو پاکبازان امت، محدثین کرام پہ طعن کا موقع ملے گا اور پھر اس سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر کیچڑ اچھالے گا لہٰذا اس کا بہترین حل یہی ہے کہ بارہ سو سال سے فقہاء و مجتہدین جو محنت فرما رہے ہیں اس کا انکار کرنے کی بجائے جس روایت کو انہوں نے جس معنی پہ محمول کیا ہے اس کا وہی مطلب سمجھا اور بیان کیا جائے تا کہ اسلام کے بارے میں دشمنان اسلام کو جگ ہنسائی کا موقع نہ مل سکے لیکن جن لوگوں کا کام ہی دین میں انتشار پیدا کرنا ہو اور اسلام

Scanned with CamScanner

میں رخنہ ڈالنا ہو اور مساجد کے پرامن ماحول کو خراب کرنا ہو ان کے لئے اس نصیحت کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے اور یہ بات محض افواہ اور ہوائی نہیں بلکہ حقیقی اور باحوالہ ہے اور حوالہ حاضر ہے۔

دین ملاں فی سبیل اللہ فساد

غیر مقلدین کے چودھویں صدی کے مجدد اعظم کے پوتے عبدالغفار سلفی حنفیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے یوں گوہر افشانی کرتے ہیں۔اہل حدیث کی نماز غیر اہلحدیث کی اقتداء میں بہتر نہیں۔اگر سنت اور صحیح مسلک کی اشاعت کی خاطر احناف کی اقتداء میں نماز پڑھی جائے تو جائز کیا بلکہ ضروری ہے کیونکہ آپ احناف کی مسجد میں جا کر صحیح طریقے کے مطابق صحیح وضو کریں گے پھر نماز سنت طریقے کے مطابق آمین و رفع یدین سے پڑھیں گے مقلدین کو تبعین سنت کی نماز کا علم ہوگا وہ آپ سے دریافت کریں گے آپ نے آمین کیوں کہی؟ رفع یدین کیوں کیا؟ آپ ان کو جواب دیں گے سننے والوں میں دس ہوں گے تو ایک تو آپ کا حامی بھی ہوگا۔اس طرح آپ کا مسلک پھیلے گا۔اگر اس پوری کارروائی کی ہمت و جرات نہ ہو تو پھر آپ اہل حدیث مسجد بنانے کی الگ کوشش کریں اور تا قیام مسجد اپنی نماز گھر پر پڑھیں۔(فتاویٰ ستاریہ ج ۴ ص ۲۸-۲۹)

ورنہ تو ان حضرات کا نظریہ یہ ہے کہ قرآن و سنت کے ہوتے ہوئے فقہ مروجہ پہ عمل و عقیدہ رکھنا سخت جرم ہے اور کتب فقہ شریعت اسلام کے بالکل منافی ہیں۔کتاب و سنت کے ہوتے ہوئے اس پہ عمل محض گمراہی اور حرام ہے بھلا اکل حلال کے ہوتے ہوئے خنزیر کھانا کب روا ہے۔(عبدالستار مفتی، خطبہ امارت ص ۱۳)

نمازی کے آگے سے گزرنے کا مسئلہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا (معترضاً فی الصلوٰۃ) اگر جانتا کہ یہ کس قدر (گناہ)

ہے تو قدم اٹھانے کی بجائے سو سال تک کھڑا رہنا اس کے لئے بہتر ہوتا (رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۷۴) اور پھر دیکھئے بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز ادا فرماتے وانا معترضة بينه و بين القبلة كاعتراض الجنازة (مشکوٰۃ ص ۷۴) وہی الفاظ جو اوپر والی حدیث میں ہیں معترضا وہی اس میں ہیں اگر یہ اتنا بڑا گناہ تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو اس سلسلہ میں کبھی تنبیہ نہ فرمائی۔

★ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ عورت، گدھا اور کتا (نمازی کے آگے سے گزرے تو) نماز ٹوٹ جائے گی جبکہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گاؤں میں تشریف لائے ساتھ حضرت عباس بھی تھے۔آپ نے صحرا میں نماز ادا فرمائی، ہماری گدھی اور کتیا آگے کھیلتی رہیں۔فما بالی بذلك تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پرواہ نہ فرمائی (رواہ ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ ص ۷۴) ایک روایت حضرت عبداللہ بن عباس سے ہے کہ بغیر سترہ کے نماز پڑھنے والے کی نماز کو گدھا، خنزیر، یہودی، مجوسی اور عورت توڑ دیتی ہے۔الا یہ کہ پتھر پھینکنے کی مقدار دور سے گزرے۔(رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۷۵) اس مسئلہ کے بارے میں مفتیان اہل حدیث کیا فتویٰ ارشاد فرماتے ہیں؟

انسان کو اشارہ ہی کافی ہے

یاد رہے! غیر مقلدین کی طرف سے تو فقہ حنفی پہ اعتراضات پہ پوری پوری کتابیں چھپی ہوئی ہیں جبکہ علماء احناف نے بھی غیر مقلدین پہ جواباً لکھا اور پھر سوالات بھی کئے ہیں جیسا کہ فقہ الفقیہ میں مولانا محمد بشیر رحمۃ اللہ علیہ کوٹلی لوہاراں کے والد ماجد فقیہ اعظم حضرت مولانا محمد شریف صاحب محدث کوٹلوی نور اللہ مرقدہ نے۔لیکن میرے یہ سوالات میرے اپنے ذہن کی ایک طالب علمانہ کوشش ہے، ہوسکتا ہے اپنوں میں سے کئی حضرات کو عجیب لگیں لیکن جو میرے مخاطب ہیں وہ چونکہ ہر بات پہ حدیث کی

بات کرتے ہیں لہٰذا جواب بھی انہی سے مطلوب ہے ورنہ علماء احناف تو ان سوالات کے جوابات سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ موضوع چونکہ طویل ہو رہا ہے اس لئے اب صرف اشارات ہی کرتا جاؤں گا اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ یہ مشکوٰۃ شریف میں سے چند ابواب سے حاصل شدہ سوالات ہیں اگر حدیث کی کوئی ایک کتاب بھی لے لی جائے تو اس طرح کے ہزاروں نہیں تو سینکڑوں سوالات بن سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے مخاطبین کو تو رفع یدین، آمین بالجہر، فاتحہ خلف الامام، جلسہ استراحت اور دیگر چند اس طرح کے مسائل کے علاوہ کوئی کام ہی نہیں ہے لہٰذا اسی پر مناظرے اور اس پہ کتابیں اور اسی پہ تمام بحثیں ہیں اور اصل اختلاف جو اعتقادات کا ہے اس کی طرف آتے نہیں ہیں۔ کیا کسی صحابی کا عقیدہ تھا کہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نعوذ باللہ گدھے اور بیل سے بھی برا ہے۔ استغفر اللہ۔ اس بارے میں چونکہ اپنے آپ کو حنفی کہلانے والے دیوبندی حضرات بھی ان کے ہم نوالہ، ہم پیالہ ہیں لہٰذا اس طرف نہیں آئیں گے۔ ان لوگوں کی گستاخیاں دیکھنی ہوں تو براہین قاطعہ، تقویۃ الایمان، تحذیر الناس، حفظ الایمان، صراط مستقیم، اوضح البراہین وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت نے کیا خوب کہا ہے:

اُف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا
ظالموں محبوب کا تھا حق یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجئے

اشاروں کی زبان میں غیر مقلدین سے پچاس سوالات

★ لا تشدوا الرحال (مشکوٰۃ ص ۶۸) متفق علیہ حدیث پڑھ کر مزارات پہ جانے سے تو روکا جاتا ہے جبکہ مزارات سے اس حدیث کا تعلق ہی نہیں بلکہ مساجد سے تعلق ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کبھی سواری پہ کبھی پیدل مسجد قبا میں تشریف

لے جاتے (ایضاً) اگر مطلقاً سفر ہی حرام ہے تو بھی اس بارے میں آپ کے علماء کیا فرماتے ہیں؟

★ مسجدوں کو سجانے سے منع فرمایا گیا اور اس کو یہود و نصاریٰ کا طریقہ قرار دیا گیا (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۶۹) لہٰذا اپنی مسجدوں کو سجاوٹوں سے پاک کرو۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نواسی امامہ کو اٹھا کر امامت کروائی، رکوع سجدہ کرتے تو ان کو زمین پہ کھڑا کر دیتے اور پھر اٹھا لیتے (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۹۰)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے التفات فی الصلوٰۃ (نماز میں آنکھوں کے گوشوں سے ادھر ادھر دیکھنے) سے منع فرمایا اور اس کو اختلاس یختسله الشیطان من صلوٰۃ العبد (بندے کی نماز میں سے شیطان کا حصہ) قرار دیا (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۹۰) جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود نماز میں ایسا فرماتے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یلحظ فی الصلوٰۃ یمینا و شمالا۔ (رواہ الترمذی والنسائی مشکوٰۃ ص ۹۱)

★ صلوٰۃ الوسطیٰ کون سی نماز ہے۔ حضرت علی، ابن مسعود، سمرہ بن جندب نے نماز عصر کہا ہے۔ زید بن ثابت، حضرت عائشہ نے ظہر کی نماز فرمایا ہے۔ حضرت علی و ابن عباس رضی اللہ عنہم صلوٰۃ الوسطیٰ صبح کی نماز کو قرار دیتے ہیں۔
(مشکوٰۃ ص ۶۳ فصل ثانی وثالث باب فضائل الصلوٰۃ)

★ سورۃ نجم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدۂ تلاوت فرمایا ہے (رواہ البخاری عن ابن عباس جبکہ بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث جو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ہے اس میں ہے کہ فلم یسجد فیھا سجدہ نہیں فرمایا۔ (مشکوٰۃ ص ۹۳ باب سجود القرآن فصل اول۔

★ لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب۔ یہ شور مچانے والے یہ کیوں نہیں بیان کرتے لا صلوٰۃ بحضرۃ الطعام۔ کھانا موجود ہو تو پھر بھی نماز نہیں ہوتی۔ (رواہ مسلم

Scanned with CamScanner

عن عائشہ، مشکوٰۃ ص ۹۶) من سمع النداء فلم یجبه فلا صلٰوۃ له. جو اذان کی آواز سنے اور اس کا جواب نہ دے (یعنی مسجد میں حاضر ہو کر نماز ادا نہ کرے) اس کی نماز نہیں (جبکہ کوئی عذر نہ ہو۔ عن ابن عباس، مشکوٰۃ ص ۹۷)

★ عورت خوشبو لگا کر عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں نہ آئے۔ (رواہ مسلم عن ابی ہریرہ، مشکوٰۃ ص ۹۶) کیا باقی نمازوں میں خوشبو لگا کر مسجد میں آسکتی ہے۔ اگر نہیں تو پھر صرف العشاء الاخرہ کا ذکر خصوصاً کیوں فرمایا جواب عقلی نہیں نقلی ہو اور حدیث سے ہو۔

★ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کرتے پھر جا کر یہی نماز اپنی قوم کو پڑھاتے (رواہ البخاری مشکوٰۃ ص ۱۰۳) حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز کو دو مرتبہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(رواہ احمد وابوداؤد والنسائی عن سلیمان مولی میمونہ رضی اللہ عنہا، مشکوٰۃ ص ۱۰۳)

★ جمعہ کی نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں جا کر دو رکعتیں ادا فرماتے (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۱۰۴) جبکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا فرمان ہے من کان منکم مصلیا بعد الجمعه فلیصل اربعا (رواہ مسلم) وفی اخری له قال اذا صلی احدکم الجمعه فلیصل بعدها اربعا (مشکوٰۃ ص ۱۰۴ باب السنن وفضائلها فصل اول کی آخری حدیث) حضرت ابن عمر دو بھی پڑھتے اور چار بھی

(ابوداؤد، ترمذی عن عطاء، مشکوٰۃ ص ۱۰۵ باب کی آخری حدیث)

★ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں سنت سمجھ کر پڑھنا مکروہ ہے۔ (متفق علیہ عن عبداللہ بن مغفل مشکوٰۃ ص ۱۰۴) صحابہ کہتے ہیں ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے دیکھتے تھے لیکن فلم یامرنا ولم ینھٰنا نہ ہمیں ان کے پڑھنے کا حکم دیا اور نہ منع فرمایا (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۰۵ عن المختار بن فلفل) حالانکہ عبداللہ بن مغفل والی حدیث میں حکم موجود ہے صلوا قبل صلٰوۃ المغرب بلکہ دو دفعہ فرمایا اس بارے میں کوئی تسلی بخش فتویٰ

جاری فرمائیں۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات تک عصر کے بعد دو رکعتیں ادا فرمائیں (بخاری عن عائشہ رضی اللہ عنہا) جبکہ حضرت عمر لوگوں کو عصر کے بعد نماز پڑھنے پہ مارا کرتے تھے کان عمر یضرب الایدی علی صلٰوۃ بعد العصر (رواہ مسلم عن عبداللہ بن مغفل) اسی سے صاحب مشکوٰۃ نے مغرب کے فرضوں سے پہلے کی دو رکعتوں کے نہ پڑھنے کا اشارہ دیا ہے جیسا کہ اسلوب کلام بتا رہا ہے۔ (ایضاً)

★ وتروں کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ حدیث سے فرمائیں، چار تین، چھ تین، دس تین (ابوداؤد) ایک جگہ ہے سات سے کم نہ پڑھتے اور تیرہ سے زائد نہ پڑھتے (ابوداؤد) ایک میں ہے تین پڑھتے پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ دوسری میں الکافرون اور تیسری میں آخری تین سورتوں کا ذکر ہے پھر فرمایا جو چاہے پانچ پڑھ لے جو چاہے تین پڑھ لے جو چاہے ایک پڑھ لے پھر اس میں دعائیں مختلف ہیں۔

(ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ عن ابی ایوب باب الوتر مشکوٰۃ شریف)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نو رکعتیں پڑھتے آٹھویں رکعت کے سوا کہیں نہ بیٹھتے۔ اسی میں سے تیرہ رکعتیں پڑھتے جن میں پانچ وتر ہوتے اور قعدہ صرف آخر میں ہوتا۔ باب الوتر ابتدائی احادیث جو کہ بخاری و مسلم کی ہیں۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز کو دن کے وتر قرار دیا (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۱۸) اور ظاہر ہے مغرب کی تین رکعتیں ہیں لہٰذا وتر بھی تین رکعت قرار پائے۔

★ نماز چاشت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں میں اتنی اہمیت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن بھی اتنی مصروفیت کے باوجود حضرت ام ہانی کے گھر جا کر غسل فرمایا اور آٹھ رکعات نماز چاشت ادا فرمائی۔ (متفق علیہ عن ام ہانی، مشکوٰۃ ص ۱۱۵) اور اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا جو بارہ رکعات چاشت کی ادا کرے

Scanned with CamScanner

اس کے لئے جنت میں سونے کا محل بنایا جائے گا (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۱۶) ایک روایت میں ہے جو دو رکعات چاشت کی ادا کرتا ہے اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اگر چہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۱۶) حضرت عائشہ فرماتی ہیں آپ نے فرمایا اگر میرے والدین بھی زندہ کر دیئے جائیں تو میں اس نماز کو نہ چھوڑوں (مشکوٰۃ ص ۱۱۶) لیکن بخاری کی حدیث حضرت مورق العجلی سے ہے نہ ابن عمر نے یہ نماز پڑھی نہ حضرت عمر نے اور نہ حضرت ابوبکر نے پوچھا گیا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے تو فرمایا لا اخاله میرا نہیں خیال کہ آپ نے پڑھی ہو۔

(مشکوٰۃ ص ۱۱۶ باب صلوٰۃ الضحیٰ کی آخری حدیث)

★ صلوٰۃ خسوف وکسوف کی تمام احادیث کو پیش نظر رکھ کر تسلی بخش فتویٰ جاری فرمائیں کہ احادیث کے مطابق ان میں رکوعات اور سجدوں کی تعداد کتنی ہونی چاہئے۔

(دیکھئے باب الخسوف مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

★ نجاشی کے جنازہ سے غائبانہ کی دلیل پکڑتے ہو مگر چار تکبیر کا انکار کیوں؟ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۴۴ آخری حدیث) حضرت زید بن ارقم نے پانچ تکبیروں کے ساتھ جنازہ پڑھایا اور پوچھنے پہ فرمایا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکبرھا۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۱۴۵ پہلی حدیث) لوگوں کا (حیرت سے) سوال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ پہلی مرتبہ انہوں نے چار سے زائد تکبیرات کے ساتھ جنازہ پڑھاتے دیکھا ورنہ سوال کرنے کا مطلب؟ تو پھر جنازہ کتنی تکبیرات کے ساتھ پڑھایا جائے۔ پہلی حدیث متفق علیہ ہے اور دوسری صحیح مسلم کی۔ پھر پہلی حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب بھی ماننا ہوگا کیونکہ آپ نے اسی دن لوگوں کو بتا دیا تھا جس دن وصال ہوا حالانکہ کہاں حبشہ اور کہاں مدینہ؟ نعی للناس النجاشی الیوم الذی مات فیه۔

★ جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اگر چہ یہودیہ کا ہو (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۴۴) اس

حکم کا منسوخ ہونا اگر چہ ثابت ہے مگر کیا جواز باقی ہے یا نہیں؟

★ احرام وصوم کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے (عن ابن عباس، متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۷۶) دوسری حدیث میں افطر الحاجم والمحجوم ہے کہ پچھنے لگوانے والے اور لگانے والے کا روزہ ختم ہو گیا۔ حضرت انس سے پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں پچھنے لگوانا آپ لوگ روزہ دار کے لئے مکروہ سمجھتے تھے تو انہوں نے فرمایا لا الا من اجل الضعف۔ نہیں مگر صرف کمزوری کی وجہ سے (رواہ البخاری، مشکوٰۃ ص ۱۷۷) کہاں افطار اور کہاں کراہت۔ لہٰذا لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب میں اگر صلوٰۃ کامل معنی کر لیا جائے گا تو اس حدیث کی بنا پر کیوں نہ درست ہوگا؟

★ سفر میں روزہ رکھنے کی اجازت دی (متفق علیہ) اور یہ بھی فرمایا: لیس من البر الصوم فی السفر (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۷۷) اس کے بارے میں حدیث کی روشنی میں واضح حکم بتائیں۔

★ کسی کے ذمے روزے ہوں اور وہ فوت ہو جائے تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۷۸) نافع نے ابن عمر سے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جو مر جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۷۸ فصل ثانی کی پہلی حدیث)

★ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار چیزوں کو کبھی نہیں چھوڑا ان میں سے ایک عشرہ ذی الحجہ کے روزے ہیں۔ (رواہ النسائی مشکوٰۃ ص ۱۸۰) جبکہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صائما فی العشر قط (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۱۷۹) میں نے کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عشرہ ذی الحجہ کے روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

Scanned with CamScanner

★ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا (متفق علیہ، مشکوۃ ص ۲۳۵) جبکہ حضرت ابورافع بیان کرتے ہیں نکاح بھی حلت میں ہوا شب زفاف بھی وکنت انا الرسول بینھما میں خود دونوں میں قاصد تھا۔ (رواہ الترمذی، مشکوۃ ص ۲۳۶)

★ رافع بن خدیج فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کی کمائی (پچھنے لگانے کی کمائی) کو خبیث قرار دیا (رواہ مسلم، مشکوۃ ص ۲۴۱) جبکہ حضرت انس فرماتے ہیں ابوطیبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پچھنے لگائے تو آپ نے حکم دیا کہ اس کو ایک صاع کھجوریں دو اور اس کے خراج میں بھی کمی کردو۔ (متفق علیہ، مشکوۃ ص ۲۴۲ پہلی حدیث)

★ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ الشفعة فی کل شیء (رواہ الترمذی مشکوۃ ص ۲۵۷) حق شفعہ ہر شے میں ثابت ہے اور حضرت عثمان فرماتے ہیں لا شفعة فی بئر ولا فحل النحل۔ (رواہ مالک، مشکوۃ ص ۲۵۷)

★ حضرت جابر سے روایت ہے بعنا امھات الاولاد علی عھد رسول اللہ و ابی بکر فلما کان عمر نھانا عنه فانتھینا۔ (رواہ ابوداؤد مشکوۃ ص ۲۹۵) ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں امہات الاولاد کی بیع کیا کرتے تھے جب حضرت عمر کا دور آیا تو آپ نے ہمیں اس سے روک دیا پس ہم رک گئے (کسی نے نہ کہا کہ جب حضور علیہ السلام نے نہیں روکا تو آپ کیوں روکتے ہیں جس طرح تین طلاق کے مسئلہ میں غیر مقلدین کہتے ہیں کہ شریعت حضور کی ہے یا عمر کی؟ کیونکہ وہ صحابی تھے وہابی نہ تھے)

★ حضرت عائشہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ چوتھائی دینار سے کم کی چوری پر چور کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں (متفق علیہ، مشکوۃ ص ۳۱۳) جبکہ حضرت ابوہریرہ سے انڈا، رسی کی چوری پر بھی ہاتھ کاٹنا منقول ہے اور یہ حدیث بھی متفق علیہ ہے۔ (مشکوۃ ص ۳۱۳)

★ حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر والوں کے پاس سفر سے رات کو واپس آنے سے منع فرمایا (متفق علیہ، مشکوۃ ص ۳۳۹) جبکہ ص ۳۴۰ پر حضرت جابر ہی سے ابوداود شریف کے حوالے سے ہے رات کے شروع والے حصے میں سفر سے واپسی کو آپ نے بہت اچھا قرار دیا ہے۔

★ حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موتیوں کی تھیلی آزاد عورت اور لونڈی میں تقسیم فرمائی اور آپ ہی فرماتی ہیں۔ کان ابی یقسم للحر والعبد (راہ ابوداؤد مشکوۃ ص ۳۵۶) جبکہ میرے والد آزاد مرد اور غلام میں تقسیم کرتے تھے (حضرت عائشہ نے بھی نہ کہا کہ حضور علیہ السلام تو ایسا کرتے تھے اور آپ یوں کرتے ہیں آج اللہ کے حکم صلوا علیه وسلموا تسلیما پہ جھگڑا کیا جاتا ہے کہ کیوں پڑھتے ہو، جب مطلقاً حکم الٰہی ہے تو جب بھی پڑھو حکم الٰہی پہ ہی عمل ہو رہا ہے)

★ حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دی (متفق علیہ، مشکوۃ ص ۳۵۹) اور حضرت خالد بن ولید فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ (رواہ ابوداؤد والنسائی مشکوۃ ص ۳۶۱) اسی طرح گوہ کا گوشت آپکے سامنے کھایا گیا اور آپ دیکھتے رہے (گویا اجازت دی) اور ابوداؤد ہی کی روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن بن شبل سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں منع بھی فرمایا ہے:

ان النبی صلی اللہ علیه وسلم نھی عن اکل لحم الضب۔

(مشکوۃ ص ۳۶۱)

★ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جلالہ (نجاست کھانے والی گائے) کا گوشت کھانے اور دودھ پینے سے منع فرمایا ہے (ترمذی) ابوداؤد میں ہے کہ اس پہ سواری کرنے سے بھی منع فرمایا۔ (مشکوۃ ص ۳۶۱) آپ کے علماء اس بارے میں کیا فتویٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ خوب مزے لے لے کر کھاتے

Scanned with CamScanner

ہیں یا منع فرماتے ہیں۔ یا فقہاء کرام کا ہی مذاق اڑاتے ہیں۔ ان دلائل میں سے اگر بعض کو آپ نے اپنایا اور بعض کو انہوں نے اپنالیا تو صرف اپنے دلائل کو دیکھ کر ان کو مخالفین حدیث ٹھہراتے ہیں یا ان کے دلائل پہ بھی نظر فرماتے ہیں۔

★ باپ دادا کی قسم اٹھانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے مگر حضرت لُجیع العامری فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود باپ کی قسم اٹھائی قال ذلك وابی الجوع (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۳۷۰) ان احادیث پہ ہمارے علماء کے حاشیے دیکھے بغیر جواب دینا ہوگا تاکہ پتہ چلے آپ لوگ کتنے پانی میں ہیں۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر (کوئی مشروب) پینے سے منع فرمایا بلکہ فرمایا فمن نسی منکم فلیستقیٔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۳۷۰) جو بھول کر پی لے وہ قے کردے (وضو کا بچا ہوا پانی اور زمزم کا یہ حکم نہیں) جبکہ ترمذی کی روایت ہے آپ نے خود کھڑے ہوکر پانی پیا اور بیٹھ کر بھی (مشکوٰۃ ص ۳۷۱) اور ابن عمر سے ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں چلتے پھرتے کھاتے بھی تھے اور کھڑے ہوکر پیتے بھی تھے۔

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۷۱)

اسی لئے فقہاء نے فرض، واجب، سنت، موکدہ، غیر موکدہ، اسات، خلاف اولیٰ، حرام، مکروہ تحریمی، تنزیہی، اباحت وغیرہ اصطلاحات قائم کی ہیں تاکہ ہر بات کو نافرمانی اور حرام وخلاف سنت کہہ کر ان جلیل القدر ہستیوں کی توہین کر کے کسی کا ایمان خراب نہ ہو کہ اگر یہ لوگ دین پہ عمل نہیں کرتے تھے تو پھر کون کرے گا؟ مخاطب چونکہ غیر مقلد ہیں لہٰذا وہی اس بارے میں غور کریں ہمارے فقہاء نے تو ہر بات نکھار کر لکھ دی ہے اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے حضور علیہ السلام کی امت کی خوب خوب راہنمائی فرمائی ہے۔

★ حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (گھر میں) ایک بستر مرد کا، دوسرا عورت کا، تیسرا مہمان کا اور چوتھا شیطان کا ہے (رواہ مسلم،

مشکوٰۃ ص ۳۷۳) اہل حدیث حضرات اس حدیث پہ کہاں تک عمل کرتے ہیں وہ خود جانتے ہیں۔

★ انگوٹھی پہننے کے بارے میں دو احادیث ہیں دونوں ابوداؤد کی ہیں عبداللہ ابن جعفر فرماتے ہیں کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتختم فی یمینه اور ابن عمر سے ہے کان النبی یتختم فی یسارہ (مشکوٰۃ ص ۳۷۸) کسی تیسری حدیث کی رو سے فیصلہ آپ فرمادیں کہ انگوٹھی کس ہاتھ میں پہننی چاہئے۔

★ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلنے سے منع فرمایا (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۳۸۰) جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اور حضرت عائشہ بھی ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلے ہیں

(ترمذی عن القاسم بن محمد عن عائشہ رضی اللہ عنہا، مشکوٰۃ ص ۳۸۰)

★ روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، عن عبداللہ بن مغفل) مگر خود کثرت کے ساتھ کنگھی فرمائی یکثر دھن راسه و تسریح لحیة (عن انس، مشکوٰۃ ص ۳۸۱) عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بالوں کو زیادہ سنوارنے سے منع فرمایا (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۳۸۲) دوسری حدیث میں ہے من کان له شعر فلیکرمه جس کے بال ہوں وہ ان کو سنوار کر رکھے۔

(ابوداؤد عن ابی ہریرۃ، مشکوٰۃ ص ۳۸۲)

★ سفید بالوں کو اکھیڑنے سے منع فرمایا اور ان کو نور المسلم قرار دیا اور فرمایا کانت له نورا یوم القیمة پھر ان کا رنگ بدلنے کا حکم بھی دیا (یہ تینوں احادیث کتب صحاح کے حوالے سے مشکوٰۃ ص ۳۸۳ پر موجود ہیں) حضرت انس فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگایا (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۳۸۴) جبکہ حضرت عثمان بن عبداللہ فرماتے ہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بال مبارک نکالا (موئے مبارک کی زیارت کرائی) تو وہ مخضوب (اس

Scanned with CamScanner

پہ خضاب لگا ہوا تھا) (رواہ البخاری، مشکوۃ ص ۳۸۴)

★ زخم کو داغنے سے منع فرمایا (رواہ البخاری عن ابن عباس مشکوۃ ص ۳۸۷) مگر حضرت جابر وسعد رضی اللہ عنہما کے زخم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود داغا (رواہ مسلم مشکوۃ ص ۳۸۷) اور حضرت ابی کے زخم کو داغنے کے لئے طبیب کو بھیجا۔ جس نے ان کا زخم داغا (رواہ مسلم عن جابر، مشکوۃ ص ۳۸۷) اسی طرح دم کرنے کی اجازت بھی عطا فرمائی (عن عائشہ، عن ام سلمہ، عن جابر، عن عوف بن مالک مشکوۃ ص ۳۸۸) پھر دم کرنے اور داغنے کو توکل کے خلاف بھی قرار دیا (عن المغیرۃ بن شعبۃ، رواہ الترمذی، مشکوۃ ص ۳۸۹) لا عدوی فرمایا (عن جابر رواہ مسلم مشکوۃ ص ۳۹۲) حالانکہ مجذوم کو دور سے بیعت فرمایا اور فرمایا ان قد بایعناك فارجع (رواہ مسلم عن عمرو بن الشرید) دوسری طرف مجذوم کا ہاتھ پکڑا، اس کو اپنے ساتھ بٹھایا اور کھانا کھلایا (عن جابر، رواہ ابن ماجہ، مشکوۃ ص ۳۹۲)

★ خط لکھ کر اوپر مٹی ڈالنے کا حکم دیا (رواہ الترمذی عن جابر، مشکوۃ ص ۳۹۹) لکھنے والے کو قلم کان پہ رکھنے کا حکم دیا (رواہ الترمذی، مشکوۃ ص ۳۹۹ عن زید بن ثابت) کیا اہل حدیث حضرات ان احکام پہ بھی عمل کرتے ہیں اور ان روایات کو بھی احادیث مانتے ہیں۔

★ عند الملاقات جھکنے، چومنے سے منع فرمایا (عن انس، رواہ الترمذی، مشکوۃ ص ۴۰۱) جبکہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ملاقات کے وقت خود چوما قبلہ (عن عائشہ، رواہ الترمذی، مشکوۃ ص ۴۰۳) اس طرح جعفر بن ابی طالب کو قبل ما بین عینیہ، عن الشعبی، (مشکوۃ ص ۴۰۲) پہ اور بھی احادیث دیکھیں۔ وفد عبد القیس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بھی چومے اور پاؤں بھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کا ہاتھ چومتیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا اور ایک دوسرے کے لئے کھڑے بھی ہوتے جبکہ صحابہ کرام کو منع فرمایا کہ لاتقوموا، کھڑے نہ ہوا کرو یہ عجمی لوگوں کا طریقہ ہے پھر بھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھتے تو گھر میں داخل ہونے تک صحابہ

کرام کھڑے رہتے (عن ابی ہریرہ، مشکوۃ ص ۴۰۳) اب بتاؤ کس کس پر کیا کیا فتویٰ لگاؤ گے؟ اس لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر فقہاء کرام اور علماء حق کی تصریحات سامنے نہ رکھی جائیں تو صرف حدیث پڑھنے سے عام بندے کے گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔ لہٰذا احادیث کو سمجھنے کے لئے سلف صالحین کی راہنمائی کی اشد ضرورت ہے۔ خود آپ کے اپنے عوام وہ کرتے ہیں جو آپ ان کو بتاتے ہیں تو اور تقلید کیا ہوتی ہے؟ جبکہ دلائل تو دونوں طرف موجود ہیں تو گویا انہوں نے آپ کی بات کو بے دلیل مانا۔

★ پشت کے بل یعنی چت لیٹنے (مستلقیا) ایک پاؤں دوسرے پہ رکھ کر سونے سے منع فرمایا (رواہ مسلم، مشکوۃ ص ۴۰۴) جبکہ حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں بالکل اسی طرح لیٹے ہوئے دیکھا۔ (متفق علیہ، مشکوۃ ص ۴۰۴) اسی طرح کی کوئی تیسری حدیث آپ کے پاس ہے تو اس کے ذریعے جواب عنایت کریں ورنہ فقہاء ومجتہدین ومحدثین کو گالیاں دینے کی بجائے دعائیں دیں جنہوں نے اس طرح کی احادیث میں تطبیق دیگر امت پہ بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔

★ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نام (یعلی، برکہ، افلح، یسار، نافع وغیرہ) رکھنے سے منع فرمانے کا ارادہ کیا ولم ینہ عن ذلك۔ لیکن منع نہ فرمایا (رواہ مسلم، مشکوۃ ص ۴۰۷)

لیکن حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا تھا۔ (رواہ مسلم، مشکوۃ ص ۴۰۷)

★ اشعار وشعراء کی مذمت بھی فرمائی اور خود اشعار سنے بھی پڑھے بھی، پسند بھی فرمائے (دیکھئے پورا باب البیان والشعر ۴۰۹)

★ غیبت کرنے والوں کو نماز، روزہ قضا کرنے کا اور وضو دوبارہ کرنے کا حکم دیا (روی البیہقی عن ابن عباس فی شعب الایمان، مشکوۃ ص ۴۱۵)

Scanned with CamScanner

کیا آپ کے مفتیانِ کرام کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

★ عبادت میں اللہ کے علاوہ (غیر) کی نیت کرنے کو آپ حضرات بھی شرک فرماتے ہیں اور حدیث میں بھی حضرت ابوہریرہ سے ہے قال اللہ تعالیٰ انا اغنی الشرکاء عن الشرك من عمل عملا اشرك فيه معی غیری ترکته وشرکه وفی روایة فانا منه بریٔ هو للذی عمله (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۵۴) وعن ابی سعید بن ابی فضالہ، فصل ثانی کی پہلی حدیث جبکہ ہجرت جیسے عظیم عمل میں عظیم صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اور اس کے رسول کی نیت کی اور پھر حضور کی بارگاہ ناز میں عرض بھی کیا یا رسول اللہ ما كانت هجرتی للمال وما كان الا للہ ولرسوله۔ (مشکوٰۃ ص ۳۲۶) اس مسئلہ میں ذرا تفصیلی وضاحت فرمائیں کیونکہ آپ حضرات کو ایسی باتوں میں کچھ زیادہ ہی شرک دکھائی دیتا ہے۔

★ دجال کی دائیں آنکھ "کانی" ہوگی یا بائیں، حضرت عبداللہ سے روایت ہے وان المسيح الدجال اعور عين اليمن كان عينه عنبة طافية یعنی دائیں آنکھ کانی ہوگی (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۴۷۲) جبکہ صحیح مسلم کے حوالے سے حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الدجال اعور العين اليسرى کہ اس کی بائیں آنکھ کانی ہوگی۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷۳) شاید آپ کا فتویٰ ہو کہ دونوں ہی کانی ہوں گی۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے بارے میں مشکوٰۃ ص ۵۲۱ باب المبعث و بدء الوحی کی ابتداء میں بخاری و مسلم کی احادیث ابن عباس اور حضرت انس جیسے جید صحابہ کرام سے ہیں۔ ساٹھ سال، تریسٹھ سال، پینسٹھ سال اس بارے میں آپ حضرات قرآن و سنت سے کیسے فیصلہ فرمائیں گے۔ ذرا ہمیں بھی آگاہ کریں اور کسر کو شامل کرنے نہ کرنے کے چکر میں نہ پڑیں کیونکہ یہ تو پھر تقلید ہو جائے گی۔

★ حضرت علی سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کے علاوہ کسی

کے لئے اپنے والدین کو فدا کرنے کا ذکر نہیں فرمایا: فداك ابی و اُمی (مشکوٰۃ ص ۵۶۵) متفق علیہ۔ صفحہ کی آخری حدیث۔ ص ۵۶۷ صفحہ کی پہلی حدیث۔ لیکن بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث حضرت زبیر سے بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو بنی قریظہ کی خبر لائے پس میں گیا اور جب واپس آ کر خبر دی تو جمع لی رسول الله صلی الله عليه وسلم ابويه فقال فداك ابی و امی۔ (مشکوٰۃ ص ۵۶۵) اب بتاؤ کہ باب مدینۃ العلم کے علم میں کمی نکالو گے یا کوئی اس سے بڑھ کر گستاخی کرو گے۔

★ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں زمین پہ جتنے بھی چلنے والے ہیں ان میں سے حضرت عبداللہ بن سلام کے علاوہ میں نے کسی کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ انه من اهل الجنة یہ جنت والوں میں سے ہے۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۵۷۵) حالانکہ عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کا نام لے کر فرمایا ابوبكر فی الجنه، عمر فی الجنه...... ایسی باتوں کو لے کر ہی فقہاء پر طعن کرتے ہو ناں، تو ان جلیل القدر صحابہ کے بارے میں کیا کہو گے۔

★ آخری بات یہ ہے کہ مسئلہ ثابت کرنے کا تم نے ایک ہی طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ قرآن و سنت کے ظاہری الفاظ پہ اکتفا کر لیتے ہو حالانکہ اس طرح کئی مقامات پر تمہیں پریشانی ہوگی۔ مثلاً قرآن میں ہے کہ والدین کو اف نہ کہو تو کیا اس سے والدین کو مارنا بطریق اولیٰ ثابت نہیں ہوگا۔ یا صرف اف کہنا ہی جائز نہیں باقی مار کٹائی میں کوئی حرج نہیں۔ حدیث شریف میں ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده۔ کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں تو کیا صرف زبان سے اور ہاتھ سے ہی مسلمان کو تکلیف پہنچانا منع ہے اگر پاؤں سے ٹھڈے مارے جائیں تو اس کی اجازت ہے؟ تو فقہاء نے عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص اور اقتضاء النص، حقیقت مجاز صریح کنایہ، خاص عام مشترک مؤول۔ خفی مشکل مجمل متشابہ وغیرہ اصطلاحات قائم فرمائی ہیں یہ با قاعدہ

قرآن و احادیث میں جاری ہوتی ہیں اور انہی کے ذریعے ہی مذکورہ سوالات کے جوابات حاصل ہوسکیں گے۔ لہٰذا ہمیں ان کا شکرگزار ہونا چاہئے۔ باقی ہدایت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ اب آپ کی مرضی ہدایت سے دور رہ کر ظالم بنے رہیں یا ادب کا دامن تھام کر ان کے لئے دعا گو رہیں کیونکہ۔

الایمان کله ادب.

از خدا جوئیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب